



حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد رفیع قادری علیہ الرحمہ کے
علمی و تحقیقی مقالات و مضامین، تصنیفات و تالیفات اور فتاویٰ
کے تعارف و تبصرہ پر مشتمل علمائے کرام کے مقالات کا گرانقدر انتخاب

یاد ہی امین شریعت بریلی شریف

کا

نقشات تاج الشریعہ منار



مدیر اعلیٰ
محمد اشرف رضا قادری

ناشر
تحریک امین شریعت بریلی شریف

مشمولات

- 8 نذر عقیدت
- 9 حضور تاج الشریعہ کے مشن کی اشاعت --- (اداریہ)
- پیغامات**
- 21 حضرت علامہ مفتی محمد سلمان رضا خان قادری بریلوی
- 21 حضرت علامہ مفتی محمد عسجد رضا خاں قادری
- 22 حضرت علامہ سید محمد حسین میاں مدظلہ العالی
- 23 حضرت علامہ سید غیاث الدین ترمذی محمدی قادری
- 24 حضرت علامہ سید شاہ گلزار اسماعیل واسطی قادری اسماعیلی
- 25 حضرت علامہ سید اولاد رسول قدسی مدظلہ العالی
- 28 حضرت مولانا سفیان رضا خان
- 30 حضرت مولانا ڈاکٹر محمد امجد رضا امجد
- 32 حضرت مولانا محمد ملک الظفر سہرامی
- 33 حضرت مولانا مفتی شمشاد احمد مصباحی
- 35 حضرت علامہ مولانا مفتی عیسیٰ رضوی
- 37 حضرت مولانا مفتی اختر حسین علی
- 38 حضرت مولانا ڈاکٹر نجم القادری
- 39 حضرت مولانا محمد سلمان رضا فریدی صدیقی مصباحی
- 41 حضرت مولانا توفیق احسن برکاتی
- 43 حضرت مولانا محمد قمر الزماں مصباحی مظفر پوری

- 44 حضرت مولانا غلام مصطفیٰ النعمی
- 45 حضرت علامہ مفتی محمد عبدالمعنی رضوی
- 46 حضرت مولانا مفتی محمد مجیب الرحمن رضوی مصباحی
- 48 حضرت مولانا مفتی عبدالمالک مصباحی
- 49 حضرت مولانا مفتی ثناء احمد خان مصباحی
- 52 حضرت مولانا محمد بلال انور رضوی
- 54 حضرت مولانا محمد عبدالرزاق پیکر
- 56 حضرت مولانا محمد نعیم الحق رضوی ازہری
- 57 حضرت مولانا مفتی فیضان المصطفیٰ قادری رضوی
- 60 حضرت مولانا محمد جمال انور رضوی
- 61 حضرت مولانا محمد صابر رضا رہبر مصباحی
- 63 حضرت مولانا سید محمد ارشد اقبال رضوی مصباحی
- 65 حضرت مولانا شا کر القادری فیضی صاحب
- 66 پروفیسر عبدالحمید اکبر
- 68 حضرت مولانا مفتی آل مصطفیٰ رضوی مرکزی
- 70 حضرت مولانا جلال الدین رضوی
- 72 میثم عباس قادری رضوی لاہور پاکستان
- 72 مولانا عبد الجبار رضوی
- 73 حضرت مولانا قادر ولی قادری رضوی جیبی

مقالات

- 77 حضور تاج الشریعہ: حاسدین کے۔۔۔ مفتی خالد علی رضوی شمش

- 86 حضور تاج الشریعہ کے ہمراہ ایک سفر مولانا شکیب ارسلان رضوی
- 91 حضور تاج الشریعہ اور مسلک اعلیٰ حضرت مولانا ڈاکٹر نجم القادری رضوی
- 119 حضور تاج الشریعہ کا علمی استحضار مفتی محمد مشکور ازہری
- 124 حضور تاج الشریعہ اور اتباع شریعت مولانا محمد نوشاد عالم مصباحی
- 127 ایک عاشق رسول کا سفر آخرت مولانا حسان المصطفیٰ قادری
- 132 حضور تاج الشریعہ اور ان کا علمی مقام مولانا جلال الدین رضوی

تجزیات

- 138 حضور تاج الشریعہ: عربی تصانیف کا تعارف مولانا طارق انور مصباحی
- 161 تاج الشریعہ کی نگارشات ---- مفتی ذوالفقار خاں نعیمی
- 177 سعودی مظالم کی کہانی ----- مولانا نور الہدیٰ مصباحی

مطالعات

- 188 الحق المبین: ایک مطالعہ مفتی راحت خان رضوی
- 215 آثار قیامت: ایک تحقیقی مطالعہ مولانا غلام مصطفیٰ نعیمی
- 231 سنوچپ رہو: ایک تعارف مفتی ولی محمد رضوی باسنی
- 235 ملفوظات تاج الشریعہ: ایک مطالعہ مولانا ظہار النبی مصباحی
- 251 ”تیسیر الماعون للسکین فی الطاعون“ ---- مولانا مجاہد حسین رضوی مصباحی
- 260 شرح حدیث الاخلاص کا ایک علمی جائزہ مولانا محمد حنیف حبیبی مصباحی
- 275 شرح حدیث نیت: محدثانہ مہارت --- ڈاکٹر محمد عرفان محی الدین قادری
- 287 مترجم ”المعتقد والمعتقد“: ایک مطالعہ مفتی ولی محمد رضوی باسنی

تحقیقات

- 291 ثانی کا مسئلہ: تحقیقی معنویت اور تعمق نظر مولانا شاہد القادری رضوی

- 299 حضور تاج الشریعہ کی تحقیقی کتاب --- مولانا زہار احمد مجیدی ازہری
- 311 حضور تاج الشریعہ کی فقہی بصیرت مفتی شمیم اختر مصباحی
- 322 بخاری شریف پر حواشی: ایک علمی جائزہ مولانا محفوظ عالم رضوی
- 329 فتاویٰ تاج الشریعہ میں حزم و احتیاط کے پہلو مفتی اعجاز احمد مصباحی
- 336 تین طلاق کا شرعی حکم: ایک تحقیقی جائزہ مولانا اصغر علی قادری رضوی
- 343 تاج الشریعہ کا رسالہ ”تین“ --- مولانا ولی اللہ قادری
- 351 حضور تاج الشریعہ کی کتب --- مفتی مقصود ضیائی

عرفانیات

- 360 حضور تاج الشریعہ اور درس بخاری مفتی شمشاد احمد مصباحی
- 368 حضور تاج الشریعہ کے چند --- مفتی عبدالحنان مصباحی
- 384 تاج الشریعہ کے فتاویٰ میں --- عتیق الرحمن رضوی، مالیگاؤں
- 392 تاج الشریعہ کے مواظ کی --- وسیم احمد رضوی، مالیگاؤں
- 397 تاج الشریعہ کی تصانیف کی فہرست مولانا عطاء النبی مصباحی
- 407 حضور تاج الشریعہ کہیں شبنم تو کہیں طوفان سید عبدالمسجود حبیبی

اسلوبیات

- 412 فن ترجمہ نگاری میں حضور تاج الشریعہ --- مولانا ڈاکٹر شفیق اجمل قادری
- 428 ہجرت رسول ﷺ: اسلوب بیان --- غلام مصطفیٰ رضوی مالیگاؤں

انتقادیات

- 436 سفینہ بخشش میں باطل فرقوں کی --- مولانا کیف الحسن قادری
- 463 سفینہ بخشش میں فرقہ ہائے باطلہ کی تردید غلام مصطفیٰ رضوی

ادبیات

- 475 حضور تاج الشریعہ کے اشعار میں --- مولانا قمر الزماں مصباحی

- 480 حضور تاج الشریعہ کی نعت نگاری مولانا محبوب گوہر
- 488 سفینہ بخشش میں قرآنی تلمیحات مفتی عبدالملک مصباحی
- 496 سفینہ بخشش: ایک بیش بہا ادبی و شعری مرقع مولانا طفیل احمد مصباحی
- 507 سفینہ بخشش: فکر رضا کی روشنی میں ڈاکٹر معین احمد خاں بریلوی
- 522 حضور تاج الشریعہ کے اردو کلام میں --- مولانا کاشف رضا مصباحی
- 546 حضور تاج الشریعہ کی شاعری کا فنی جائزہ مظفر مینائی کوکاتا
- 566 حضور تاج الشریعہ اور عشق رسول: --- مولانا قاسم عمر رضوی، افریقہ
- 574 حضور تاج الشریعہ کی منقبت نگاری --- مولانا شہادت حسین مصباحی
- 579 حضور تاج الشریعہ: اشعار اور --- سید خادم رسول عینی

منظومات

- 586 حضرت علامہ سید اولاد رسول قدسی مصباحی
- 587 حضرت مولانا محمد سلمان رضا فریدی صدیقی مصباحی
- 588 حضرت مولانا محبوب گوہر اسلامپوری
- 589 حضرت مولانا مفتی عیسیٰ رضوی صاحب (قنوج)
- 590 حضرت مولانا مفتی شا کر علی مصباحی رضوی
- 591 حضرت مولانا ڈاکٹر منصور فریدی صاحب
- 592 حضرت مولانا قمر الزماں مصباحی مظفر پوری
- 593 حضرت مولانا مبارک اڑیسی
- 594 حضرت مولانا پھول محمد نعمت رضوی مظفر پور بہار
- 595 حضرت مولانا اشرف رضا قادری

نذر عقیدت

اس عظیم ذات کی بارگاہ میں نذر گدایا نہ جس نے لاکھوں بیمار و حووں کے عیوب و امراض کو دیکھ کر ان کا اس طرح علاج فرما دیا کہ اب وہ بدعقیدگی اور بد عملی کے مہلک جراثیم سے نجات پا کر صحیح معنوں میں مومن بن گئے، جس جگہ تشریف فرما ہوتے تو معلوم ہوتا کہ چاند اپنی تمام تر جلوہ آرائیوں کے ساتھ زمین پر اتر پڑا ہے، جو امام احمد رضا کے علوم کے وارث تھے، جو مفتی اعظم کے سچے جانشین تھے، یعنی نواسہ مفتی اعظم، نبیرہ حجۃ الاسلام، شہزادہ مفسر اعظم، حضرت علامہ

مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری

علیہ الرحمۃ والرضوان جنہیں دنیا ”تاج الشریعہ، قاضی القضاۃ فی الہند، فخر ازہر، شیخ المحدثین، بدر المحققین جیسے عظیم الشان خطاب سے یاد کرتی ہے۔

محمد اشرف رضا قادری

اداریہ

حضور تاج الشریعہ کے مشن کی اشاعت اقتضائے عہد ہے!

محمد اشرف رضا قادری

اللہ کے وہ عظیم بندے جو مقام ولایت و مقبولیت پر فائز ہوتے ہیں، ان کی شان و عظمت مشیت ایزدی کی طرف سے قلوب مومن میں راسخ کر دی جاتی ہے۔ ان کی طرف دل کھینچے چلے آتے ہیں۔ ان کی طرف پاکیزہ طبیعتیں خود مائل ہو جاتی ہیں۔ ان سے انسیت و لگاؤ ایسا ہو جاتا ہے کہ شعور عظمت و تقدس کی گواہی دیتا ہے اور زباں ان کے ذکر خیر سے تر رہا کرتی ہے۔ حضور تاج الشریعہ بدرالطریقۃ قاضی القضاۃ فی الہند حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات انھیں نفوس قدسیہ میں سے ہے جن کی محبت و عظمت کی قدیلیں رب تعالیٰ فکر و باطن میں روشن کر دیتا ہے۔ جن کی عظمتوں کے نقوش دلوں پر کندہ ہو جاتے ہیں۔ جن کے نام پاک کا تقدس ایمان کے لیے تازگی اور عقیدے کے لیے تابندگی کا سبب بن جاتا ہے۔ جن کی یادیں دلوں کا چین ہوتی ہیں۔ جن کا تصور ایمانی لذتوں سے شادماں کرتا ہے۔ جن کا ذکر جمیل برکت و رحمت کی فضا ہموار کرتا ہے۔ جن کے خیال سے اجالے چھا جاتے ہیں۔ اندھیرے مٹ جاتے ہیں۔

ہاں! ہمیں ناز ہے کہ ہم ایسے عظیم اور جلیل القدر ولی کامل کے دامن اقدس سے وابستہ ہیں۔ ہمیں فخر ہے کہ ہم نے حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ سے محبت و عقیدت کا تعلق رکھا۔ اور ان کی محبتوں کے چراغ روشن کرنے کا عزم مصمم رکھتے ہیں۔ ہمیں وہ لمحات

یاد آتے ہیں جب ان کے چہرہ زیبا کی زیارت سے شاد ہوا کرتے تھے۔ وہ لمحے تو شہنشاہِ حیات بن گئے جو بارگاہِ حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ میں گزرے۔ وہ لمحے یادگار بن گئے جن میں ہم نے حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ سے اکتسابِ فیض کیا۔

نسبتوں کی بہاریں:

روحانی نسبتوں نے مسلمانوں کو ناگفتہ بہ حالات میں بڑا سہارا دیا ہے۔ تاریخِ اسلامی کا مطالعہ اس جہت کو خوب اجاگر کرتا ہے۔ ایسے دور میں جب کہ مسلمان سیاسی طور پر روبہ زوال تھے، مراکزِ علم و فن روحانی نسبتوں سے عاری کیے جا رہے تھے۔ فلاسفہ کی موشگافیوں کے بطن سے دہریت کا فتنہ سرا بھار رہا تھا۔ بغداد مقدس کی زمیں لادینی تفکرات و تخیلات کی محور بنتی چلی جا رہی تھی، حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اسلام کے نظامِ روحانیت کو زندہ کیا۔ دلوں کو خوش گوار انقلاب سے آشنا کیا۔ جس سے مادیت کے شرارے بجھ گئے۔ اسلامی علوم کی خوشبو پھیل گئی۔ حضور غوثِ اعظم نے ایک طرف دین سے کورے شریعت سے بیزار طبقے کی اصلاح کی تو دوسری طرف لادینی فلاسفہ کو دین کے روحانی فیوض و برکات سے آشنا کیا۔ لاکھوں فکروں کو تاب کیا۔ اسلامی علوم و فنون کی ترویج و اشاعت کی۔ اور نسبتوں کی بہاریں عطا کیں۔

ہندوستان کی سرزمین پر غوثِ اعظم کی نسبتوں کے امین امام احمد رضا قادری برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے عہد میں تجدیدی و روحانی کارناموں کے ذریعے تعلیماتِ غوثِ اعظم کی یاد تازہ کر دی۔ آپ نے سلسلہ قادریہ کی جس وسیع پیمانے پر اشاعت کی وہ برصغیر کی تاریخ کا تاباں و روشن باب ہے۔ جس کے دوش پر بریلی کی مرکزی حیثیت بھی اجاگر ہوتی ہے۔

مرکزیت ہے بریلی کو نصیب

نقطہ پر کار ہے احمد رضا

حضور حجۃ الاسلام و حضور مفتی اعظم علیہا الرحمہ نے اپنے اپنے عہد مبارک میں امام احمد رضا قادری برکاتی کے فیضانِ روحانیت و چشمہٴ علم و فضل کے ابر بارندہ بن کر خلق کثیر کو سیراب کیا۔ قادریت کے جامِ لُٹائے۔ شریعت و طریقت کی حقیقی تدریس واضح فرمائیں۔ انھیں کی نیابت کو وارثِ علوم اعلیٰ حضرت حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے کما حقہٗ نبھایا۔ امام احمد رضا کی علمی وراثت و مفتی اعظم کی جانشینی کا فریضہ انجام دیا۔ حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسلام کے روحانی نظام کا فیض ساری دنیا میں عام کیا۔ ایسے وقت میں جب کہ مادیت نے ذہنوں کو ماؤف کر دیا تھا۔ درس گاہوں میں علم تو موجود تھا روح تقویٰ عنقا تھی، آپ نے اسلامی تقویٰ شعار زندگی کا عملی نمونہ پیش فرما کر روحانی زندگی کی لذتوں سے آشنا کیا۔ آپ کا یہ احسان عظیم ہے کہ جس جگہ گئے قادریت کی نسبت پاک سے لاکھوں افراد کو مستفیض کیا۔ ایسا کہ زباں پر بے ساختہ یہ شعر آجاتا ہے۔

اے خدا اختر رضا کو گلشنِ اسلام میں

رکھ درخشاں ہر گھڑی اپنی رضا کے واسطے

ہمہ گیر مقبولیت:

بے شک آپ کی ذات غوثِ اعظم کی روحانی نسبتوں کی امین ہے۔ آپ نے اپنے عہد میں اسلاف کے مسلک عشق و عرفان کی سوغات تقسیم کی۔ اسلاف کی پاکیزہ حیات کی یاد تازہ کر دی۔ اسلاف کے مشن کی اہمیت اجاگر فرمائی۔ جہاں گئے دلوں میں بس گئے۔ جس محفل میں پہنچے محفل کی جان بن گئے۔ جس شہر میں گئے رونق ہی رونق ہو گئی۔ جس بستی میں پہنچے دیوانہ وار خلقت ٹوٹ پڑی۔ ملک و بیرون ملک سب جگہ یہی عالم تھا۔ مقبولیت ایسی کہ اپنے تو اپنے ہیں پر اے بھی عظمتوں کے قائل، استقامت و عزیمت کے قائل ہیں۔ کئی مقامات سے ایسی رپورٹیں کثرت سے ملتی رہیں کہ صرف چہرہ دیکھا اور دل کی دنیا بدل گئی۔ ایمان راسخ ہو گیا۔ اللہ والوں کی ایک پہچان یہ بھی ہے کہ چہرہ دیکھیں گے

اللہ کے ولی کا، اور زبان پر ذکر الہی جاری ہوگا۔ حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی یہی شان ہے۔ جو عطاءے الہی ہے کہ چہرہ آپ کا دیکھ کر ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ زباں سبحان اللہ پکار اٹھتی ہے۔ کتنے ہی مشرکین و باطل مذاہب کے ماننے والوں نے زیارت کر کے ایمان قبول کیا۔ عقیدہ باطل سے توبہ کی۔ بیعت و توبہ کی سعادت پانے والے تو ایک ایک وقت میں لاکھوں لاکھ افراد مشاہدہ ہیں۔

بلاشبہ یہ مقبولیت دین پر استقامت، شریعت مطہرہ کی پابندی، اتباع سنت اور اسلاف کی دینی خدمات کو اگلی نسلوں تک پہنچانے کے سبب ملی۔ تفقہ فی الدین اور استقامت کا یہ عالم کہ جس کا اعتراف حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کے مخالفین بھی بحسب طور پر کرتے ہیں۔

ہم نے حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی شان بے نیازی دیکھی۔ دنیا میں رہ کر دنیا سے یوں بے رغبتی، اللہ والوں کی ہی شان ہے۔ حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے عملی جہت سے اسلاف کی مثالی حیات کی قدریں اجاگر کیں۔ ان کی پاکیزہ حیات کا عملی نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ کبھی اصولوں سے سمجھوتہ نہ کیا۔

تفقہ فی الدین:

حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو شرعی فیصلے صادر فرمائے اس میں کبھی مداخلت، مصالحت سے کام نہیں لیا۔ اللہ و رسول کی رضا و خوشنودی کے مقابل کسی کی راضی یا ناراضی کی قطعی پرواہ نہ کی۔ اپنا ہو یا پرایا جو حق ہے وہی کہا۔ جو سچ تھا وہی بتایا۔ جو حکم شریعت تھا وہی سنایا۔ جسے حکم شرع کا مخالف پایا اس کی فوری اصلاح کی۔ آپ نے اپنے شرعی فیصلوں سے کبھی رجوع نہیں کیا۔ جس کی وجہ استقامت ہے۔ بندہ مومن جب رضائے الہی کے لیے اپنی حیات کا لمحہ لمحہ وقف کر دے تو اسے کسی کی کیا پرواہ ہوگی۔ اسے تو مولیٰ تعالیٰ کی رضا عزیز ہوگی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی میں اسے خوشی

ہوگی۔ حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ تفقہ فی الدین میں امام احمد رضا قادری برکاتی اور حضور مفتی اعظم کی حیات پاکیزہ کا عکس جمیل تھے۔ اسی لیے آپ کے شرعی فیصلوں میں استدلال کی قوت بھی ہے اور اشاعت حق و صداقت کا جو ہر بھی۔ یہی وہ وصف ہے جو معاصرین میں آپ کو امتیازی شان عطا کرتا ہے۔

اختر قادری خلد میں چل دیا:

ایک مدت سے یہ تمنا تھی کہ وہ دور پھر آئے گا جب ہم حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کے دوروں سے فیض یاب ہوں گے۔ میرے پیرومرشد حضور امین شریعت حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد سبطین رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ کے چمن زار علاقہ چھتیس گڑھ میں حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی آمد نے بڑا سہارا دیا۔ تمنا تھی کہ حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری سے دین کے مقابل پیدا ہونے والے کئی فتنوں کا سد باب ہوگا۔ لیکن علالت کا عرصہ طویل رہا۔ جس کے سبب مسافرت موقوف تھی۔ گرچہ آپ کا فیض روحانی آج بھی برس رہا ہے۔

۷ / ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ / ۲۰ جولائی ۲۰۱۸ء کو حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال اہلسنت کے لیے غم و اندوہ کا سبب بنا۔ ہر آنکھ بھیگ گئی۔ ہر شہر، ہر قریہ، ہر قصبہ میں اضطراب کی لہر دوڑ گئی۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کی محبت دلوں میں ڈال دیتا ہے۔ سمیتوں سے لوگ دیوانہ وار چل پڑے۔ کسی نے نہیں کہا کہ بریلی چلنا ہے، سب نے از خود سفر شروع کیا۔ کہاں کہاں سے پہنچے۔ شرق سے غرب سے، شمال سے جنوب سے۔ دیوانہ وار پروانے ٹار ہونے کو پہنچ رہے تھے۔ سبھی جنازہ پڑھنے کی سعادت پانے کو بے چین تھے۔ مضطرب و بے قرار تھے۔ بریلی میں سروں کا سمندر جمع ہو گیا۔ اس لیے کہ۔

اختر قادری خلد میں چل دیا

خلد واپس ہر اک قادری کے لیے

ہم نے دیکھا۔ مشاہدہ کیا۔ انبہ کثیر، اثر دہام لیکن کوئی بد نظمی نہیں، کوئی افراتفری نہیں، سکون ہی سکون۔ کوئی ناخوشگوار واقعہ ظہور پذیر نہیں ہوا۔ کیوں کہ حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کے مہمان تھے۔ سب مطمئن تھے۔ نہ کھانے کی پروا، نہ پینے کی فکر، ایک ہی لگن کہ حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی زیارت ہو جائے۔ ان کی بارگاہِ ناز میں حاضری ہو جائے۔ ان کے عقیدت مندوں میں شمار ہو جائے۔ ان کی رہ گزر میں قیام ہو جائے۔ ان کے حضور حاضری کی سعادت مل جائے۔ ان کے درِ پاک کی جارب کشی کی سعادت مل جائے۔

بہر کیف! دنیا نے وہ اثر دہام ملاحظہ کیا جس نے ان کی مقبولیت کا سراغ دیا۔ ان کی عظمتوں کا پتہ دیا۔ ان کی محبتوں کا پروانہ عطا کیا۔ ان کی بارگاہِ الہی میں مقبولیت کا عالم دیکھا گیا۔ وہ عالم کہ سب دم بخود ہیں۔ سب محو حیرت ہیں۔ ایسی مقبولیت کہ بڑے بڑے سادات کرام، علماء، مشائخ ذی منصب سب فدا ہو رہے ہیں۔

موجودہ عہد میں حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات پاک تنہا اس منزل پر فائز ہے کہ عجم کیا عرب میں بھی آپ کی عظمتوں کی قندیل روشن ہے۔ یورپ و امریکہ و افریقہ سبھی علاقوں میں تعزیتی محافل منعقد ہوئیں۔ علماء و مشائخ کرام، سادات عظام نے تعزیت کی۔ ایصالِ ثواب کے توشے بچھا ور کیے۔ خدمات کا ذکر جمیل کیا۔ تفقہ و تحقیق کی عظمتیں اجاگر کیں۔ آپ کے وصال کو ناقابلِ تلافی نقصان قرار دیا۔

اب بھی ان کا فیض جاری ہے۔ اب بھی ان کی بارگاہ سے تصلب فی الدین کی سوغات بٹ رہی ہے۔ اب بھی ان کے فیض کرم سے مسلمان سرفراز ہو رہے ہیں۔ اب بھی ان کا دریائے علم رواں دواں ہے۔

احمد رضا کا تازہ گلستاں ہے آج بھی

خورشیدِ علم ان کا درخشاں ہے آج بھی

امام احمد رضا کے علم و فضل کے وارث نے علومِ رضا کی خوشبو پھیلائی۔ روحانیت کی شمعیں حریمِ قلب و نظر میں روشن کر دیں۔ تحفظِ ناموسِ رسالت ﷺ کے لیے اپنی حیات کے ہر لمحے وقف کر دیے۔ مسلکِ اہلسنت جس کی متبادل تعبیر مسلکِ اعلیٰ حضرت ہے، کے لیے حضور تاج الشریعہ نے اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کر دیا۔ اور انعام یہ ملا کہ آج ان کا نام و کام بھی روشن ہے۔ ان کا نام حق کی علامت بن چکا ہے۔ ان کی بارگاہ مرجعِ روحانیت بن چکی ہے۔ ان سے وابستگی باعثِ صداقتِ خیر ہے۔ ان کے دامنِ کرم سے وابستہ ہو کر کاروانِ اہلسنت مطمئن ہے۔

حضور امین شریعت و حضور تاج الشریعہ کا فیضانِ کرم:

راقم کا پورا خاندان حضور امین شریعت رحمۃ اللہ علیہ سے نسبتِ بیعت و ارادت رکھتا ہے۔ آج ہمارا ایمان و عقیدہ محفوظ ہے تو یہ امین شریعت کی عطا و نوازش کا ثمرہ ہے، تقریباً گیارہ برسوں تک حضور امین شریعت کی بارگاہ میں رہنے کا مجھے شرف حاصل ہوا۔ جو میرے لیے توشہٴ آخرت بن گیا۔ ان کی خدمتِ بابرکت میں کیا گیا کہ ”تم نے خرید کر مجھے انمول کر دیا“ اپنی خدمتِ اقدس میں رکھ کر اس خادم پر احسانِ عظیم فرمایا۔ آپ کی بارگاہِ اقدس میں خدام کی کمی نہ تھی۔ حضور امین شریعت کی بے پناہ نوازشات رہیں۔ ان کی عطائیں ہم رکاب رہیں۔ ان کے فیضان سے نوازے جاتے رہے۔ زمانہٴ طالب علمی سے ہی حضرت کافی کرم فرماتے تھے، مجھے وہ لمحہ بھی یاد ہے جب کہ میری فراغت کو ایک سال باقی تھا کہ حضور امین شریعت نے از خود اس فقیرِ حقیر سراپاِ تقصیر کو سندِ خلافت عطا فرمائی۔ وہ عظیم خلافت جس کا میں اہل نہ تھا۔ جسے بارگاہِ غوثِ اعظم سے خاص نسبت تھی۔ قادریت کا جام تھا جو مجھے حضور امین شریعت کی بارگاہِ عالی سے عطا ہوا۔

میری فراغت ۲۰۱۰ء میں ہوئی اور حضور امین شریعت نے اس نعمتِ عظمیٰ سے ۲۰۰۹ء میں سرفراز کیا جب کہ محرم الحرام کی ۱۳ تاریخ تھی۔ حضور امین شریعت کے

وصال کے بعد حضرت علامہ محمد عسجد رضا خاں قادری دام فیوضہ کے توسط سے حضور تاج الشریعہ نے خلافت مع سند عطا فرمائی۔ یوں حضور تاج الشریعہ کا روحانی دامن بھی ملا۔

حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ سے میری پہلی ملاقات بریلی شریف میں ہوئی۔ حضور تاج الشریعہ، حضور امین شریعت سے ملاقات کی غرض سے سوداگران سے کانکر ٹولہ تشریف لائے۔ میں نے مشاہدہ کیا بلکہ بارہا مشاہدہ کیا کہ جیسے ہی دونوں بزرگوں کی ملاقات ہوتی تو ان کی محبت، عقیدت و احترام کا عالم دیدنی ہوتا۔ اور جب مصافحہ کی ساعت سعید آتی تو دونوں ایک دوسرے کی دست بوسی میں سبقت لے جانے کی سعی جمیل کرتے۔ اس پر کیف منظر کو فقیر کی نگاہوں نے بارہا دیکھا۔ حضور امین شریعت کے آخری ڈھائی تین سال بریلی شریف میں گزرے، اس دوران حضور امین شریعت کی طبیعت کافی علیل تھی اور علالت وضعف کے باعث حضرت کی معروضات کی ترجمانی راقم کرتا تھا۔

آخر کے تین سال جو بریلی شریف میں گزرے، اس وقت حضور تاج الشریعہ بریلی شریف میں ہوتے تو؛ ہفتے میں ایک مرتبہ اور کبھی دو تین مرتبہ، حضور امین شریعت کی عیادت کے لیے کانکر ٹولہ ضرور تشریف لاتے، کبھی کبھی ایسا ہوتا کہ روم میں صرف حضور امین شریعت، حضور تاج الشریعہ اور یہ فقیر ہوتا۔ جو گفتگو ہوتی، دونوں بزرگوں کے فرمودات کی ترجمانی کرتا۔ دونوں بزرگوں کی آپسی محبت و عقیدت مثالی تھی۔ جب بھی حضور تاج الشریعہ چھتیس گڑھ تشریف لاتے تو تبلیغ دین کے ساتھ ساتھ حضور امین شریعت سے ملاقات و عیادت کا قصد بھی فرماتے۔ حضور امین شریعت کے یوم ولادت پر کانکر ٹولہ چھتیس گڑھ میں ہر سال پروگرام ہوا کرتا تھا، جس میں حضور تاج الشریعہ کو مدعو کیا جاتا اور حضرت نجویشی رضا مندی کا اظہار فرماتے۔ جب بھی کانکر ٹولہ تشریف لاتے تو حضور امین شریعت سے کافی دیر مسائل و دیگر دینی و شرعی امور پر گفتگو ہوتی۔ تقریباً تین سال مسلسل تشریف لائے۔ اس کے بعد حضور امین شریعت بریلی شریف تشریف لے گئے اور وہیں

مستقل سکونت اختیار فرمائی۔ اور وصال فرمایا۔

ایک مشاہدہ:

ہمیشہ میرے دل میں یہ بات کھٹکتی رہتی تھی کہ معلوم نہیں حضور امین شریعت کے وصال کے بعد حضرت کی آخری خدمت غسل تدفین وغیرہ میں میری شرکت ہو پائے گی یا نہیں، لیکن یہ حضور امین شریعت کی کرم نوازی اور محبت اور شہزادہ امین شریعت حضرت علامہ سلمان رضا خاں صاحب کی خصوصی توجہات کہ ہر کام میں پیش پیش رکھا، غسل کے وقت بھی موجود تھا، اور تدفین کے وقت بھی، قبر میں اترنے کا موقع میسر آیا، بعد وصال جب بھی حضور امین شریعت کی یاد ستاتی تو حضور تاج الشریعہ کی بارگاہ میں حاضری دیتا۔ دیدار کرتا۔ حسرتِ دل کی پیاس دیدار سے بجھاتا۔ اب ہر روز ملاقات کے لیے سوداگران حاضر ہوتا، سلام کرتا، حضرت کی دست بوسی کرتا، خادم بارگہ تاج الشریعہ کہتے کہ حنادم امین شریعت مولانا اشرف رضا ہیں، حضرت بڑے شفقت بھرے انداز میں ارشاد فرماتے ”اچھا اچھا“ یہ سلسلہ جاری رہا کہ معمول کے مطابق حاضری دیتا، سلام، مصافحہ و دست بوسی کے بعد اپنی قیام گاہ کی طرف لوٹ جاتا۔ مجھے ان لمحات کی یادیں رہ رہ کر آتی ہیں۔ حضور امین شریعت کے وصال کے بعد ہم حضور تاج الشریعہ کے دیدار سے عمل صالح کی نعمت پاتے۔ اپنے نامہ عمل میں مبارک لمحات درج کراتے کہ ہاں! ہم نے حضور امین شریعت کو بھی دیکھا ہے، ہاں! ہم نے حضور تاج الشریعہ کے جمال کا مشاہدہ بھی کیا ہے۔ اور ان کی شفقتوں کی گھنی چھاؤں میں سکون کے لمحات گزارے ہیں۔

گزرے دنوں جب رمضان المبارک کا مہینہ قریب آیا تو بونا اطلاع کیے اپنے وطن چھتیس گڑھ لوٹ آیا۔ عید کے بعد بریلی شریف حاضری کی سعادت ملی؛ اور حضور تاج الشریعہ کی بارگہ اقدس میں تسکین دل و نگاہ کو حاضر ہوا، سلام عرض کیا، دست بوسی کی سعادت پائی۔ ابھی خادم نے بتایا بھی نہیں کہ کون ہیں از خود حضرت نے ارشاد فرمایا کہ

”کب آئے“ حضرت کے اس جملے کو سن کر حیرت کی انتہا نہ رہی، متحیر ہوا، سوچنے لگا کہ جانے کی اطلاع تو کسی کو نہ تھی، پھر حضرت کو کیسے خبر ہو گئی، فوراً افق ذہن پر یہ حدیث جلوہ بار ہو گئی اتقوا فراسۃ المؤمن من فانه ينظر بنور الله

روشن ضمیر تھے ہمارے حضور تاج الشریعہ۔ ان کی ادائیں نرالی۔ ان کا تقویٰ نرالا۔ ان کی تحقیق و تدقیق نرالی۔ وہ اسلاف کے ترجمان تھے۔ اسی لیے ان کی ذات مرجع عالم اسلام بن گئی۔ اور آج ہر زبان حضور تاج الشریعہ کے ذکر جمیل سے سرشار ہے اور دل کی کلیاں ان کی یادوں سے کھلی کھلی ہیں۔
خصوصی شمارہ سے متعلق:

حضور تاج الشریعہ کے وصال کے غم آگیز لمحات میں جانشین حضور امین شریعت حضرت علامہ سلمان رضا خان قادری دام فیوضہ نے مجھے حکم فرمایا کہ سہ ماہی امین شریعت کا خصوصی شمارہ عرس چہلم پر حضور تاج الشریعہ سے متعلق شائع کیا جائے۔ اس سلسلے میں ہم نے علمائے کرام سے رابطہ کیا۔ حوصلہ افزا جوابات ملے۔ شمارہ کی تیاری شروع کی۔ جتنے مضامین موصول ہوئے انھیں شامل اشاعت کیا گیا۔ رسالہ کی خوبیاں شہزادہ امین شریعت حضور سلمان میاں صاحب مدظلہ العالی کے اخلاص کا نتیجہ ہیں۔ کیاں راقم بے بضاعت کی عریم الفرستی کی نذر ہیں۔ تاہم اللہ تعالیٰ ہماری اس کاوش کو قبول و مقبول فرمائے اور حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کے فیضانِ کرم سے ہم سب کو مالا مال فرمائے۔ ان کے مقدس مشن کے فروغ کے لیے ہمیں سرگرم عمل رکھے۔ ان کے تصدیق ہمیں مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت کے لیے جذبہ صالح عطا فرمائے۔ شمارہ کے لیے کسی بھی طرح کا تعاون کرنے والے احباب کو اللہ تعالیٰ استحکام عطا کرے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

ہم تمام اصحابِ قلم کے ممنون ہیں جنہوں نے نذرِ قلبی بہ صورت تحریر پیش کی۔ ہم

حضرت علامہ سلمان میاں صاحب قبلہ و حضرت علامہ عسجد رضا خاں قادری کے عمر و اقبال میں ترقی کے لیے دعا گو ہیں جن کی قدم قدم پر حوصلہ افزائی نے رسالہ کو توانائی بخشی۔ جن کی قیادت و سیادت میں ہم آگے بڑھ رہے ہیں۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنے ایمان و عقیدے کی حفاظت کی جائے۔ بد عقیدہ فرقوں سے خود بھی بچا جائے۔ اپنے احباب و اقارب کو بھی بچایا جائے۔ صلح کلیت کی فضا نے بد عقیدوں کے لیے راہیں ہموار کی ہیں، جس کا نتیجہ ہے کہ ناموس رسالت ﷺ کے گستاخ ہماری بستیوں کو دیمک کی طرح تباہ کر رہے ہیں۔ نوجوانوں کے عقائد کو خراب کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ ضروری ہے کہ ایمان و عمل اور عقیدہ و فکر کی حفاظت کے لیے حضور تاج الشریعہ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوا جائے۔

صلح کلی نبی کا نہیں سنیو!

سنی مسلم ہے سچا نبی کے لیے



پیغامات

جانشین امین شریعت حضرت علامہ

مفتی محمد سلمان رضا خان قادری بریلوی دام ظلہ

عزیز گرامی مولانا محمد اشرف رضا قادری نے چند کلمات سہ ماہی امین شریعت کے ”تصانیف تاج الشریعہ نمبر“ کے لیے لکھنے کی فرمائش کی۔ جمیع اہل خاندان کو اس بات پر ناز ہے کہ حضور تاج الشریعہ جیسی عظیم شخصیت کا فیض ہم نے حاصل کیا۔ جن کے تقویٰ و طہارت کی مثال پیش کی جاتی ہیں۔ حضور مفتی اعظم کے وصال کے بعد سے حضور تاج الشریعہ کی مرکزی قیادت میں اہلسنت مختلف جہتوں سے اشاعت دین و سنت کے لیے مصروف عمل تھے۔ والد گرامی حضور امین شریعت علامہ مفتی محمد سبطین رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ہمیں حضور تاج الشریعہ کے سایہ عاطفت میں سکون ملا کرتا تھا کہ ان کا سایہ ہم اہلسنت پر قائم و دائم ہے۔

حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال پوری دنیائے سنت کا ایسا نقصان ہے جس کی تلافی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ آپ کی ذات بلاشبہ پورے عالم اسلام کا مرجع و محور تھی۔ بڑے نازک و پیچیدہ معاملات میں آپ نے کسی خوف و خطر کے بغیر حق کہا اور تائید دینی میں فتاوے صادر فرمائے۔ ہمیں آپ کی بارگاہ سے استفادے کا موقع ملا۔ یہ ہمارے لیے سعادت کی بات ہے۔ میں عزیز گرامی مولانا محمد اشرف رضا قادری کو کلمات تبریک پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے تصانیف تاج الشریعہ کے تعارفی باب میں کئی مقالات یکجا کر کے اشاعت کا اہتمام کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبولیت عام عطا کرے۔

☆☆☆

جانشین حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ

مفتی محمد عسجد رضا خان قادری دام فیوضہ

مسک اعلیٰ حضرت پہ قائم رہو زندگی دی گئی ہے اسی کے لیے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق ایمان کی جان ہے۔ اسی لیے حضور تاج الشریعہ

رحمۃ اللہ علیہ نے زندگی کا شعور دیتے ہوئے مسلکِ حق مسلکِ اعلیٰ حضرت پر استقامت کی تلقین کی۔ دین پر تصلب ضروری ہے۔ جتنے باطل فرقے ہیں ان سے ایمان و عقیدے کا تحفظ مسلکِ اعلیٰ حضرت کا اولین درس ہے۔ اسی کی نصیحت حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی پوری حیاتِ طیبہ میں فرمائی۔ یہی ہمارا پیغام ہے کہ مسلکِ اعلیٰ حضرت پر قائم رہتے ہوئے اس کی اشاعت کے لیے کوشاں رہیں۔

میں عزیز گرامی مولانا محمد اشرف رضا قادری کو کلماتِ تہنیت پیش کرتا ہوں کہ والد گرامی حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کے تعارف میں یہ گلدستہ شائع کر رہے ہیں۔ ویسے کوشش یہ کی جائے کہ حضور تاج الشریعہ کی تمام تصانیف کی معنویت، جامعیت، تحقیق و تدقیق پر لکھا جائے اور ان کی اشاعت ہو۔ بہر کیف جو کچھ انھوں نے کوشش کی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور ہمیں دین پر استقامت کا جذبہ عطا کرے۔ آمین

بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم



مجاہدِ سنیت محافظِ مسلکِ اعلیٰ حضرت

حضرت علامہ سید محمد حسینی میاں مدظلہ العالی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ شمسہ راچنور شریف و چیف ایڈیٹر ماہنامہ سنی آواز ناگپور

مولانا محمد اشرف رضا قادری صاحب زید مجدہم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

سہ ماہی امین شریعت بریلی شریف کا (بیا دگار حضرت امین شریعت علیہ الرحمہ)

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ (قاضی القضاۃ فی الہند) کی ہمہ جہت شخصیت اور ہمہ گیر

خدمات پر عرسِ چہلم شریف کے موقع پر ایک وقیع اور تاریخ ساز ”تحقیقی مرقع“ آپ کی

ادارت میں اشاعت پذیر ہونے جا رہا ہے، یقیناً جس کے مطالعہ سے حضرت علیہ الرحمہ

کی علمی، فکری، تحریری اور تصنیفی خدمات سے ایک جہاں متعارف ہوتا ہوا نظر آئے گا۔

اگر تاریخ سازی حقائق کی بنیاد پر ہو، تو اہل علم و دانش کی نظر میں اس کی وقعت مرجع کی حیثیت رکھتی ہے، کیوں کہ وہ رطب و یابس سے پاک ہو اُکرتی ہے۔ اسی لئے تاریخ کو شفاف آئینہ قرار دیا گیا ہے۔ اس میں غلو، اختراع، بے جا تعریف و توصیف، تصنع، تحریفات کا دخل ہرگز نہیں ہوتا ہے۔

میں مدیر محترم مولانا محمد اشرف رضا قادری صاحب اور ان کے سربراہ داماد حضور تاج الشریعہ حضرت مولانا محمد سلمان رضا خان قادری صاحب مدظلہ العالی کو صد مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود بہت ہی قلیل مدت میں ایک ضخیم ”نمبر“ کا معرض وجود میں لانا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔

اللہ تعالیٰ ان حضرات کی اس کاوش کو پیارے آقا ﷺ کے طفیل قبول فرمائے اور ان کی ٹیم جو کسی طور پر بھی ان کے معاونین ہیں، انہیں دین و دنیا کے برکات سے مالا مال فرمائے اور بارگاہ حضور تاج الشریعہ میں شرف قبولت عطا فرمائے (آمین)

سید محمد حسینی عفی عنہ



شیرکالپی، پاسان مسلک اعلیٰ حضرت

حضرت علامہ سید غیاث الدین ترمذی محمدی قادری

خانقاہ عالیہ قادریہ محمدیہ (کالپی شریف)

حضرت مولانا محمد اشرف رضا قادری صاحب قبلہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم!

میرے قائد و رہبر و رہنما حضور تاج الشریعہ ہمیشہ کے لئے داغ مفارقت دے گئے، آج صرف خانودہ رضویہ ہی کے افراد اپنے حقیقی سرپرست ظاہراً محروم نہیں ہوئے بلکہ جماعت اہل سنت بھی اس زمرے میں شامل ہے، آپ کی تعریف و توصیف

میں کیا کروں، آپ کی خدمات عالیہ کے جس جس گوشے پر خامہ فرسائی کی جائے علمی، فکری خزانہ کا بحر خارج ہو تا نظر آئے گا۔ لکھنے والے لکھتے چلے جائیں گے، لیکن ہر لمحہ تشنگی کا احساس باقی رہے گا، انہیں عظمتوں کے مجموعے کا نام ”تاج الشریعہ“ ہے۔

باغیوں نے بغاوتیں کیں، شرکشوں نے شرکشی میں کوئی کسر باقی نہیں رکھا، حاسدین نے حسد کا باب عظیم کھولا، سطحیت ذہن رکھنے والوں نے اپنی کم ظرفی کا علی الاعلان مظاہرہ کیا، لیکن میرے تاج الشریعہ اور ہم سب کے تاج الشریعہ کا کچھ بگاڑ نہ سکے۔ ہاں! خود بگڑتے چلے گئے، اور ایسوں کو آج کوئی پوچھنے والا نہیں۔

میں مدیر محترم کی ہمت و شجاعت پر داد دیتا ہوں کہ بہت ہی کم مدت (عرس چہلم) میں حضرت علیہ الرحمہ کی حیات کے صرف ایک گوشہ (تصنیفی خدمات) پر جماعت اہل سنت کے قابل فخر اصحاب قرطاس و قلم سے گرانقدر مضامین لکھا لینا بہت ہی کمال و حیرت کی بات ہے۔ یہ سب فیضان امین شریعت اور فیضان تاج شریعت کا صدقہ ہے اور کچھ بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اس کدو کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے (آمین، بجاہ سید المرسلین ﷺ) محمد غیاث الدین ترمذی محمدی قادری خانقاہ عالیہ قادریہ محمدیہ (کاپی شریف)



جانشین سرکار مسولی حضور گلزار ملت
حضرت علامہ سید شاہ گلزار اسماعیل واسطی قادری اسماعیلی مدظلہ العالی
خانقاہ آستانہ فلک قادریہ رزاقیہ اسماعیلیہ (مسولی شریف)

حضرت مولانا محمد اشرف رضا قادری صاحب مدظلہ (مدیر سہ ماہی امین شریعت، بریلی شریف) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!
ان شاء اللہ بخیر و عافیت ہونگے!

بہت ہی مسرت و شادمانی کی بات ہے کہ آپ کی ادارت میں ولی کامل حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی تصنیفی خدمات کے حوالے سے ایک تاریخی دستاویز ”تصانیف تاج الشریعہ نمبر“ حضرت علیہ الرحمہ ہی کے عرس چہلم شریف کے موقع پر زیو طباعت سے آراستہ ہونے جا رہا ہے، اس عظیم خدمت پر فقیر قادری کی طرف سے صدمبار کبادیاں۔

شہزادہ اعلیٰ حضرت، سرکار تاج الشریعہ علیہ الرحمہ ہمارے لئے مخدوم تھے، ہم نے انہیں شریعت کا ہمیشہ پابند پایا، یہی سبب ہے کہ سادات کرام نے آپ کو احترام کی نگاہ سے دیکھا اور سادات کرام کے جدا مجد ساری کائنات کے بجا و ماویٰ روحی فداء ﷺ کی شریعت مطہرہ پر جب جب بھی گستاخان رسول اور دشمنان اسلام کی جانب سے حملہ ہوا، حضرت موصوف علیہ الرحمہ نے ہی دندان شکن جواب دیا، یہ کام ہم سادات کا تھا، لیکن اسے ایک عاشق رسول حضور تاج الشریعہ کر گزرے اور آپ سادات کرام کی آنکھوں کے تارے بن گئے۔

میں فقیر قادری رزاقی برادر محترم حضرت مولانا محمد سلمان رضا صاحب دامت برکاتہم القدسیہ اور محترم مولانا محمد اشرف رضا قادری صاحب کدول کی اتھاہ گہرائیوں سے دعائیں دیتا ہوں کہ وہ سب سلامت رہے اور میرے تاج الشریعہ کے فیضان کرم سے ہمیشہ تابندہ رہے (آمین)

فقیر قادری محمد گلزار اسماعیل قادری رزاقی اسماعیلی

خانقاہ آستانہ فلک قادریہ رزاقیہ اسماعیلیہ (مسولی شریف)



شکستہ دل کی صدا

حضرت علامہ سید اولاد رسول قدسی مدظلہ العالی حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ العزیز کا خانوادہ علم، عمل، اور عشق کے آسمان پر چمک رہا تھا، چمک رہا ہے اور ان شاء اللہ چمکتا دکھتا رہے گا۔ خانوادہ

رضا میں بڑی بڑی شخصیات پیدا ہوتی رہی ہیں۔ حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی شاہ حامد رضا خاں، مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی شاہ ابراہیم رضا خاں اور وارث علوم رضا حضرت علامہ مفتی شاہ اختر رضا خاں قادری ازہری قدس سرہم۔ یہ وہ شخصیات ہیں جنہوں نے اپنے اپنے زمانے میں دین و دانش، فقہ و فتاویٰ، شعر و سخن، زبان و ادب اور زہد و تقویٰ کو قوارو اعتبار بخشا اور خلق خدا کی بے لوث خدمات انجام دیں۔ ان کی دینی، علمی، لسانی اور قلمی خدمات سے تاریخ کی پیشانی منور و مجلی ہے۔ اس خاندان عالی شان کے اجمالی تعارف کے لئے دفاتر درکار ہیں چہ جائے کہ حق تفضل ادا کیا جاسکے۔

وارث علوم رضا حضرت شاہ اختر رضا قادری ازہری قدس سرہ کی شخصیت اپنے خاندانی بزرگوں کا نقش ثانی اور اسلاف کرام کی چلتی پھرتی تصویر تھی۔ ان کی ذات علوم و فنون کا بحر بے کراں اور فقہ و فتاویٰ کی آبرو تھی۔ انہوں نے اپنی خصوصیات و خدمات سے پوری دنیا کو متاثر کیا، دنیا کی مشاہیر شخصیات میں انہیں خصوصی امتیاز حاصل تھا۔ احقاق حق اور ابطال باطل میں وہ اپنی مثال آپ تھے، ان کے نیاز مندوں، عقیدت کیشوں اور مستفیضوں میں وقت کی بڑی بڑی شخصیات نظر آتی ہیں، خلق خدا میں ان کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ جہاں بیٹھ جاتے عقیدت مندوں، حاجت مندوں اور مشتاقان دید کی بھیڑ لگ جاتی۔ آپ سب کی ضرورتوں کا خیال رکھتے اور انہیں اپنی دعاؤں سے نوازتے۔

حضور تاج الشریعہ کی شخصیت کمالات کی جامع تھی، ذہانت و فطانت اور قوت حافظہ اپنے خاندانی بزرگوں سے وراثت میں ملی تھی، انہیں مطالعہ کرتے ہوئے بہت کم لوگوں نے دیکھا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ان کے پاس کتب بینی کے لئے وقت ہی نہیں تھا، اہل عقیدت کا ہر وقت ان کے پاس ہجوم سا لگا رہتا، یہ منظر بندہ احقر نے بارہا اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ لایخل مسائل کے حل کے لئے علمائے کرام و مفتیان عظام الگ منتظر

ہوتے، ان سب کے باوجود جب کبھی علمی گفتگو چھڑ جاتی تو اپنی بات کو با وزن اور مدلل بنانے کے لئے دلائل کا انبار لگا دیتے، اس وقت ایسا محسوس ہوتا کہ ہر فن، ہر موضوع اور مختلف زبانوں کی کتابیں ان کے پیش نگاہ ہیں، یہاں تک کہ صفحہ نمبر کی بھی نشاندہی فرما دیتے اور جب کتابیں کھول کر دیکھی جاتیں تو ذرہ برابر فرق نہ ہوتا۔

حضور تاج الشریعہ کی بے شمار خوبیاں اور ان کے کمالات بندۂ ناچیز کے حافظہ میں محفوظ ہیں، ابھی حال ہی میں، میں نے ”معارف تاج الشریعہ“ کے لئے ایک مقالہ سپرد قلم کیا ہے جس کا عنوان ہے ”حضور تاج الشریعہ اور استحضار علم“ اس میں کئی اہم سوالات زیر تحریر آئے ہیں، آپ سے جو بھی سوال میں نے کیا آپ نے دلائل کی زبان میں اس کا تشفی بخش جواب فراہم کیا، آپ سے گفتگو کرنے پر یہ اندازہ ہوا کہ اس عہد پر آشوب میں یقیناً آپ کی شخصیت بے نظیر ہے۔

حضور تاج الشریعہ کے عرس چہلم کے موقع پر بہت سارے مجلے شائع ہونے جارہے ہیں، ان میں ایک نمایاں مجلہ ”تصانیف تاج الشریعہ نمبر“ ہے جو مدیر اعلیٰ ”امین شریعت“ صحافی شہیر شاعر خوش فکر حضرت مولانا محمد اشرف رضا قادری کی ادارت میں منظر عام پر آنے والا ہے، اس نمبر کا مطالعہ نہ صرف یہ کہ عوام بلکہ خواص کے لئے بھی بے حد مفید ثابت ہوگا، علماء و حضور تاج الشریعہ کے علمی اقدار سے واقف ہیں اب اس نمبر کے مطالعہ سے عوام کو بھی بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ آپ کو وراثت علوم رضا کہا جاتا ہے، بجا کہا جاتا ہے۔

اس وقت جماعت اہل سنت شدید بحران کا شکار ہے طرح طرح کے فتنے اٹھ رہے ہیں، بے جا تحقیق کی صلیب پر حقائق کراہ رہے ہیں، عوام کا بڑا طبقہ تذبذب کا شکار ہو رہا ہے، خیر و شر، حلال و حرام اور جائز و ناجائز کی تمیز اٹھتی جا رہی ہے، ایسے حالات میں آپ کا دنیا سے رخصت ہو جانا ملت کے لئے بہت بڑے نقصان کا پیش خیمہ ہے، آپ کے خوف سے بہت سارے فتنے دبے ہوئے تھے، اب ان فتنوں کے سراٹھانے کا خطرہ بڑھ گیا،

بہر حال! رب کی رحمت سے امید واثق ہے کہ جلد ہی ان کا کوئی بدل سامنے آئے گا اور ملت کی ناخدائی کا فریضہ انجام دے گا۔

حضور تاج الشریعہ کے وصال کے غم میں پوری دنیائے سنیت شریک ہے، جب ان کی یاد آتی ہے تو فقیر کی آنکھیں بھی برسنے لگتی ہیں، چونکہ آپ کی ذات سے خانوادہ حضور مفتی اعظم اڑیسہ کا بڑا گہرا رشتہ تھا، خود والد ماجد آپ سے بے حد محبت فرماتے تھے، راقم الحروف اس نازک اور مصیبت کی گھڑی میں حضرت علامہ مفتی عسجد رضا خاں قادری کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ انہیں صبر جمیل کی دولت سے نوازے اور اہل سنت و جماعت کو حضور تاج الشریعہ کا جلد کوئی بدل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ



نبیرہ امین شریعت نواسہ تاج الشریعہ

حضرت مولانا سفیان رضا خان صاحب قبلہ

جانشین مفتی اعظم نبیرہ اعلیٰ حضرت یادگار اسلاف حضرت تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رحلت نے دنیاے اسلام کو مغموم کر دیا۔ ۲۲ جولائی ۲۰۱۸ کو عالم اسلام نے اپنی آنکھوں سے نظارہ کیا کہ

محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

وہ تاج الشریعہ جو اپنی ذات میں ایک تحریک تھے، مرجع علماء و مشائخ تھے، عالم اسلام سے علماء و مشائخ پیچیدہ مسائل میں آپ سے رجوع فرماتے، آپ کی حق گوئی و بے باکی، احقاق حق، ابطال باطل سے اسلاف کرام کے عمل کی یاد تازہ ہو جاتی، اس پر آپ کے ارشادات عالیہ فتاوے اور خود آپ کا عمل شاہد عدل ہیں۔ بزرگوں نے فرمایا ہے جنازے حق و باطل کا امتیاز کرتے ہیں۔ اس قول کی تصدیق کا نظارہ ہم نے ہمارے مدد و ح حضرت

تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے وصال پر کیا۔ جب سرزمین بریلی شریف پر گویا سروں کا سمندر رواں نظر آیا۔ ہم نے دیکھا، بریلی شریف کے کوچے کوچے میں عاشقان حضور تاج الشریعہ کا مجمع ہی مجمع تھا۔ جو آپ کی مقبولیت کی دلیل ہے۔ مفہوم حدیث کے مطابق جو اہل ایمان، متقی و پرہیزگار ہوں، اللہ ان سے محبت فرماتا ہے، حضرت جبریل کو حکم ہوتا ہے کہ وہ مخلوق خدا کے دلوں میں میرے اس محبوب بندے کی محبت کو جاگزیں کر دیں۔ میرے جد کریم حضور امین شریعت نور اللہ مرقدہ کے وصال پر حضور تاج الشریعہ نے فرمایا تھا کہ آپ کے وصال نے بتایا کہ وہ مقبول عام و خاص تھے، وہ نظارہ ہم نے دیکھا حضور تاج الشریعہ کے وصال پر، جب عاشقوں کا سمندر اپنے مرشد کے دیدار کے لیے، نماز جنازہ میں شرکت کے لیے امنڈ پڑا، اس سے بھی سیدی سرکار حضور تاج الشریعہ کی مقبولیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ دنیا بھر سے درجنوں اخبار و رسائل نے آپ کی حیات و خدمات پر خصوصی نمبر اور شمارے کی اشاعت کا اعلان کر رہے ہیں۔ حضور امین شریعت کی یاد میں نکلنے والا رسالہ ”سہ ماہی امین شریعت“ کی طرف سے بھی ”تصانیف تاج الشریعہ نمبر“ کا اعلان کیا گیا، محب گرامی مولانا شرف رضا قادری کی تگ و دو اور حضور امین شریعت و حضور تاج الشریعہ کی خصوصی توجہات سے کام پایہ تکمیل کو پہنچا، خدائے تعالیٰ اسے قبول فرمائے۔ آمین

حضور تاج الشریعہ کی رحلت نے ایک جہاں کو مغموم کر دیا، آج سب کی زبان پر بے ساختہ جاری ہے ۔

چل دیے تم آنکھ میں اشکوں کا دریا چھوڑ کر

اور ہمیں بار بار آپ کا وہ شعر یاد آ رہا ہے جو جد کریم کی رحلت پر فرمایا تھا، بلکہ اشارہ دے گئے:

دیکھنے والو! جی بھر کے دیکھو ہمیں

پھر نہ کہنا کہ اختر میاں چل دیے

ہم تب نہ سمجھ بس دعا کرتے رہے، شعر سنتے ہی اس وقت دل بے چین ہو گیا اور برجستہ فقیر نے بارگاہ تاج الشریعہ میں عریضہ پیش کیا کہ:

یوں نہ جانے کی باتیں کرو نانا حباں

اب نہ کہنا کہ اختر میاں چل دیئے

مگر مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ، اب ہم سب کی ذمہ داری ہے، کہ ہم ان کی تعلیمات، ارشادات عالیہ کو اپنی حیات کی تیج پر سجا کر عمل کریں اور آپ کے مشن کو آگے بڑھائیں، اور ان کا مشن وہی ہے جو سیدی سرکار اعلیٰ حضرت کی تعلیمات سے عیاں ہے۔

☆☆☆

ماہر رضویات حضرت مولانا ڈاکٹر محمد امجد رضا امجد

چیف ایڈیٹر دوماہی ”الرضا انٹرنیشنل“، پٹنہ

بلاشبہ حضور تاج الشریعہ مرد یگانہ اور قطب زمانہ تھے، وہ تنہائی میں مجلس اور صحرا میں جلووں کی تابانی سے دنیا آباد کر دینے والی مقناطیسی قوت کے مالک تھے۔ ان کی شخصیت ”تو جدھر ہے ادھر خدائی ہے“ کی مظہر تھی۔ وہ جدھر گئے دنیا ادھر چلی گئی جو کہہ دیا اسے ناقابلِ تنسیخ سمجھا گیا اور جو فیصلہ دے دیا اس کے آگے تسلیم خم کر دیا گیا، جو ان سے بیگانہ ہو ادنیٰ ان سے ٹھکرا دیا اور جس نے ان کی قربت محبت اور نام نامی کو وظیفہ حیات بنایا وہ مقبول و محبوب بنالیا گیا۔ یہ خداداد مقبولیت سب کے حصہ میں نہیں ہوتی اور جن کے حصہ میں ہوتی ہے، حاسدین بھی ان کے حصے میں ہوتے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ کے حاسدین کی تعداد بھی کم نہیں یہ حاسدین صاحب النعمۃ محسود کی دلیل ہیں، علامہ حصفی نے اسے بدتر فرمایا جس کا کوئی حاسد نہ ہو، حضور تاج الشریعہ عہد حاضر میں سب سے بڑے تھے کہ ان سے زیادہ کسی کے حاسد نہ ہوئے۔ مگر اس

کے باوجود حضرت نے کسی سے محاسبہ و مواخذہ نہیں کیا، کسی کی دلازاری نہیں کی، کسی سے بدلہ نہیں لیا اور نہ کسی کے لئے بددعا کی بلکہ جد امجد کی طرح زندگی بھر یہی دعائیں مانگتے رہے۔
 حسد سے ان کے سینے پاک کر دے کہ بدتردق سے بھی یہ سل ہے یا غوث
 غذائے دق یہی خوں استخوان گوشت یہ آتش دین کی آکل ہے یا غوث
 تاج الشریعہ کو پہچاننے کے لئے بحر العلوم جیسی نگاہ چاہئے۔ جنہوں نے اوروں کی
 طرح انہیں صرف ایک سادہ پوش کم سخن اور بے ضرر عالم فاضل سمجھنے کے بجائے علم و فن
 کا بحر ذخار، فضل و کمال کا جامع، علما و مشائخ کا مرجع اور جماعت اہل سنت کا رہنما و امام
 سمجھا اور سادہ پوشی کے پردہ میں چھپی اس شخصیت کی حقیقت سے ہمیں آگاہ کر دیا جو اعلیٰ
 حضرت کے علمی جامعیت کی پہچان، حجت الاسلام کے فضل و کمال کی حجت، مفتی اعظم کی
 شان تقویٰ و فقاہت کی نادر مثال اور حضور مفسر اعظم ہند کے عارفانہ و عالمانہ کروفہر کے
 آئینہ دار تھے۔ سچ ہے کاملوں کی نگاہیں ہی کاملوں کو پہچانتی ہیں حضرت بحر العلوم نے
 حضور تاج الشریعہ کو پہچانا ہی نہیں ہماری پہچان کے لئے بہت پہلے فرما دیا۔

ہیں یہ ہم سب کے رہنما و امام اور ہم ان کے پیروکار ہوئے
 وہ قابل مبارک باد ہیں جن کے حصہ میں ان کی محبت آئی اور جو ان کی شخصیت کا عرفان عام
 کرنے کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ صاحبزادہ حضور امین شریعت حضرت علامہ سلمان رضا
 خان اور سہ ماہی امین شریعت کے جواں سال مدیر دل پزیر مولانا اشرف رضا قادری اہل
 سنت و جماعت کی طرف سے مبارک باد کے مستحق ہیں کہ اپنے رسالہ کا حضور تاج الشریعہ
 پہ عظیم و ضخیم نمبر شائع کر رہے ہیں۔ اللہ رب العزت ان کی مساعیٰ جمیلہ قبول فرمائے اور ہم
 سب کو فیضان تاج الشریعہ سے مالا مال فرمائے۔ آمین

ادیب شہیر حضرت مولانا

محمد ملک الظفر سہسرامی صاحب قبلہ مدظلہ العالی

حضور تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان المعروف ازہری میاں قادری بریلوی جانشین مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کا سانحہ ارتحال ملت اسلامیہ کیلئے ایک قیامت سے کم نہیں، اس وقت عالم اسلام موت العالم موت العالم کا نظارہ پیش کر رہا ہے۔ اور کیوں نہ ہونیابت کاملہ کا ماہ تمام رخصت ہوا ہے۔ علوم و فنون کا نیر اعظم چل بسا ہے۔ زہد و تقویٰ کا بانگین لٹ گیا ہے، عالم کی آنکھیں خون کے آنسو نہ بہائے تو اور کیا کرے۔ دیکھئے تو ذرا فقہ و افتاء کا چمن اداس اداس ہے، دعوت و تبلیغ کی وادیاں مغموم ہیں، بیعت و ارادت کی نورانیت ماند ہے، درس و تدریس کا انجمن سونا سونا لگ رہا ہے، وعظ و نصیحت کے لبوں پر سکوت طاری ہے، قضا کے حسن و جمال کا رنگ اڑا سا ہے، المختصر پوری کائنات کی آنکھیں جدائی میں خون آلود ہیں:

اذات مات ذو علم و فتویٰ

فقد وقعت من الاسلام ثلثة

اللہ عزوجل حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ کے فیوض و برکات سے عالم اسلام کو سیراب فرمائے اور جانشین حضور تاج الشریعہ مفتی عسجد رضا خان قادری رضوی کو ان کا نعم البدل بنائے۔ آمین
ابر رحمت تیری مرقد پہ گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

جب یہ خبر ملی کہ سہ ماہی امین شریعت بریلی شریف کا ”تصانیف تاج الشریعہ نمبر“ عزیز القدر مولانا اشرف رضا صاحب زیدت معالیہ حضور سلمان رضا خان قادری دامت برکاتہم العالیہ کی سرپرستی میں نکالنے جا رہے ہیں، تو آنکھوں کو ٹھنڈک ملی اور قلب کو طمانیت کا حصول ہوا۔ دل سے بے شمار دعائیں نکلیں کہ رب قدیر اس شاہین صفت لوح و

قلم کی امانت کو پیر طریقت حضور امین شریعت علامہ سبطین رضا خان قدس سرہ کا پیکر جمیل بنادے اور ان کے خوابوں کی تعبیری رنگ میں نہال فرمادے۔ عزیزی القدر مولانا اشرف رضا صاحب آپ کا نمبر کیلئے موضوع کا انتخاب، انتخاب لاجواب ہے آپ قابل مبارکباد اور لائق صدا افتخار ہیں۔ سفر حج میں ہوں اس لئے مزید خامہ فرسائی سے متاصر ہوں۔ خداوند قدوس صحت و سلامتی کے ساتھ قلمی توانیوں کو مزید آفاقیت بخشے۔ آمین



خلیفہ تاج الشریعہ

حضرت مولانا مفتی شمشاد احمد مصباحی صاحب قبلہ

استاذ جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی (یو پی)

محب مکرم حضرت مولانا محمد اشرف رضا صاحب

مدیر اعلیٰ سہ ماہی امین شریعت بریلی شریف، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ جان کر بے پناہ مسرت ہوئی کہ آپ حضور تاج الشریعہ بدر الطریقہ، قاضی القضاۃ فی الہند حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے عرس چہلم کے موقع پر ایک موقع نمبر نکالنے جارہے ہیں، جس میں حضور تاج الشریعہ کی حیات و خدمات، فنسائل و کمالات کا تذکرہ ہوگا۔ یہ بہت خوش آئند بات ہے، میں اس عظیم کام پر آپ سب حضرات کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں، اس وقت ہندوستان کے درجنوں رسالے حضور تاج الشریعہ پر نمبر نکال رہے ہیں بلکہ دہلی کے کچھ ایسے رسالے بھی نمبر نکال رہے ہیں جو حضرت کی زندگی میں اختلافی مسائل پر حضرت کے تحقیقی مضامین شائع کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے تھے خیر وہ تاجر ہیں تجارتی نقطہ نظر سے ایسا کر رہے ہوں گے مگر آپ حضرات ہمیشہ حضور تاج الشریعہ کے عقیدت مند رہے بلکہ حضرت مولانا سلمان رضا صاحب جو حضور تاج الشریعہ کے داماد ہیں اور حضرت کے گھر کا ایک فرد ہیں انہیں بھی حضور تاج الشریعہ کی

عقیدت و محبت میں سرشار دیکھا جبکہ وہ خود ایک کامیاب پیر و خطیب ہیں اور وسیع حلقہ ارادت رکھتے ہیں اور ان کے والد گرامی حضور امین شریعت علامہ سبطین رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان کے مریدین لاکھوں کی تعداد میں ہیں اس کے باوجود حضرت کے وصال سے لے کر تدفین بلکہ اس کے بعد کے تمام مراحل میں علامہ عسجد رضا خان کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر کھڑا رہنا اور جی جان سے ان کا ساتھ دینا یہ صرف عقیدت مندی نہیں بلکہ جذبہ وارفستگی کا ثبوت ہے، یقیناً سہ ماہی امین شریعت کی یہ عظیم پیش کش بارگاہ حضور تاج الشریعہ میں مخلصانہ خراج عقیدت ہے جس پر میری طرف سے آپ سب کو ہزار بار ہدیہ تبریک۔

حضور تاج الشریعہ اپنے زمانے کے عظیم محقق اور گریٹ اسلامک اسکالر تھے۔ جس موضوع پر قلم اٹھاتے تمام گوشوں کو روشن کر دیتے اپنے وقت کے بے شمار سنگتے ہوئے مسائل پر قلم اٹھایا اور ایسی تحقیق فرمائی کہ امام احمد رضا کی یاد تازہ ہو گئی، اردو زبان و ادب پر مہارت کے ساتھ ساتھ عربی اور انگلش زبان پر ایسا عبور کہ فی البدیہہ ان زبانوں میں تقریر بھی فرماتے اور فتویٰ بھی لکھتے اور جب دل میں عشق رسالت کے جذبات کا سمندر موجیں مارنے لگتا تو ان زبانوں میں شاعری بھی کرنے لگتے، افریقہ کی سرزمین پر انگلش اور عربی میں کلام و خطاب کرتے ہوئے خود میں نے دیکھا ہے۔ اور بیعت و ارادت کے میدان میں اللہ نے وہ عظمت عطا فرمائی کہ قطب الارشاد کے درجہ پر فائز ہوئے آپ کی ذات سے بکثرت کرامتوں کا ظہور ہوا اور کچھ کرامتوں کا میں خود عینی شاہد ہوں وقت آنے پر قلم بند کروں گا۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی سب سے بڑی کرامت، شریعت پر استقامت ہے۔ الاستقامۃ علی الشریعۃ فوق الکرامۃ آپ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ سنت نبوی کا آئینہ دار تھا، آپ کا ہر عمل مسائل شرعیہ کا درس دیتا تھا۔

۲۰ جولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعہ اچانک آپ کی رحلت نے پوری جماعت اہل سنت کو

یتیم کر دیا، یقیناً آپ کا سانحہ اُرتحال اس صدی کا سب سے عظیم نقصان ہے، اللہ رب العزت قادر مطلق ہے جب چاہے اس نقصان کی تلافی کر دے مگر بظاہر تلافی کے آثار نظر نہیں آتے، آپ کے جنازہ مبارکہ میں عاشقانِ مصطفیٰ کا موجیں مارتا سمندر اس بات کا بین ثبوت ہے کہ آپ اللہ و رسول کی بارگاہ میں بہت محبوب اور مقرب ہیں، امام احمد بن حنبل کے جنازے کے بعد اتنا بڑا جنازہ چشمِ فلک نے نہ کبھی دیکھا نہ دیکھنے کی امید کی جاسکتی ہے۔ اللہ رب العزت اہل سنت کی حفاظت فرمائے اور حضور تاج الشریعہ کے فیوض و برکات سے ہم سب کو مالا مال فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین و علی آلہ و صحبہ اجمعین



حضرت علامہ مولانا مفتی عیسیٰ رضوی صاحب

شیخ الحدیث دارالعلوم مظہر العلوم گرسہائے گنج قنوج (یوپی)

گرامی وقار، صاحب فکر و قلم حضرت علامہ اشرف رضا صاحب قادری زید مجدہ

مدیر سہ ماہی امین شریعت بریلی شریف

یہ جان کر بڑی مسرت و شادمانی ہوئی کہ آپ تاج الشریعہ کے عرس چہلم کی پر شکوہ تقریب کے موقع پر سہ ماہی امین شریعت کے زیر انتظام ”تصانیف تاج الشریعہ نمبر“ شائع کرنے جارہے ہیں بلاشبہ اپنے محسن و مربی کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے یہ ایک عملی پیش رفت اور مستحسن اقدام ہے۔ ویسے تاج الشریعہ کے عرس چہلم کے موقع پر بریلی شریف ودہلی اور دیگر مقامات سے دس سے زائد نمبروں کی اشاعت ہو رہی ہے جو تاج الشریعہ کی حیات و خدمات سے متعلق ہیں مگر آپ نے جس نمبر کا اہتمام اور جس موضوع کا انتخاب کیا ہے وہ منفرد و ممتاز اور قابل التفات ہے اس کے لئے آپ ڈھیروں تحسین و ستائش کے مستحق و حقدار ہیں۔ ان کے عنوان حیات پر تو بہت کچھ لکھا گیا اور آئندہ بھی لکھا جائے گا مگر ان کی تصانیف و تالیفات کو باضابطہ طور پر کم لوگوں نے

عنوان قلم بنایا۔ آپ نے اس معاملہ میں جو سبقت و پہل کی ہے وہ ناقابل فراموش یادگار ہے، آپ کا علمی کارنامہ تاریخ کا حصہ بن کر مدتوں باقی رہے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

یہ بات ظاہر و عیاں ہے کہ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب قادری ازہری علیہ الرحمہ صرف ایک اعلیٰ علمی گھرانے کے فرد فرید ہونے کی حیثیت سے نہیں پہچانے گئے بلکہ وہ ذاتی محاسن و کمالات اور دینی و علمی خدمات و کارناموں کی وجہ سے بھی متعارف و مشہور ہوئے، ان کی زندگی کا بیشتر حصہ ملک اور بیرونی ممالک کے دوروں اور دنیا بھر کے مختلف و متعدد شہروں کے سفر میں گزرا۔ اس کے باوجود انہوں نے جو تصنیفی و تالیفی خدمات انجام دی وہ قابل رشک و انبساط اور لائق تقلید نمونہ عمل ہے۔ مختلف موضوعات پر ساٹھ سے زائد چھوٹی بڑی تصانیف ان کی یادگار ہیں، ان کا قلم سیال و رواں اور بے باک تھا وہ لکھتے تو لکھتے چلے جاتے انہوں نے مراسم اسلامیہ پر لکھا، اصلاح فکر و اعتقاد سے متعلق لکھا، عقائد و اعمال کے بارے میں لکھا، اصلاح معاشرہ پر لکھا، وقت کے سلگتے ہوئے مسئلے پر لکھا، فرقہ باطلہ کے رد و ابطال پر لکھا، تفسیر و حدیث پر لکھا، سیرت و تاریخ پر لکھا، شروح و حواشی لکھے، تعریب و ترجمے کئے، مسائل شرعیہ اور فتاویٰ لکھے، غرضیکہ تصنیف و تالیف ان کا دستور حیات اور لکھنا پڑھنا ان کا خاندانی مشغلہ تھا، اسی کے لئے ان کی زندگی وقف تھی، زندگی کی رعنائیوں اور بہاروں کو انہوں نے اسی کام کے لئے قربان و نثار کیا۔ اسی قوت و فکر سے انہوں نے مذہب اہل سنت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت کو فروغ و استحکام بخشا اور دین و سنیت کی ایسی خدمت انجام دی جو بے مثال اور لافانی ہے۔

وہ علم و فضل میں یکتائے روزگار، تدبر و دانائی میں بے مثل، فکر و بصیرت میں لاثانی، طہارت و تقویٰ، زہد و پرہیزگاری، عبادت و ریاضت، طاعت و بندگی، خوف و خشیت ربانی، خلوص و اللہیت، امانت و دیانت، صداقت و راست بازی، حق گوئی و بے باکی، جرأت و ہمت، دینی جوش و جذبہ، عزم و حوصلہ، متانت و سنجیدگی، حسن سلوک و ایفائے عہد، عفت و پارسائی، مروت و حسن اخلاق

وغیرہ اوصاف و محاسن میں عدیم النظیر ہیں۔ ان کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ لوگوں کے ہجوم و بھیڑ میں رہ کر بھی علمی کام کرتے اور مسائل کی تحقیق کرتے تھے۔ ان کی متعدد مجالس میں مری آنکھوں نے یہ بات بار بار دیکھی ہے اور میری آنکھوں میں یہ امانت محفوظ ہے۔



حضرت مولانا مفتی اختر حسین علی صاحب

استاذ و مفتی دارالعلوم علیمیہ حمد اشاہی بستی (یوپی)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد

دنیا آماجگاہ تغیر و تبدل اور جلوہ گاہ ہستی و نیستی ہے جس نے لباس وجود پہنا اسے خلعت عدم بھی پہننا ہے جو منصفہ شہود پر جلوہ گر ہوا اسے منزل فنا بھی دیکھنی ہے اور جو یہاں آیا کسی نہ کسی دن یہاں سے جانا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: کل من علیہا فان و یبقی وجہ ربک ذوالجلال والا کر ام (القرآن، سورہ الرحمن، آیت ۲۶: ۲۷) ترجمہ: زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا۔

لیکن جانے والوں میں وہ بہت عظیم مانا جاتا ہے جو معدوم ہو کر بھی لوگوں میں موجود ہے فنا کے باوجود بقا کے نور سے منور مجلی رہے اور نہ رہنے کے بعد بھی قلوب اذہان کی دنیا میں جلوہ فگن رہے۔ ایسے ہی باعظمت جانے والوں میں وارث علوم اعلیٰ حضرت جانشین سرکار مفتی اعظم ہند شیخ الاسلام و المسلمین تاج الشریعہ علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضافت داری ازہری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان ہیں۔ جو ایک محدث، مفسر، فقیہ، مفتی، متکلم، اصولی، منطقی، فلسفی، محقق، مدقق، شارح، مترجم، ادیب، شاعر، مصنف ہونے کے ساتھ باتفاق عرب و عجم عصر حاضر میں میخانہ قدرت کے سب سے بڑے ساتھی، دانشمند و رضویت کے سب

سے عظیم قائد و رہنما اور عالم اسلام کے بے نظیر عالم ربانی اور شیخ وقت تھے، آپ کا جانا عالم اسلام کا سب سے بڑا حادثہ اور ایک عہد کا خاتمہ ہے۔

وہ کیا گئے کہ جان گلستاں چلی گئی

آپ کی رحلت نے دنیا کو بتا دیا کہ:

ڈھونڈو گے اسے بستی بستی، پاؤ گے نہیں ایسی ہستی

حکمت کا تاج تھا جس کے سر ملت کی چلاتا تھا کشتی

رب قدیر آپ کی مرقد پاک پر رحمت و نور کی بارش فرمائے اور آپ کو انوار و تجلیات کے سائے میں رکھے۔ اس موقع پر فقیر قادری کو اس خبر سے مسرت ہوئی کہ سہ ماہی امین شریعت کے ارباب حل و عقد نے اس نابغہ روزگار شخصیت کے علمی جواہرات کو تعارف کی میز پر سجانے کا اہتمام کیا ہے اور تصانیف تاج الشریعہ پر اہل قلم کے تاثرات کو یکجا کر کے افادہ عام کے پیش نظر شائع کرنے کے لئے قدم اٹھایا ہے۔

مولیٰ تعالیٰ ان کے بازوؤں میں قوت بخشے اور اس اہم کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی ان حضرات کو سعادت عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆

ادیب شہیر حضرت مولانا

ڈاکٹر نجم القادری صاحب قبلہ

نوبہار قلم مولانا محمد اشرف رضا صاحب۔۔۔ ہدیہ سلام و خلوص جاوداں

طالب خیر الحمد للہ مع الخیر ہے

یہ جان کر مسرتوں کی دنیا میں ہزاروں پھول مسکرانے لگے کہ آپ بھی حضور تاج الشریعہ کے عرس چہلم کے موقع سے سہ ماہی امین شریعت کا خصوصی گوشہ شائع کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ سہولیات کی دولت فراواں سے نوازے، موانعات کی معمولی گرد سے آپ

کو اور آپ کے پورے کارواں کو محفوظ رکھے۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی رحلت پر آنسوؤں کے جھرنے اس لئے چل رہے ہیں، آہوں کا طوفان اس لئے اٹھ رہا ہے اور غم کی گھٹا اس لئے چھٹنے کا نام نہیں لے رہی ہے کہ حضور تاج الشریعہ خانوادہ رضویہ ہی کے نہیں پوری دنیائے سنیت کے گنج گرانما تھے۔ حضور تاج الشریعہ کی حیات بے مثال تھی، خدمات لازوال اور ان دونوں کے سنگم سے ممت ایسی باکمال کہ پوری دنیا جلسہ تعزیت میں ڈوبی ہے اور لگتا ہے یہ پورا سال حضور تاج الشریعہ ہی کا سال رہے گا۔

حضور تاج الشریعہ علوم رضا کے وارث، افکار حجۃ الاسلام کے امین، تاج مفسر اعظم کا آئینہ، اور تفقہ حضور مفتی اعظم کا قیمتی نگینہ تھے۔ حضور تاج الشریعہ وہ ہیں کہ اگر آپ کا علم، عمل سے گلوگیر رہتا تھا تو عمل، عشق سے ہم آغوش۔ اور عشق جلوہ حبا ناں کی ہزار آفرینیوں سے سرشار۔ حضور تاج الشریعہ جن کی وفات پر عالمی، آفاقی ناگہانی اجتماع نے ثابت کر دیا کہ آپ ہی اپنے دور میں محبوبیت کبریٰ کے عظیم منصب پر فائز، دور حاضر کے سب سے بڑے مرشد طریقت بھی تھے اور اتحاد کے عظیم داعی و مبلغ بھی۔

اس فقید المثال مقناطیسی شخصیت پر خصوصی شمارہ نکالنے پر میں بضمیم قلب ہدیہ تبریک اور ارمان خلوص پیش کرتا ہوں۔



حضرت مولانا محمد سلمان رضا فریدی صدیقی مصباحی

بارہ بنکوی، نور مسجد مسقط عمان

جانشین مفتی اعظم ہند، حضور تاج الشریعہ کی قیادت و رہبری، حق گوئی و بے باکی، صبر و عزیمت، کشف و کرامات کا کھلی آنکھوں کے ساتھ دنیا نے مشاہدہ کیا، ان تمام شوکتوں اور عظمتوں کے پیچھے ان کی علمی فوقیت، فکر و ادراک میں وسعت و گہرائی، زبان و

بیان پر مضبوط گرفت، قادر الکلامی، علوم متداولہ و فنون مروجہ پر مہارت تامہ ہے، حضرت کی تحریریں، علوم و معارف کا بحر بے کراں ہیں، سطر سطر سے علم و عرفان، دلائل و براہین کے سوتے پھوٹتے نظر آتے ہیں۔ روحانی بلندیاں، صوفیانہ طمطراق، نقاہت کے جلوے اور عشق رسول کی لازوال تجلیاں ہیں۔ تصانیف ایسی معرکتہ الآراء، جنہیں دیکھ کر ارباب علم و دانش پکاراٹھے کہ تاج الشریعہ جہان علم و آگہی کے بدر منیر، مملکت فکر و فن کے بے تاج بادشاہ اور فخر الحکماء و المتکلمین ہیں۔ نکتہ رسی، معاملہ فہمی اور فضل و کمال کے گلزار ہیں۔ علوم عقلیہ و نقلیہ میں ید طولیٰ رکھتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ چاہے وہ مسند تدریس و افتاء ہو، ایوان شعر و ادب یا میدان وعظ و خطابت ہو ہر جگہ ان کی ذات مرجع و مرکز بنی ہوئی تھی۔

حدیث پاک کی رو سے علم نافع بھی ثواب جاریہ ہے، آپ کا علمی اثاثہ جو یقیناً قوم و ملت کے لئے نفع بخش ہے، اس کے محاسن کے تعارف کے لئے یہ مجموعہ بنام ”تصانیف تاج الشریعہ نمبر“ اس لحاظ سے بھی بہت اہم ہے کہ جتنے لوگ بھی اس سے روشناس ہوں گے، پڑھیں گے، عمل کر کے فائدہ اٹھائیں گے تو ان سب کو علم و فن، ایمان و عقیدے میں پختگی کے ساتھ ساتھ حضرت کی نیکیوں میں بھی اضافہ ہوگا اور وسیلہ بننے والے بھی اجر و جزا پائیں گے، میں جملہ ارباب اہل سنت کی جانب سے اس کام کی سرپرستی فرمانے والے شہزادہ امین شریعت حضرت علامہ سلمان رضا خاں صاحب اور عاشق تاج الشریعہ حضرت علامہ و مولانا محمد اشرف رضا قادری صاحب ایڈیٹر سہ ماہی امین شریعت کو تہ دل سے مبارک باد دیتا ہوں، جن کی انتھک کوششوں سے اتنے کم وقت میں یہ کتاب منظر عام پر آئی، ایسے مجموعوں کی تیاری میں کس قدر دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے یہ وہی جان سکتا ہے جو اس راہ سے گذرا ہو۔

اللہ تعالیٰ انہیں اور جملہ معاونین و مقالہ نگار حضرات کو اپنے خزانے کی بہترین نعمتیں عطا فرمائے، کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے، ورق الٹئے اور دیکھئے کہ حضور تاج الشریعہ کو

ملت کی قیادت و رہنمائی اور قاضی القضاۃ کا منصب محض وراثت میں نہیں ملا بلکہ علمی گہرائی و گیرائی، استقامت و تصلب فی الدین صدق و دیانت، جرأت و ایثار کی وجہ سے، صحیح معنوں میں وہ اس کے حق دار تھے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ کرۂ ارض رہتی دنیا تک ان کی تنویر عالم گیر سے علمی و روحانی روشنی پائے گا اور اہل حق کو حیات تازہ ملتی رہے گی۔

نام اختر رضا، وہ سورج بھی تھا مہتاب بھی تھا

اس نے دکھلا دیا، ہستی کو کرشمہ کر کے



حضرت مولانا توفیق احسن برکاتی صاحب

[استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور]

جو فائق الاقران افراد اپنے ذاتی کمالات و امتیازات کی بنیاد پر پوری دنیا کو متاثر کرتے ہیں اور ایک عہد ان کے ارد گرد گھومتا ہے ان میں ایک انتہائی منفرد و ممتاز نام تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری علیہ الرحمہ کا ہے۔ اب ہندوستان کی تاریخ اسلامی از ہری میاں کے وصال کی قبلیت و بعدیت کا مزاج اپنائے گی۔ شہر بریلی کے اسلامیہ انٹر کالج نے کئی بار عاشقوں اور عالموں کی بھیڑ اکٹھا کی ہے لیکن علامہ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی نماز جنازہ میں خود انٹر کالج کا جنازہ نکلتا محسوس ہوا اور پورا شہر بریلی سروسوں کا سمندر نظر آیا۔ خانوادہ رضا میں ان کا وجود غنیمت تھا، اب بریلی سونی سونی سی نظر آئے گی، اب علمی و فکری تازگی کی کمی کا احساس ہوگا جواز ہری میاں کے وجود مبارک سے باقی تھی اور پوری اسلامی دنیا ان سے رجوع ہوتی تھی۔ ان کے وصال سے یقیناً ایک عہد کا خاتمہ ہوا ہے اور ان کے پس ماندگان میں پوری جماعت اہل سنت ہے، یہ مبالغہ نہیں حقیقت ہے جس کا احساس دنیا کو آج بھی ہے اور کل بھی رہے گا۔ وہ جانشین مفتی اعظم تھے، وارث علوم امام احمد رضا تھے، ان کی تحقیقات میں فیضان حجت الاسلام کا رنگ بھتا، ان کی

جرات میں جدِ اعلیٰ علامہ رضا علی خان کا رعب و تاب قائم تھا، ان کا جلال و جمال عمدۃ المحققین علامہ نقی علی خان سے کسب فیض کر رہا تھا، ان کا فکری آہنگ فکرِ رضا کا زائیدہ تھا، ان کا شعری مزاج ان کی شناخت تھا اور ان کا دینی تصلب مرشدِ گرامی علامہ مصطفیٰ رضا نوری کی یاد دلاتا تھا۔ ان کے ایک ایک شعر میں امام احمد رضا کا کمال فنِ رقصاں ہے۔ ذرا یہ عاشقانہ اعتماد ملاحظہ کریں:

ان کے در پہ اختر کی حسرتیں ہوئیں پوری
سائلِ درِ افتدس کیسے منفعل جاتا

علامہ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ مشائخِ عرب کے بھی شیخ تھے، علما و خواص ان سے اپنی نسبتِ ارادت کو فخر یہ بیان کرتے ہیں، مصری شیوخ بھی ان کے قدردان تھے۔ ان کے علمی و تحقیقی نقوش کبھی دھندلے نہیں ہونے والے، ان کے تلامذہ اور خلفا ان کے مشن کو زندہ رکھیں گے، اور ان کی ہر علمی یادگار محفوظ کی جائے گی۔ حضرت جہاں تشریف لے جاتے عشاقانِ دید کا ایک جنونی رنگ دیکھنے کو ملتا، کیا عوام، کیا علما، کیا ائمہ، کیا اہل ثروت، سب ان کی دست بوسی و قدم بوسی کو باعثِ فخر سمجھتے اور ان کے پر جمال چہرے کا دیدار کرتے۔ یہ مناظر دیدنی بیان کیے جا رہے ہیں، محض شنیدہ نہیں، شہرِ ممبئی میں متعدد بار راقم الحروف نے یہ حقیقت مشاہدہ کی ہے۔

عربی، اردو اور انگریزی زبان میں ان کی تیس سے زائد تصانیف و تراجم، سیکڑوں تقاریر، اقوالِ محبت اور علمی مرکزِ جامعۃ الرضا انھیں زندہ رکھنے کے لیے کافی ہیں، ان کا لگایا ہوا یہ علمی چمن ہزار ہا بلبلوں کا مسکن بنا رہے اور مرکزی فضلا ان کے علمی مشن کو دنیا میں پھیلاتے رہیں گے۔ سہ ماہی امین شریعت کا تصانیف تاج الشریعہ نمبر ان کی بارگاہ میں ایک اہم خراجِ عقیدت ہے اور ان کی علمی زندگی کے پھیلاؤ کو منکشف کرتا ہے۔ اللہ اسے سلامت رکھے اور اس کی بنیادوں کو استحکام بخشنے، مزید اس کے مدیرِ اعلیٰ محبِ گرامی مولانا

محمد اشرف رضا قادری کو ان بزرگوں کے فیضانِ بلاغت سے مالا مال فرمائے، آمین۔

توفیق احسن برکاتی

جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ

۱۱ اگست ۲۰۱۸ء، شنبہ



حضرت مولانا محمد قمر الزماں مصباحی مظفر پوری

عالم اسلام کی عبقری شخصیت حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا وصال پوری دنیائے سنیت کے لئے عظیم سانحہ ۶/ ذی القعدہ مطابق ۲۰ جون بروز جمعہ بعد نماز مغرب وارث علوم رضا جانشین مفتی اعظم تاج الشریعہ قدس سرہ کا بریلی شریف میں وصال پر ملال ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون آپ کی شخصیت اپنے علم و فضل زہد و تقویٰ احسان و سلوک، فقہ و تفسیر، شعر و ادب اور زبان و بیان کے اعتبار سے پوری علمی دنیا میں احترام کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے آپ نے جامعہ مظفر اسلام کی مسند تدریس پر بیٹھ کر جہاں ہزاروں تشنگانِ علوم نبویہ کی پیاس بجھائی وہیں ارشاد و ہدایت کی قالین زینت بن کر کروڑوں انسان کو عقیدہ کی سلامتی، فکر و نظر کی پاکیزگی اور اصلاحِ عمل کی ضیائیں عطا کیں آپ کی نماز جنازہ میں پوری دنیا سے آئے ہوئے دیوانوں کا پر نور مجمع اس بات کی گواہی دے رہا تھا کہ ہر دل میں حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی محبت و عقیدت کا چراغ فروزاں ہے، علمی دنیا میں بھی آپ مقام رفیع پر فائز تھے درس و تدریس کے ساتھ جملہ علوم قدیمہ و جدیدہ پر یکساں مہارت رکھتے تھے اردو شاعری کے ساتھ عربی زبان و ادب اور شعر گوئی پر بڑی اہم گرفت تھی جس طرح عربی زبان میں بے تکان خطاب کرتے اسی طرح عربی میں فی البدیہہ شعر بھی کہتے تھے آپ شگفتہ خیال، اونچی فکر، سادہ دل اور حسن اخلاق کے مرقع تھے آپ نے دنیا کے بیشتر ممالک میں دعوت و تبلیغ کے اہم فرائض انجام دیئے آپ کی تبلیغی کوششوں سے ہزاروں

افراد کو ایمان کی دولت بے بہا نصیب ہوئی اور کروڑوں اشخاص کے دلوں میں عشق رسول
انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شمعیں روشن کیں، مختلف موضوعات پر اردو عربی اور انگریزی
زبان میں کتابیں تحریر فرما کر علمی خزانوں میں اضافہ فرمایا پوری زندگی سرکار مفتی اعظم علیہ
الرحمہ کی جانشینی کا حق ادا کرتے رہے اور اعلیٰ حضرت کے علوم کا وارث بن کر افق علم و ادب
پر چھائے رہے اس زمانے میں علم کا ساگر علم کا دریا تاج الشریعہ تاج الشریعہ کا نعرہ انہیں کی
ذات کو زبید دیتا ہے دعا ہے کہ خدائے بزرگ و برتر ان کی خدمات دینیہ کو قبول فرمائے اور
ان کی تربت پر قیامت کی صبح تک اپنی رحمتوں کے پھول برسائے آمین بجاہ سید

المرسلین صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین



حضرت مولانا غلام مصطفیٰ نعیمی

مدیر اعلیٰ سواد اعظم دہلی، نزیل حال ساؤتھ افریقہ

حضرت علامہ مولانا اشرف رضا صاحب قبلہ مدیر اعلیٰ سہ ماہی امین شریعت بریلی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ تاج الشریعہ نمبر کی اشاعت کے لئے آپ
مبارکبادی کے حقدار ہیں۔ یقیناً حضور تاج الشریعہ کی ذات اتنی تہہ دار ہے کہ جتنا لکھا جائے
اتنا کم ہے۔ یہاں فقیر آپ کی دوراندیشی کی داد دے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آپ نے نمبرات کی
بھیڑ میں اپنے خصوصی نمبر کو حضور تاج الشریعہ کی تصنیفات پر مرکوز کر کے انفرادیت دلائی
ہے۔ ورنہ شاید یہ نمبر مکررات کا شکار ہو جاتا، واقعی اس انفرادی فکر کے لئے آپ قابل تحسین
ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ حضور امین شریعت کے وصال کے بعد
جب سے آپ نے ”تحریک امین شریعت“ کی باگ ڈور سنبھالی ہے تب سے آپ نے اس
قدر کام تنہا انجام دے دئے ہیں جن پر رشک ہی کیا جاسکتا ہے۔ مختصر سے وقت میں ضخیم

امین شریعت نمبر، مقالات امین شریعت، صد سالہ عرس رضوی پر استاذِ زمن نمبر، اور اب تاج الشریعہ نمبر، اس درمیان حضور علامہ حسنین رضا خاں ودیگر اہم رسائل کی دریافت اور تحقیق و تخریج اس پر مستزاد! یہ بلاشبہ صاحبزادہ گرامی وقار حضرت مولانا سلمان رضا خاں صاحب دام ظلہ العالی کا آپ پر بے پناہ اعتماد اور حضور امین شریعت کا فیضان ہے۔

فقیر نعیمی دعا گو ہے کہ تحریک امین شریعت اسی طرح ملت و مذہب کی خدمت کرتی رہے اور آپ ملت اسلامیہ کے پیچیدہ مسائل کو یوں ہی بحسن و خوبی سلجھاتے رہیں۔ قبلہ صاحب سجادہ اور اپنے جملہ معاونین کو سلام عرض کر دیں۔



خلیفہ حضور امین شریعت

حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغنی رضوی صاحب قبلہ

استاد دارالعلوم فیض الاسلام کیشکال (چھتیس گڑھ)

میرے مرشد برحق حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ خانوادہ اعلیٰ حضرت و حجۃ الاسلام و مفتی اعظم ہند و مفسر اعظم ہند کے چشم و چراغ تھے، اس چراغ نے نہ جانے کتنے مباحوں کے گھروں کو روشن اور تابناک کیا اور نہ جانے کتنے گستاخان رسول، فاسقوں، باغیان اسلام کے چراغ کو گل کیا۔

آپ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ رخصت کے بجائے عزیمت پر عمل کرتے تھے اور استقامت علی الحق میں منفرد، یکتا اور ممتاز مقام پر فائز تھے، یہی سبب تھا کہ لاکھوں مخالفت اور بغاوت کے باوجود آپ کی شخصیت نکھرتی رہی اور ایسی نکھری کہ آپ کے جنازے نے آپ کی حقانیت کا ثبوت پیش کر دیا، جس کی نظیر زمانہ پیش کرنے سے عاجز ہے۔ ظاہر ہمارے مخدوم ہمارے درمیان نہیں ہے، لیکن ان کی دستگیری آج بھی ہمارے ساتھ ہے، ہم یتیم ضرور ہوئے ہیں، لیکن مرشد کے فیضان سے ہمیشہ مالا مال ہوتے رہیں گے۔

ہم غلامان تاج الشریعہ پر لازم ہے کہ حضرت علیہ الرحمہ کے فرامین اور تعلیمات کے عملی تفسیر بن کر اپنی زندگی کو گزاریں، انتشار اور اختلافات سے ہمیشہ دور رہ کر صرف اور صرف مسلک اعلیٰ حضرت اور مشن تاج الشریعہ کے فروغ میں اپنا تن، من، دھن سب کچھ قربان کر دیں۔

اختر و ادبی حلد میں چل دیا
خلد واپس ہر ایک و تادری کے لئے



خليفة حضور امین شریعت و تاج الشریعہ

حضرت مولانا مفتی محمد مجیب الرحمن رضوی مصباحی صاحب قبلہ

وارث علوم اعلیٰ حضرت، نبیرۃ حجۃ الاسلام، نواسۃ حضور مفتی اعظم، شہزادۃ مفسر اعظم، پیر طریقت، رہبر شریعت، بدر الطریقہ، سرکار حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ الشاہ المفتی محمد اختر رضا خاں صاحب قبلہ قادری ازہری بریلوی رحمہ اللہ القوی ۷ رزی القعدہ ۱۳۹۹ھ بمطابق ۲۰ جولائی ۲۰۱۸ء بوقت شب جمعہ سات بج کر نو منٹ پر عین مغرب کی آذان کے وقت کلمات آذان ”اللہ اکبر، اللہ اکبر“ کہتے ہوئے دارفانی سے دار بقا کی طرف کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون آپ کے وصال کی خبر پندرہ سے بیس منٹ کے اندر بجلی کی طرح پوری دنیا میں پھیل گئی، خبر پھلتے ہی پوری دنیائے اسلام میں کہرام مچ گیا، الیکٹرانک میڈیا، پرنٹ میڈیا، شوٹل میڈیا، سب کا عنوان سخن تاج الشریعہ، تاج الشریعہ ہو گیا، کسی نے کہا آپ کی رحلت سے دنیائے سنیت یتیم ہو گئی، کسی نے لکھا کہ آپ کے رخصت ہو جانے سے اہل سنت و جماعت میں علمی و روحانی دنیا میں بڑا خلا پیدا ہو گیا جس کا مستقبل قریب میں پرہونا مشکل ہے، کسی نے بیان دیا ہمہ جہت شخصیت کے مالک رخصت ہو گئے، کسی نے تحریر کیا پندرہویں صدی کے مجدد چلے گئے،

کسی نے کہا علم و عمل کا سنگم اور رشد و ہدایت کا پیکر چلا گیا، کسی کی زبان پر تھی آپ کی موت

تنہا آپ کی موت نہیں بلکہ ایک عالم کی موت ہے، (موت العالم موت العالمہ) گویا جتنی زبانیں اتنی ہی بات ایسی تھی تاج الشریعہ کی ذات، شہر شہر، مگر مگر، ڈگر ڈگر اور گھر گھر کا سو گوار ماحول یہ کہتا تھا کہ آپ کی رحلت یہ صرف بریلی شہر کا سانحہ نہیں بلکہ ہر گھر ہر شہر کا سانحہ ہے۔ جس طرف نگاہ کیجئے پوری دنیائے سنیت کے دل فگار ہیں، آنکھیں اشک بار ہیں، زبانیں بارگاہ الہی میں عرض گزار ہیں یا الہ العالمین! پھر سے وہی تاج الشریعہ بھیج دے جو سیرت و صورت، تقویٰ و طہارت، وجاہت و شباہت، فتوہ و قائمات، نور و نکہت، شریعت و طریقت، قابلیت و صلاحیت، تحقیق و تدقیق، تحریر و تفسیر، تدریس و تبلیغ، تجدید و تدبیر، تعمیر و تردید، جاہ و جلال، فضل و کمال، جود و نوال، تفقہ و فی الدین، تصلب بالمدین، احقاق حق و ابطال باطل، اور اعلائے کلمۃ الحق، میں جلوۂ اعلیٰ حضرت تھے تو مظہر مفتی اعظم ہند تھے۔ اسی کرب و اضطراب کی فضا میں تعلیمات تاج الشریعہ نے سہارا دیتے ہوئے تاریخ اسلام کا ایک ناصحانہ باب سامنے رکھ دیا، جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ظاہر ہوا پوری دنیا سو گوار تھی جاں نثروں پر غموں کا پہاڑ ٹوٹا، حضرت خاتون جنت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بے ساختہ کہا:

صبت علی مصائب لو انہا

صبت علی الایام صرن لیالیا

ہر ایک کو یہی فکر تھی کہ اب دین اسلام کا کیا ہوگا؟ ہر چہار جانب سے باغیان اسلام اور دشمنان اسلام کا زور ہے، ان کا مقابلہ کون کرے گا؟ مگر عزم و حوصلہ چار یار نے ببا ننگ دہل کہا سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بے سہارا نہیں چھوڑا ہے ہر جگہ ہر لمحہ ہر قدم ان کی رحمت ان کی برکت ہمارے ساتھ ہے۔ ان کی رحلت نے ہم چھوٹوں کو بڑا بنا دیا ہے کبریٰ کی موت الکبریٰ، اسی طرح جب کسی بڑے کی رحلت سے اسلام کا خسارہ ہوا تو بڑوں کے

فیوض و برکات نے ہی اس خسارے کی تلافی بھی کی ہے اس اصول کے تحت ہمیں اس بات کا یقین ہے کہ آج اگرچہ بظاہر تاج الشریعہ ہمارے درمیان نہیں ہیں مگر کروڑوں مریدین و متوسلین اور لاکھوں علماء و فضلاء اور ہزاروں خلفاء و تلامذہ اور جانشینوں کے علاوہ وہابیت و دیوبندیت اور صلح کلیت نیز فکری آزادی اور قلمی بے راہ روی کے خلاف جو آپ کا تصنیفی اثاثہ ہے وہی حق و صداقت، رشد و ہدایت، دین و سنیت مسلک اعلیٰ حضرت کی حفاظت کے لئے بطور یادگار اور روحانی فیوض و برکات رہتی دنیا تک کافی ہے۔

میں مبارک باد پیش کرتا ہوں گرامی وقار عزیز القدر حضرت مولانا اشرف رضا قادری صاحب کو کہ حضرت کے وصال کے بعد ہی بہت سے ضخیم رسالے بنام تاج الشریعہ نمبر شائع ہونے کا اعلان ہوا مگر ”تصانیف تاج الشریعہ نمبر“ شائع کرنے کا شرف آپ کو حاصل ہوا، جس گوشہ کو آپ نے چنا ہے مجھے امید ہے کہ تمام رسالوں میں افادیت کے اعتبار سے ایک ممتاز و منفرد رسالہ ہوگا، یہ بھی فیضان تاج الشریعہ ہے کہ اتنی قلیل مدت میں اتنا ضخیم نمبر آپ کے ہاتھوں شائع ہو رہا ہے۔ اللھم زد فزد اللھم بآرک لک و لنا و لساائر المؤمنین بو سیلۃ سید المرسلین ﷺ



حضرت مولانا مفتی عبدالملک مصباحی صاحب قبلہ

چیف ایڈیٹر رضاے مدینہ، جمشید پور

فخر صحافت حضرت مولانا محمد اشرف رضا قادری صاحب

ایڈیٹر سہ ماہی امین شریعت، بریلی شریف، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ کا سانچہ ارتحال اس صدی کا اب تک کا اتنا بڑا حادثہ ہے جس پر جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔ آپ کے داغ مفارقت کی خبر شب و دیہجور کی سیاہی بن کر پورے عالم پر چھا گئی۔ ایسے عالم میں نہ کچھ سوچنے کی طرف ذہن کا تبادر اور نہ ہی کسی کام کی

طرف طبیعت کا میلان ہو پارہا ہے۔ ذہن و فکر پر حزن و ملال، اور اداسی و مایوسی کی ایسی پرتیں جمی ہیں کہ ہٹائے نہیں ہٹتیں۔ ایسے میں آپ کا پیہم اصرار کہ حضرت کی شان میں کچھ تحریر کریں بڑا مشکل اور کٹھن سوال ہے۔ بہر حال آپ کے جذبے کا احترام کرتے ہوئے غیر مرتب اور پراگندہ افکار کے چند تراشے پیش خدمت ہیں اگر قبول افتدز ہے عز و شرف!

ہاں ایک بات عرض کر دوں کے حضور تاج الشریعہ کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے ہزاروں عشاق اپنی اپنی سی کوششیں کر رہے ہیں مگر آپ نے سہ ماہی **امین شریعت**، بریلی شریف کے پلیٹ فارم سے جس مثبت، فکری اور انفرادی کام کا اعلان کیا ہے اور جس پر آپ سرگرمی سے رواں دواں ہیں یہ آپ کی صحافتی ژرف نگاہی کی بین دلیل ہے۔ رسائل و جرائد کے تمام خصوصی پیش رفت میں آپ کی کدو کاوش بالکل منفرد اور دستاویزی ہے۔ حضور تاج الشریعہ کے حیات کے گونا گوں پہلوؤں کے ایک خاص اور اہم ترین پہلو ”تصانیف“ کو اپنی فکری کاوشوں کا عنوان بنا کر ”تصانیف تاج الشریعہ نمبر“ کا اعلان کر کے آپ بازی مار گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یقیناً یہ آپ پر حضور امین شریعت کے فیضان اور سرکار تاج الشریعہ کی عنایتوں کا ثمرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی جاں فشانوں کو بار آور بنائے اور اس نمبر کو دستاویزی بنا کر زیادہ سے زیادہ خواص و عوام کو استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

نمبر کی کامیاب اشاعت پر اس فقیر کی طرف سے پیش گی مبارک باد قبول فرمائیں۔



حضرت مولانا مفتی نثار احمد خان مصباحی

خلیل آباد (یو پی)

محب گرامی حضرت مولانا محمد اشرف رضا قادری!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ، امید ہے بخیر ہوں گے

یہ سن کر خوشی ہوئی کہ آپ اپنے سہ ماہی رسالہ ”امین شریعت“ کا ”تصانیف تاج الشریعہ نمبر“ شائع فرما رہے ہیں، سیدی تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی حیات و معارف پر درجنوں سنی رسائل اپنے اپنے خصوصی شمارے شائع کر رہے ہیں، مگر آپ کا انتخاب کردہ موضوع اپنی ایک انفرادی شان رکھتا ہے۔ آپ نے خصوصی شمارے کے لیے سیدی تاج الشریعہ رحمۃ اللہ کی قلمی خدمات کو موضوع بنا کر اہل سنت کی طرف سے عموماً اور رضوی نسبت رکھنے والوں کی طرف سے خصوصاً ایک کفائی ذمہ داری ادا کی ہے۔ جب جماعت اہل سنت کا ایک عام رجحان یہ ہو کہ کسی بڑی شخصیت کا اصل خراج عقیدت یہ ہے کہ ان کے نام پر جلسے اور کانفرنسیں کر لی جائیں ایسے ماحول میں آپ کا جذبہ معارف پروری قابل تحسین بھی ہے، شایان تقلید بھی اور آپ کے لیے وجہ امتیاز بھی، اکابر کے دنیا سے جانے کے بعد ان کی قلمی خدمات اور علمی و عملی آثار کی حفاظت اور ترویج ہی ان کی بارگاہوں میں اصل خراج عقیدت ہے اور شخصیات کی بقا کی ضمانت بھی، اور یہ ذمہ داری سب سے پہلے وابستگان تلامذہ اور مریدین پر لازم ہوتی ہے کہ وہ اپنے شیخ کے علوم و معارف کی ترویج کریں، مگر اس حوالے سے ہماری جماعت میں جو عمومی غفلت ہے اب اس کا مرثیہ پڑھنا بھی بے سود ہے، ہمارے اسی رویے نے مجدد اسلام امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ کی تہائی سے زیادہ بلکہ آدھی کتابیں ضائع کر دیں! مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ کے فتاویٰ کا تقریباً 90 فیصد حصہ ضائع کر دیا!! اور نہ جانے کتنے ایسے علما کے علمی آثار ضائع کر دیے جو زیادہ مشہور نہیں ہیں۔

سیدی تاج الشریعہ رحمۃ اللہ کے بلا مبالغہ کروڑوں مریدین ہیں، ان میں جو اصحاب ثروت ہیں وہ اپنے مرشد گرامی کے نام پر جلسوں اور کانفرنسوں میں کروڑوں روپے خرچ کرتے ہیں، یقیناً ان کا جذبہ محبت قابل تحسین ہے مگر جلسوں کا وقتی فائدہ اور علمی و قلمی آثار کی حفاظت اور ترویج کا دائمی فائدہ سب پر ظاہر ہے، ایسے میں اگر ان کی توجہ اس طرف بھی ہو

جائے تو یہ بہر حال بہترین خراج عقیدت ہوگا، اور اس کا عام فائدہ بہت دیر پا ہوگا۔ اللہ اہل خیر کو خیر کی توفیق دے۔ سیدی تاج الشریعہ رحمہ اللہ کے قلمی آثار کی مختلف نوعیتیں ہیں، صرف زبان کی جہت سے دیکھیں تو ان کے قلمی آثار میں، مستقل عربی تصنیفات، اردو تصنیفات، عربی کتابوں کے اردو ترجمے، اردو کتابوں کے عربی ترجمے، اردو و شریعی، عربی حاشیے، انگریزی فتاویٰ، اور ان کے علاوہ بھی کچھ اقسام ہیں۔ زبانی افادات اور لسانی مآثران پر مستزاد، جنھیں تحریری شکل دے دی جائے تو علوم تاج الشریعہ کا ایک اچھا ذخیرہ محفوظ ہو سکتا ہے۔ سیدی تاج الشریعہ کے علمی کارناموں کی فنی تقسیم ایک الگ مرحلہ ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ پہلے ان کے تمام قلمی اور علمی مآثر کی ایک جامع فہرست مرتب کی جائے۔ پھر چند سالوں کے ایک متعین ہدف کے ساتھ ان کی حفاظت، اشاعت اور ترویج کے لیے قابل کار افراد کو معقول معاوضے پر رکھ کر ایک متحرک و فعال ”تاج الشریعہ اکیڈمی“ قائم کی جائے۔ پھر اس اکیڈمی کے تحت تحقیق و تدوین کے تمام اصول و آداب کی رعایت کے ساتھ ان کے علمی آثار کی حفاظت، تدوین اور مسلسل اشاعت عمل میں آئے۔ یہ تمام مراحل کہنے میں جتنے آسان ہیں، عمل میں اتنے ہی مشکل ہیں، جن میں سب سے بڑی مشکل بے حسی پر مبنی ہمارا عام رویہ ہے، آج کل اس طرح کے مشورے اور تجویزیں بکثرت دی جاتی ہیں مگر ان پر عمل جن کی وسعت میں ہوتا ہے وہ اپنے عمل سے ایسی تجویزوں کو ”مجنون کی بڑ“ ثابت کر دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امام اہل سنت کے وصال کو 100 سال گزرنے کے بعد بھی آج تک بین الاقوامی معیار اور انداز میں ان کی کتابیں دنیا کے سامنے پیش نہیں کی جاسکیں، اور کچھ کتابیں جو معیاری انداز میں شائع ہوئیں وہ لوگوں کی جزوی اور انفرادی کوششوں سے ہو سکیں۔ بلکہ تلخ حقیقت تو یہ ہے اس سمت میں کام کرنے والے افراد کی حوصلہ افزائی کا ہمارے یہاں کوئی باضابطہ نظم تو قائم نہ ہو سکا البتہ بہت سے کارآمد افراد حوصلہ شکنی کے شکار ضرور ہوئے۔

خیر کہنے کو بہت سی باتیں ہیں مگر آج ہی آپ کا سالہ پریس جارہا ہے اور جلدی جلدی

شرکاء بزم میں اپنا نام درج کروانے کی میں کوشش کر رہا ہوں۔ ایک بات اور جو میں نے محسوس کی وہ عرض ہے: ایک درجن سے زیادہ رسائل اپنے خصوصی شمارے شائع کر رہے ہیں، ظاہر ہے ان شماروں کے موضوعات اور مشمولات میں بے تحاشا تکرار ہوگی، کیا ایسا نہیں ہو سکتا تھا کہ زیادہ سے زیادہ مدیران آپسی مشاورت سے موضوعات اور عناوین طے کرتے اور تقسیم کر لیتے تاکہ بے جا تکرار بھی نہ ہوتی اور علما کے وقت اور اہل خیر کے سرمایے کی بچت بھی ہو جاتی، مگر ہمارے آپسی روابط کا شدید فقدان اس کام سے مانع رہا۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ اللہ کریم آپ کی محنتیں قبول فرمائے اور سیدی تاج الشریعہ رحمہ اللہ کے علوم و معارف کی ہمیں قدر کرنے اور ان سے استفادہ کرنے کی توفیق بخشے۔ وهو الموفق لكل خیر



حضرت مولانا محمد بلال انور رضوی صاحب قبلہ

مدرسہ جمیلیہ رضویہ کلیر ضلع ارول بہار

عرش پر دھو میں محپیں وہ مومن صالح ملا

فرش سے ماتم اٹھا وہ طیب و طاہر گیا

مظہر اعلیٰ حضرت، جانشین حضور مفتی اعظم ہند، قاضی القضاۃ فی الہند، افتخار اہل سنت، سیدنا و مرشدنا سرکار تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی وفات حسرت آیات بلاشبہ عالم اسلام و سنیت کے لیے ناقابل تلافی سانحہ عظیم ہے مولیٰ تعالیٰ مرشد کریم علیہ الرحمہ کے درجات بلند سے بلند تر فرمائے اور جملہ خلفا و مریدین، متوسلین و معتقدین کو حضرت والا شان کے فیوض و برکات سے دونوں جہان میں شاد کام و سرفراز فرمائے۔

اس حقیقت کا زمانہ معترف ہے کہ سرکار تاج شریعت رحمۃ اللہ علیہ اپنے عظیم و جلیل آبا و اجداد رضی اللہ تعالیٰ عنہم و ارضاء ہم عنا کی علمی شوکتوں، اخلاقی عظمتوں، دینی رفعتوں،

ایمانی برکتوں اور انکی بابرکت عزیمتوں کے سچے اور بافیض وارث و امین تھے، آپ کے انتقال پر ملال سے علم و ادب، اخلاص و وفا، عشق و عرفان کا اک جہان اٹھ گیا! سچ ہے ”موت العالم موت العالم“ نادر المثال تاریخی نماز جنازہ میں پیران طریقت، علمائے شریعت، مفتیان دین و ملت و دیگر خواص و عوام اہل سنت کا فقید المثال ازدحام، پھر عالم اسلام کے مشاہیر کی طرف سے تعزیتی تحریرات و بیانات کا ناقابل فراموش دراز سلسلہ اور ملک و بیرون ملک پوری دنیائے سنیت میں محافل ایصال ثواب کی کثرت، اللہ اللہ یہ ساری ایمان افروز باتیں صالح دلوں کو پختہ یقین دلاتی ہیں کہ حضور تاج الشریعہ قدس سرہ کو اللہ عز و جل اور اسکے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ و صحبہ و بارک وسلم کی رفیع بارگاہ میں عظیم محبوبیت و مقبولیت حاصل ہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہو کہ قرآن مجید میں ہے:

ان الذین آمنوا و عملوا الصلحت سیجعل لهم الرحمن وداً
(بیشک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے عنقریب ان کے لیے رحمن محبت کر دے گا)
اور بخاری شریف میں ہے: عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: اذا احب
اللہ العبد نادى جبریل ان اللہ یحب فلاناً فاحبه فیحبہ جبریل فینادی فی
اهل السماء ان اللہ یحب* * فلاناً فاحبوه فیحبہ اهل السماء ثم یوضع له
القبول فی الارض

(جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اپنا محبوب بناتا ہے تو حضرت جبریل کو ندا عطا فرماتا ہے: اے جبریل! فلاں بندہ اللہ کا محبوب ہو گیا ہے، تو بھی اس سے محبت کر! تو حضرت جبریل اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور اہل سما میں عام اعلان کرتے ہیں کہ فلاں بندہ اللہ کا محبوب ہے، تم سب بھی اس سے محبت کرو! تو جملہ اہل سما اس بندے سے محبت کرنے لگتے ہیں! پھر اس بندہ محبوب کی مقبولیت زمین میں عام کر دی جاتی ہے)
حضور تاج الشریعہ قدس سرہ کی منفرد مقبولیت و محبوبیت میں اسی آیت کریمہ اور

حدیث پاک کے ایمان افروز جلوے ہیں، دینی علوم و فنون میں معتمد عبقریت اور ایمانی کردار و عمل میں آپ کی قابل اتباع عزیمت ہمیشہ یاد رکھی جائے گی اور آپ کے مخلص متبعین ضرور دونوں جہان کی حقیقی عزتوں سے شاد کام و سرفراز ہوں گے۔

مولیٰ تعالیٰ شہزادہ گرامی وقار، امیدگاہ اہل سنت، جانشین حضور تاج الشریعہ مخدومنا الکریم حضرت علامہ عسجد رضا خاں صاحب قبلہ زید مجدہ کوروز افزوں برکتوں کے ساتھ مدتوں سلامت باکرامت رکھے اور آپ کی جانشینی کی برکتوں سے تمام سنیوں کو خوب خوب متمتع و فیضیاب فرمائے۔ اب جبکہ حضرت قدس سرہ العزیز کا عرس چہلم قریب سے قریب تر آتا جا رہا ہے اس موقع سے وفا شعار مریدین و معتقدین دنیائے سنیت کو دائمی طور پر مستفید و مستفیض رکھنے کے لیے حضرت کے متنوع آثار و برکات کو حتی المقدور تحریری قلعوں میں محفوظ کرنے کی سعید کوششوں میں مصروف ہیں جن میں ایک نمایاں نام محبہ المحبوب گرامی قدر حضرت مولانا اشرف رضا سبطینی زید مجدہ کا بھی ہے موصوف محترم سہ ماہی رسالہ امین شریعت کے مخلص و فعال مدیر ہیں یہ جان کر بہت مسرت ہوئی کہ چہلم شریف کے موقع پر مذکورہ رسالے کی طرف سے بھی ”تصانیف تاج الشریعہ“ کے عنوان سے ایک ضخیم نمبر منظر عام پر آ رہا ہے فالحمد للہ علی ذالک مولیٰ تعالیٰ مدیر موصوف و دیگر تمام برادران خواجہ تاش زید مجدہم کی پر خلوص کوششیں قبول فرمائے اور سرکار تاج شریعت علیہ الرحمۃ والرضوان کے فیوض و برکات سے دونوں جہان میں شاد کام و خوش انجہام فرمائے۔ آمین آمین یا رب العلمین بجاہ حبیبک الکریم علیہ و علی آلہ و صحبہ افضل الصلوٰۃ و اچمل التسلیم۔



حضرت مولانا محمد عبدالرزاق پیکر صاحب

عبقری الشرق، وارث علوم رضا، جاں نشین مفتی اعظم، شیخ الاسلام والمسلمین، حضور

تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری رضی اللہ القوی کا وصال حسرت آیات رواں صدی کا عظیم ترین مذہبی سانحہ ہے، ایسا مردِ جلیل زمانہ پھر اپنی آنکھوں سے دیکھ سکے، کہنا بہت مشکل ہے لیکن خزانہ قدرت میں کسی چیز کی کمی نہیں ہے وہ چاہے تو ان کا نعم البدل مل سکتا ہے ہمیں یہی دعا کرنی چاہئے کہ خداوند تعالیٰ علامہ عسجد رضا کو ان کا سچا جانشین بنائے۔ حضور تاج الشریعہ کی سب سے نمایاں کرامت استقامت فی الدین تھی آپ کے عہد مبارکہ میں ہزاروں خوفناک طوفان اٹھے لیکن آپ کو وہ مالہ کی طرح راہ حق پر قائم رہے، ذرہ برابر بھی پائے استقامت و استقلال میں جنبش نہیں ہوئی۔ یہ راہ حق وہی پاکیزہ راستہ ہے جس کو قرونِ اولیٰ میں ”ما انا علیہ واصحابی یا جماعت اہل سنت والجماعت“ کہا جاتا تھا اسی مذہبِ حقہ کو فی زمانہ ”مسلمک اعلیٰ حضرت“ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

حضور تاج الشریعہ کے دینی، علمی، روحانی، فلاحی اور تعمیراتی کارنامے اس قدر وسیع تر اور باوقار ہیں کہ اگر ان سب کو سمیٹنے کی کوشش کی جائے تو ایک طویل لائبریری تیار ہو سکتی ہے، ان کے وصال کے بعد ملک و بیرون ملک کے بیشتر مذہبی رسائل ضخیم نمبرات یا خصوصی گوشے نکال رہے ہیں، شعراء مناقب و مدائح کے انبار لگا رہے ہیں اور دیگر اصحاب لوح و قلم بھی کتابیں شائع کر رہے ہیں یہ بارگاہِ خداوندی میں حضور تاج الشریعہ کی بے پناہ مقبولیت کی دلیلیں ہیں لیکن ہمیں اپنے مددِ گرامی کے روشن کارناموں کو زندہ رکھنے اور انہیں فرزندانِ آدم کے لئے مفید و کارآمد بنانے کے لئے نہایت ہوش و حواس سے کام لینا چاہئے۔ سب سے پہلے ان کی مبسوط سوانح لکھنے کی ضرورت ہے جو تاریخی تقاضے کو کفیل ہو سکے، ان کی بعض اردو و عربی تصانیف کو مدارس و جامعات کے نصاب میں شامل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے نیز ان کے نام پر مکاتب و مدارس، جامعات و ہوسپٹلس، ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ و دیگر علمی و فلاحی ادارے قائم کئے جائیں، جملہ اخلاف کو ان سب کو اخلاقی فرض سمجھتے ہوئے اسے ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ خداوند تعالیٰ حضور تاج الشریعہ

علیہ الرحمۃ کو بلند سے بلند تر درجات عطا فرمائے اور ہم سب کو ان کے روحانی فیوض و برکات حاصل کرنے کے لائق بنائے۔ عرس چہلم کے موقع سے سہ ماہی امین شریعت کے مدیران ضخیم ”تصانیف تاج الشریعہ نمبر“ نکال رہے ہیں خدا اسے مقبول عام فرمائے اور جملہ اراکین کو جزائے خیر دے، آمین براہ سید المرسلین علیہ التحیہ



حضرت مولانا محمد نعیم الحق رضوی ازہری

خادم التدریس: دارالعلوم غوثیہ ضیاء القرآن، کرلا، ممبئی

مکرمی حضرت مولانا محمد اشرف رضا قادری۔۔۔۔۔ تسلیمات

یہ جان کر بے حد مسرت ہوئی کہ سہ ماہی رسالہ ”امین شریعت“ کے سرگرم کارکنان اپنی تمام تر توانائیوں کے ساتھ سیدی و مرشدی حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے خصوصی شمارہ پیش کرنے کا عزم کر چکے ہیں۔

بلاشبہ تاج الشریعہ قدست اسرارہ کی ذات اہل اسلام پر رحمت الہی کا گھنیرا سایہ تھی، آپ کا وصال اہل اسلام کے لیے ایک ناقابل تلافی خسارہ ہے۔

آپ امام اہل سنت علیہ الرحمہ کے چمن زار علم و معرفت کے ایک مہکتے اور خوشنما پھول تھے، دینی صلابت اور فکری استحکام و استقامت آپ کا خاص نشان تھا، ہمہ جہت شخصیتیں تو اور بھی ہیں لیکن اس دور میں جس کی ہر جہت فلک پیمابوہ آپ کی ذات تھی۔

فقہیات پر عبور تام، اس کی جزئیات کا حیرت انگیز استحضار، حدیث و علوم حدیث میں سیوطی و عسقلانی کی عکاسی، رد و ابطال میں امام احمد رضا کی سچی وکالت، علم کلام میں رازی کا کمال، الغرض علوم اسلامیہ پر حاکمانہ قدرت، دقیقہ سنجی، بالغ نظری، ادیبانہ تحریری انداز، شاعرانہ مذاق، آپ کی شخصیت کے نمایاں خط و خال ہیں۔

ان تمام خوبیوں کے ساتھ آپ کی زندگی کا سب سے نمایاں پہلو استقامت فی الدین اور تقویٰ شعاری ہے۔ فرض و واجب اور سنن تو لازماً حیات تھے، مستحبات پر جس شدت کے ساتھ کار بند رہے یہ آپ ہی کا حصہ تھا، فتنوں کے اس خاردار دور میں دامن کو اس خوبی سے بچالینا کسی شاہکار تقویٰ سے ہی ممکن ہے۔ اگر فتنوں کا ہجوم نہ ہوتا تو آپ کی شخصیت کا علمی و فقہی پہلو ڈیڑھ صدی قبل کا منظر پیش کر رہا ہوتا۔ اعلیٰ حضرت، حجت الاسلام اور مفتی اعظم ہند علیہم الرحمۃ والرضوان سے آپ کی نسبت صرف گوشت پوست کی نہیں بلکہ علمی وراثت کی ہے۔

آپ علمی دنیا کے ساتھ روحانی دنیا کے بھی تاجدار تھے لیکن دیگر ارباب عزیمت اولیائے کرام کی طرح آپ کے روحانی کمالات پر استقامت کا وصف نمایاں رہا جس سے آپ کا روحانی مقام و منصب صرف اہل دل ہی پر منکشف ہو سکا۔

محج محترم حضرت علامہ مولانا اشرف رضا صاحب قبلہ نے جس عرق ریزی اور سرعت کے ساتھ عناوین کی انجمن سبائی اور حضرت کے گوشہ حیات کا خاکہ پیش کیا ہے اگر اس میں سلیقہ مندی سے رنگ آمیزی کی جائے تو حضرت کی حیات کے حوالہ سے یہ ایک گراں مایہ دستاویز ہوگی جس میں تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ کی شخصیت کے بارے میں کچھ جاننے کا جذبہ رکھنے والوں کے لیے تشفی کا سامان ہوگا۔ اگرچہ ”حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا“ کا شکوہ باقی رہے گا۔

امید ہے کہ ۵۰۰ صفحات پر مشتمل یہ ضخیم شمارہ حضرت کی حیات مبارکہ کے حوالہ سے سمندر در کوزہ ثابت ہوگا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کو قبول عام عطا فرمائے۔



حضرت مولانا مفتی فیضان المصطفیٰ قادری رضوی

النور انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سائنسز ہیوسٹن امریکہ

محترم و مکرم حضرت علامہ محمد اشرف رضا صاحب زید فضلكم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

خوشی کی بات ہے کہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے چہلم کے موقع پر آپ حضرت کی تصانیف کے تعلق سے خصوصی شمارہ لا رہے ہیں، یہ کام آپ لوگوں کو کرنا ہی تھا جس پر آپ کی پوری ٹیم ہماری طرف سے مبارک باد اور دعاؤں کی مستحق ہے۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان علم و عمل، زہد و تقویٰ اور استقامت فی الدین کے اعتبار سے دور حاضر میں بے مثل و بے مثال تھے، دنیا ان کے نام سے جاہ و جلال کا مفہوم اخذ کرتی تھی، اور ان کی اداؤں سے شرافت و نجابت کا تعارف حاصل کیا جاتا تھا، پندرہویں صدی ہجری میں دین کے معاملے میں حضرت عزیمت کی پہچان تھی، ان کی حیات و خدمات کے درجنوں پہلوؤں کو لوگوں نے پہچانا اور قدر کی، لیکن بارگاہ الہی اور دربار رسالت پناہی میں ان کی مقبولیت کو ان کی رحلت کے بعد سمجھنے کی کوشش کی جا رہی ہے، اب جب کہ ان کی ظاہری فیض رسانی کے ایک دور کا خاتمہ ہو چکا ہے، اگرچہ روحانی فیوض و برکات کا سلسلہ ان شاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا، لیکن ہم تمام وابستگان تاج الشریعہ پر لازم ہے کہ ان کی تعلیمات پر خود عمل کریں اور ان کی تعلیمات لوگوں میں عام کریں، تاکہ ان کے دامن فیض و کرم سے وابستگی جاری رہے۔

یوں تو تمام اہل سنت پر اور خصوصاً علمائے کرام پر حضرت تاج الشریعہ کرم کی بارش برساتے تھے، لیکن مجھ فقیر پر حضرت کی نوازشات کا شمار نہیں، دور طالب علمی میں حضرت سے بیعت کی سعادت حاصل ہو چکی تھی، شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کے فقہی سیمینار میں مفتیان کرام کی موجودگی میں حضرت نے فقیر کو خلافت سے نوازا، ۲۰۰۸ء سے ۲۰۱۲ء تک چار سال جو ہمارا ہندوستان میں قیام رہا اس دوران حضرت مسلسل اپنی تحریریں اور بیانات فقیر کو بھجواتے اور تاثرات معلوم فرماتے۔ امریکی اسکالر نوح حامیم کیلر نے حسام الحرمین پر جو تنقید کی اس کا حضرت نے مفصل جواب انگلش میں تیار کر کے نیٹ پر

ڈلوایا، اس کے اردو ورژن کی ترتیب کی ذمہ داری حضرت نے فقیر کو عنایت فرمائی، اور جب تک ہندوستان میں رہا شرعی کونسل آف انڈیا کے ایک رکن کی حیثیت سے خدمات انجام دیتا رہا۔ اب بچھا فوس ہے کہ آخری پانچ چھ سال سے امریکہ میں دینی و تدریسی مشاغل نے ایسا مصروف کیا کہ ہندوستان آنے کا موقع نہ ملا، تاہم وفات سے ایک ہفتہ قبل بذریعہ فون حاضری ہوئی، ۱۲ جولائی ۲۰۱۸ء کی صبح فون پر مولانا عاشق حسین کشمیری سے بات ہوئی، موصوف حضرت کی بارگاہ میں موجود تھے، انھوں نے فون قریب کر کے حضرت کو میرا سلام پیش کیا، کئی روز سے بات چیت بند ہو چکی تھی، فقیر کا نام سنتے ہی حضرت کے دہان مبارک سے کچھ آواز نکلی اور حضرت نے ہاتھ اٹھا دیے، بعد میں معلوم ہوا کہ آخری بار اشارے سے جس کا سلام و کلام حضرت نے قبول فرمایا ان میں یہ فقیر بھی شامل ہے۔

اس غریب الدیار کو جوں ہی حضرت کی رحلت کی خبر ملی قدموں تلے زمین کھسک گئی، عقل و دل و نگاہ اس خبر پر یقین کرنے کے لیے تیار نہیں تھے، مگر دو چار ذرائع سے تحقیق حال کرنے کے بعد یقین کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ حضور تاج الشریعہ کی رحلت ہوش و حواس پر بجلی بن کر گری، ایک عجیب سا احساس ابھرا، اور اس بھری دنیا میں تنہائی محسوس ہونے لگی، ہر طرف تاریکی ہی تاریکی نظر آرہی تھی۔ لگ رہا تھا کہ اپنے وجود کی کشتی ناخدا سے محروم ہو کر بیچ منجدھار میں ہچکولے کھا رہی ہے۔ اب ہم کہاں سے وہ شخصیت لائیں جس کو پوری قوم کی آبرو سمجھیں، اور جنہیں شریعت کی بے لاگ پاس داری کی ضمانت سمجھیں، کون ہے جس کے چہرے کی ایک جھلک دیکھنے کو عامۃ الناس ہجوم کریں۔

اب کون ہوگا جو اسلامیان ہند کی روحانی، علمی اور دینی قیادت کرے گا؟ کون ہوگا جو ہندوستانی مسلمانوں کی قیادت کے ساتھ دیارِ عرب میں بھی ہماری عزت و ناموس کا آشیانہ بنائے گا، جس کی ٹھنڈی چھاؤں میں علمائے عرب بھی قلب و جگر کی تسکین محسوس کریں گے۔ آج تاج الشریعہ ہمارے درمیان نہیں، لیکن اسلامیان ہند کو بہت کچھ دے کر گئے ہیں،

ان کی درجنوں تصانیف و حواشی، درجنوں اردو عربی تراجم، سیکڑوں فتاویٰ، ہزاروں وعظ و بیانات، اور لاکھوں مریدین و متوسلین ان کی یادگار ہیں، جامعۃ الرضا کی فلک بوس عمارتیں، شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کی فقہی مجلس، مرکزی دارالافتا بریلی شریف ان کے فیوض و برکات کا سرچشمہ بن کر امت مسلمہ کو علم و معرفت کے باڑے بانٹتے رہیں گے۔

سہ ماہی ”امین شریف“ بریلی شریف کے اس خصوصی شمارے کے قارئین کو ہمارا پیغام ہے کہ حضور تاج الشریعہ کی تصنیفات کو بلاستیعاب پڑھنے کی کوشش کریں، اگر مشکل مقامات آئیں تو اہل علم سے مل کر حل کریں، اور پھر دوسروں تک پہنچائیں، اس طرح حضور تاج الشریعہ سے وابستگی کا کچھ حق ادا ہو سکے گا۔ اللہ تعالیٰ سہ ماہی ”امین شریعت“ کی ٹیم اور اس کے معاونین اور قارئین کو سلامت رکھے اور رضوی فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے۔

آمین بجا احبیبہ سید المرسلین علیہ و علی آلہ و صحابہ اجمعین

۱۱ اگست ۲۰۱۸ء



حضرت مولانا محمد جمال انور رضوی صاحب قبلہ

مدرسہ جمیلیہ رضویہ کلیر ضلع ارول بہار

گرامی قدر حضرت مولانا اشرف رضا صاحب زید مجدکم۔۔۔۔۔ تسلیمات

رسالہ سہ ماہی امین شریعت نے بحمدہ تعالیٰ معمولی عرصے میں غیر معمولی شہرت و مقبولیت حاصل کی ہے اور آج دوزبانوں (اردو ہندی) میں اس کے شمارے چھپ رہے ہیں اس سے جہاں آپ کے علمی ذوق اور محنت کا پتہ چلتا ہے وہیں قوم کے حوالے سے آپ کے دل میں چھپا ہوا درد بھی جھلک رہا ہے مولیٰ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

اس وقت عالم اسلام حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی رحلت کے صدمے سے دوچار ہے اور عوام و خواص انکی یادوں میں کھو کر غم دل کا مداوی کر رہے ہیں چنانچہ جہاں

حضرت کے نام سے منسوب جلسوں اور کانفرنسوں کی قطاریں ہیں وہیں ہزاروں کی تعداد میں صفحات قرطاس بھی ان کے اجالوں سے جگمگا رہے ہیں اور حال یہ ہے کہ عننا وین ومضامین سمیٹے نہیں سمٹ رہے ہیں۔ نتیجہً مختلف ماہناموں اور رسالوں کی طرف سے ضخیم نمبروں کی اشاعت کی خبریں آرہی ہیں بحمدہ تعالیٰ سہ ماہی امین شریعت کی طرف سے بھی ”تصانیف تاج الشریعہ نمبر“ کی اشاعت کی خبر ملی اور دل آپ کے حسن انتخاب پر جھوم اٹھا، ان شاء اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی مبارک تصنیفات سے متعلق یہ نمبر عظیم دستاویز ہوگا مولیٰ تعالیٰ قبول فرمائے اور اس نمبر اور سہ ماہی امین شریعت کو مقبول انا م رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلوات اللہ علیہ وعلیہم اجمعین



حضرت مولانا محمد صابر رضا رہبر مصباحی

سب ایڈیٹر روزنامہ انقلاب پٹنہ

محب گرامی وقار مولانا اشرف رضا صاحب زید مجددہ مدیر اعلیٰ سہ ماہی امین شریعت، بریلی شریف، تسلیم بصد تکریم خدا کرے آپ اچھے ہوں!

یہ جان کر بے پناہ مسرت ہوئی کہ سہ ماہی امین شریعت سیدی مرشدی پیر طریقت رہبر شریعت صوفی باصفا حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری علیہ الرحمۃ والرضوان کے چہلم کے موقع پر ایک خصوصی نمبر شائع کر رہا ہے۔ سہ ماہی امین شریعت اپنی انفرادی شناخت کو برقرار رکھنے کے لئے حضور تاج الشریعہ کی تصانیف کو موضوع بحث بنایا ہے۔ اس سے آپ کی علمی فکری سوچ ظاہر ہوتی ہے۔ حالاں کہ یہ موضوع مشکل ہے مگر ناممکن نہیں ہے، خدا کرے آپ کی ڈگر آسان ہو اور خصوصی نمبر خوب سے خوب تر ہو۔ ماضی کی کئی عظیم تر شخصیتیں ایسی ہیں جنہوں نے تصنیف و تالیف کا متعدد بہ حصہ

چھوڑا مگر ان کے مریدین و معتقدین نے انہیں صرف ایک ولی کامل اور صوفی کے طور پر پیش کیا اور آج دنیا انہیں صرف ایک بزرگ کی حیثیت سے جانتی ہے۔ جنہیں ان کی تعلیمات سے کوئی غرض نہیں بس چادر پوشی، فاتحہ اور لنگر و جلوس کو ہی کافی سمجھا جاتا ہے۔ ظاہری بات ہے اس کے لئے ہم صرف آج کے سجادہ نشین اور مریدین و معتقدین کو ہی قصور وار نہیں کہہ سکتے بلکہ ان کے اولین خلفاء و مریدین اور اس وقت کے اہل علم کی ذمہ داری تھی کہ ان کے علمی ذخیرہ کی ترویج و اشاعت میں اسی جوش و خروش کا مظاہرہ کرتے جس طرح کی سرگرمی ان کے سلسلہ کو وسعت دینے میں دکھائی گئی مگر اس جانب سنجیدگی سے توجہ نہ دینے کا نتیجہ یہ ہوا کہ عوام ان کی علمی جہت سے ناواقف ہوتی گئی اور وہ صرف ایک بزرگ کے طور پر جانے پہنچانے لگے۔

اللہ بھلا کرے آپ نے اس روش اور جمود کو توڑا اور نئی جہت سے بنیادی کام پر توجہ دی۔ حضور تاج الشریعہ نے ان گنت ملک و بیرون ملک دعوتی و تبلیغی ادوار کیے، درس و تدریس اور افتاء و قضا کی ذمہ داریاں نبھائیں اس کے باوجود تصنیف و تالیف، حاشیہ نگاری اور ترجمہ کے میدان میں بھی قابل قدر کارنامے انجام دیے۔ آپ کی چند تصانیف یہ ہیں: ہجرت رسول، آثار قیامت، ثنائی کا مسئلہ، حضرت ابراہیم کے والد تاریخ یا آزر (یہ کتاب عربی زبان میں بھی ہے، دارالعلوم علمیہ جہد شاہی کے ترجمان عربی مجلہ 'العلیم' میں یہ قسط وار شائع ہوا تھا، اسی وقت زمانہ طالب علمی میں احقر کو اس کے چند اقساط کے پڑھنے کا موقع نصیب ہوا تھا)، ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن مع شرعی حکم، شرح حدیث نیت، سنو چپ رہو، دفاع کنز الایمان (جلد ۲)، تین طلاقوں کا شرعی حکم، کیا دین کی مہم پوری ہو چکی؟، جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، سفینہ بخشش (نعتیہ دیوان)، فضیلت نسب، تصویر کا مسئلہ، اسمائے سورۃ فاتحہ کی وجہ تسمیہ، القول الفائق بحکم الاقضاء بالفاسق، سعودی مظالم کی کہانی اختر رضا کی زبانی، العطا یا الرضویہ فی فتاویٰ الازہریہ المعروف از ہر الفتاویٰ (زیر ترتیب)۔

عربی زبان میں آپ کی مندرجہ ذیل تخلیقات ہیں: الحق المسبین، الصحابة نجوم الاهتماء، شرح حدیث الاخلاص، نبذة حياة الامام احمد رضا، سدا المشارع، حاشیہ عصيدة الشهده شرح القصيدة البرده، تعليقات زاهرہ علی صحیح البخاری، تحقیق أن أباسیدنا ابراهیم (تاریخ) لا (آزر)، مرآة النجدیہ بجواب البریلویہ (۲ جلد) / نہایة الزین فی التخفیف عن أبي لب يوم الإثنين اور الفردة فی شرح قصيدة البردة جبکہ آپ نے جن کتابوں کے ترجمے کیے ان میں انوار المنان فی توحید القرآن، المعتقد والمعتقد مع المعتقد المستمد، الزلال النقی من بحر سبقة الاتقی، برکات الامداد لاهل استمداد، فقه شہنشاہ، عطایا القدر فی حکم التصویر، اہلاک الوہابین علی توہین القبور المسلمین، تیسیر الماعون لکن فی الطاعون، شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام، قوارع القہار فی الردا لمجسمۃ الفجار، الہدایا الکاف فی حکم الضعاف، الامن والعلی لنا علی المصطفی بدافع البلاء، سبحان السیوح عن عیب ذب المقبوح اور حاجزا لبحرین الواقی عن جمع الصلاتین شامل ہیں۔

جشن صد سالہ امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی کے پیش نظر کچھ تحقیقی کام میں مصروف ہوں اور وقت کی قلت دامن گیر نہ ہوتی تو میں بھی مبسوط مفتاح کے ساتھ حاضر ہوتا۔ امید ہے کہ آپ ہماری مجبوریوں کو سمجھیں گے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ و طفیل میں آپ کو سلامت رکھے اور سہ ماہی امین شریعت کو قبولیت عامہ عطا فرمائے آمین بحبابہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم



حضرت مولانا سید محمد ارشد اقبال رضوی مصباحی

خطیب و امام انوار خالد شاہ مسجد، بنونی ساؤتھ افریقہ

محترمی مولانا اشرف رضا قادری صاحب، مدیر اعلیٰ سہ ماہی امین شریعت بریلی شریف

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

طالب خیر مع الخیر ہے،،، آپ کے ذریعے مرشد گرامی حضور تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ کی تصنیفات پر مشتمل تاج الشریعہ نمبر کا اعلان نظر نواز ہوا، بے اختیار دل سے آپ کے لئے دعائیں نکلیں، واقعی آپ نے ایک اہم ”گوشہ تاج الشریعہ“ کو ان کی حیات درخشاں سے منتخب کیا ہے، کیوں وارث علوم اعلیٰ حضرت ہونے کی حیثیت سے آپ کی تصنیفات میں رنگ اعلیٰ حضرت بہت نمایاں ہے، فقہی ابحاث ہوں، یا تفسیری نکات، علم حدیث کی باریکیاں ہوں یا اسماء الرجال کی بحثیں ہر جگہ حضور تاج الشریعہ نے حق تحقیق کو کمال بڑے احسن طریقے پر ادا فرمایا ہے۔

آپ کے قلم سے دفاع کنز الایمان، شرح حدیث نیت، اسمائے سورہ فاتحہ کی وجہ تسمیہ، العطا یا الرضویہ فی الفتاویٰ الازہری جیسی گرانمایہ تصانیف منظر عام پر آ کر اہل علم و دانش سے خراج وصول کر چکی ہیں۔ آپ جہاں زبان اردو کے ادیب و مصنف تھے وہیں آپ کے رہوار قلم سے عربی ادب عالیہ پر مشتمل کتابیں بھی منصف شہود پر آئیں، الصحابہ نجوم الاہتداء، شرح حدیث الاخلاص، الفردہ شرح قصیدہ بردہ، تحقیق ان اباسیدنا ابراہیم (تاریخ) لا (آزر) جیسی کتابیں عالم عرب میں بھی خوب مقبول ہوئیں۔ غرضیکہ حضور تاج الشریعہ کی عمق پریت ان کی تصنیفات سے خوب ظاہر و باہر ہے، اس لئے خصوصی نمبر کے لئے اس عنوان کا انتخاب آپ کی مدبرانہ صلاحیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

دو سال قبل عرس رضوی کی حاضری پر محب مکرم مولانا غلام مصطفیٰ نعیمی زید حبہ کے ہمراہ آپ سے پہلی ملاقات ہوئی تھی اور دل پر نقش ہو گئی تھی، آپ کا جذبہ مہمان نواز، اخلاقی اقدار بزرگوں اور بالخصوص حضور امین شریعت کی بانیض صحبت کا نتیجہ ہے، یقیناً اہل اللہ کی صحبت بابرکت انسان کی رفعت و بلندی کا ذریعہ ہوا کرتی ہے، سہ ماہی امین شریعت کے شمارے نظر نواز ہوتے رہتے ہیں، آپ کی کاوشوں کو دیکھ کر دل سے دعا نکلتی ہے۔

فقیر گدائے رضوی اس موقع پر آپ اور شہزادہ امین شریعت حضرت علامہ سلمان رضا صاحب کی بارگاہ میں دلی مبارکباد پیش کرتا ہے کہ آپ نے حضور تاج الشریعہ کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے اتنا عمدہ اور مستحسن قدم اٹھایا ہے، مولیٰ تعالیٰ آپ اور جملہ رفقا اور تحریک امین شریعت کو مزید ترقیاں عطا فرمائے۔

والسلام مع الاکرام



خلیفہ تاج الشریعہ

حضرت مولانا شاہ کراچی فیضی صاحب

دارالعلوم فیضان تاج الشریعہ و رضوی دارالافتا و دے پور (راجستھان)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد

یہ جان کر مسرت و شادمانی کی انتہا نہ رہی کہ اہل سنت و جماعت مسلک اعلیٰ حضرت کا بے باک ترجمان جریدہ ”سہ ماہی امین شریعت“ بریلی شریف کے پلیٹ فارم سے مرشد اجازت امام المشائخ عارف باللہ عاشق رسول اللہ فاتح عرب و عجم وارث علوم اعلیٰ حضرت پر تو حجت الاسلام جانشین مفتی اعظم سیدی سرکار تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے عرس چہلم کے موقع پر بہت ہی معیاری نمبر بنام ”تصانیف تاج الشریعہ نمبر“ شائع ہو رہا ہے، یہ حقیقت اہل خرد و عقل سے پوشیدہ نہیں کہ جہاں سیدی تاج الشریعہ، شیخ کبیر، فقیہ جلیل، محدث بے نظیر، مفسر عظیم، خطیب دل گیر وغیرہ تھے وہیں آپ ترجمہ نگاری، شعر و سخن کے امام ہونے کے ساتھ تصانیف و تالیفات کے بادشاہ تھے۔ جس موضوع پر قلم اٹھایا اس پر سیر حاصل گفتگو فرمائی اور مختلف النوع انداز سے اس موضوع کو عام فہم بنا دیا۔ آپ کو ۳۶ زبانوں پر کمال کا ملکہ حاصل تھا جو آپ کے فتاویٰ و تصنیفات کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ بہت ہی لائق

مبارک باد میں ادارہ سہ ماہی امین شریعت کے جملہ ارکان بالخصوص سرپرست ادارہ شیخ طریقت شہزادہ امین شریعت عالم باعمل حضرت علامہ مفتی محمد سلمان رضا خاں مدظلہ العالی صاحب سجادہ خانقاہ امین شریعت بریلی شریف اور ان کے دست و بازو پیکر احلاق ماہر ادبیات شان قلم حضرت علامہ محمد اشرف رضا قادری صاحب زید علمہ و عمرہ جنہوں نے بہتر عنوان کا انتخاب فرما کر عوام و خواص کے مابین نفیس نمبر پیش کرنے کا فیصلہ لیا۔

اس نمبر کے ذریعہ جہاں سنیت میں علمی معلوماتی باب کا اضافہ ہوگا اور سیرت سیدی تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی آشنائی کے ساتھ ان کے قلمی خدمات سے آگاہی بھی ہوگی۔ جس سے عوام نہ آشنا ہے۔ اخیر میں دعا ہے کہ خدائے تعالیٰ اپنے محبوبوں کے صدقہ و طفیل جملہ چشم و چراغ خانوادہ رضویہ بالخصوص قائد اہل سنت و ارث علوم تاج الشریعہ شیخ طریقت محسن سنیت حضرت علامہ الحاج مفتی محمد عسجد رضا قادری مدظلہ سجادہ نشین خانقاہ تاج الشریعہ و شیخ طریقت شہزادہ امین شریعت حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد سلمان رضا خاں صاحب قبلہ مدظلہ مفتی اعظم چھتیس گڑھ کو اسلاف کا مظہر بنائے اور عمر طویل علم کثیر نصیب فرمائے۔ دین و سنیت مسلک حنفیت و رضویت کا خوب کام لے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ



پروفیسر عبدالحمید اکبر

سابق صدر شعبہ اردو و فارسی گل برگہ یونیورسٹی۔ گل برگہ

علامہ محمد اختر رضا خان ازہری رحمہ اللہ تعالیٰ بڑی خوبیوں کے جامع اور بڑی شہرت و مقبولیت کے حامل تھے وہ اپنے علم اور شریعت پر استقامت کی خوبیوں کی بنیاد پر ہی ”تاج الشریعہ“ کے نام سے جانے اور پہچانے گئے۔ وہ ہر زاویے سے کامیاب رہے اس کامیابی میں جہاں ان کا امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کے خانوادے کا ایک فرد ہونا تھا وہی ان کی دینی، علمی، ادبی، تحقیقی خدمات بھی رہے ہیں۔

حیدرآباد میں منعقدہ ایک سہ روزہ کانفرنس میں انہیں بہت قریب سے دیکھا، سنا اور ان کی علمی و عملی زندگی اور ان کی ناصحانہ و داعیانہ باتوں سے استفادہ کیا اور گھنٹوں ان سے میری ملاقات اور بات رہی ہے ان کی اقتداء میں نماز بھی ادا کی اور ان کے خطاب سے استفادہ کرنے کا موقع بھی ملا۔ سچ یہ ہے کہ وہ شخصی طور پر بہت پرکشش، سادہ مزاج اور نہایت شفیق و خلیق تھے بلکہ اللہ رب العزت نے انہیں ایسی خوبی عطا کی تھی کہ ہر فرد ان کی ذات میں ایک خاص کشش محسوس کرتا تھا۔

وہ اپنے دور کے جید اور ممتاز عالم دین، بڑے متقی و محتاط شخص تھے اور اردو، عربی، فارسی، انگریزی زبان کے بہترین نظم و نثر نگار ادیب و قلم کار تھے جس پر مختلف زبانوں میں موجود ان کی کتابیں شاہد ہیں۔ وہ ایک بہترین مترجم بھی تھے اور اردو زبان کی کئی کتابوں کو عربی میں اور متعدد عربی کتابوں کو اردو میں منتقل کیا اور اہل زبان و ادب سے خراج تحسین حاصل کی۔ ان ساری خوبیوں کے باوصف ان کی زندگی عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے عبارت تھی اور اسی خوبصورت جذبوں کے اظہار کے لیے انہوں نے شاعری کا سہارا لیا اور بڑے ہی خوبصورت نعتیہ کلام کہے جو فن کے اعتبار سے اعلیٰ اور فکری لحاظ سے مستحکم ہے جسے ان کے مجموعہ کلام ”سفینہ بخشش“ میں دیکھا جاسکتا ہے۔ ان کے نعتیہ کلام اور چند اردو کتابیں پڑھنے اور اس سے استفادہ کرنے کا موقع بھی ملا بلکہ راقم کو ان کے نعتیہ کلام پر اپنی نگرانی میں گل برگہ یونیورسٹی گل برگہ سے تحقیقی کام کرانے کی بھی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ کی اکثر تصانیف کسی نہ کسی خاص داعیہ کے تحت ہی لکھی گئی ہیں جسے زبان و ادب، فکر و فن، تحقیق و تنقید کا شہکار کہا جاسکتا ہے۔ ان کی بعض کتابیں علمیت اور ادبیت کے لحاظ سے بڑی متاثر کن ہیں بالخصوص ”کنز الایمان کا دفاع“، ”حضرت ابراہیم کے والد تاریخ یا آرزو“ ان کے زبان و بیان اور تحقیق و تنقید میں مہارت کا غماز ہے۔ ان دونوں کتابوں سے ان کی تحقیقی اور تنقیدی صلاحیتوں کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے جس کی زبان بالکل

سادہ اور سہل ہیں۔ اپنی بات کی پیشکش میں کہیں بھی ابہام پیدا نہیں کرتے بعض بلکہ اپنی بات کو واضح اور سادہ انداز میں رکھتے ہیں تاکہ اپنی بات عام قارئین تک پہنچائی جاسکے جو تحریر کے بنیادی مقاصد سے ہیں بلکہ ان کتابوں کو پڑھنے کے بعد کہا جاسکتا ہے کہ ایک محقق اور زباں داں سے جو امید لگائی جاسکتی ہے اس کا انہوں نے حق ادا کر دیا ہے آپ کی طرز تحریر بھی بہت خوب ہے وہ کوئی بھی دعویٰ پیش کرتے ہیں تو اس کے مثبت اور منفی ہر پہلو پر کھل کر باتیں کرتے ہیں اپنے اکابرین کے آرا کو سامنے رکھتے ہوئے ایک حتمی رائے قائم کرتے ہیں اور پھر اسے دلائل و براہین سے واضح و مبرہن کرتے ہیں ساتھ ہی اختلاف رائے رکھنے والے کو ان کے نزدیک معتبر اہل علم کے آراء سے بھی مسکت کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور ایسی جگہوں پر ان کی علمیت و بردباری دیدنی ہوتی ہے کہ کہیں بھی زور قلم کے ذریعہ اپنے مخالفین کو ذہنی زک اور قلبی تکلیف پہنچانے کو بالکل روا نہیں رکھتے۔

ان کی انہیں دونوں کتابوں سے ان کی علمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ علم قرآن، تفسیر، حدیث، فقہ، لغت، تاریخ پر کس قدر دسترس رکھتے تھے۔ ارباب علم و دانش کو چاہیے کہ ان کی تصانیف کی طرف متوجہ ہوں اور خود بھی ان سے استفادہ کرتے ہوئے ان کے افکار و نظریات کو عام کریں۔

سہ ماہی امین شریعت کا ”تصانیف تاج الشریعہ نمبر“ شائع ہونے جا رہا ہے ہمیں یقین ہے یہ نمبر اہل علم کے لئے ایک علمی سوغات ہوگا ہوگا، دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ مولانا اشرف رضا قادری اور ان کے جملہ رفقاء فکر و قلم کو کامیاب و بامراد بنائے۔ آمین



حضرت مولانا مفتی آل مصطفیٰ رضوی مرکزی

مدرسہ رضائے مصطفیٰ محمد پور مبارک مظفر پور بہار

قدرت جب کسی شخصیت کو عروج کمال تک پہنچانا چاہتی ہے تو اس کے گرد اپنی

نوازشات کے گھیرے ڈال دیتی ہے اس خصوص میں ایک مبارک نام حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا ہے۔ پڑھنے سے پڑھانے تک، تصنیف سے تالیف تک اور دعوت و تبلیغ سے ارشاد و ہدایت تک آپ کی پوری زندگی قرآن و سنت کے اجالوں سے منور ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جو علم و فضل، مقبولیت و شہرت اور عزت و عظمت آپ کو بخشی، موجودہ خانقاہ کے کسی سجادہ نشین کو میسر نہیں۔ آپ کا چہرہ اتنا پر نور، بارونق تھا جسے دیکھ کر خدا یاد آئے، علم شریعت و طریقت کے ایسے مجمع البحرین کہ جو آتا اپنے ظرف کے اعتبار سے فیض پاتا، شخصیت اس قدر بارعب کہ بڑے بڑے صاحبان فضل و کمال آپ کی بارگاہ میں سر جھکائے بیٹھے ہوتے۔ تفسیر، حدیث، فقہ اور اس کے جزئیات پر اتنی گہری نظر تھی، کہ جب بھی کوئی شرعی مسائل پر بحث ہوتی تو اپنی گفتگو کو با وزن کرنے کے لئے قرآنی آیات، احادیث کریمہ اور اقوال ائمہ پیش کرتے، ہم نے انہیں بریلی شریف کے فقہی سمینار میں دیکھا کہ سیکڑوں علماء گھنٹوں بحث کے بعد کسی نتیجے پر نہیں پہنچتے حضرت کی مختصر سی گفتگو شرعی مسائل کو لمحوں میں سلجھا دیتی، مجھے ان کے درس بخاری میں شرکت کی سعادت میسر ہے پہلے عبارت پڑھواتے کہیں اعرابی غلطی ہوتی تو تنبیہ کرتے پھر اس عبارت کا نفیس انداز میں ترجمہ کرتے، تشریح بیان کرتے اور اس حدیث مبارکہ سے فقہ حنفی کے جس مسئلہ کی تائید ہوتی اس پر شرح و بسط کے ساتھ گفتگو فرماتے۔

الغرض حضرت کی ذات مرکز اوصاف کمالات تھی بظاہر وہ ہم میں نہیں ہیں مگر ان کا فیضان علمی اور روحانی بادل بن کر برس رہا ہے اور ہمیشہ برستا ہی رہے گا۔ ہمیں خوشی ہو رہی ہے کہ سہ ماہی امین شریعت حضور تاج الشریعہ کے عرس چہلم کے موقع پر ایک وسیع نمبر شائع کرنے جا رہا ہے میں مدیر محترم مولانا محمد اشرف رضا صاحب قبلہ کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں خدائے بزرگ و برتر نمبر کو قبول انا م فرمائے۔

حضرت مولانا جلال الدین رضوی

بھلائی (چھتیس گڑھ)

محترم المقام جناب مولانا اشرف رضا صاحب السلام علیکم ورحمہ اللہ وبرکاتہ

مدیر اعلیٰ سہ ماہی امین شریعت بریلی شریف

جانشین حضور مفتی اعظم یادگار حضور حجۃ الاسلام وارث علوم رضاسیدی و مرشدی
سرکار تاج الشریعہ حضرت علامہ شاہ اختر رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان حبیبی شخصیتیں
روز روز جنم نہیں لیتیں، سرکار اعلیٰ حضرت کی فقہی بصیرت، حضور حجۃ الاسلام کا علمی جلال
حضور مفتی اعظم کا تقویٰ اور حضور مفسر اعظم کے فن تفسیر کا جمال جب یکجا ہوتا ہے تب جا کر
تاج الشریعہ حبیبی شخصیتیں جنم لیتی ہیں۔

آتی ہیں روز روز کہاں ایسی ہستیاں

بستی ہیں جن کے دم سے عقیدت کی بستیاں

سرکار مفتی اعظم کے وصال کے بعد جس شخصیت پر عالم اسلام نے کامل بھروسہ
کیا، عوام اہلسنت خاص کر علمائے اہلسنت نے جس ذات والاصفات کو اپنی آرزوں اور
تمناؤں کا مرکز سمجھا، وہ سرکار تاج الشریعہ کی قدسی صفت ذات ہے، افسوس کہ دین و ملت
کی ایک شمع تھی جو بجھ گئی، روشنی کا ایک مینار تھا جو ماند پڑ گیا، علم کا ایک فانوس تھا جو بجھ
گیا، اک مہکتا پھول تھا جو نذر خزاں ہو گیا، تقویٰ و پرہیزگاری کا مجسمہ تھا جو ننگا ہوں سے
اوجھل ہو گیا، صدق و صفا کا پیکر تھا جو روپوش ہو گیا، یا یوں کہیے کہ عاشق رسول تھا جو عشق
رسول میں فنا ہو گیا، اک طالب دیدار الہی تھا جو اسکے جلوؤں میں گم ہو گیا، یہ وہ جملے ہیں
جنہیں کسی عاشق صادق نے اپنے مرشد کامل سیدی سرکار مفتی اعظم کیلئے کہے تھے لیکن
اب یہ فقیر اپنے مرشد برحق سرکار تاج الشریعہ کے لئے کہہ رہا ہے، اب کون ہے جس کو تاج
الشرعیہ اور قاضی القضاۃ فی الہند کے نام سے پکارا جائے گا، اب کون ہے کہ پیچیدہ سے

پچیدہ مسائل میں جن کا فتویٰ آخر کی حیثیت رکھتا تھا، اب کون ہے جس کے متعلق یہ کہا جائے کہ سرکار اعلیٰ حضرت اور سرکار مفتی اعظم کے علم و فضل اور تقویٰ و پرہیزگاری کا سراپا جسے دیکھنا ہو وہ سرکار تاج الشریعہ کو دیکھ لے، اب کون ہے جو صلح کلیت کے دام فریب سے امت مسلمہ کو آگاہ کرے، اب کون ہے جو سجادگان بارگاہ عالسیہ کو ان کے مراتب کا خیال کرتے ہوئے ان کی عملی خرابیوں پر تنبیہ کرے اور شہزادگان عسالی ان کی تنبیہ پر سر تسلیم خم کریں، اب کون ہے جس کے جلوؤں سے تشنگان دید کی آنکھیں ٹھنڈی ہوگی، اب کون ہے جو عشاق کی انجمن میں مہ درخشاں بن کر چمکے گا، درست فرمایا ہوتا میرے مرشد گرامی نے

دیکھنے والوں جی بھر کے دیکھو ہمیں

پھر نہ کہنا کہ اخترمیاں چل دیئے

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی زندگی کا ہر لمحہ شریعت مصطفیٰ علیہ السلام کی ترویج و اشاعت میں گزرا، مسلمانان عالم کو باطل عقائد و نظریات سے روشناس کراتے رہے اور مذہب حق مسلک اعلیٰ حضرت پر مضبوطی سے قائم رہنے کی تلقین کرتے رہے، سفر و حضر خلوت و جلوت ہر مقام پر امت کی اصلاح کی فکر دامن گیر رہی۔

آپ نے تحریک امین شریعت کے زیر اہتمام سہ ماہی امین شریعت کا ”تصانیف تاج الشریعہ نمبر“ نکالنے جو عزم سعید فرمایا ہے یقیناً یہ بہت بڑا کام ہے، اس کا عظیم میں دشواریاں قدم قدم پر آپ کے حوصلوں کا امتحان لیں گی، اسباب کی نافرماہی پائے استقلال کو لرزاں کریں گی، مگر مجھے یقین کامل ہے کہ مرشد برحق کا فیضان ہر قدم پر آپ کی یاوری کرتا نظر آئے گا۔

میشم عباس قادری رضوی لاہور پاکستان

حضرت مولانا اشرف رضا قادری مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرۃ

امید واثق ہے آپ بخیر وعافیت ہوں گے، زندہ قومیں اپنے اسلاف اور ان کی تعلیمات کو ہمیشہ یاد رکھتی ہیں، مرشدی حضرت تاج الشریعہ کی جدائی کے سبب دل پریشان و غمگین ہے، اس کیفیت میں آپ کی زبانی یہ خبر جان کر نہایت مسرت ہوئی کہ آپ جانشین مفتی اعظم ہند نبیرہ اعلیٰ حضرت مرشدی تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی گراں قدر علمی و تصنیفی خدمات پر اپنی زیر ادارت سہ ماہی ”امین شریعت“ بریلی شریف کے ”تصانیف تاج الشریعہ نمبر“ کی اشاعت کر رہے ہیں، آپ کا یہ اقدام لائق صد تحسین ہے، یقیناً یہ نمبر اپنے عنوان پر خاص اہمیت کا حامل ہوگا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اس سے پہلے آپ خانوادہ اعلیٰ حضرت کے بزرگ حضرت امین شریعت قدس سرہ کی حیات و خدمات پر بھی خاص نمبر شائع کر چکے ہیں، آپ کی خاندان اعلیٰ حضرت سے یہ قلبی محبت قابل رشک و لائق تقلید ہے، اللہ کریم آپ کو ان کاوشوں پر اجرِ جزیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم



مولانا عبدالجبار رضوی

مدرسہ اہل سنت فیضان اسلام، گلزار نگر، بھٹھہ تھانہ بسترائے ضلع گڈا

منورخہ ۷/ ذی القعدہ ۱۴۳۹ھ بمطابق ۲۰۱۸ء جولائی ۲۰ مغرب و عشا کے درمیان عقیدت مندوں کے دلوں کو جھوڑ کر رکھ دینے والی خبر ملی، اور دیکھتے ہی دیکھتے پوری دنیا میں بجلی کی طرح پھیل گئی کہ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم یعنی جانشین مفتی اعظم، شہزادہ

مفسر اعظم، فخر ازہر، حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری نور اللہ مرقدہ اس دار فانی سے کوچ کر گئے، یہ خبر پاتے ہی پوری دنیا کے لوگوں کے دلوں میں بے چینی و بے قراری پیدا ہو گئی اور دنیا کے کونے کونے سے دیوانے پروانے کی طرح حضرت کے آخری دیدار کے لئے بریلی شریف رواں دواں ہو گئے اور مسجدوں، مدرسوں میں ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی و میلاد خوانی کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

الحمد للہ مدرسہ اہل سنت فیضان اسلام گلزار نگر بھٹھہ پوسٹ روپنی تھانہ سنترائے ضلع گڈا، (جو خلیفہ حضور امین شریعت و حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج مفتی محمد مجیب الرحمن صاحب قبلہ قادری مصباحی کی سرپرستی میں چل رہا ہے) میں وصال کی خبر سننے ہی تعطیل کا اعلان کیا گیا، بعد نماز فجر قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا، بعد نماز مغرب میلاد خوانی منعقد ہوئی، نعت و منقبت پڑھی گئی بعدہ حضرت کی حیات و خدمات پر روشنی ڈالی گئی۔ سلام و دعا پر محفل کا اختتام ہوا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت کا فیضان ساری دنیائے اہل سنت پر قیامت تک جاری رکھے اور آپ کے داماد حضرت علامہ الحاج مفتی محمد سلمان رضا خاں صاحب قبلہ کو صبر جمیل عطا فرمائے اور علم و عمل میں برکتیں رحمتیں عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم



حضرت مولانا قادری رضوی حبیبی

ادونی آندھرا پردیش

بتاریخ ۲۰ جولائی ۲۰۱۸ بروز جمعہ بعد نماز مغرب و لُحْراش و جگر پاش، جاں سوز و روح سوخت خبر سماعت سے ٹکرائی کہ سلطنت تصوف کا سلطان اعظم، گلستان صوفیت کا گلاب اکرم، علوم باطنہ کا بحر بیکراں۔ مجاہدہ و مکاشفہ کا کوہ گراں، بصارت و بصیرت کا منبع،

فہم وادراک کا مصدر، سیرت و کردار کا آفتاب، اخلاق کریمہ کا مہتاب، تذکیہ و طہارت کا سرور، صدق و صفا کا پیکر، زہد و تقویٰ کا امیر، سنت شاہ دیں کا اسیر، تجلیات الہیہ کا مخزن، جلوہ مصطفیٰ کا معدن، حسن و جمال کا مرجان، حق و باطل کا فرقان، شریعت کا پاسبان، طریقت کا آسمان، معرفت کا چراغ، حقیقت کا سراج، علم و عمل کا تاجدار، صداقت و حقانیت کا علمبردار، مسلک اعلیٰ حضرت کا ترجمان، منہاج رضویت و برکاتیت کا نگہبان، ضلالت و گمراہیت کا قاطع، دین و سنیت کا رافع، راہ سلوک کا رہبر، وادی عشق کا اختر، فکر رضا کا امین، مفتی اعظم کا جانشین، حجت الاسلام کا نبیرہ، مفسر اعظم کا جگر پارہ، مریدین کا مشکل کشا، متوسلین کا بلجا و ماویٰ، قوم و ملت کا غمخوار، صوفیوں کا سالار و قطب الارشاد، عارف باللہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان المعروف ازہری میاں بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کا وصال ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

موت کی خبر پاتے ہی پیر تلے کی زمین سرک گئی، آنکھوں کی بینائی ماند پڑ گئی، سر چکرانے لگا، ہوش و حواس اڑ گئے، پھر کیا تھا آنکھوں نے ساون بھادو برسانا شروع کر دیا بس رہ رہ کر ایک ہی خیال آ رہا تھا کہ اب سنیت کا کیا ہوگا۔ جوح کلیت کا آپریشن کرنے والا تھا وہ چلا گیا۔ ہائے اب مسلک کی حفاظت کون کرے گا۔ جو عظیم و مضبوط فصیل تھا اس نے ساتھ چھوڑ دیا۔ ہر موڑ پر جس نے بدعت و ضلالت سے بچایا۔ بدعتیگی کی جراثیم سے محفوظ رکھا۔ گمراہی کے دل میں جانے سے روکا، آزاد خیالی کے تیر و تار وادی میں بھٹکنے نہ دیا بلکہ مدینے کا غلام بنا کر رکھا، قادریت کی زنجیر میں جکڑ دیا۔ رضویت کے عشق و عقیدت کا چراغ بجھنے نہ دیا یہاں تک کہ عشق و مستی کا رسیا بنا دیا، اب ہماری پاسبانی کا حق کون ادا کرے گا یہ سوچ ہی رہا تھا کہ ہاتف غیبی نے چونکا دیا اور ایسا لگنے لگا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ ارے نادان! اللہ کے ولی مرتے نہیں فقط لباس بدلتے ہیں وہ اب بھی زندہ ہیں جب پکارو گے امداد کو آئیں گے۔ جاتے جاتے اپنا جانشین دے گئے ہیں۔ ان سے محبت

کرو، ان کی حمایت و نصرت ہی مرشد گرامی کے نزول فیضان کرم کا باعث ہوگا۔ رات دن اپنے پیر و مرشد کے جانشین حضور عسجد رضا خان قادری مدظلہ العالی کیلئے دعا کرو کہ رب قدیر انہیں ارض عرفان کا تناور درخت بنا دے، اتنا سنتے ہی ہمت میں توانائیاں آگئیں۔

رب قدیر سے دعا گو ہوں کہ اہل خانہ، مریدین و متوسلین و جملہ مسلمانان اہلسنت مسلک اعلیٰ حضرت کو صبر جمیل کی دولت مرحمت فرمائے اور جانشین کو میرے مرشد گرامی کا مظہر اتم بنا دے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

ابررحمت تیری مرقد پر گہر باری کرے

حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

☆☆☆

مقالات

تاج الشریعہ: حاسدین کے گھیرے میں

مفتی خالد علی رضوی سٹمسی

اردول بہار

سنت سے کھٹکے انکی آنکھ میں پھول بن کر ہو گئے کیا خاتم کوئی بھی بڑی شخصیت جب دنیا سے رخصت ہوتی ہے اس وقت عوام و خواص کی زبان پر یہ جملہ گردش کرنے لگتا ہے کہ ”اب کیا ہوگا“ جب حضور پاک ﷺ نے پردہ فرمایا اس وقت بھی صحابہ کی مقدس جماعت ”اب کیا ہوگا“ کے صدمے سے اپنا ہوش کھو بیٹھی اس وقت محرم اسرار نبوت حضرت صدیق اکبر کی ہم ہالیہ نے صحابہ کو سنبھالا۔ اسی طرح ہر عظیم شخصیت کے سانحہ ارتحال پر یہ کہا جاتا ہے کہ ”اب کیا ہوگا“

صحابہ و تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین، فقہاء و محدثین، اولیائے کاملین اور محققین ہر دور میں پیدا ہوئے، قدرت نے انہیں جس کام کے لئے منتخب کیا تھا اس کو بحسن و خوبی انجام دیا اور ”چوں مرگ آید تبسم برب اوست“ کے اعزاز کے ساتھ حظیرہ قدس میں تشریف فرما ہو گئے بعد میں ان کے نائبین نے ان کے کام کو سنبھالا اور آئندہ نسلوں تک منتقل فرمایا اور یہی دستور طبقہ فطریقہ نسل بعد نسل آج تک جاری ہے۔ اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ محبوبان بارگاہ کے قدموں میں جہاں جان نچھاور کرنے والے اور بیاض دیدہ بچھانے والوں کی جماعت در جماعت اور موج در موج فوج موجود رہتی ہے وہیں اعداء دین اور حاسدین کی ایک ٹولی بھی ”ذکر رو کے فضل کا لے ٹنقص کا جو یاں رہے“ کا فریضہ انجام دینے میں مصروف

رہتی ہے اور تضحیک و توہین کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتی۔ اس کا کچھ بیان آئندہ سطور میں قارئین ملاحظہ کریں۔

اعداء دین کسی شخصیت کے دشمن ہوں تو چنداں تعجب خیز نہیں اس لئے کہ اہل سنت کی خوش عقیدگی کی جنت میں بدعقیدگی کا جو شجر ممنوعہ انہوں نے لگانا چاہا اس کو امام احمد رضا، ان کے خلفاء، تلامذہ اور اس خانوادے کے فرد فرید حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے بار بار اکھاڑ پھینکا اس لئے اعداء دین ایسی شخصیت سے آمادہ پریکار رہیں تو انہیں رہنا چاہئے۔

بیکار شکایت ہے کانٹوں سے چسپن والوں

چھتے ہیں تو یہ ان کی فطرت کا تقاضا ہے

مجھے حیرت ان لوگوں پر ہے جو دعوائی سنیت کرتے ہیں اور سنی آباء کرام کی اولادیں ہیں باوجود اس کے حضور تاج الشریعہ کو قوم میں بے اثر اور بے اعتبار کرنے کے لئے اپنی پوری توانیائی صرف کیا اور کر رہے ہیں۔ اس کی واحد وجہ یہی ہے کہ انہوں نے اپنے انحرافات اور گمراہ کن خیالات کی ترویج و اشاعت کی راہ میں حضرت تاج الشریعہ کو کوہ ہمالہ سمجھا اور یہی کچھ ان کے جد کریم امام احمد رضا کے ساتھ بھی کر رہے ہیں، اس تناظر میں یہ بالکل سچ ہے کہ

جہاں بربادی گلشن میں کانٹوں کا رہا حصہ

وہیں تاراجی گلشن میں پھولوں کی بھی سازش ہے

پہلے صلح کلی نما وہابی ہوتے تھے جو آج بھی موجود ہیں مگر حضور تاج الشریعہ کے دور میں سنی نما صلح کلیت کا ظہور ہوا جس کی لپیٹ میں کچھ بڑے بڑے ادارے کچھ بڑی خانقاہیں اور کچھ بڑی شخصیات آگئیں اور کچھ چھوٹے لوگ جو اہل سنت کے مخالف تھے مگر اہل سنت کے دبدبہ سے خوف کھا کر کچھ خلاف بولنے کی ہمت نہیں کرتے تھے وہ بھی

بڑوں کی بدولت تازہ دم سنی مصلح کلیت کے متحدہ محاذ میں شامل ہو گئے آج یہ لوگ اندرون خانہ نت نئے فتنے اٹھا رہے ہیں جس سے اہل سنت انتشار کا شکار ہیں۔ اسی طبقے کے بارے میں حضور تاج الشریعہ نے بارگاہِ غوثیت مآب میں استغاثہ کیا ہے:

ظالم بڑے شریر ہیں یا غوث المدد

محققین فرماتے ہیں ہر باکمال پر حسد کیا گیا حضور شہنشاہ بغداد فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے کچھ نیک بندوں پر کتوں کو مسلط کر دیتا ہے جو بلا وجہ انہیں بھنبھوڑتے ہیں، حضور از ہری میاں بھی انہیں نیک بندوں میں ہیں جن پر حاسدین بھونکتے رہتے ہیں۔

محبوبانِ بارگاہِ الہی کی یہ صفت رہی ہے کہ وہ حاسدین کے غوغا کی طرف التفات کیا کرتے کہ نگار خانہ کونین میں محبوب کے بے حجاب جلوؤں کے تماشا کی کو اپنے مداحوں کی ستائش کا بھی ہوش نہیں رہتا، یہ صفت حضور تاج الشریعہ کی ذات میں بدرجہ اتم موجود تھی اسی کی ترجمانی اعلیٰ حضرت کے درج ذیل شعر میں موجود ہے:

نہ مرا نوش ز تحسین نہ مرا نیش ز طعن

نہ مرا گوش بدے نہ مرا ہوش ذمے

اور کسی نے کہا ہے جو حسب حال ہے:

فیضان رسالت جسے مستانہ بنا دے

کونین میں کونین سے بے گانہ بنا دے

مخلص قائد اور جان باز مجاہد ناموس دین کی حفاظت کے لئے اکیلے ہی سینہ سپر ہو جاتے ہیں ماوشما کی نصرت و حمایت اور خیالِ این و آں سے بے گانہ ہوتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ ازلی سعادت مند ان کے ساتھ ہو جاتے ہیں اور کارواں تیار ہو جاتا ہے:

بے خطر کو پڑا آتش نمرود میں عشق

عقل ہے محو تماشا لب بام ابھی

یہی کچھ حضور ازہری میاں کے ساتھ بھی ہوا وہ شیطان کے روسیاء لشکر سے اکیلے ہی برسرِ پیکار رہے ان کی مخلصانہ خدمات کے قدردانوں کی کثرت کا اندازہ بہت شان کے ساتھ اس وقت ہوا جب وہ حریمِ قدس میں پہنچے، دنیا نے کھلے دل سے اعتراف کیا کہ وہ کروڑوں دلوں پر حکمرانی کرتے تھے۔

خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر

حضور تاج الشریعہ حیات ظاہری میں بھی اپنی عزت و شان کی وجہ سے حاسدین کے لئے اضطراب کا باعث رہے اور بعد وصال ان کی مقبولیت کا تاریخ ساز نظارہ حاسدین کے لئے شرمندگی کا باعث ہے۔ اس لئے کہ حاسد پر اپنے محسود کی عزت و شان کا تصور موت سے زیادہ سخت ہے اسی لئے علم الاخلاق کے امام عارف شیراز حضرت سعدی علیہ الرحمہ نے فرمایا جس کا خلاصہ ہے:

”اے حاسد مر جا اس لئے کہ سوائے موت کے اس مرض سے چھٹکارا نہیں“

حسد اور حماقت سنگہ بھائی بہن ہیں، حاسد کی شدید خواہش رہتی ہے کہ میرا محسود (جس پر حسد کیا جائے) جب دنیا میں نہیں رہے گا تو دنیا میں میری پوچھ ہوگی اور عقیدت کے جو گلبائے رنگارنگ محسود پر نچھاور کئے جاتے ہیں دنیا میرے اوپر نچھاور کرے گی مگر یہ بھی حاسد کی حماقت ہی ہے، حضرت سعدی نے اس کا خوب جواب ارشاد فرمایا ہے، فرماتے ہیں:

کس نیاید بزیر سایہ بوم

ور ہما از جہاں شود معدوم

ترجمہ: اگر ہما جیسی مبارک چڑیا جس کے بارے میں مشہور ہے کہ جس کے سر سے گزر جاتی ہے وہ بادشاہ ہو جاتا ہے اگر دنیا سے ختم ہو جائے تو لوگ الو کے سائے میں نہیں جائیں گے۔ میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب ایک بڑے گھرانے کے چشم و چراغ نے حضور ازہری میاں پر نشانہ سادھتے ہوئے کہا تھا کہ:

”بریلی میں ایک ہی تو ہے جب یہ نہیں رہے گا تو بریلوی کیا کریں گے“

صاحب زادے نشانہ سادھتے وقت اپنی موت کو بھلا بیٹھے یہ حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔ یہی سوال میں صاحب زادے سے کروں کہ جب آپ دنیا میں نہیں رہیں گے تو آپ کے ماننے والے کیا کریں گے؟ آپ کے ماننے والے جنہیں اپنا نسب نامہ دکھا کر فریب میں گرفتار کئے ہوئے ہیں وہ باطل پرستی نہیں چھوڑیں گے تو حضور از ہری میاں کے ماننے والے جنہیں حضور از ہری میاں نے زندگی بھر حق پرستی سکھایا وہ حق پرستی کیوں چھوڑیں گے صاحب زادے کے مذکورہ جملے سے حضور تاج الشریعہ کے انتقال کا انتظار بھی جھلک رہا ہے جو بدترین اخلاقی پستی کا غماز ہے حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے اس کا بھی جواب دیا ہے فرماتے ہیں:

اگر بمرد و حباۓ شادمانی نیست

کہ زندگانی مانیز حبا و دانی نیست

”ترجمہ: اگر دشمن مر گیا تو خوش ہونے کی بات نہیں اس لئے کہ ہماری زندگی بھی ہمیشہ نہیں رہے گی۔“ ایک اور بڑے گھرانے کے لباک مقرر نے حضرت تاج الشریعہ کے مختلف امراض میں گھرے ہونے پر طنز کرتے ہوئے کہا تھا:

”ہم کھڑے ہیں وہ پڑے ہیں“

اخلاق سے گری ہوئی اس بات کا جواب شہزادہ گرامی حضرت سلمان رضا حنان صاحب قبلہ نے بہت شاندار انداز میں دے دیا ہے۔ ہم اس طنزیہ اور توہین آمیز جملہ پر یہ کہنا چاہیں گے کہ میاں تمہارے کھڑا رہنے پر توف ہے، نفرین ہے، ملامت ہے تم کھڑا ہو کر اسلام اور مسلمانوں کی رسوائی کا سامان کر رہے ہو اور سادہ لوح مسلمانوں کو اپنی بکواس سے گمراہ کر رہے ہو، اور حضرت تاج الشریعہ جن کو تم ”پڑے ہیں“ کا طعنہ دے رہے ہو انہوں نے بستر علالت پر ہوتے ہوئے بھی اپنی تلقین، تبلیغ اور تحقیق سے اسلامی شوکتوں کی حفاظت

فرمایا اور دم واپس تک اسلامی ایوان میں چاندنا کرتے رہے اور جب زیر زمین آسودہ ہونے کا وقت آیا تو کروڑوں کی بھیڑ نے ایک اللہ والے کی موت پر بے مثال ازدحام کر کے دین اور دین دار کی شکوتوں کو مجسم دیکھا اور زبان حال سے اس حقیقت کا اظہار کیا کہ

فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری

خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر

حقائق و انکشاف نام کی کتاب جس کو نیٹ سے نکال کر میرے ایک دوست نے ارسال کیا تھا اس میں بہت ساری بکواس ایک سازشی نے کیا تھا اس میں ایک جملہ پر نگاہ ٹھہر گئی جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

”اگر از ہری میاں کی بات سمجھ میں نہ آئی تو ان سے بحث کروں گا۔“

ذرا مذکورہ جملہ کے تیور پر قارئین غور فرمائیں جس میں قاتل کی نخوت برا فکندہ نقاب ہے، میں سمجھتا ہوں کہ قاتل کو ایسا کہنے سے پہلے اپنے سامنے آئینہ رکھ لینا چاہئے تھا۔ کہاں تو ایک خوشامدی مولوی جو الحاد و صلح کلیت کے ہر بازار میں اپنی بولی لگا رہا ہوتا ہے کہ لوگو مجھے خرید لو میں بہت کام کا آدمی ہوں میں کرائے پر پہلوانی بھی کرتا ہوں تمہاری گری ہوئی دیوار سیدھی کردوں گا بریلی کچھو چھ سید سراواں الہ باد بدایوں اور مبارک پور وغیرہ اس وقت سب میری حد پرواز میں ہیں میری یہ صفت توجہ کے لائق ہے کہ:

جیسا موسم ہو مطابق اس کے میں دیوانہ ہوں

مارچ میں بلبل ہوں میں جولائی میں پروانہ ہوں

اور کہاں حضور تاج الشریعہ جن کے باپ، دادا کا یہ وظیفہ ہے اور اسی پر حضور تاج الشریعہ تاحیات عمل پیرا ہے کہ:

یا رسول اللہ

تیرے قدموں میں رہیں غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال

جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صد تیرا

تخت سکندری پہ وہ تھوکتے نہیں ہیں

بستر لگا ہوا ہے جن کا تیری گلی میں

حضور تاج الشریعہ تاحیات مرجع علماء رہے خاص ہی نہیں بلکہ انھیں الخاص کے مرصع تخت پر تاج الشریعہ کے معزز لقب کے تاج زرنگار کے ساتھ تشریف فرما رہا اگر ان کے آباء کرام نے اپنے علوم و معارف سے علماء کرام کو حیرت زدہ کر دیا تو خود حضرت ازہری میاں نے بھی اپنے علوم و معارف سے قدیم و جدید دانش کدوں کے بہت ارباب علم کو حیران کر دیا جس پر ان کی کتابیں مضامین اور رسالے عادل گواہ ہیں، ایسی دقیق علمی شہ پارے پیش فرماتے ہیں کہ موضوع کا کوئی گوشہ تشنہ نہیں رہ جاتا اور بے اختیار کہنا پڑتا ہے کہ آپ واقعی وارث علوم اعلیٰ حضرت ہیں، قائل کے ایسی شخصیت کو منہ چڑانے پر سو اس کے اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ:

”قطرہ اچھل رہا ہے سمندر کے سامنے“

بعض افراد اپنے پنہوں کے بل کھڑا ہو کر حضور تاج الشریعہ سے برابری کے خط میں مبتلا ہوئے انہوں نے اپنے بچوں کو جامعہ ازہری بھیج کر پڑھایا تا کہ دعویٰ دائر کر سکیں کہ اگر حضرت مولانا اختر رضا ”ازہری“ ہیں تو میرا بیٹا بھی ازہری ہے مگر قدرت خداوندی کو اتنا بھی گوارا نہ ہوا کہ کوئی ظاہری مشارکت سے برابری کا دعویٰ کرے منادی غیب دعویٰ برابری کرنے والوں کو مخاطب کر رہا ہے کہ تمہارا بیٹا ازہری اور امام احمد رضا کا پوتا ”فخر ازہر“ رہے گا تم کو جامعہ ازہری پر فخر ہے اور جامعہ ازہری کو حضرت ازہری میاں پر فخر ہے۔

حاسد کی فطرت ہی ہے ”ذکر رو کے فضل کاٹے نقص کا جو یاں رہے“ حضور تاج الشریعہ حضور اعلیٰ حضرت کی درگاہ سے چند فٹ کے فاصلے پر ازہری مہمان خانہ کے ہال کمرے میں آسودہ خاک ہو کر جمالِ سرمدی کی دید میں مصروف عید ہیں حاسد کو رہا نہیں گیا

حسد کی رگ بھڑک گئی اور اس نے کہا:

”از ہری میاں کو ان کے نانانے اپنے سے دور کر دیا“

مجھ سے ایک صاحب نے مذکورہ قول نقل کیا تو میں نے کہا اس احمق سے پوچھو کہ امام

عالی مقام اور خانوادہ نبوت کے متعدد شہزادگان کربلا میں تشریف فرما ہیں، اور

شہیدوں کی یہ خوشبو ہے کہ جنگل تک مہکتا ہے

کیا یہاں بھی کہو گے کہ نانانے اپنے نواسوں کو اپنے سے دور کر دیا، جو تمہارا جواب

ہوگا وہی ہمارا جواب ہوگا۔ قارئین اس نقطے پر توجہ مرکوز فرمائیں کہ حسد اور حماقت سگے

بھائی بہن ہیں، آپ نے پچھلے سطور میں حسد اور حاسد کے بارے میں جو کچھ پڑھا ہے

اس میں حسد اور حماقت دونوں ہے۔ ایک مجلس میں شہزادہ گرامی حضرت عسجد رضا

صاحب مدظلہ کی دین سے وابستگی ان کا احساس ذمہ داری ان کا تعلق فی الدین ان کی

غیرت دینی ان کی شجاعت معاملہ فہمی اور حضور تاج الشریعہ کی نیابت پر گفتگو کر رہا تھا ایک

صاحب بولے:

”ان پر بھی کیا بھروسہ کیا جائے ماضی سے لے کر حال تک متعدد

مثال موجود ہے کہ بڑے بزرگوں کی اولاد گمراہ ہوئی۔“

میں نے جواباً کہا تھا تمہارے اس حماقت مآب قول کی وجہ سے دنیا سے امان اٹھ

جائے گا سارے بزرگوں کی اولاد کے فکر و عمل پر چادر تشکیک تن جائے گی اور کسی بزرگ

کی اولاد قابل اعتبار نہیں رہ جائے گی اور جب بزرگوں کی اولاد قابل اعتبار نہیں رہے گی تو

ماوشما کی اولاد کس گنتی و شمار میں رہے گی۔ تمہیں بزرگوں کی اولاد کی گمراہی یاد رہی اور یہ یاد

نہیں رہا کہ کفار و منافقین کی اولاد صحابی ہوئی، کفار مسلمان ہوئے، بہت کفار کی اولاد

مسلمان ہوئی، کوئی صحابی ہوا، کوئی تابعی ہوا، کوئی تابعین کے زمرے میں شامل ہوا،

کوئی دین کا امام ہوا، کوئی محدث ہوا، کوئی فقیہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے۔ کریم ابن

کریم حضرت علامہ شاہ عسجد رضا صاحب قبلہ کی بارگاہ میں رضوی فقیر کا عریضہ:

راہی فقیر ہوں نہ میں باغی فقیر ہوں

احمد رضا کے در کا میں شاہی فقیر ہوں

عالی جاہ! آپ حضور تاج الشریعہ کی مبارک اولاد میں ہیں یہ اعزاز آپ کو مبارک ہو۔ سطور بالا میں آپ کے لئے جو بیمار کس کسی نے دیا ہے اس سے آئندہ آپ کے حاسدین کیا برتاؤ کریں گے اس کا اندازہ مشکل نہیں ہے۔ اگر ایک طرف آپ کے لئے سبزے کا فرش ابر کا خیمہ گلوں کا عطر چھڑکنے والے موجود ہیں اور گیسوائے حور سے گرد فشانے مرغول سنبل سے مگس رانی بیاض دیدہ بچھانے کی خواہش عبیر ملائک چھڑکنے کی آرزو اور چین گریبان حور سے ناسے بسانے کی تمنا کروڑوں دلوں میں انگڑائیاں لے رہی ہے اور زبان حال سے لوگ کہہ رہے ہیں کہ:

میں لٹا رہا ہوں موتی میں بچھا رہا ہوں کلیاں

مری فکر نوع بنوع سے تیری رہ گذر سچی ہے

تو دوسری طرف اعداء دین اور حاسدین اپنی کمین گاہوں میں نیا نیا آمین جنگ سوچ رہے ہوں گے، اللہ تعالیٰ ہر شری کے شر سے آپ کو محفوظ رکھے۔ آمین، ایسے عالم میں آپ کا وہی حسن اعتقاد سہارا دے گا جو آپ کے آباء کرام کا وطیرہ تھا ملا حظہ ہو:

سن لیں اعداء میں بگڑنے کا نہیں

وہ سلامت ہیں بنانے والے

آپ لاکھوں کروڑوں سنیوں کے دل کی دھڑکن ہیں اور ان کی امیدوں آرزوؤں کا مرکز بھی ان کے توقعات جو دین سے متعلق ہیں اس پر پورا پورا اترنے کی خدائے پاک توفیق بخشے۔ آمین
سلامت تو تیرا میخانہ تیری انجمن ساقی

حضور تاج الشریعہ کے ہمراہ ایک سفر

شہزادہ بحر العلوم

مولانا شکیب ارسلان مبارکپوری

کوئی پندرہ سال پیشتر والد محترم حضور بحر العلوم علیہ الرحمہ (ولادت ۱۳۴۲ھ وفات ۱۳۴۴ھ) کے ساتھ نیومین مسجد کراچی کی عالمی میلاد کانفرنس ۱۳۲۵ھ ۲۰۱۲ء میں شرکت کا موقع میسر آیا۔ یہ میری فیروزبختی اور خوش نصیبی تھی کہ دلی سے کراچی تک وارث علوم اعلیٰ حضرت، حضور تاج الشریعہ کی قربت و معیت میں آپ کے پسند و نصائح سے شاد کام ہوتے ہوئے سفر تمام ہوا۔ وہ حسین لمحات ابھی تک میری نگاہوں کے ارد گرد گھومتے نظر آرہے ہیں۔ اور انکی یادوں سے مسرت و شادمانی محسوس کرتا ہوں۔

جب ہم ایئر پورٹ سے باہر نکلے دیکھتے ہی دیکھتے پچاسوں ہزار کا جم غفیر اور مجمع کثیر ہاتھوں میں جھنڈیاں لئے اپنے مرشد کی زیارت و استقبال اور شوق دید میں کھڑے ہیں اور ہر چہار جانب کی فضا مرشد کی آمد مرحبا۔ مرشد کی آمد مرحبا کے نعروں سے گونج رہی ہے۔ گویا کوئی آواز دے رہا تھا۔

یہ کون آیا کہ مدھم ہو گئی لوشع محفل کی

پتنگوں کی جگہ اڑنے لگیں چنگاریاں دل کی

سیکڑوں اور ہزاروں میں صرف ایک ذات ہے۔ جس پر جان نچھاور کرنے والوں کی بھیڑ لگی ہے اور جس کی لقاء کیلئے دلوں کی چنگاریاں بیتاب بے قرار ہو رہی ہیں۔ دھکم دھکا سے بے نیاز کسی طرح مرشد کے قدموں تک رسائی سے دلوں کی دنیا شاد و آباد ہو جائے۔

ادھر ایئر پورٹ کا عملہ حیران و ششدر و پریشان کہ کس طرح عقیدت مندوں، نیاز مندوں اور جاں بازوں کے سیلاب پر قابو پایا جائے۔ ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں رہا ہوگا کہ ایسی مشکل کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ خدا خدا کر کے اس ہجوم پر قابو پایا۔ پھر حضرت تاج الشریعہ کو گاڑی میں سوار کیا گیا۔ پھر فلک شگاف نعروں کی تکرار، مسرت و شادمانی کی شاہراہوں سے گزر کر آپ اپنی قیام گاہ تک پہنچ گئے۔ یہ گرویدگی و شیفنگی دلوں کا جھکاؤ اور قبول عام کبھی کسی اور کے لئے میری نگاہوں نے نہیں دیکھا۔

بے سبب ہی نہیں یہ عام قبول پہلے مقبول بارگاہ ہوئے

(حضرت بحر العلوم)

پھر شام کو عالمی میلاد کانفرنس میں شرکت فرمانے والے علماء جس میں حضور غوث اعظم جیلانی رضی اللہ عنہ کی نسل پاک کے سجادہ نشین اور انکی خانقاہ کے وارث و امین اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مسجد کے امام و خطیب اسی طرح سید شیخ احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی نسل سے تعلق رکھنے والے فضیلہ الشیخ حضرت سید یوسف ہاشم رفاعی اور دبئی کے سابق وزیر اوقاف فضیلۃ الشیخ عیسیٰ مانع حمیری موجود تھے۔ (جنہوں نے مصنف عبدالرزاق کے گمشدہ دس ابواب کو بڑی محنتوں اور جانفشانیوں کے بعد ڈھونڈ نکالا۔ اس پر فاضلانہ حواشی، اور مقدمہ لکھ کر الجزء المفقود من الجزء الاول من المصنف، یعنی مصنف عبدالرزاق کی پہلی جلد کا گمشدہ حصہ کے نام سے بیروت میں چھپوایا۔ ہندوستان میں اس کتاب کی پہلی اشاعت، حضرت مولانا مفتی محمد راحت خاں بانی و مہتمم دارالعلوم فیضان تاج الشریعہ بریلی کے اہتمام میں منصہ شہود سے آراستہ ہوئی۔ ان کے علاوہ ہندو پاک کے بی شمار علما اور مشائخ اس عالمی میلاد کانفرنس میں شریک ہوئے۔ اس کانفرنس کوٹی۔ وی۔ اور ویڈیوں کے سہارے پوری دنیا میں ٹیلی کاسٹ کیا جا رہا تھا۔ اچانک کسی گوشہ سے شورا اٹھا۔ حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب دام بالفضل جلوہ افروز ہونے والے ہیں۔ منتظمین کانفرنس کو معلوم تھا حضرت ازہری میاں صاحب

ٹی۔ وی۔ کی نشریات کو سخت ناپسند کرتے اور ناجائز و حرام کا فتویٰ صادر فرماتے ہیں۔ کیوں کی اس میں جانداروں کی تصویریں ہوتی ہیں۔ اگر انہوں نے ٹی۔ وی۔ لگا دیکھ لیا تو کیا کچھ کر سکتے ہیں اندازہ لگانا مشکل ہے۔ بڑی تیزی سے اور جلدی، جلدی ٹی۔ وی۔ کا رخ اسٹیج کی طرف سے موڑ کر مجمع کی طرف کر دیا تاکہ حضرات از ہری میاں کو نظر نہ آئے۔

آئین جواں سرداں حق گوئی و میبا کی

اللہ کے شیریں کو آتی نہیں رو باہی

اللہ کے شیر کی جواں مردی، حق گوئی اور میبا کی دنیا نے دیکھ لیا۔ شرعی مواخذہ کا خوف کس طرح دلوں پر طاری ہے۔ اس طرح کی محفلوں اور مجلسوں میں ضرورت شرعیہ داعی ہوتی اور حضرت بحر العلوم شریک ہوتے۔ میں نے دیکھا آپ اپنے چہرہ پر رومال ڈال لیتے۔ کہ رومال رکھنا آپ کے معمولات میں شامل تھا۔ جیسا کہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ جامعہ البرکات کے قیام کے لئے ایک شرعی اور فقہی سیمپوزیم ہوا۔ وہاں بھی ویڈیو گرافی جاری تھی۔ حسب معمول وہاں بھی رومال کا سہارا لیا۔ پھر جب آپ نے خطاب شروع کیا اس وقت ویڈیو گرافی بند کر دی گئی۔ اسی طرح مدینہ پاک کی ایک محفل میلاد میں پاکستانی حضرات کی دعوت پر شرکت ہوئی۔ وہاں بھی موبائل سے بحر العلوم کو اپنی گرفت میں لینا چاہا۔ آپ نے انہیں سخت پھٹکار پلائی۔ حیرت ہے آپ حضرات کو فوٹو گرافی کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ وہ بھی روبروئے روضہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت تاج الشریعہ کی توشان ہی نرالی تھی۔ وہ بلا خوف و لوممت لائیم غیر شرعی امور اور ناجائز و حرام پر بڑی سخت باز پرس اور تنبیہ کرتے اور منع فرماتے ایسی جرأت حق کم لوگوں میں دیکھنے کو ملی میرے رسول نے ایمان کے تین درجے بتائے۔ تم میں جو کوئی منکرات دیکھے، اس کو اپنے ہاتھ سے روکے، یہ ایمان کا سب سے مضبوط اور پہلا درجہ ہے اور اگر ہاتھ سے روکنے کی ہمت نہ ہو تو زبان سے روکے یہ ایمان کا دوسرا درجہ ہے۔ حضرت تاج الشریعہ نے اپنے ہاتھ سے کسی کا گریباں پکڑا۔ ہلکا سا جھٹکا دیا پھر فرمایا۔ ٹائی مسلمانوں کی تہذیب نہیں، یہ یہود و

نصاری کا لباس اور ان کا شعار ہے۔ یا پھر زبان و قلم سے روکا۔ اور ”اضعف ایمان“ کہ صرف دل میں برا جانے کبھی بھی اس پر آپ کا عمل نہیں رہا۔ بتانا یہ ہے کہ سارے جہان کے علماء اور مشائخ موجود ہیں۔ کسی کے دل میں کسی کا خوف طاری نہیں ہوا۔ صرف ایک شخصیت سب سے عظیم سب سے ممتاز اور منفرد حضور تاج الشریعہ کی نظر آئی۔ آپ نے اصول مذہب، اور مزاج شریعت کو نہیں۔ بلکہ لوگوں کی طبیعت کو اصول شریعت میں ڈھالنے کی سعی بلیغ فرمائی۔

موبائل کی بدتمیزیاں عام ہوتی جا رہی ہیں۔ اس کے ذریعے لی جانے والی تصویروں پر سخت برہمی اور ناگواری کا اظہار کرتے۔ بلا ضرورت شرعیہ وجاحت شدیدہ تصویر کشی کو مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف اور اس سے انحراف فرماتے۔ پھر بھی کچھ گم گشتگان راہ شریعت بالقصد وبالارادہ بڑی بے فکری اور خوش دلی کے ساتھ ٹی۔ وی۔ پرا کر اپنے چہروں کی نمائش، اور مسلک اعلیٰ حضرت کی تضحیک کرتے ہیں۔ بحمد اللہ۔ حضور تاج الشریعہ نے ٹی۔ وی۔، ویڈیوں، موبائل، فیس بک، اور میڈیا کو کبھی بھی اپنی شہرت کے لئے استعمال نہیں فرمایا۔ کہ ان ذرائع سے آپ کو جانا پہچانا جائے۔ بلکہ پروردگار نے آپ کی دینی اور مذہبی خدمات کے صلہ میں وہ قبول عام بخشا کہ پوری دنیا کو اپنے پیروں سے روندتے رہے۔ دنیا نے دیکھ لیا کس شان سے آپ کا حبلوس جنازہ اسلامیہ انٹر کالج تک لایا گیا۔ بغیر کسی مبالغہ کے کہا جاسکتا ہے، اتنی خلق کثیر اور ہجوم عوام و خواص نہ کسی جنازے میں دیکھا نہ سنا۔ اور آئندہ اس کا امکان بھی مشکل اور محال نظر آتا ہے۔ پھر ہمیں جامعہ امجدیہ کراچی کے درس بخاری میں شریک ہونا تھا۔ حضور از ہری میاں اور حضور بحر العلوم علیہما الرحمہ نے درس بخاری کی برکتوں سے فیضیاب و سرفراز کیا۔

حضرت کے ساتھ جب میں قیام گاہ پر حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا اس سے قبل سیکڑوں بار آپ کے درس بخاری میں شریک ہو چکا ہوں۔ اور آپ کی تفہیم و تشریح اور تحقیق و تنقیح کی شان دیکھ چکا ہوں۔ مگر آج موضوع کے مطابق توضیح و تشریح بظاہر بہت مختصر معلوم ہوئی۔ آپ بحر العلوم ہیں۔ اور آپ کے فرق اقدس پر یہ لقب اس وقت سجا جب سواد اعظم اہلسنت میں اکابر

ملت داعاظم رجال صف پہ صف موجود تھے۔ حضور مفتی اعظم ہند، حضور برہان ملت، حضور مجاہد ملت، حضور حافظ ملت، حضور صدر العلماء، حضور سید العلماء، حضور احسن العلماء، حضور شیخ العلماء، حضور شمس العلماء وغیرہم اللہ۔ اور آپ کے معاصرین میں حضرت پاسبان ملت حضرت رئیس العلم، حضرت صاحب سجادہ، حضرت مجاہد دوراں، حضرت شارح بخاری، حضرت مفتی راجستھان، اور حضرت خواجہ مظفر حسین وغیرہم اللہ۔ یہ وہ گنج گراں مایہ، اور قد آور شخصیتیں تھیں جن کے نزدیک آپ اپنے گرانقدر لقب ”بحر العلوم کے ساتھ محبوب و محترم تھے۔ میرے استفسار کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: حضرت ازہری میاں دام بالفضل نے اس حدیث کا درس بڑے شرح و بسط و مالہ و ما علیہ کے ساتھ بیان فرمایا۔ میرے بیان کرنے کے لئے انہوں نے کچھ چھوڑا ہی نہیں۔ اس لئے مجھے رخ بدل کر حدیث پاک کے حجت شرعی ہونے اور منکرین حدیث کے خلاف صف آرا ہونا پڑا۔ اس طرح پتہ چلا کہ علم حدیث کی تفہیم و تشریح میں حضور تاج الشریعہ کا مقام کتنا بلند ہے۔ جس کا اعتراف حضرت بحر العلوم جیسے علم و تدبر کے تاجدار کو ہے۔

شرعی مواخذہ میں جرأت و بیباکی۔ قبول عام اور خلق کثیر کا اثر دھام اللہ کے نیک اور خاص الخاص بندے کو نصیب ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک کا ارشاد ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو منتخب کرتا ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام کے واسطے سے اس کی محبوبیت کا اعلان کرتا ہے اور فرماتا ہے مجھ کو فلاں بندے سے محبت ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔ چنانچہ حضرت جبریل آسمان میں منادی کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کو فلاں بندے سے محبت ہے تم سب اس سے محبت کرو۔ چنانچہ آسمان والے اس سے محبت کرتے ہیں پھر زمین میں اس کی مقبولیت کے چرچے ہونے لگتے ہیں۔ مفہوم حدیث (مشکوٰۃ شریف)

بلاشبہ حضور تاج الشریعہ اس حدیث کے مکمل مصداق ہیں۔

بحر العلوم اکیڈمی، مبارک پور، اعظم گڑھ یوپی

حضور تاج الشریعہ اور مسلک اعلیٰ حضرت

ڈاکٹر مولانا غلام مصطفیٰ نجم قادری

ہزاروں آندھیوں میں بھی جو مثل شمع روشن ہے

ہے مسلک اعلیٰ حضرت کا تو محنت تاج الشریعہ کی

اسلام وہ مبارک دین ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی پسندیدگی کی سند عطا کر دی ہے۔ چونکہ یہ خدا کی پسند ہے، اس لئے خزاں میں بھی ہرا، بھرا، اور ہجومِ آلام میں بھی مسکراتا ہی رہتا ہے۔ البتہ جہاں تک اس کی آزمائش اور امتحان کی بات ہے تو کبھی اس پر یزیدی بادل آئے اور کبھی حجازی طوفان، کبھی مامونی طاقت نے آنکھ دکھانے کی جرات کی اور کبھی تاتاری طاقت اس سے ٹکرائی، کبھی خارجی شورش نے اس سے پنچا آزمایا اور کبھی رفض کے غرور نے اس کو زیر کرنے کی کوشش کی، مگر وہ سب کی سب جراتیں اس پہاڑ سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گئیں۔ یہ وہ یادیں ہیں کہ ماضی کے جھروکوں سے جب بھی جھانکتی ہیں تو کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ تاہم چودہویں صدی ہجری میں وہابیت کے نام سے جس فتنے نے جنم لیا وہ مذکورہ تمام فتنوں میں سب سے خطرناک فتنہ تھا۔ اتنا خطرناک کہ صرف ایک فتنہ نہیں تھا۔ بلکہ امِ افغن، اس کے بطن سے چولے بدل بدل کر نئے رنگ و روپ میں متعدد ناموں سے مختلف فتنے جنم لیتے رہے اور آج بھی لے رہے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے دور میں وہابیت کا تلاطم تھا، تو آج کے دور میں صلح کلیت کا طوفان بلاخیز، جب وہابیت نے پَر پھڑ پھڑائے تو اللہ تعالیٰ نے امام احمد رضا کو

تمام فکری و علمی اور عملی اسلحہ سے لیس کر کے مجدد اعظم بنا کر بھیجا اور آج جب صلح کلیت قیامت ڈھانے پر تلی ہے تو خدا نے اپنے دین کی حفاظت کے لئے مفتی اختر رضا کو تاج الشریعہ بنا کر دین کا سپر بنایا ہے۔

قدرت کا یہ نظام بھی بڑا نرالا اور البیلا ہے کہ اپنے دین حنیف کی حفاظت کے لئے مخصوص بندوں میں سے کسی کو چن لیتا ہے۔ ہاں کسی شخصیت کا دائرہ کار و اختیار ایک گاؤں ایک محلہ تک محدود ہوتا ہے، تو کسی کسی کا پوری ریاست بلکہ کئی کئی ریاستوں کے لئے، کسی کسی کا ایک ملک کے لئے تو کسی کسی کا کئی ملکوں کے لئے، ان میں کچھ شخصیتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جس کے علم و فضل، فیض و فیضان، احسان و عرفان، اثر و نفوذ اور قبولیت و محبوبیت کا دائرہ پوری دنیا کو محیط ہوتا ہے۔ حضور امام اعظم، حضور غوث اعظم، حضور غریب نواز، حضور مخدوم بہار، حضور مخدوم سمنان، حضور اعلیٰ حضرت، حضور مفتی اعظم وغیرہم رضی اللہ عنہم! جمیع وہ شخصیات ہیں جنہوں نے بیک وقت پوری دنیا کو متاثر کیا اور متحیر کئے رکھا۔ آج بھی ان کے نام اور کام کا دھپک اسی شان استغنا سے جل رہا ہے جیسے کل جلتا تھا، بلکہ دن بہ دن ان کی عظمت کی چاندنی پھیلتی ہی جا رہی ہے۔ انہیں عالمگیر شخصیتوں میں حضور تاج الشریعہ کی ذات والا صفات بھی ہے جو اپنے فکر و فضل کی بلندی، حق گوئی و بے باکی، حق پسندی و حق نوائی، جرأت مندی و مکتہ آفرینی، شریعت کی پابندی اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں اس وقت دنیا کے تمام اکابر مشائخ پر فوقیت رکھتی ہے۔

ظاہر ہے کہ جن افراد و اشخاص سے خدا کو جیسا کام لینا منظور ہوتا ہے۔ ان کی سیرت و حیات کے دامن کو ویسے ہی لولو و لالہ سے سجاتا بھی ہے۔ اس کو علم ایسا دیتا ہے کہ ارباب علم کی انجمن میں جب وہ جلوہ گر ہوتا ہے تو پھر اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی، کا منظر سامنے آ جاتا ہے۔ اس کو ظاہری اوصاف سے اس طرح متصف کرتا ہے کہ جس زاویے سے دیکھئے ”کرشمہ دامن دل می کشد کہ جاں جا است“ کا سماں نظر آتا ہے اور

باطنی کمال میں اسے ایسا ممتاز فرما دیتا ہے کہ غوث اعظم کا تصرف، غریب نواز کی کرامت اور امام اعظم کی ژرف نگاہی کا جلوہ بکھیرتا دکھائی دیتا ہے۔ اگر اس وقت عالمی نگار خانے کے ان نگینوں کو جمع کیا جائے تو جو تصویر ابھرے گی وہ تصویر حضور تاج الشریعہ کی ہے۔

بلبل شیراز کا یہ شعر ے

بالائے سرش ز ہوش مندی می تافت ستارہ بلندی

کبھی پڑھا تھا اور آج اس کا موقع حضور تاج الشریعہ کی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔ آئیے تھوڑی دیر ہم حضور تاج الشریعہ کے گلشن حیات کی سیر کرتے ہیں اور دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں ان کے علم کے سدرة المنتہی پر عمل کے کیسے عندلیب چمکتے ہیں۔

تاریخ و سیر کی کتابوں میں کچھ بچوں کی اعلیٰ ذہنیت کا حیرت بدوش واقعہ ملتا ہے کہ انہوں نے اپنی پرواز سے استاذ کو حیران کر دیا، آج یہ ہم سب خواجہ تاشان رضویت کے لئے فخر کی بات ہے کہ ہمارے دور میں وہ شخصیت حضور تاج الشریعہ کی ہے جنہوں نے جامعہ ازہر مصر میں اپنی اعلیٰ ذہنیت اور ہمہ جہت صلاحیت کا پرچم گاڑ دیا۔ جامعہ ازہر میں جب حضور تاج الشریعہ کا سالانہ امتحان ہوا تو امتحان نے آپ کی جماعت کے طلباء سے علم کلام کے چند سوالات کئے۔ پوری جماعت میں سے کوئی ایک بھی طالب علم امتحان کے سوالات کے صحیح جواب نہ دے سکا۔ امتحان نے روئے سخن آپ کی طرف کرتے ہوئے سوالات کو دہرایا۔ آپ نے ان سوالات کا ایسا شافی و کافی جواب دیا کہ امتحان تعجب کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے کہنے لگے کہ ”آپ تو حدیث و اصول حدیث پڑھتے ہیں علم کلام میں کیسے جواب دیا۔ آپ نے علم کلام کہاں پڑھا؟“ آپ نے جواب میں کہا کہ ”میں نے دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف میں چند ابتدائی کتابیں علم کلام میں پڑھی تھیں۔ مجھے مطالعہ کا بہت شوق تھا جس کی وجہ سے میں نے آپ کے سوالات کے جواب دے دیئے۔ اگر اس سے بھی مشکل سوال ہوتا تو بھی میں جواب دیتا اور بالکل صحیح جواب دیتا۔“

آپ کے جواب سے مسرور ہو کر ممتحن نے آپ کو پہلا مقام دیا اور آپ اول نمبر سے پاس ہوئے۔ یہ کمال درجہ کی برکت تھی کہ فائنل امتحان میں آپ نے ممت از حیثیت حاصل کر کے سند فراغت حاصل کیا۔ کمال بالائے کمال یہ کہ اس سال پورے ملک مصر میں اتنے اعلیٰ نمبروں سے کہیں بھی کوئی پاس نہیں ہوا۔ (ماہنامہ ”اعلیٰ حضرت“ بریلی شریف ۱۹۶۵ء)

پورے جامعہ ازہر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، جامعہ کی مقتدر شخصیات نے جامعہ ازہر ایوارڈ عطا کیا۔ یہ وہی جامعہ ازہر ہے کہ مدت مدید کے بعد جب آپ دوبارہ تشریف لے گئے تو آپ کے دفور علم، کمال مہارت اور شریعت پر استقامت و تصلب فی الدین کو دیکھ کر فخر ازہر ایوارڈ سے نوازا گیا۔ طالب علمی کے دوران آپ کا معمول تھا کہ علی الصباح عربی اخبارات استاذ کو سناتے اور اردو، ہندی اخبارات کی خبروں کو عربی زبان میں ترجمہ کر کے استاذ کو بتاتے۔ جب جامعہ ازہر کے اساتذہ و طلباء سے آپ کی گفتگو ہوتی تو آپ کی بے تکلف فصیح و بلیغ عربی گفتگو سن کر لوگ محو حیرت ہو جاتے۔ حضور محدث کبیر ارشاد فرماتے ہیں کہ جامعہ ازہر کے دور تحصیل میں جب آپ کا عربی کلام ازہر کے شیوخ سنتے تو کلام کی سلاست و نزاکت اور حسن ترتیب پر جھوم اٹھتے اور کہتے تھے کہ یہ کلام کسی غیر عربی کا محسوس نہیں ہوتا حضور محدث کبیر مزید فرماتے ہیں کہ:

”علامہ ازہری کو میں نے انگلینڈ، امریکہ، افریقہ، زمباوے وغیرہ میں برجستہ انگریزی زبان میں تقریر و وعظ کرتے دیکھا ہے اور وہاں کے تعلیم یافتہ لوگوں سے آپ کی تعریفیں سنی ہیں اور یہ بھی ان سے سنا کہ حضرت کو انگریزی زبان کے کلاسیکی اسلوب پر عبور حاصل ہے۔ حضرت تاج الشریعہ چالیس علوم و فنون پر ملکہ تامہ حاصل ہے۔“ (حیات تاج الشریعہ ص ۱۵ ا و ۱۶)

کوئی شخص یونہی بلندیوں کو نہیں پالیتا، کتنے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے اور کتنی حسرتیں اس کی بلائیں لیتی ہیں یہ وہی جانتا ہے۔ بس یوں سمجھ لیجئے کہ جس طرح سورج کی روشنی،

چاند کی چاندنی، شبنمی قطروں کا چھڑکاؤ، بھنوروں کی گدگداہٹ، نسیم صبا کی تھپکی، مالی کی نگہداشت جب یکجا ہوتی ہیں اور بروقت توجہ دیتی ہیں تب کوئی کلی پھول بن کر مسکراتی اور بشکل ہار محبوب کے گلے کی زینت بنتی ہے۔ اسی طرح شخصیت کے ارتقا میں بھی مستوع عوامل کا حصہ ہوتا ہے۔ حضور تاج الشریعہ کی زندگی کے تربیتی مراحل اور ارتقائی منازل بھی کچھ اسی انداز کے ہیں۔ نانا جان قطب عالم، حضور مفتی اعظم کی تقدیر افروز نظر، والد گرامی حضور مفسر اعظم کی تعبیر بد اماں تربیت، والدہ محترمہ کی نورانی گود اور گھر کے روحانی کہکشانی ماحول نے مل کر اسے بہت کچھ بننے کی فکر میں سہارا دیا ہے۔ والد گرامی کی ان پر توجہ خصوصی کا یہ حال تھا کہ دوران طالب علمی میں آپ کو قریب بلایا اور فرمایا کہ کل سے ”دارالعلوم منظر اسلام“ کے طلباء کو ”سیف الجبار“ مصنفہ علامہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمہ پڑھ کر سنایا کرو گے۔ آپ نے عرض کیا ”ابھی میری اردو اچھی نہیں ہے۔“ فرمایا ”زبان ٹھیک ہو جائے گی، یہ کام تمہارے ذمہ کیا جاتا ہے۔“ آپ نے دوسرے دن اپنے ہم درس طلباء کو جمع کیا اور خانقاہ عالیہ رضویہ کی چھت پر بیٹھ کر ”سیف الجبار“ کا درس شروع کر دیا اس طرح کئی بار ”سیف الجبار“ کا مطالعہ کیا اور درس دیا۔ والد ماجد کے اس میں کئی مقاصد پوشیدہ تھے، ایک تو یہ کہ اردو عبارت خوانی بہتر ہو جائے، دوسری چیز یہ کہ عفت انداہل سنت و جماعت کی خوب جانکاری حاصل ہو اور تیسری وجہ یہ کہ تقریر و خطابت میں تکلف اور جھجک ختم ہو جائے۔ حضور مفسر اعظم کے اس انداز کی شخصیت سازی میں باپ کی شفقت بھی ہے، مربی کی بصیرت بھی، عالمی مرکزی درس گاہ و خانقاہ کے ذمہ دار کی حیثیت سے عالمی ذمہ داری کا احساس بھی، مذہب اہل سنت و جماعت، مسلک اعلیٰ حضرت پر مستقبل میں ہونے والی تنقید کے لئے پیش بینی اور فکر مندی بھی، زبان دانوں کی مجلس میں بلا تکلف بول کر احقاق حق کے لئے جھجک توڑنے کی تمنا بھی، حضور مفسر اعظم اپنی اس کوشش میں کتنے کامیاب رہے، اسے حضور تاج الشریعہ کے کارناموں کی شکل میں دنیا آنکھوں سے دیکھ

رہی ہے، کانوں سے سن رہی ہے اور دل سے محسوس کر رہی ہے۔

مفتی اعظم کی روحانیت حضور مفسر اعظم کی شفقت اور والدہ ماجدہ کی پاکیزہ تربیت نے آپ کو اس بلندی تک پہنچا دیا ہے کہ بلندیاں خود رشک کرنے لگی ہیں، کہتے ہیں کہ جب کوئی بڑی بے ریا شخصیت بڑی نظر سے دیکھنے اور بڑے جملوں سے یاد کرنے لگے تو سمجھ جائیے کہ یہ شخصیت بھی بڑی ہوگی یا بڑائی اس کے انتظار و استقبال میں ہے۔ اس تناظر میں تاج الشریعہ کو اب دیکھنے کی سعی کرتے ہیں اور بڑائی کے کوہ طور کو جھانک کر کسب نور و ضیا کرتے ہیں۔ مشہور خطیب مولانا عبدالمصطفیٰ ردولوی بیان فرماتے ہیں کہ:

”ردولی شریف میں ۱۴۰۰ھ میں سنی کانفرنس کے نام سے ایک جلسہ ہوا اس میں رئیس اعظم اڑیسہ، سلطان التارکین حضرت علامہ مفتی حبیب الرحمن حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ اور جانشین مفتی اعظم علامہ ازہری میاں کی آمد ہوئی۔ جناب محمد عمر قریشی کے مکان میں دونوں بزرگوں کے قیام کا انتظام تھا۔ صاحب خانہ کا کلکتہ میں کاروبار چلتا تھا۔ وہ وہیں حضور مجاہد ملت کے دامن سے وابستہ ہو گئے تھے، صاحب خانہ کے صاحبزادے جاوید عمر صاحب نے کہا کہ میری والدہ بھی حضور مجاہد ملت سے مرید ہونا چاہتی ہیں۔ آپ حضرت سے گزارش کر دیں کہ قبول فرمائیں۔ میں نے مجاہد ملت سے عرض کیا۔ سرکار مجاہد ملت نے فرمایا میاں حضور اعلیٰ حضرت کے شہزادے حضرت ازہری میاں صاحب کی موجودگی میں ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ میں مرید کروں، انہیں سے مرید کروائیں، مگر وہ اپنے شوہر کے حضور مجاہد ملت کی نسبت کی وجہ سے مصر رہیں کہ مجھے بھی حضور مجاہد ملت ہی کے کینیزوں میں داخل کروائیں۔ بہ اصرار میں نے حضرت کو راضی تو کر لیا مگر گھر کے اندر جانے کا جو راستہ تھا وہ حضور تاج الشریعہ کی قیام گاہ سے ہو کر گزرتا تھا۔ حضرت نے فرمایا میں ازہری میاں کے سامنے سے ہو کر کیسے گزر سکتا ہوں۔ آخر کار عقبی دروازے سے حضرت اندر تشریف لے گئے اور فرماتے تھے کہ کوئی تیز آواز میں نہ بولے کہ حضرت ازہری میاں تشریف فرما ہیں

آہستہ بولو شہزادے آرام فرما رہے ہیں۔“ (کرامات تاج الشریعہ ص ۱۴۹)

حضرت پیر سید علاء الدین صاحب پاکستان جن کی شخصی عظمت کا پورا پاکستان معترف و مداح تھا۔ ملک کے وزیر اعظم کو بھی ان کی چوکھٹ پر انتظار کرنا پڑتا۔ حضور تاج الشریعہ پاکستان کے دورے پر تھے، ان سے ملاقات کے لئے تشریف لے گئے، تو حضرت نے بڑھ کر اکرام فرمایا اور فی البدیہ عربی میں ایک قطعہ پڑھا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

”اختر رضا تارے کی طرح تابندگی بکھیرے گا“

بیشک ہمارے اسلاف نے حضور تاج الشریعہ کی حیات میں مستقبل کے افق پر چمکنے والے فقہی، تحقیقی، فکری، علمی ستاروں کی چمک دیکھ لی تھی۔ حضور مجاہد ملت کے ادب آموز رس گھولتے جملے، پیر سید علاء الدین کی مشک بار ”پروقا رباتین مستقبل کے جاب ہائے سر بستہ کی نقاب کشائی کرتی ہیں۔ آخر وہ وقت بھی آ ہی گیا“ بزرگوں کی دعائیں اور مشائخ کی تمنائیں جس کے انتظار میں تھیں۔ یہ دیکھئے حضور مفتی اعظم کیا ارشاد فرماتے ہیں:

”اختر میاں اب گھر میں بیٹھنے کا وقت نہیں، اب اس کام (فتاویٰ نویسی) کو انجام دو۔ میں دارالافتا تمہارے سپرد کرتا ہوں۔ اور موجودہ لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا آپ لوگ اختر میاں سے رجوع کریں۔ ان کو میرا فائم مقام جائیں۔“ (حیات تاج الشریعہ صفحہ ۱۳)

پھر جلسے جلوس میں اپنا قائم مقام بنا کر حضور مفتی اعظم نے آپ کو بھیجن شروع کر دیا اور سونے پر سہاگہ یہ کہ اپنی موجودگی میں حضور مفتی اعظم نے لوگوں کو آپ سے بیعت کرایا اور فرمایا کہ ان کی بیعت میری بیعت ہے۔ یاد رکھئے حضور مفتی اعظم وہ ہیں جن کی عبقریت اور تقویٰ و طہارت کا ذکر سن کر، پڑھ کر لوگ حیران ہیں بلکہ ان پر وجدانی کیفیت طاری ہے۔ جن کی نظر حق دیکھتی، زبان حق ہی بولتی، جن کے کان حق ہی سنتے، جن کا دماغ حق ہی سوچتا اور جن کے دل کی دھڑکن سے حق حق کی آواز آتی تھی۔ تقویٰ ایسا کہ اپنے مابعد زمانہ

کے لئے بھی تقویٰ کی لاج رکھ لی۔ حضور تاج الشریعہ کہتے ہیں ۛ

مفتی بن کر دکھائے اس زمانے میں کوئی

ایک میرے مفتی اعظم کا تقویٰ چھوڑ کر

جانشینی تو خیر بہت بڑی بات ہے، حضور مفتی اعظم جلد کسی کو خلافت بھی نہیں دیتے اور جن جن کو دیا وہ ممتاز اوصاف کے حامل ہیں۔ وہ خلافت دینے سے پہلے نگاہ قلب آشنا سے پر کھتے، جانچتے، میزان استقامت پر تولتے پھر خلافت دیتے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ کئی جید علما اور نامور خطبانے حضرت سے اجازت کی گزارش کی، بات نہ بنی تو بھاری بھر کم سفارش کروائی، مگر پھر بھی حضور مفتی اعظم کی پیشانی پر خوشگوار کے اثرات ظاہر نہ ہوئے تو وہ خاموش ہو گئے۔ کچھ مہینوں بعد معلوم ہوا کہ وہ مسلک اعلیٰ حضرت سے منحرف ہو گئے۔ یہ مفتی اعظم کے نگاہ حق پناہ کا معیار، ان کی دوراندیشی، دور بینی تھی وہ کسی بھی حال میں اعلیٰ حضرت کی خلافت کی سفید چادر پر معمولی سا دھبہ پڑ جائے، اس کو برداشت نہیں کرتے تھے۔ وہ اس معاملے میں بہت محتاط اور کڑی نگاہ کے مالک تھے۔ اس چھان چھٹک اور تلاش و تفحص کے بعد اگر حضور تاج الشریعہ کو اپنی جانشینی کا تاج بخشا ہوگا تو یوں ہی نہیں حضور مفتی اعظم کی عقابانی نگاہ نے پرت در پرت تہوں کا محاسبہ کر کے اعتماد و یقین سے مکمل طور پر اپنے کودل کو مطمئن پایا ہوگا تب جا کر اپنی جانشینی کی مسند تفویض کی ہوگی، پھر اس کے بعد حضور تاج الشریعہ کی زندگی میں جو انقلابات آئے وہ حیرت انگیز بھی ہیں اور اہل وفا کے لئے مسرت بیز بھی۔ اس کے بعد جو آپ اڑے ہیں تو اڑتے چلے گئے، آگے بڑھے ہیں تو بڑھتے چلے گئے، آفاق میں چھائے تو چھاتے چلے گئے، دنیا میں چمکے تو چمکتے چلے گئے، حضور تاج الشریعہ کو ان کیفیات کا بھرپور احساس ہے، اس لئے اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ۛ

نگاہ مفتی اعظم کی ہے یہ جلوہ گری

چمک رہا ہے جو اختر ہزار آنکھوں میں

حضور مفتی اعظم نے آپ کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ ذیل کا اقتباس پڑھئے اور غور کیجئے کہ ہماری محفل میں رہنے والا، ہمارے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والا، ہمارے جلسے جلوس میں شرکت کرنے والا وہ شخص کس قدر بلند مقام پر فائز ہے اور اندازہ کیجئے کہ اس دور و فنا آشنا میں کیسی عظیم المرتبت ہستی کے زیر سایہ کرم ہم جی رہے ہیں۔ خدا کی کتنی بڑی نشانی ہم میں موجود ہے، حضور مفتی اعظم کی رفاقت و مصاحبت اور دعا و تمنا نے اس بلندی پر ان کو پہنچا دیا ہے کہ بلندی خود قرض کرنے لگی ہے۔ کوئی حد ہے ان کی عروج کی، ذرا دیکھئے ان کی حیات اور ارتقا کے اس انداز کو، کیسے فلک رس شجر کی شاخ طوبیٰ پر آپ مکیں ہیں۔

ایک بار حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ سے کسی نے دریافت کیا کہ حضور آپ کی خانقاہ کے بزرگوں کی کون کون سی کرامات مشہور ہیں۔ جواب دیا کہ ہمارے خاندان میں بزرگوں کی کرامتوں کا زیادہ بیان نہیں کیا جاتا، ہمارے بزرگ یہ سبق دے گئے ہیں کہ دین پر استقامت کئی کرامت سے زیادہ بلند ہوتی ہے۔ وہ صاحب پھر بھی بضد رہے، تو حضور احسن العلماء نے ارشاد فرمایا کہ سنیئے ماضی قریب میں ہماری خانقاہ کی دو کراماتیں ہیں۔ ”ایک احمد رضا“ اور دوسری ”مصطفیٰ رضا“ سبحان اللہ!

قدر والے جانتے ہیں قدر و شان اہل بیت

شرف ملت حضرت سید محمد اشرف میاں برکاتی نے اپنے والد گرامی قدر کے اس جامع متن پر حضور تاج الشریعہ کو ذہن میں رکھ کر جو حاشیہ آرائی کی ہے۔ ان کا ایک آخری جملہ حضور تاج الشریعہ پر لکھی جانے والی کتاب کے ہزاروں صفحات پر تنہا بھاری ہے۔ فرماتے ہیں:

”زندگی ایک بیحد پیچیدہ نظام کا نام ہے، دینی افکار، دنیا کی رفتار، روایت کی

پاس داری، علم کے حاصل شدہ تصلب اور روحانیت سے کشید کردہ رواداری،

اپنی جڑوں سے وابستگی اور اپنے شجر کی استادگی، یک در گیر و محکم گیر پر عمل در

آمد اور خود اپنے در پتچے کو وار کھ کرتا زہ ہوا کی آمد، اسلاف کی دانش سے فیض اٹھانا اور اخلاف کی تربیت کرنا، احباب کی ہمہ جہت ترقی کے لئے ان میں جوش بھرنا، اور خود ہر موقع پر باہوش رہنا، جو بظاہر دور رہتے ہیں ان میں خلوص ولہمیت تلاش کرنا اور ہمہ وقت قریب رہنے میں ان کے افعال کی نگرانی کرنا، جمعیت کو مربوط رکھنے کیلئے تصلب کو کام میں لانا اور فتنوں سے دور رہنے اور فتنوں کو دور کرنے کے لئے ضروری لچک پیدا کرنا، یہ ان گونا گوں امیدوں میں سے چند ہیں جنہیں میں حضرت کی ذات سے وابستہ رکھتا ہوں اور دعا کرتا رہتا ہوں کہ کاش ایسا ہو کہ ہماری خانقاہ برکاتیہ کی اگلی بیڑھیاں اپنے زمانے والوں سے یہ کہہ سکیں کہ سنو ماضی قریب میں ہماری خانقاہ کی تین کرامات ہیں۔ احمد رضا، مصطفیٰ رضا اور اختر رضا۔“ (تجلیات تاج الشریعہ)

درگاہ معلیٰ مار ہرہ شریف کے سا بنان کے نیچے آرام فرما شخصیات میں غوث بھی ہیں، قطب بھی، ابدال بھی ہیں، اوتا د بھی، عظمت جن کے پاؤں کی دھون اور وقار و افتخار جن کے تن نازنین کا اترن ہے۔ ایسی شخصیتیں آسودہ خواب ہیں، ایسے تمام بزرگوں کی بے شمار کرامتیں جو تب سے اب تک ظاہر ہوئیں ہیں ان تمام کرامتوں کا عطر مجموعہ جن ہستیوں کو قرار دیا گیا ہے، بار بار سوچئے وہ کیسی ہستیاں ہیں۔ یہ ہم سنیوں رضویوں کا فخر ہے کہ وہ احمد رضا ہیں، مصطفیٰ رضا ہیں اور اختر رضا ہیں۔ ان میں اول دو شخصیتیں تو ہم سے اوجھل ہے تاہم ہم بڑے خوش نصیب ہیں کہ ان میں کی تیسری اور آخری شخصیت حضور تاج الشریعہ کی شکل میں ہم میں نور افشاں اور جلوہ کنناں ہے۔

صد افسوس ان لوگوں پر ہے جو حب علی اور بغض معاویہ میں حضور تاج الشریعہ جیسی مارہروی کرامت پر تنقید کرتے، بلا جھجک نازیبا لفظوں کے پتھر چلاتے اور ان کی شرع و فقہی تحقیق کے مقابلے میں اپنی خود ساختہ، من مانی تحقیق پیش کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں

کے جری اور بے باک انداز نے صلح کلیت کو جنم دیا ہے۔ ایسے اشخاص مسلک اعلیٰ حضرت سے خود منحرف ہو رہے ہیں اور دوسروں کو منحرف کر کے ان کی آخرت تباہ کر رہے ہیں۔ اتنی لمبی تعارفی تمہید میں نے صرف دو وجہ سے تحریر کی ہے کہ پہلی بات تو یہ کہ لوگ ان کی علمی گیرائی و گہرائی، تفوق و برتری کو جانیں، ان کی حیثیت عمومی و خصوصی کو ملحوظ رکھ کر بلا اختلاف انہیں دنیائے سنیت کا قائد اور امیر تسلیم کریں، بریلی کی مرکزیت پر ماضی کی طرح سب جمع ہو جائیں، کسی انتشار کو ہوا نہ دیں، بلکہ ہر انتشار کو ”فتاویٰ رضویہ“ کے صورت سے فنا کر دیں۔ دوسری بات یہ کہ جن موضوعات کو بلا وجہ کچھ نادان دوستوں نے معرض بحث میں ڈال دیا ہے، وہ انہیں اپنے اسلاف کا ورثہ سمجھ کر بلا تردد، قبول کریں۔ حق یہ ہے کہ اس میں اپنی عافیت اور ملت کی خیریت ہے۔

مسلک اعلیٰ حضرت کوئی نیا اور کسی کا ذاتی مسلک نہیں، بلکہ بقول حضور شیخ الاسلام علامہ مدنی میاں صاحب:

”پورے دین اسلام کا نام مسلک اعلیٰ حضرت ہے۔“ (مقدمہ تفسیر اشرفی)

اور جب یہ پورے دین اسلام کا نام ہے تو اس کے کسی جز پر اعتراض کرنا اسلام کے جز پر اعتراض کرنا ہے۔ اس کے کسی ضابطے کو شک کی نگاہ سے دیکھنا اسلام کے ضابطے کو شک کی نگاہ سے دیکھنا ہے اور اس سے آنا کافی کرنا اور گریز و فرار کی صورت اپنانا اسلام ہی سے پھرنا ہے۔ آخر پورا دین اسلام مسلک اعلیٰ حضرت کیسے ہو گیا؟ مذہب اہلسنت و جماعت مسلک اعلیٰ حضرت کیوں بن گیا، تو اس کا نہایت مختصر جواب یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کے دور میں جب انگریزوں نے اپنے وہابی ایجنٹوں کے ذریعہ اسلام کی جڑ کھودنے کی کوشش کی اور ہر اس چیز پر جس سے عظمت و محبت رسول کی شعاع پھوٹی ہو شرک و بدعت کے گولے برسا کر ایک نیا اسلام دنیا کے سامنے پیش کیا، تو یہ چیلنج کسی ایک جگہ کے لئے نہیں بلکہ تمام دینی اسلامی مراکز کے لئے تھا۔ اسلام خطرے میں تھا، ایسے میں ضروری تھا کہ لوگ آگے بڑھتے۔ وہابیت کے

منہز و طوفان کے سامنے سینہ سپر ہو جاتے، مگر نہیں ایسے بھیا تک اور ہولناک ماحول میں اس شخص کو آگے بڑھنا تھا جسے خدا نے اپنے دین کی حفاظت کے لئے چن لیا تھا۔ وہ آگے بڑھے حق و صداقت کا پیغام لے کر، وہ آگے بڑھے ایک ہاتھ میں علم اور دوسرے ہاتھ میں عمل کا علم لیکر، وہ آگے بڑھے دل میں خوف خدا اور روح میں عشق مصطفیٰ کا ولولہ لے کر، وہ آگے بڑھے دماغ میں نظام شریعت کے تحفظ کا جذبہ لے کر، اسلام کے جن متواتر و متواتر ضابطوں، اصولوں کو نشانہ بنایا جا رہا تھا، آپ اس کے دفاع میں قرآن، حدیث، اجماع امت اور قیاس کا فولادی ساز و سامان لے کر محاذ آرا ہو گئے۔ دلائل و حقائق سے مزین ایسی وزنی کتابیں تحریر فرمائی کہ وہابیت کے محلات میں بھونچال آ گیا۔ یہ امام احمد رضا کی حقانیت و صداقت کی کیسی منہ بولتی دلیل ہے کہ جب سے اب تک ان کی ایک چھوٹی سے چھوٹی تصنیف کا بھی کسی سے جواب نہ بن سکا۔ اعلیٰ حضرت نے اس ایک تیر سے دو شکا کیا۔ ایک تو یہ کہ انگریزوں کی بیساکھی، حکومتی طمطراق اور منصبی کروفر کے بل بوتے پر وہابیت جوہل من مبارز پکار رہی تھی۔ امام احمد رضا نے اس کے کس بل نکال دیے اور واضح کر دیا۔

سنجھل کر پاؤں رکھنا ملک ترہت میں ذرا واعظ

محلی اس میں رہتا ہے جسے استاذ کہتے ہیں

اور وہ نعرہ مومنانہ لگایا کہ وہابیت کے بڑھتے ہوئے قدم بہت حد تک تھم گئے اور دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ مذہب اہلسنت و جماعت وہابیت کے نزع سے آزاد ہو کر کھلی فضا میں مسکرانے لگا۔ وہابیت کے ذریعہ پڑے ہوئے گرد و غبار کو عشق مصطفیٰ کے نور سے اس طرح صاف کیا کہ سنیت پکار اٹھی۔

بجستا ہے آج دین کا جو ساز دوستو

یہ بھی اسی حبرس کی ہے آواز دوستو

امام احمد رضا کے اس مجاہدانہ کردار کو دیکھ اور سمجھ کر ملک کے تمام اکابر و مشائخ، خانقاہ

کے سجادہ نشینوں، درس گاہ کے خوشہ چینوں، حساس دانشوروں، معاملہ فہم سنی بھائیوں نے نہ صرف یہ کہ متحدہ پلیٹ فارم سے آپ کا ساتھ دیا بلکہ آپ کو اہل سنت کا امام اور آپ کے مجموعہ افکار و نظریات کو مسلک اعلیٰ حضرت کے نام سے دنیا کے سامنے پیش کیا۔

ان سب کی سوچ یہ تھی کہ حالات اچھے نہیں ہیں، نہ جانے کب، کس چور دروازے سے کوئی شب خون مار دے۔ اس لئے مذہب اہلسنت و جماعت کو غیر مسخر فلولادی قلعہ میں محفوظ کر دینا ضروری ہے۔ ان کے نزدیک مسلک اعلیٰ حضرت کے سوا دوسرا کوئی اس سے مضبوط اور محفوظ قلعہ نہیں تھا، لہذا سب نے مل کر مذہب اہل سنت و جماعت کو مسلک اعلیٰ حضرت کے نام سے دنیا کے اسٹیج پر پیش کر دیا۔

اغیار کی نظر میں اسلام و سنت کے تحفظ کا یہ کارنامہ امام احمد رضا کا اتنا بڑا جرم ثابت ہوا کہ ایں قدر آں قدر سب نے مل کر آپ کی کردار کشی شروع کر دی۔ ”کھسیانی بلی کھمبہ نوچے“ کے مصداق تمام باطل افکار و نظریات کے لوگ صرف اور صرف اعلیٰ حضرت پر حملہ آور ہو گئے۔ وہ جانتے تھے کہ ان کو مجروح کر دو، سب مجروح ہو جائیں گے، بالکل اسی طرح آج کے دور میں تمام آزاد خیال، آوارہ فکر، صلح کلی صرف اور صرف حضور تاج الشریعہ پر حملہ کر رہے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اس دیوار میں شگاف ڈال دو مسلک اعلیٰ حضرت کا محل ناکارہ ہو جائے گا، مگر وہ شاید ماضی کی تاریخ بھول رہے ہیں کہ کل اعلیٰ حضرت سے منھ لگا کر بدعتیہ و بددین اپنے انجام کو پہنچے۔ یہ بھی اپنے وقت کا انتظار کریں۔

یہ وقت اور زمانہ کی نیرنگی ہے کہ پہلے کے لوگ اپنے پیش روؤں کی گرد راہ کو سرمہ نگاہ بنانے کی تمنا کرتے تھے۔ آج کے یہ کچھ نئی روشنی کے مارے ان کے نقوش فکر سے دور بھاگنے کے جتن کر رہے ہیں۔ مقلد ہونے کا دعویٰ رکھتے ہوئے تقلید کی زنجیر توڑ دینے کے درپے ہیں۔ خدا نخواستہ اگر یہ مسلک اعلیٰ حضرت سے الگ ہو گئے تو پھر در در بھٹکنے، مارے مارے پھرنے کے سوا ان کے لئے کوئی چارہ نہ ہوگا۔ یہ مسلک اعلیٰ حضرت

کی زنجیر ہے، جو اپنے ماننے والوں کو ہمیشہ باندھ کر رکھتی ہے۔ ایسے میں جو لوگ آزادی چاہتے ہیں وہ کیا کر رہے ہیں۔ سنئے! معروف محقق ڈاکٹر غلام مصطفیٰ انجم کی زبان میں:

”لفظ بریلویت اور مسلک اعلیٰ حضرت کو لے کر بریلویوں کے درمیان کافی معرکہ آرائیاں ہوئیں ایک عہد نو کے پروردہ نے ماضی کے ان تمام اکابر علما کے خیالات کو جنہوں نے مسلک اعلیٰ حضرت کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنایا۔ ان پر طعن اور تشنیع کے خنجر چلائے اور موجودہ دور میں مسلک اعلیٰ حضرت کے نعرے کو غیر ضروری قرار دے کر یہ ذہن دینے کی کوشش کی گئی کہ مسلک اعلیٰ حضرت کوئی جداگانہ مسلک ہے۔“ (حیات تاج الشریعہ ص ۱۷۳)

چونکہ مسلک اعلیٰ حضرت قرآن وحدیث کا حقیقی ترجمان، صحابہ وائمہ وفقہاء کے اقوال و آثار کا سچا پاسبان اور مذہب اہل سنت وجماعت کا واقعی نگہبان ہے۔ اس لئے اس میں قدم قدم پر تنبیہ ہے، ہدایات کے سنگ میل ہیں، تو بھلا مودودیت سے متاثر، ندویات سے مرعوب، پادریات کی چکاچوند کے دریوزہ گرو حید الدین خانیات کے الفاظی چٹخاروں کے دست نگر لوگ اسے کیسے گوارہ کریں؟ اور کچھ تو وہ کر نہیں سکتے بس یہ سوچ کر دل کو تسلی دے رہے ہیں اس میں عیب نکالو اور عیب کی اتنی تشہیر کرو کہ لوگ ہمارے جھوٹ کو سچ سمجھنے لگیں۔ اس مذموم کوشش کو کار خیر سمجھ کر ایسے ایسے لوگ، ایسے ایسے ادارے اور ایسی ایسی تنظیمیں جھوٹ کو سچ بنانے کی مہم انجام دے رہی ہیں کہ ان کی اس منہرفانہ روش پر بہت دیر تک یقین نہیں ہوتا اور جب یقین ہو جاتا ہے تو اٹھ قدم فوراً لوگ پرانے آشیانے میں پناہ لے کر دارین کی عافیت محسوس کرتے ہیں اور اب تو جرات یہاں تک جا پہنچی ہے کہ یہ عاقبت نااندیش لوگ حضور تاج الشریعہ پر ڈائریکٹ وار کر رہے ہیں۔

یہ لوگ خوب سمجھ رہے ہیں کہ اس وقت قافلہ سنیت کے سالار آپ ہی ہیں اور وہ یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ ان لوگوں کی سالوں کی محنت پر جس شخصیت کی کسی جلسے میں ایک

آدھ گھنٹہ کی آمد سے پانی پھر جا رہا ہے وہ صرف تاج الشریعہ کی ذات ہے۔ ایسے لوگوں کو ایک بار یاد دلا دوں کے حضور تاج الشریعہ اکابروں کی امانت اور مارہروی کرامت ہیں۔ ان کو زدمیں لانے کی سعی نامحود کرنے والے اپنی فکر کریں۔

ایسا نہیں ہے کہ مسلک اعلیٰ حضرت سے سچی ہمدردی رکھنے والے احباب دیکھ رہے ہوں اور چپ ہوں، نہیں ماشاء اللہ جب سے یہ خاموش کارزار شروع ہوا ہے تب سے دفاعی اقدام جاری ہے۔ ترکی بہ ترکی ان کا جواب دینے میں اپنے اپنے طور پر جو جہاں ہیں فکر مند ہیں اور کام میں لگے ہیں۔ مسلک اعلیٰ حضرت، صلح کلیت اور بریلویت جیسے عنوان پر درجنوں کتاب کی موجودگی اس کا بین ثبوت ہے۔

اس نکتے پر جب دوسرے اتنے حساس ہیں تو پھر تاج الشریعہ جن کے گھر کی سیہ امانت ہے انہیں کتنا درد ہوگا، مگر حضرت کے مزاج میں تحمل کا جوہر ہے، قوت برداشت کی ایسی فراوانی ہے کہ بار بار طوفان آتا ہے، گزر جاتا ہے، آپ کی پیشانی پر وہی بشارت کا نور رہتا ہے اور چہرے پر اطمینان کی جھلک۔ ”اپنی کلاہ کج ہے اسی بانکپن کے ساتھ“ کا مرقع کسی کو دیکھنا ہو تو وہ تاج الشریعہ کو دیکھ لے۔

باوجودیکہ آپ بالکل دینی، روحانی، خانقاہی، زندگی گزار رہے ہیں۔ مرنجان مرنج کی صفت سے آراستہ صرف مذہب اہلسنت و جماعت کی ترویج، اشاعت کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ ہاں صرف ایک بات ہے آپ کے اندر جس کا کوئی جواب کہیں نہیں ہے اور وہ ہے استقامت علی الشریعت، حق کو حق ہی کہنے کی عادت۔ حالات چاہے جتنے پیچیدہ ہو جائیں مگر اپنے موقف سے سر مو احراف نہ کرنا، کسی بھی جدید مسئلے میں غور و خوض کے بعد فیصلہ صادر فرمانا اور فیصلہ فرمادینے کے بعد اس پر سختی سے عمل کرنا اور عمل کرانے کی فکر کرنا، اس چیز نے مفتی اعظم کی فقیرانہ دہلیز پر شاہوں کو جھکنے پر مجبور کیا۔ وہی چیز آج حضور تاج الشریعہ کے لئے لوگوں کے دلوں کے بند دروازے ان سے محبت کے لئے کھول رہی ہے۔ جوں جوں حالات

ابتری کی طرف جارہے ہیں آپ نے دفاعی سعی تیز کر دی ہے۔ اپنے بیان میں، نجی محفلوں میں، اربابان دانش کے جھرمٹ میں، سوشل میڈیا میں، برملا اپنے احساس کا اظہار فرماتے ہیں۔ سنیوں کو مسلک اعلیٰ حضرت سے دلی محبت کرنے اور اپنے مریدوں کو مسلک اعلیٰ حضرت کے مطابق زندگی گزارنے کی تلقین کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ مسلک اعلیٰ حضرت کی نشرواشاعت کرتے رہنا ہی قرآن و سنت کا راستہ ہے۔ یہی صراط مستقیم ہے، حضور تاج الشریعہ کے اس ببا ننگ دہل احقاق حق اور ابطال باطل سے لوگ اب ہیجانی کیفیت میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ اب تو اسلاف شناسی کے نام پر رضا و رضویات فراموشی، مسلک اعلیٰ حضرت، ذکر بریلی اور تذکرہ رضا سے کھلم کھلا لوگوں کو روکنے کی منظم تحریک چل رہی ہے۔ اگر یقین نہ ہو تو زمینی حقائق پر مبنی ذیل کا واقعہ پڑھئے اور پڑھ کر دوسروں کو سنائیے کہ لوگوں کی نظروں سے پردے اٹھ جائیں گے اور اسلاف شناسی کا حقیقی چہرہ سامنے آجائے گا۔ پڑھئے اور غور کیجئے کہ کتنی بڑی سازش مسلک اعلیٰ حضرت اور خانوادہ بریلی کے تعلق سے چل رہی ہے اور ہم ہیں کہ گلستاں کی ہوا دیکھ رہے ہیں۔ عتیق الرحمن مالیکاؤں لکھتے ہیں کہ:

”ہمارے قریب کے رشتے کی خالہ جو عالمہ ہیں اور مہاراشٹر کی مشہور مقررہ بھی، انہوں نے ہمیں طلب کیا۔ ہم ان کے مکان پر پہنچے۔ علیک سلیک خبر خیریت کے بعد انہوں نے بتایا کہ مدرسے میں یوپی بہار وغیرہ سے کچھ لوگ آئے تھے اور کہہ رہے تھے کہ وہ لوگ اہل سنت میں بیداری پیدا کرنا چاہتے ہیں، اسلاف کرام کی خدمات کو جو دانستہ یا غیر دانستہ فراموش کیا جا رہا ہے، اب اس پر روک لگانی ہے اور عوام اہل سنت کو اپنے ان اسلاف سے روشناس کرانا ہے، جنہوں نے اہل سنت کے لئے زریں خدمات انجام دیں۔ اسلاف شناسی کے عنوان سے کام کرنا ہے، میں نے کہا کہ اچھی سوچ ہے کہ عوام پر اسلاف کے کارنامے احبا گرہونے

چاہیں۔ میں اس میں آپ کی کیا مدد کر سکتی ہوں۔ وفد کے ایک جوان نے کہا کہ آپ اچھی مقررہ ہیں، آپ کو اپنی تقریر میں ہمارے اسلاف کرام کی حیات و خدمات کو بیان کرنا ہے۔ میں نے کہا یہ تو ہمارا طریقہ ہے، ہم اسلاف کی تعلیمات ہی عام کر رہے ہیں۔ ہاں اس سے مزید اعلیٰ پیمانے پر کرنے کی ہم کوشش کریں گے۔ اس پر اس نے کہا، مگر پانچ سال تک آپ دیگر کسی موضوع پر تقریر نہیں کریں گی۔ بالخصوص مسلک اعلیٰ حضرت اور اہل بریلی کو موضوع سخن نہیں بنائیں گی۔ اس بات پر مجھے تشویش ہوئی میں نے کہا، ایسا ممکن نہیں ہے، مسلک اعلیٰ حضرت ہماری پہچان ہے اور میں اس پر نہ بولوں یہ ہونہیں سکتا، تو آنجناب نے فوراً کسی صاحب کوفون کیا انہوں نے اپنا تعارف اس طرح دیا کہ یوپی کے فلاں شہر سے بات کر رہا ہوں، ہماری خانقاہ اہل سنت کے قدیم ترین خانقاہوں میں سے ہے۔ اتنی اتنی سو سالہ ہماری تاریخ رہی ہے، آپ ہمارے مشن سے حبڑ جائیے، ہماری تحریک کا کام کیجئے تو میں نے کہا کہ مجھے اسلاف کی خدمات پر کام کرنے میں کوئی اعتراض نہیں اور ہم الحمد للہ یہ کام کر رہے ہیں، مگر جو پابندی آپ لگا رہے ہیں کہ مسلک اعلیٰ حضرت اور اہل بریلی پر آپ کو پانچ سال تک کچھ نہیں بولنا ہے، یہ تو سراسر زیادتی ہے اور یہ مجھے منظور نہیں۔ وہ سجادہ موصوف جو فون پر گفتگو فرما رہے تھے کہتے ہیں کہ جیسا وہ کہتے ہیں کیجئے، پانچ سال کی بات ہے اس کام کے عوض آپ کو ہر سال پانچ لاکھ روپے پہنچا دیئے جائیں گے۔ بہر کیف میں نے اس وفد کے ساتھ تعاون سے انکار کر دیا۔“ (الرضا پٹنہ جنوری فروری ص ۱۶)

اس متن پر جو تبصرہ متیق الرحمن مالیکاؤں نے کیا ہے وہ بڑا ہی مبنی برحقائق ہے، لکھتے ہیں:

”اللہ اکبر یہ ہیں نقلی اسلاف شناسوں کے اصلی چہرے، ہم بھی کہتے ہیں اسلاف شناسی ضرور عام ہو، مگر اس کی آڑ میں دیگر خائفوں یا بریلی شریف کی مخالفت کیوں کی جا رہی ہے۔ کیا یہ اسلاف شناسی کے نام پر دھوکہ نہیں، کیا یہ اسلاف شناسی کے نام پر بریلی مخالفت کی پالیسی نہیں، کیا نام دیا جائے اس کا۔ بریلی کی شہرت کھٹکتی ہے۔ الحمد للہ بریلی اور اہل بریلی نے ایسی تحریکیں نہیں چلائیں کہ لوگوں کے پاس جا جا کر انہیں پیسوں کی لالچ دے کر رضویات اور بریلی یا اہل بریلی کی خدمات پر کام کرایا جائے۔ نہ بریلی اور اہل بریلی نے لوگوں کے ہاتھ پیر باندھ رکھے ہیں کہ ہمارے علاوہ کسی پر کام نہ کیا جائے۔ بریلی کی یہ شہرت جو آج اہل سنت کا شیرازہ بکھیرنے والوں کو کھٹک رہی ہے، یہ خداداد ہے، منجانب اللہ ہے، ہاں یہ کسی کے دبانے سے دبنے یا مٹنے کی چیز نہیں۔ اگر لوگ اسلاف شناسی میں اتنے ہی مخلص ہوتے تو انہیں اسلاف شناسی کے معاوضے نہیں دینے پڑتے اور نہ ہی بریلی کی مدح سرائی میں لوگوں کی زبانیں بند کروانا پڑتی۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نام اسلاف شناسی کا دیا جا رہا ہے مگر رد پر ردہ بریلی اور اہل بریلی سے بیزاری کو فروغ دینا مقصد ہے۔“ (”الرضا“ پٹنہ جنوری فروری ص۔)

بالکل وہابیوں دیوبندیوں کی طرح یہ لوگ الگ الگ عنوان سے سامنے آتے اور بہت پر فریب انداز میں مدعا رکھتے ہیں اور بات نہ بنے تو یہودیوں عیسائیوں کی طرح روپے کی لالچ دیتے ہیں۔ دوسروں کی بات تو جانے دیجئے سوچئے خود اپنا ایمان بچانا کتنا مشکل ہو رہا ہے۔ ہزاروں رحمتوں کے پھول برسیں خاندان بریلی کی تربت پر جنہوں نے سر ہاتھ میں لے کر ایمان بچانے کا حوصلہ بخشا اور عمر میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے اللہ تعالیٰ حضور تاج الشریعہ کی کہ ایسے پرالم پرستم دور میں آپ عالمی سنی مسلمانوں کی قیادت کا سچا فریضہ انجام دے رہے ہیں اور مسلک یا لوازمات مسلک پر جب بھی کوئی انگلی اٹھاتا

ہے تو بلا خوف لومۃ لائم وہی کہتے ہیں جو دین اور شریعت کا تقاضہ ہوتا ہے۔ بروقت ٹوکتے ہیں، تنبیہ فرماتے ہیں اور حق و صحیح کی منزل کی رہنمائی کرتے ہیں۔ ابھی دو سال ہوئے ۱۶۔۱۷ اپریل ۲۰۱۴ء کو مسجد اعظم الہ آباد میں حضرت علامہ مفتی محمد عاشق الرحمن صاحب حبیبی کے اہتمام میں بڑا تاریخی فقہی سیمینار ہوا، اپنے زعم پندار میں گرفتار کچھ مفتیوں نے یہ شوشہ چھوڑا تھا کہ مسلک اعلیٰ حضرت صرف عقائد کو محیط ہے۔ عمل اس میں داخل نہیں ہے، جب یہ سوال سیمینار میں پیش ہوا جس میں ایک سو پچاس سے زیادہ علما اور ستر سے زیادہ مفتیان کرام موجود تھے تو حضور تاج الشریعہ کی طرف سے یہ اعلانیہ جاری ہوا کہ:

”مسلک اعلیٰ حضرت سے مراد وہ اعتقادات اور اعمال ہیں جن کی آمینہ دار تصانیف اعلیٰ حضرت ہیں، ان سے انحراف کی اجازت نہیں دی جائے گی، سوائے اس صورت کے جبکہ فروع فقہیہ میں سے کسی مسئلے پر حکم کی تبدیلی کے لئے معتد عصر اساطین مسلک اعلیٰ حضرت کے روبرو تحقیق ضروریات یا حاجت کے ثبوت کے بعد طریقہ تغیر کے جواز پر کئے ہوئے استدلال کو ثابت کر دیا جائے۔“

یہ ایسا فقہی تازیانہ تھا کہ پھر اس کے بعد ”کوئی جانے منہ میں زباں نہیں“ کی کیفیت طاری ہوگئی۔ شاید ایسی ہی ضروری تنبیہات و ہدایات کی وجہ سے لوگوں کی پیشانیاں شکن آلود ہیں اور وہ اس جھنجھلاہٹ میں گرفتار ہیں کہ ان کے منصوبے خاک بسر کیوں ہو جاتے ہیں اور ان کے منظم اقدامات پر قدغن کیوں لگائی جاتی ہے۔

اس تناظر میں آج ملک کا جو مذہبی منظر نامہ ابھر کر سامنے آ رہا ہے وہ اندیشہ ہائے دور از کار کا حامل نظر آتا ہے۔ خانقاہوں میں تفقہ اور شخصیات میں تدبر کے فقدان کی وجہ سے اس وقت بہت سی خانقاہیں اور شخصیات بریلی کے مد مقابل متحد ہو رہی ہیں، انہیں اپنے تشخص اور شناخت کی کوئی فکر نہیں ہے اور نہ اس کا غم ہے کہ اس کا نتیجہ ملت کے لئے کتنا بھیانک نکلے گا۔ اس سے اور جو کچھ ہو گا وہ تو آنے والا وقت بتائے گا تاہم مسلک

اعلیٰ حضرت سے صرف نظر کرنے کا جو عمومی نتیجہ نکلے گا وہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ اس سے صلح کلیت کا بھلا ہوگا۔ علی الاتفاق لوگ کہیں گے کہ یہ عہد کہن کے پروردہ اور عہد نو کے پرداختہ حضرات صلح کلیت کے نمائندہ مبلغ، کارگزار اور داعی ہیں۔ اس سے انارکی آئے گی، خود غرضی، خود پسندی اور خود رائی کا ماحول بنے گا پھر امان ایسے اٹھ جائے گا کہ لوگ قیامت کو یاد کرنے لگیں گے۔

ہزاروں احسانات پر حضور تاج الشریعہ کا یہ احسان تنہا بھاری ہے کہ وہ غلط فہمی، غلط روی اور غلط اقدامی پر ٹوکتے، روکتے اور مفید مشورہ دیتے ہیں۔ کوئی تو ہے جو چراغِ راہ لئے منزل کی رہنمائی کر رہا ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ یارانِ میکدہ اپنا احتساب کرتے، مگر یہ منفی سوچ کا خمیازہ ہے جو انہیں اپنا محاسبہ کرنے نہیں دیتا یہاں تک کہ وہ الظاہری ملی کے خلاف محاذ آرائی کرنے لگتے ہیں اگر بریلی کے خلاف تمام آزاد خیال متفق ہو رہے ہیں تو ہو جائیں۔ بریلی تنہا بھی رہے گا تو سوداِ عظیم ہی رہے گا۔ اگر تاج الشریعہ کے خلاف فضا بن رہی ہے تو بن جائے، تاج الشریعہ ہر حال میں پیش لفظ، دیباچہ اور مقدمہ ہی رہیں گے، امر بالمعروف ان کا منصبی فریضہ ہے اسے وہ ادا کرتے ہی رہیں گے، مولانا شہاب الدین رضوی لکھتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ امت محمدیہ علیٰ صاحب الصلوٰۃ والسلام تمام دوسری امتوں سے اس لئے ممتاز ہے کہ یہ بھلائی کا حکم دیتی اور برائی سے روکتی ہے، اس لئے امت محمدیہ کی یہ خصوصیت برقرار ہے اور آپ (تاج الشریعہ) اپنے تمام معاصر علماء اور مشائخ میں فوقیت رکھتے ہیں کہ جب ممبئی میں سنی، شیعہ، بوہرہ، خوجہ، غیر مقلد، ندوی، دیوبندی اور جماعت اسلامی وغیرہ باطل فرقوں سے اتحاد کیا گیا تو آپ نے اس کی شدت سے مخالفت کی۔ اتر پردیش میں جب سیاسی طور پر اتحاد و محبت کی فضا ہموار کی جا رہی تھی اور اس روش خام کو عین اسلام بتایا جا رہا تھا تو آپ نے مخالفت کر کے اس اتحاد کے شیرازے

کو منتشر کر دیا۔ کراچی اور لندن میں بھی وہابی سنی کو سیاسی اور بین الاقوامی مسائل کے نام پر ایک پلیٹ فارم پر لانے کی بات ہو رہی تھی تو آپ نے اس اتحاد امت کے متعلق فرمایا تھا کہ حق اور باطل کا اتحاد صبح قیامت تک نہیں ہو سکتا۔ آزاد انٹر کالج بریلی میں ’آل انڈیا جماعت رضائے مصطفیٰ‘ نے عظمت مصطفیٰ کانفرنس ۲۰۰۲ء کا انعقاد کیا تھا حضرت نے ہزاروں کے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں اور وصیت کرتا ہوں کہ مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم رہنا وہابیوں اور دوسرے فرقوں سے میل جول، کھانا پینا یا کسی طرح کا اتحاد جائز نہیں ہے۔ ان فرقہ ہائے باطلہ سے تاقیامت اتحاد نہیں ہو سکتا، میرے خاندان کے لوگ ہوں یا میرا بیٹا ہی کیوں نہ ہو اگر آپ دیکھیں کہ مسلک اعلیٰ حضرت سے ہٹ گیا ہے تو دودھ سے مکھی کی طرح نکال باہر کر دیں۔ یہ تیور مومن کامل کے ایمان کا پتہ دے رہا ہے اور آپ کا یہ تیور صرف اپنے گھر تک محدود نہیں بلکہ یہ ایمانی نشہ ہر وقت آپ پر طاری رہتا ہے جو خمار اپنے ملک میں، وہی خمار بیرون ملک بھی نظر آتا ہے۔ رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ میں ’الھدیٰ‘ ابو ظہبی نے خصوصی نمبر شائع کیا جس میں یہ لکھا تھا کہ بریلویت ایک نیا فتنہ ہے، تاج الشریعہ کو یہ خبر پڑھ کر شدید بے چینی ہوئی آپ نے متحدہ عرب امارات سے شائع ہونے والے گیارہ ملکی اخبارات سے رجوع کیا اور روزنامہ ’الھدیٰ‘ کا جواب عربی میں لکھ کر شائع کرایا اور پھر باضابطہ طور پر ایک مہم چلائی تاکہ ان اخبارات پر دباؤ بنے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مسلک کو بدنام کرنے والوں کی سازش ناکام ہو جائے، حضرت نے ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش میں دستخطی مہم کی اپیل بھی جاری کی۔“ (حیات تاج الشریعہ ص ۸۶)

ہزاروں علماء کا فرمان ایک طرف اور حضور تاج الشریعہ کا فرمان ایک طرف اور اگر نتیجہ کے اعتبار سے غور کیا جائے تو ہزاروں لوگوں کی محنت اتنی کارگر نہیں ثابت ہوتی جتنی حضور تاج الشریعہ کی توجہ کارگر ثابت ہو رہی ہے۔ آپ کے فرمودات، ارشادات اور احکامات انقلابی طوفان لے کر نمودار ہوتے اور نسیم سحر کا جھونکا عطا کر کے سرشاری میں شرا بور کر دیتے ہیں، اس لئے جلسے وغیرہ میں حضرت کی زبان سے نکلے ہوئے دو بول سننے کے لئے لوگ مضطرب رہتے ہیں اور اتنے جذباتی ہو کر سنتے ہیں کہ داد و تحسین کی صداؤں سے مجلس گونجنے لگتی ہے، گویا جو آپ بول دیں وہ انمول ہے جو کہہ دیں وہ انمول ہے اور جو لکھ دیں وہ انمول ہے۔ حضرت مولانا عبدالمبین نعمانی صاحب لکھتے ہیں:

”حضرت تاج الشریعہ کے علمی مقام و مرتبہ کو اجاگر کرنے کے لئے ضروری ہے کہ حضرت کے آثار علمیہ کو محفوظ کیا جائے اور انہیں ڈھنگ سے شائع کیا جائے، بالخصوص حضرت کی عربی تصانیف مثلاً ’الحق المبین‘، ’مراۃ الخدیۃ‘ وغیرہا کو عالم عرب میں پھیلا یا جائے تاکہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے تعلق سے جو غلط فہمیاں پھیلانی جا چکی ہیں ان کا زیادہ سے زیادہ تدارک کیا جاسکے میری ایک رائے یہ بھی ہے کہ مسلک اہل سنت و جماعت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت اور بریلی کے تعلق سے جو غلط پروپگنڈے عالمی پیمانے پر ہو رہے ہیں ان سب کا یکجا جواب حضرت کے ارشادات پر مبنی اردو، انگریزی اور عربی میں شائع کیا جائے، خانوادہ کے باہر کے افراد جو جوابات دے رہے ہیں اس کے مقابلے حضرت تاج الشریعہ کی تحریریں زیادہ موثر ثابت ہوں گی اور مخالفین کا جھوٹ اچھی طرح طشت از بام ہوگا۔“ (حیات تاج الشریعہ ص ۱۱۶)

بریلی، افراد بریلی اور افکار بریلی پر جو کچھ ہو رہا ہے وہ حسد کی آگ میں جلنے کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ لوگ بغض و کینہ میں چور ہو کر چاہے جو کریں، جو لکھیں، بریلی چوں کہ حق کا آئینہ دار

اور سچائی کا علم بردار ہے اس لئے جس طرح شیشے پر غبار زیادہ دیر نہیں ٹھہرتا، آئینہ بریلی پر غیروں کا چڑھایا ہوا غبار بھی صاف ہوتا رہا ہے اور صاف ہوتا رہے گا۔ کسی بڑی سے بڑی خانقاہ میں یہ پاس داری نہیں کہ سب کو یکساں نظر سے دیکھا جائے، یہ خوبی صرف خانقاہ بریلی کی ہے جس کی زندہ تصویر تاج الشریعہ کی ذات ہے۔ غلطی چاہے کوئی کرے، کوتاہی چاہے جس سے ہو، اپنا ہویا بے گانہ تاج الشریعہ کی منصفانہ نظر میں سب ایک ہیں، سب کے ساتھ یکساں سلوک ہے، وہ دوسرے لوگ ہیں جو مریدوں کا چہرہ دیکھ کر فیصلہ کرتے ہیں اور یہ تاج الشریعہ ہیں جو شریعت کا چہرہ دیکھ کر فیصلہ کرتے ہیں۔ اس پس منظر میں یہ واقعہ پڑھئے:

”دوبئی میں عبدالرزاق نامی ایک شخص جو سونے کا بہت بڑا تاجر ہے سیکڑوں لوگ اس کے یہاں کام کرتے ہیں۔ بلاشبہ وہ تاجر کھرپ پتی ہے وہ تاج الشریعہ کے مریدوں میں سے ہے، دوبئی کے قیام کے دوران وہ حضرت سے ملنے آیا کسی شخص نے حضرت تاج الشریعہ سے یہ بتا دیا کہ ان کے یہاں تراویح کی امامت کوئی دیوبندی یا وہابی کرتا ہے اتنا سننا تھا کہ تاج الشریعہ کے جلال کا عالم نہ پوچھئے اس شخص سے مصافحہ نہیں کیا کافی دیر تک آپ شرعی تنبیہ فرماتے رہے۔ آخر کار اس نے معذرت کی، توبہ کیا اور عذر پیش کیا کہ ہمیں اس بات کا علم نہیں ہے۔ ہماری کمپنی میں سیکڑوں لوگ کام کرتے ہیں اس لئے ہمیں نہیں معلوم ہو سکا کہ کون امامت کرتا ہے انشاء اللہ آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ جب سب کے سامنے اس نے توبہ کیا تو حضور تاج الشریعہ نے اسے نرمی سے سمجھایا اور عقائد وہابیہ سے آگاہ کیا اور اس کے سامنے مسائل شرعیہ پیش کیا وہ شخص عجز و انکساری کا مجسمہ بنا رہا، موقع پا کر اس نے عرض کیا، حضور غریب خانے پر تشریف لے چلیں تو حضرت نے صاف لفظوں میں فرمایا کہ اس بار میں نہیں جا

سکوں گا اگر تم توبہ پر قائم رہے تو آئندہ سفر میں ضرور چلوں گا، حالاں کہ

اس سے پہلے کئی بار اس کے گھر جا چکے تھے۔“ (کرامات تاج الشریعہ ص ۱۳۷)

یہ ہے شریعت پر استقامت اور صحیح معنی میں مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت، سچی بات یہ ہے کہ کوئی دوسرا پیر ہوتا تو مصلحت اور درگزر سے کام لیتا، یہ تاج الشریعہ کا دربار ہے جہاں ساری مصلحتیں شریعت کی عظمت پر قربان ہیں، عموماً لوگ آج کل مالدار مریدوں کی پیشانی دیکھتے ہیں کہ کہیں کوئی بل تو نہیں ہے، اور یہ تاج الشریعہ ہیں جو یہ دیکھتے ہیں کہ کسی کی پیشانی پر بل پڑے تو پڑے کتاب و سنت کی پیشانی پر بل نہ پڑے۔ یہ شریعت مطہرہ سے آپ کے کامل محبت کی دلیل ہے کہ کسی بھی حال میں کبھی بھی شریعت کا علم نیچے نہیں ہونے دیتے بلکہ جب دامن شریعت کو شریعت سے وفاداری کے دعویٰ داروں نے غیر شعوری ہی سہی، داغدار کرنے کی کوشش کی تو آپ نے اپنا دامن بڑھا کر شریعت کا دامن بچا لیا۔

شریعت کے متواتر اور متوارث مسائل میں نرمی و نزاکت پیدا کرنے اور مصلحت کی دعوت دینے کی وجہ سے آج پوری سنیت خطرے میں ہے، لوگ کچھ نہیں کرتے اگر خاموش بھی رہ جاتے تو آج صلح کلیت کی جو گرم بازاری ہو رہی ہے ہر گز نہیں ہو پاتی۔ ان لوگوں کی غیر سنجیدہ حرکات سے ہی صلح کلیت کی اصطلاح آج عام ہو رہی ہے مگر غلامان تاج الشریعہ سلامت رہیں کہ جب جب شریعت پر آنچ آئی ہے، یہی دیوانے فرزانے کے روپ میں آگے بڑھے اور ان کے قلم کا رخ اور فکر کا قبلہ تبدیل کر دیا ہے۔

آج جب حالات قابو سے باہر ہو رہے ہیں تو یہی دیوانے سر سے کفن باندھ کر دین کی حفاظت کے لئے میدان فکر و عمل میں ڈٹے ہیں اور انہوں نے تحفظاتی اقدام کی رفتار تیز کر دی ہے۔ آج تحفظ شریعت کے نام سے جتنے چراغ جل رہے ہیں ان میں لو مسلک اعلیٰ حضرت کی اور روشنی تاج الشریعہ کی ہے، اتنا کہنے سننے اور افہام و تفہیم کی اتنی مخلصانہ

کوششوں کے باوجود جو لوگ نہیں سمجھ پا رہے ہیں ان کے تعلق سے ہم صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ ان سے خدا سمجھے۔

فریب دہندگی اور فریب خوردگی کا ایسا ماحول بن گیا ہے کہ دن کے اجالے میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ کچھ لوگ اپنے آپ کو تاج الشریعہ کا مرید، عقیدت مند اور وفادار سمجھتے اور کہتے ہیں، جلسے وغیرہ میں تاج الشریعہ کے نام کا فلک شگاف نعرہ لگاتے ہیں، پروانہ وار تاج الشریعہ کے جلسے میں شریک ہوتے ہیں، مگر دوسری طرف تاج الشریعہ کے باغیوں سے دوستانہ مراسم بھی رکھتے ہیں، ان کے حاسدوں سے ربط و ضبط بھی بنائے ہوئے ہیں، ان کی شان میں کانٹا پھوسی کرنے والوں سے ان کی رفاقت اور مصاحبت بھی ہے، ایسے دورخی پالیسی کے خوگروں کے لئے باب العلم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول آئینہ حق نما، چشم کشا اور بصیرت افروز ہے، آپ فرماتے ہیں:

”دشمن تین طرح کے ہوتے ہیں (۱) اپنا دشمن (۲) اپنے دوست کا دشمن (۳) اپنے دشمن کا دوست“

اگر تاج الشریعہ سے آپ کو سچی محبت کا دعویٰ ہے تو تقاضائے محبت یہ ہے کہ آپ ان کے باغیوں کو اپنا باغی، ان کے حاسدوں کو اپنا حاسد یقین کریں ورنہ حضرت علی کا قول، قول فیصل ہے۔ دنیا کے ہر دعوائے محبت کے لئے یہ قول معیار ہے اس پر اپنے آپ کو دیکھنا اور پرکھنا چاہئے کہ محبت کا دعویٰ کر کے ہم جھوٹے تو نہیں ثابت ہو رہے ہیں اور یہی مسلک اعلیٰ حضرت ہے کہ محبت ہو تو اللہ کے لئے اور عداوت ہو تو اللہ کے لئے۔ اللہ کے دوستوں سے سچی دوستی اور اللہ کے دشمنوں سے سچی دشمنی کمال ایمان کی دلیل ہے۔ وہ سب اللہ کے دوست ہیں جو اللہ کے دوستوں سے دوستی کرتے ہیں اور وہ اللہ کے دشمن ہیں جو اللہ کے دوستوں سے دشمنی کرتے ہیں یا دشمنی کرنے والوں کا ساتھ دیتے ہیں۔

آدمی کو اپنے موقف کا اظہار کھل کر کرنا چاہئے۔ آدھا ادھر آدھا ادھر والی پالیسی

شخصیت کو مشکوک بنائے رکھتی ہے۔ ایسے شخص سے دونوں کا اعتماد اٹھ جاتا ہے، دورنگی اسلامی سیاست نہیں، ہمہ رنگی میں یک رنگی، اسلامی سیاست ہے۔ لوگ نہیں سمجھتے کہ اس دورنگی سے فتنہ صلح کلیت کی نشوونما ہوتی ہے جو دور حاضر کا سب سے بھیانک خطرہ ہے، بھیانک اس لئے کہ دوسرے جتنے فرقے ہیں وہ دور سے پہچانے جاتے ہیں، مگر صلح کلی تو ہم میں رہ کر ہمارے لئے معمہ بنا ہوا ہے۔ ہمارے ساتھ ہی اٹھتا بیٹھتا اور کھاتا پیتا ہے اس لئے الگ سے ابھی اس کا علامتی نشان نہیں، ہاں یہ اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب اکابر وہابیہ، دیابنہ کے کفر کی باتیں ہوتی ہیں، ان کے ارتداد پر بحث چھڑتی ہے اس وقت اس کا چہرہ دیکھنے کے لائق ہوتا ہے، ایک رنگ آتا ہے اور ایک رنگ جاتا ہے، بہت کشمکش اور گھٹن اس وقت وہ محسوس کرتا ہے جس کا اثر اس کے چہرے بشرے پر نمایاں ہوتا ہے۔ اضطراب پیشانی کی شکن سے ٹپکتا ہے اور ناگواری اس کی ہیئت سے جھلکتی ہے۔ دوسری چیز یہ کہ یہ بلا تکلف کسی بھی امام کی اقتدا کر لیتا ہے اور کبھی کبھی تو تقلید کو نفاق خفی سمجھتے ہوئے تقلید کا قلابہ گردن سے اتار پھینکتا ہے اب نہ وہ خفی رہتا ہے نہ شافی، نہ مالکی رہتا ہے نہ حنبلی، سیدھا غیر مقلد ہو جاتا ہے۔ اس طرح ٹپلے کھانا اور درد ر بھٹکنا اس کا مقدر ہو جاتا ہے یہ سب علاماتی کیفیات جب کسی میں ظاہر ہوتے ہیں تب لوگ سمجھتے ہیں کہ ادھر والا انہیں رہا ادھر والا ہو گیا۔ ایسے میں نہ وہ نبی کا وفادار رہ جاتا ہے نہ امتی کا، حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

صلح کلی نبی کا نہیں دوستو!

سنی مسلم ہے سچا نبی کے لئے

حق اور سچ یہ ہے کہ عصر حاضر میں جو شخصیت وہابیت کے طوفان، دیوبندیت کی آندھی اور صلح کلیت کے سامنے سد سکندری بن کر سب کو تحفظ فراہم کر رہی ہے وہ صرف تاج الشریعہ کی ذات ہے۔ یہ حقیقت اب ڈھکی چھپی نہیں رہی، جو بھی مسلک اعلیٰ حضرت سے منھ موڑتا ہے سب سے پہلے وہ صلح کلیت کے کنوئیں میں گرتا ہے بعد میں ترقی کر کے

جو چاہے بنے۔ دیوبندی بنے، وہابی بنے، قادیانی بنے، چکڑالوی بنے، مگر اتنا یاد رکھئے وہ کچھ بھی بن سکتا ہے لیکن جو بننا آخرت کی فلاح کا ضامن ہے وہی نہیں بن سکتا۔ بنے گا کیسے کہ آخرت کی نجات کا دار و مدار تو عقیدہ اہل سنت و جماعت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت پر سختی سے قائم رہنے پر ہے اور یہی روح اس سے نکل جاتی ہے۔ اب وہ سب کچھ رہتا ہے سنی صحیح العقیدہ نہیں رہتا۔

جس حرکت و عمل سے عقیدہ کا تاج محل محفوظ نہ رہے آدمی خوش گمانی میں اچھے اعمال کی پابندی کے بعد بھی جہنمی بن رہا ہو۔ وقت، محنت، پیسہ سب برباد ہو رہے ہوں ایسے میں ہر آدمی کی اولین ترجیح یہ ہونی چاہئے کہ وہ صدق و کذب کو پہچانے، نور و ظلمت میں تمیز کرے اور حسن و قبح میں کچھ فرق سمجھ میں آجائے تو لیکھت اپنا قبلہ بدل دے، اس خیال سے یکسر دور ہو جائے، اپنے دوستوں کو بھی دور کرنے کی کوشش کرے، آپ کے طرز زندگی سے آپ کے بے داغ دامن پر صلح کلیت کا داغ نہ لگنے پائے۔

صلح کلیت کی جن نشانیوں کی میں نے اوپر نشاندہی کی ہے ان نشانیوں کو ہمیشہ ذہن میں رکھئے اس سے آسان پہچان آج کے دور کے لئے آپ سب کی بھلائی اور بھائی چارگی کی خاطر عرض کر دوں، وہ یہ کہ اعلیٰ حضرت کے دور میں حضرت علامہ قادر بخش سہرامی علیہ الرحمہ سے کسی نے پوچھا کہ سنی اور وہابی کے درمیان جو فرق ہے اس کو ایسے سادہ انداز میں بیان کر دیں کہ سب لوگوں کی سمجھ میں آجائے تو حضرت موصوف نے برجستہ فرمایا تھا کہ جس آدمی کے بارے میں یہ سمجھنا ہو کہ یہ سنی ہے یا وہابی تو اس کے سامنے اعلیٰ حضرت کا ذکر چھیڑ دو اعلیٰ حضرت کا ذکر سن کر چہرہ مسرت سے کھل اٹھے تو سمجھ لینا کہ وہ سنی ہے، اپنا ہے اور اگر اعلیٰ حضرت کا نام سن کر چہرے پر ناگواری کا اثر ظاہر ہو تو سمجھ لینا کہ وہابی ہے، بیگانہ ہے۔

بالکل یہی حال آج ہمارے دور کا ہے سنی اور صلح کلی کو آج لوگ گڈ مڈ کر دینے کی فکر میں ہیں۔ ایسے میں آج اگر کوئی سنی اور صلح کلی کا فرق سمجھنا چاہے تو بلا تامل عرض کر دوں کہ

اس آدمی کے سامنے حضور تاج الشریعہ کا ذکر چھیڑ دیجئے، اگر چہرے پر بشارت کی کرن نظر آئے تو سمجھ جائیے کہ سنی ہے اور چہرے کا جغرافیہ بدل جائے تو فیصلہ کر لیجئے کہ وہ صلح کلی ہے اور حاصل کلام کے طور پر عرض کر دوں کہ جب دنیا میں نمرودیت پھیلی تو خدا نے اپنا دین بچایا حضرت خلیل اللہ کے ذریعہ، جب فرعونیت پھیلی تو خدا نے اپنا دین بچایا حضرت کلیم اللہ کے ذریعہ، جب بوجہلیت پھیلی تو خدا نے دین بچایا سید الانبیاء کے ذریعہ، جب یزیدیت پھیلی تو خدا نے اپنا دین بچایا سید الشہداء کے ذریعہ اور اگر ماضی قریب میں جھانک کر دیکھیں تو جب دنیا میں الحادیہ پھیلی تو خدا نے اپنا دین بچایا مجدد الف ثانی کے ذریعہ، جب دنیا میں وہابیت پھیلی تو خدا نے اپنا دین بچایا امام احمد رضا کے ذریعہ اور جب دنیا میں لاقانونیت پھیلی تو خدا نے اپنا دین بچایا مفتی اعظم کے ذریعہ، اور آج جب دنیا میں صلح کلیت پھیل رہی ہے تو خدا اپنا دین بچا رہا حضور تاج الشریعہ کے ذریعہ۔

اعلیٰ حضرت کے تفقہ، حجتہ الاسلام کے تدبر، مفسر اعظم کی تکتہ آفرینی اور مفتی اعظم کے جلوہ تصوف کا نام تاج الشریعہ ہے، اور میرا وجدان بولتا ہے کہ آج مسلک اعلیٰ حضرت کا نام تاج الشریعہ ہے۔



حضور تاج الشریعہ کا علمی استحضار

مفتی مشکور صاحب ازہری

دارالعلوم مجاہد ملت دھام نگر شریف اڑیسہ

خانوادہ رضا کے چشم و چراغ، گلشن نوری کے گل رعنا، دنیائے اسلام کی عقبسری شخصیت، اہلسنت کے ایک مخلص نقیب و ترجمان، تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کو قدرت نے بہت سی خوبیوں کا مالک بنایا تھا۔ آپ شریعت و طریقت کے مجمع البحرین بھی تھے اور سیرت و کردار میں اپنے بزرگوں کے آئینہ دار بھی۔ آپ کا حسن و جمال بھی بے مثال تھا اور روحانی فیضان و علمی جلال بھی۔ آپ خانقاہ کی شان بھی تھے اور مدرسہ کی ضرورت بھی۔ علماء کے مرجع بھی تھے اور خواص کے سرگز عقیدت بھی۔ گویا اللہ رب العزت نے آپ کو جس قدر روحانیت کا اونچا مقام عطا فرمایا تھا اسی قدر آپ کی علمی شان کو بھی بلند فرمایا۔ آپ کی ذات یوں تو گونا گوں خوبیوں کی حامل اور بے پناہ محاسن و کمالات کی جامع تھی مگر سر دست آپ کے علمی استحضار کے کچھ نمونے پیش خدمت ہیں۔

کاش وہ کر لیں قبول اس تحفہ ناچیز کو

پھول کچھ ہم نے چنے ہیں ان کے دامن کے لئے

یہ بات بجائے خود تعجب خیز ہے کہ تقریباً ۲۰۰۰ء میں آپ کی آنکھ کا آپریشن ہوا اور

تب سے کتب بینی اور مطالعہ کا سلسلہ یکسر بند ہے، اس کے باوجود دنیا بھر سے مختلف

زبانوں میں آنے والے سوالات کے تشفی بخش جوابات انہیں زبانوں میں حوالہ جات کے ساتھ آپ ارشاد فرمایا کرتے۔ یہ آپ کے علمی استحضار کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ یہ واقعہ کئی لوگوں کے ساتھ پیش آیا کہ آپ علیہ الرحمہ کسی کتاب کی جلد اور صفحہ کی تعیین فرماتے، تلاش کرنے پر جب وہ عبارت نہ ملتی تو آپ برہم ہو کر فرماتے کہ ٹھیک سے دیکھو فلاں سطر پر ہے، پھر وہ عبارت اسی سطر پر ملتی جن کی نشاندہی آپ فرماتے۔ ایک بار تو کسی غیر ذمہ دار کتب خانہ نے ایک کتاب کی ایک روایت ہی حذف کر ڈالی۔ آپ علیہ الرحمہ کے بتانے پر جب وہ روایت اس کتاب میں نہ ملی تو آپ نے اپنے پرانے نسخہ میں تلاش کرنے کا حکم فرمایا، پھر وہ روایت اسی جگہ ملی جہاں آپ نے فرمایا۔ یہ کوئی اتفاق نہیں تھا کہ ایسا ایک دو بار ہوا ہو بلکہ آپ کی صحبت بابرکت سے فیض یافتہ حضرات میری اس بات کی تصدیق کرینگے کہ استحضار کا یہ وصف خاص آپ کے اندر بدرجہ اتم موجود تھا۔

غالباً ۱۹۷۰ء کی بات ہے جب تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اڑیسہ میں رسول پور، جلت سنگھ پور (کٹک) تشریف لائے ہوئے تھے۔ ہمارے ایک دوست حضرت مولانا ریاض حسین ازہری صاحب کی شادی کو کچھ مہینے باقی تھے، مولانا موصوف نے موقع غنیمت جانا اور یہ ترکیب کی کہ نکاح ابھی تاج الشریعہ سے پڑھوا لیا جائے، رخصتی اپنے وقت پر ہوگی۔ چنانچہ نکاح کی یہ مجلس گھر کے اندر منعقد ہوئی جس میں کچھ مخصوص علماء، احباب اور لڑکی کے والد بحیثیت وکیل موجود تھے۔ عموماً ایسا ہوتا ہے کہ نکاح منکوحہ کا وکیل کراتا ہے اور اگر کوئی بڑی شخصیت موجود ہوتی ہے تو خاص اس کے لئے منکوحہ سے اجازت لی جاتی ہے۔ جب آپ سے نکاح پڑھانے کی درخواست کی گئی تو آپ نے یہ خیال فرما کر کہ میرے لئے منکوحہ سے اجازت لے لی گئی ہے، آپ نے لڑکی اور اس کے والد کا نام پوچھ کر مولانا سے فرمایا ”میں نے فلاں بنت فلاں کا نکاح اتنے مہر میں تم

سے کر دیا، مولانا نے قبول کر لیا۔ علاقہ کے ایک مفتی صاحب نے جھٹ سے کہا کہ یہ تو نکاح فضولی ہو گیا۔ (کیونکہ مفتی صاحب کو شاید معلوم تھا کہ آپ علیہ الرحمہ کے نکاح کرانے کی اجازت نہیں لی گئی ہے) سارے علماء دم بخود، یہ کیا ہو گیا اور اب کیا ہوگا!۔ مفتی صاحب موصوف کی آواز حضرت علیہ الرحمہ کے کان تک صاف نہیں پہنچی، آپ نے پوچھا ”کیا کہہ رہے ہیں؟“ تب آپ کے کان میں بتایا گیا کہ مفتی صاحب کہتے ہیں کہ یہ نکاح فضولی ہو گیا۔ آپ نے جیسے ہی سنا، ایک لمحہ بھی تو قف کئے بغیر لڑکی کے والد (وکیل) سے فرمایا، ”آپ کہہ دیجئے کہ میں نے یہ نکاح جائز کر دیا۔“ اس علمی استحضار سے مجلس میں جو کیفیت طاری تھی وہ دیکھنے لائق تھی۔ علماء جھوم اٹھے کہ وہ بات جو اب تک کتابوں تک محدود تھی آج تاج الشریعہ نے اس کا نظارہ کر دیا اور ایک بڑے مسئلہ کو چٹکی میں حل کر کے اعلیٰ حضرت کے علمی جانشین ہونے کا ثبوت بھی پیش فرما دیا۔

جو مسئلہ آپ سے دریافت کیا جاتا اس کی ساری باریکیوں پر آپ کی گہری نظر ہوا کرتی۔ جواب ایسا تشفی بخش ارشاد فرماتے کہ کوئی گوشہ تشنہ نہیں رہتا۔ یہی وجہ ہیکہ آپ ہندوستانی علمائے اہلسنت کے نزدیک مرجع الفتاویٰ کی حیثیت رکھتے تھے۔ علماء کی ایک بڑی جماعت جس مسئلہ کا حل تلاش نہ کر پاتی، آپ اس لایخل مسئلہ کو پلک جھپکتے ہی حل فرما دیتے، اس کی ایک جھلک مفتی اختر حسین علیہی صاحب کے بیان میں ملاحظہ ہو۔ وہ لکھتے ہیں:

”ایک مرتبہ فقہی سمینار بورڈ دہلی میں یہ مسئلہ زیر بحث تھا کہ عورت کی آواز

عورت ہے یا نہیں۔ اس سلسلہ میں اکثر مندوبین فرما رہے تھے کہ عورت کی آواز مطلقاً عورت نہیں، بلکہ جس میں نغمگی پائی جائے وہ آواز عورت ہے۔

ان کا استدلال یہ تھا کہ فقہائے کرام نے فرمایا ہے ”نغمة المرأة عورة

“۔ راقم کا کہنا ہے کہ نغمگی کی قید نہیں ہے بلکہ جس آواز میں نغمگی، لچک اور

جاذبیت و دلکشی ہو وہ آواز عورت کے حکم میں ہے۔ بحث مکمل نہ ہو سکی اور سمینار کا وقت ختم ہو گیا۔ راقم دہلی سے آستانہ رضویہ بریلی شریف حاضر ہوا اور حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم کی زیارت سے مشرف ہو کر سمینار میں ہوئی بحث کا خلاصہ عرض کیا۔ آپ نے سنتے ہی برجستہ فرمایا کہ، 'نغمة المرأة عورة' 'میں نغمہ سے مراد نغمگی اور خوش الحانی نہیں بلکہ مطلق آواز ہے، دیکھئے فقہائے کرام مطلق آواز کو بھی نغمہ سے تعبیر کرتے ہیں، چنانچہ فتاویٰ عالمگیری کتاب الشهادات میں ہے، 'اذا النغمة تشبه النغمة' 'یہاں نغمگی مراد نہیں ہے بلکہ مطلق آواز مراد ہے۔ اسی طرح نغمة المرأة عورة' 'میں بھی نغمہ سے خوش الحانی اور نغمگی نہیں بلکہ مطلق آواز مراد ہے۔' (از تجلیات تاج الشریعہ صفحہ ۳۳۱)

سبحان اللہ، ذرا سوچئے! اس فقہی بورڈ میں کتنے چوٹی کے علمار ہے ہوں گے اور تقریباً سب نے تیاری بھی کی ہوگی، پھر یہ کہ فتاویٰ عالمگیری کا ایسی کتاب بھی نہیں جو ان مفتیان عظام و علمائے کرام سے ڈھکی چھپی ہو، مگر جو علمی استحضار ہمارے تاج الشریعہ میں تھا وہ تو خدا کا فضل ہی تھا سا بنان بن کر اہلسنت کی حفاظت کرتا تھا۔ ع

اب وہ عنان خیال کہاں

حیرت ہوتی ہے جب مفتی مطیع الرحمن صاحب مضطر پور نوی کا یہ بیان پڑھتے ہیں کہ کیرلا سے شافعی علما کا ایک وفد تاج الشریعہ سے ملنے بریلی شریف آیا۔ بات چلی تو ان علما نے یہ کہا کہ فقہ امام اعظم کی بنیاد عقل و قیاس پر ہے جب کہ فقہ امام شافعی کی اساس حدیث مصطفیٰ پر ہے، لہذا اس اعتبار سے فقہ امام شافعی کو فقہ امام اعظم پر فوقیت و برتری حاصل ہے۔ یہ سن کر حضور تاج الشریعہ نے فرمایا کہ آپ کا یہ خیال باطل ہے، فقہ امام اعظم کا ہر جزئیہ

حدیث مصطفیٰ سے مستفاد ہے۔ ہر قاعدہ اور اصل کا ماخذ کوئی نہ کوئی حدیث ضرور ہے۔ یقین نہ ہو تو فقہ حنفی کا کوئی جزیہ آپ پیش کریں ہم اس کو ان شاء اللہ حدیث سے ثابت کریں گے۔

بظاہر یہ دعویٰ بڑا حیرت انگیز معلوم ہو رہا ہے مگر اعلیٰ حضرت کے علمی جانشین کے لئے کیا مشکل تھا! اور ہوا بھی یہی۔ مفتی مطیع الرحمن صاحب کے بیان کے مطابق ان شافعی علما نے اس وقت فقہ حنفی کے کچھ اصول پیش بھی کئے اور تاج الشریعہ نے ان کو حدیث سے ثابت فرمایا۔ ان حضرات نے جتنے جزیات پیش کیا حضور تاج الشریعہ نے فوراً ان کو حدیث سے مدلل فرمایا۔ مفتی صاحب موصوف فرماتے ہیں ”اس وقت ایسا لگ رہا تھا کہ حضرت کی زبان سے اعلیٰ حضرت کا علم اور مفتی اعظم کا عرفان بول رہا ہے“ (ملخصاً از تجلیات تاج الشریعہ صفحہ ۱۷۴)

ظاہر ہیکہ ان شافعی علما نے انہیں جزیات اور اصول کو پیش کیا ہو گا جن کے بارے میں انھیں علم تھا کہ ان کا رشتہ حدیث سے نہیں ہے۔ مگر آج وہ علم کے اس سمندر کے پاس بیٹھے تھے جو اپنے پرانے سب کی پیاس بجھاتا ہے۔ وہ علما تو پھر بھی اپنے تھے وہ کیوں تشنہ رہتے۔ چنانچہ ان علما کی غلط فہمی دور ہوئی، بریلی آ کر روحانی فیضان بھی انہیں نصیب ہوا اور ایک علمی سرمایہ بھی ان کے ہاتھ لگ گیا۔ ع

نہ یہ ہاتھ خالی نہ وہ ہاتھ خالی

کہاں ہیں وہ لوگ جو امام اعظم پر ”قلیل البضاعة فی الحدیث“ کا الزام لگاتے پھرتے ہیں؟ وہ بریلی شریف آ کے دیکھیں کہ ان کا ایک پیروکار اپنے مذہب کے دلائل کس شان کے ساتھ حدیث سے پیش کر رہا ہے، جب ان کے مقلد کا یہ حال ہے تو امام کی حدیث دانی کا اندازہ بھلا کون لگا سکتا ہے۔ ۷

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

حضور تاج الشریعہ اور اتباع شریعت

مولانا محمد نوشاد عالم مصباحی

صدر مدرس دارالعلوم مجاہد ملت، دھام نگر شریف، بھدرک، اڑیسہ

اکیلا ہوں مگر آباد کر دیتا ہوں ویرانہ
بہت روئے گی میرے بعد میری شام تنہائی
ان کا سایہ اک تجلی ان کا نقش پا چہراغ
وہ جدھر گزرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

وارث علوم اعلیٰ حضرت جانشین حضور مفتی اعظم ہند شہزادہ حضور مفسر اعظم و تاضی
القضاۃ فی الہند تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں قادری علیہ الرحمہ کی عبقری
شخصیت پر خامہ فرسائی کرنا یا آپ کی عظمت شان رقم کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے
مترادف ہے تاہم عقیدت کیشوں اور سعادت مندوں کی ایک طویل فہرست میں اپنا نام
درج کرانے کی خاطر شکستہ تحریر کے ساتھ احقر حاضر ہے۔ اگر قبول افتدز ہے عز و شرف،
تاج الشریعہ کی وفات وہ سانحہ عظیم ہے جس نے پوری دنیاے سنیت کو سو گوار کر دیا۔ آپ
کی وفات، موت العالم موت العالم کی مصداق ہے۔ حضور تاج الشریعہ علوم عقلیہ و نقلیہ
کے جامع تھے، آپ ایک عالم باعمل اور مفتی بے بدل تھے، آپ کی ذات پاک بھی تھی اور
پاکباز بھی، آپ کی ذات تمام امت مسلمہ کے لیے سرمایہ افتخار اور قابل فخر تھی۔ آپ دار
القضا کے چیف جسٹس اور آسمان فقاہت کے درخشندہ آفتاب تھے آپ دبستان منکر

ماتریدی کے خوشہ چیں اور گلستاں فقہہ حنفی کے سدا بہار پھول تھے۔ فقہ میں آپ کی ژرف نگاہی اور تعمق نظر کو دیکھتے ہوئے آپ کو تاج الشریعہ کے لقب سے نوازا گیا۔

حضور تاج الشریعہ اتباع شریعت میں اپنے اسلاف کا نمونہ تھے اتباع شریعت آپ کی زندگی کا جزء لاینک تھا۔ مجال نہیں کہ خلاف شرع کوئی امر سرزد ہو جائے یا کسی کو خلاف شرع کوئی کام کرتے دیکھیں اور خاموش رہ جائیں اسکی ایک جھلک دیکھنی ہو تو ذیل کا واقعہ پڑھیں۔ ۱۹۹۷ء کی بات ہے جب راقم الحروف دارالعلوم قادریہ رضویہ برجونالہ، کولکاتا میں درس و تدریس کے فرائض انجام دے رہا تھا، اس سال حضور تاج الشریعہ ٹیبا برج کولکاتا تشریف لائے تھے۔ حضرت کی آمد کا علم ہوا، بغرض زیارت فقیر ٹیبا برج بیگم مسجد پہنچا، کسی نماز کا وقت تھا، نماز سے فارغ ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ حضور تاج الشریعہ لوگوں کو بیعت کریں گے پھر کیا تھا دیکھتے ہی دیکھتے لوگوں کی بھیڑ جمع ہو گئی۔ ان میں کچھ عورتیں بھی تھیں، جب حضرت نے مرید کرنا شروع کیا تو کچھ عورتیں سامنے آ گئیں، آپ نے فوراً سلسلہ بیعت کو موقوف کر کے فرمایا ان عورتوں سے کہو پردہ کریں، سامنے سے دور ہو جائیں ورنہ میں مرید نہیں کروں گا۔

اللہ اللہ یہ تھا پاس شریعت اور غیر محرموں سے اجتناب!

اتباع شریعت آپ کی کتاب زندگی کا روشن باب اور تقویٰ و طہارت اس کے صاف و شفاف اوراق تھے۔ آپ اپنے مریدین و متوسلین معتقدین اور مسلمانوں کو سنت و اتباع شریعت کا درس دیتے رہے اور خود بھی اس پر عمل پیرا رہے۔

بطور شہادت ذیل کا یہ واقعہ پڑھئے:

جامعہ صدام علوم اسلامیہ بغداد کے چانسلر ڈاکٹر محمد مجید السعید کو جب اطلاع ملی کہ ہندوستان کے سب سے بڑے مذہبی قائد اور رہنما نبیہہ علیؑ حضرت حضور تاج الشریعہ از ہری میاں صاحب آئے ہوئے ہیں تو انہوں نے فوراً دعوت کا اہتمام کیا لیکن حضور تاج الشریعہ کو جب معلوم ہوا کہ چانسلر صاحب کی دعوت کسی بڑے ہوٹل میں ہوگی تو آپ نے

اس وجہ سے منع کر دیا کہ وہاں میز کرسی پر کھانے کا انتظام ہوگا اور میں دسترخوان پر کھاتا ہوں۔ رئیس جامعہ صدام کی اس سے پہلے بھی ملاقات پاکستان میں ہو چکی تھی اس لیے وہ آپ کے بارے میں کسی قدر واقف تھے کہ آپ کا کوئی عمل اسلامی طریقے کے خلاف نہیں ہوتا۔ فوراً انہوں نے کہا کہ شیخ جہاں پسند کریں گے میں وہیں ملاقات کے لیے آ جاؤں گا چنانچہ ایسا ہی ہوا (تجلیات تاج الشریعہ، ص: ۵۷۱)۔

زبد و ورع کے آپ اس بلند مقام پر فائز تھے کہ سخت سے سخت مشکل اور شدید بیماری میں بھی آپ کا قدم حد شرع سے باہر نہ جاتا تھا، نماز سے تو آپ کو غیر معمولی شغف تھا، ضعف و نقاہت کے عالم میں بھی نماز قضا نہ ہونے دیتے بلکہ ایسی حالت میں بھی آداب و سنن کی رعایت کے ساتھ نماز ادا فرماتے چنانچہ مولانا شہاب الدین صاحب رضوی رقم طراز ہیں: سفر چاہے جیسا ہو ہووائی جہاز سے ہو یا ٹرین یا گاڑی سے نماز کا وقت ہوتے ہی حضور تاج الشریعہ نماز کی ادائیگی کے لیے بے چین و بے قرار ہو جاتے۔ اکثر مجھے حکم فرماتے کہ مصلیٰ بچھاؤ، نماز پڑھوں گا چاہے ایئر پورٹ ہو یا ریلوے اسٹیشن، نماز قضا نہیں ہونے دیتے۔ نماز پڑھنے کی سبھی کوتاہی دیتے، حضرت اکثر مجھ سے پوچھتے کہ نماز پڑھی کہ نہیں، اگر معلوم ہو گیا کہ نماز نہیں پڑھی تو سخت ناراض ہوتے۔ مجھے خوب یاد ہے کہ ۱۹۹۱ء سے ۲۰۰۶ء تک تقریباً ۱۵ سال تک میں حضرت کے ساتھ پورے ملک کا سفر کیا مگر حضرت کی نماز قضا نہیں ہوئی۔ (حیات تاج الشریعہ، ص: ۴۸)

آپ شریعت و طریقت کے حسین سنگم اور مجمع البحرین تھے۔ رب قدیر کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ حضور تاج الشریعہ کے درجات کو بلند و بالا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے

حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

ایک عاشق رسول کا سفر آخرت

از: مولانا حسان المصطفیٰ قادری

شام ہی سے موسم کا مزاج اداس تھا، آسمان پر بادلوں کے کالے اور سرخ پہاڑ بھی اپنی بے بسی کا اعلان کر رہے تھے، ادھر جیسے ہی سورج اپنی روشنیوں سمیت روپوش ہوا، علم کے سورج نے بھی اپنی کرنیں سمیٹنی شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم ”کل نفس ذائقۃ الموت“ کا اظہار اللہ کے ایک محبوب بندہ کے ذریعہ پھر ہونے والا تھا، ملک الموت کو حکم دے دیا گیا، بندہ بھی با وضو عشق رسالت میں سرشار ہو کر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی آرزو سجائے منتظر حکم الہی رہا۔ فرشتہ اجل نے جیسے ہی اجازت طلب کی، آپ نے اللہ اکبر کہا اور روحِ قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔

ایک عرصہ تک دنیا کو اپنی روشنی سے منور و تاباں کرنے والا علم کا آفتاب و ماہتاب دنیا کو تاریک و بے سہارا کر کے ڈوب چکا تھا۔ شام کے ٹھیک سات بج کر بارہ منٹ ہوئے تھے، جب اس ولی کامل نے اپنی روشن آنکھوں کو ہمیشہ کے لیے بند کر لیا تھا۔ بیس جولائی جمعہ کی وہ شام اہل سنت و جماعت پر غم و اندوہ کا پہاڑ بن کر ٹوٹی، ہر طرف صف ماتم بچھ گئی تھی، دیوانوں کی آنکھیں اشکبار تھیں، دل خون کے آنسوؤں رو رہا تھا۔ حزن و ملال کی اس کیفیت سے آسمان کی آنکھیں بھی برس پڑی تھیں، معتقدین زار و قطار رو رہے تھے، مریدین آہ و بکا کر رہے تھے، ہمارے نین بھی ساون بھادو برسا رہے تھے، واہ

حسرتا! شریعت کا علمبردار چلا گیا، ہائے افسوس! مسلک اعلیٰ حضرت کا پاساں چلا گیا۔ اب کون ہے جس پر امت محمدیہ اعتماد کرے۔ کون ہے جو ملت کی تطہیر اور حمایت حق کا فریضہ انجام دے؟ کون ہے جسے دیکھ کر بے چین روح قرار پائے۔ اب کون ہے جسے لوگ اپنا فیصل تسلیم کریں؟ اب کس کے سائے میں فقہ کی گتھیاں سلجھیں؟

وصال کی خبر جیسے ہی عام ہوئی، لوگوں پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہو گئی، ہر طرف اداسی اور سوگاری چھا گئی تھی، جو جہاں تھا وہیں مغموم تھا، یتیمی کی کیفیت سے سبھی دوچار تھے۔ چہار جانب سے لوگ بریلی شریف کے لیے نکل پڑے تھے، جو جہاں تھا وہیں سے پابہ رکاب تھا۔ اپنے محبوب کے دیدار کے لیے ہم بھی حضور محدث کبیر مدظلہ کی معیت میں نکل پڑے تھے، چار گاڑیوں کا ہمارا قافلہ طلوع فجر سے پہلے بریلی شریف پہنچ گیا تھا۔ جمعہ کی رات ہی سے زیارت کا سلسلہ جاری تھا، حضور تاج الشریعہ کے دیدار کے لیے انسانوں کا ایک ہجوم اٹھ پڑا تھا، موسلا دھار بارش سے بھی عوام کے جذبات سرد نہیں ہو رہے تھے، لوگ قطار در قطار آتے اور دیدار سے مشرف ہو کر دوسری طرف سے نکل جاتے۔ ہجوم کی کثرت کی وجہ سے لوگوں کو حجرے میں آنے سے روک دیا گیا تھا اور کھڑکیوں کے ذریعہ ہی دیدار کی لذت سے قلب و جگر کو تسکین کا سامان فراہم کیا گیا۔ حضور کی زیارت کے لیے لوگ گھنٹوں پانی میں کھڑے رہے، اور کتنے ہی افراد گھنٹوں انتظار کے باوجود زیارت سے محروم رہے۔ اکابرین، سادات کرام، مشائخ عظام بھی بڑی جدوجہد اور مشقت کے بعد اس در تک پہنچتے، البتہ خواص کی رسائی اندر حضور کے کمرے تک تھی۔ زیارت کے بعد حضور تاج الشریعہ کے بارے میں لوگوں کا یہ عام بیان تھا: کہ حضور کا نورانی چہرہ گلاب کی طرح کھل رہا تھا، ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ حضور ابھی آنکھیں کھول دیں گے، ابھی کچھ بول دیں گے۔ حضور محدث کبیر مدظلہ العالی بھی بریلی شریف پہنچ کر سب سے پہلے زیارت کے لیے در دولت پر حاضر ہوئے۔ زیارت کے بعد حضرت کا

یہ تاثر تھا: ”ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ حضور کے چہرہ مبارک سے نور کی بارش ہو رہی ہو، چہرے سے بیماری کی کیفیت بالکل عیاں نہیں ہو رہی تھی، اس قدر خوب صورت نظر آرہے تھے گویا کبھی بیمار ہی نہ رہے ہوں۔“

زیارت کا یہ سلسلہ وقتاً فوقتاً موقوف ہونے کے بعد اتوار کے روز تک جاری رہا۔ اسی دن طلوع فجر کے بعد تقریباً چار بج کر پینتالیس منٹ پر غسل کا اہتمام کیا گیا۔ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی اہلیہ مکرمہ مخدومہ اماں جی مدظلہا کے حکم سے جن افراد کو غسل میں شرکت کا حکم دیا گیا تھا، وہ یہ ہیں: حضور محدث کبیر حضرت علامہ مفتی ضیاء المصطفیٰ قادری مدظلہ، جانشین حضور تاج الشریعہ حضور علامہ عسجد رضا خان صاحب قبلہ، شہزادہ امین شریعت حضرت علامہ سلمان رضا خان قادری، داماد تاج الشریعہ حضرت علامہ منسوب رضا خان صاحب، داماد شہزادہ تاج الشریعہ حضرت علامہ عاشق حسین صاحب کشمیر۔ ان کے علاوہ انجینئر برہان میاں، سید کیفی وغیرہ بھی موجود تھے۔ حضور محدث کبیر نے اپنا جانشین اپنے شہزادہ حضرت علامہ مفتی جمال مصطفیٰ قادری صاحب کو مقرر کر دیا اور فرمایا کہ میں حضور کو اس حال میں دیکھ کر برداشت نہ کر سکوں گا۔ غسل کے بعد حضور کو کفن زیب تن کیا گیا اور شیشہ کے غلاف سے آراستہ فیروز پر بیڈ پر حضور کے جسد مبارک کو رکھ کر، بیڈ کو آنگن میں کر دیا گیا، تاکہ مخصوص لوگ زیارت سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر سکیں۔

تقریباً ساڑھے سات بجے خاندان والوں نے اشکبار آنکھوں اور مغموم دل کے ساتھ آخری دیدار کیا۔ آٹھ بج کر بیس منٹ پر ایک شور بلند ہوا، سسکیاں آہ و فغاں میں تبدیل ہو گئیں اور دیکھتے ہی دیکھتے جنازہ کا ندھوں پر اٹھالیا گیا۔ مستورات اور گھروالوں نے یتیمی کا احساس لیے، درد و کرب کے عالم میں اپنے محبوب اور دنیا و آخرت کے سہارا کو آنسوؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ جنازہ کیا اٹھا، علم کی ایک دنیا اٹھ گئی۔ لاکھوں کا ازدحام تھا، علم کی یہ شمع تو کروڑوں دلوں کو منور کر کے بجھ گئی تھی، لیکن پروانوں کا ہجوم ویسا ہی

تھا۔ علم کا یہ پہاڑ کاندھوں سے ہوتے ہوئے ازہری گیسٹ ہاؤس کے مین گیٹ پر لایا گیا، یہاں سے جنازہ مبارک کو گاڑی کے ذریعہ اسلامیہ انٹر کالج لے جانا تھا، بہت ہی احتیاط کے ساتھ جنازہ کو گاڑی پر رکھا گیا۔ حضور علامہ عسجد میاں صاحب، علامہ سلمان رضا صاحب، برہان میاں، علامہ عاشق حسین صاحب، سلمان حسن، حسام میاں گاڑی پر چڑھ کر جنازہ کے چاروں طرف کھڑے ہو گئے، اور دیوانوں کے ہجوم میں ایک عاشق صادق کا جنازہ بہت ہی دھوم سے اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔

نماز جنازہ کے لیے ۱۰ بجے کا وقت مقرر تھا۔ اسلامیہ انٹر کالج کا وسیع میدان نماز جنازہ کے لیے منتخب کیا گیا تھا۔ پورا شہر بریلی ابن آدم سے بھر چکا تھا، اسلامیہ انٹر کالج، روڈ، گلیاں، آس پاس کے مکانات کی چھتیاں۔ اسلامیہ انٹر کالج کے بغل میں راجکیہ انٹر کالج ہے، وہاں بھی آدمیوں کا سیلاب تھا، بلکہ جسے جہاں جگہ ملی، وہیں اس نے صف لگا لی۔ بتایا جاتا ہے کہ کئی کلو میٹر دور تک صف لگائی گئی تھی، بلکہ گاڑیوں، بسوں میں بھی لوگ صف بستہ کھڑے تھے۔ اسلامیہ انٹر کالج کے سامنے والے روڈ پر بھی انسانوں کی بھیڑ تھی، اس لیے جنازہ کی گاڑی کو کالج کے اندر لے جانے کی بجائے کالج کے سامنے پولیس چوکی کے پاس ہی روک دیا گیا، اور وہیں جنازہ رکھ کر نماز پڑھانے کا فیصلہ کیا گیا، تاکہ میت سے آگے ہونے والے لاکھوں عقیدت مندوں کی نمازیں ضائع نہ ہوں۔ دیوانوں کے ازدحام کی وجہ سے گاڑی سے جنازہ اتارنا انتہائی مشکل کام تھا، اس لیے یہ فیصلہ ہوا کہ جنازہ گاڑی ہی پر رہنے دیا جائے، اور کراہت دور کرنے کے لیے گاڑی سے متصل ہی چھوٹے ٹرک کے مثل ایک گاڑی اور لگا دی جائے، جس پر امام کھڑا ہو جائے اور اس کے پیچھے ایک صف لگا دی جائے، اس طرح کوئی کراہت بھی نہ ہوگی اور جنازہ اتارنے کی مشقت اور بے ادبی سے بھی بچا جاسکے گا۔ دس بج کر پچاس منٹ پر جانشین حضور تاج الشریعہ حضور عسجد میاں صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ لاکھوں لوگوں نے مانک کے

بغیر حضور کی نماز جنازہ ادا کی۔ حضور کے جنازے میں انسانوں کی تعداد کتنی تھی؟ یہ اندازہ لگانا بڑا مشکل ہے، البتہ جنازہ کی تعداد پروا دینا چاہنے والوں کے لیے حضور نجیب میاں مد ظلہ العالی کا یہ جواب ہمیں بہت پسند آیا۔ آپ فرماتے ہیں: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جنازہ میں صرف لاکھ، ڈیڑھ لاکھ لوگ پہنچے تھے۔ ارے میاں سن لو حضور تاج الشریعہ کے جنازہ میں لاکھ دہائی لاکھ تو صرف حاسدین پہنچے تھے۔

نماز جنازہ کے بعد ایک مشکل ترین مرحلہ تدفین کا تھا۔ تدفین کے لیے ازہری گیسٹ ہاؤس کا انتخاب کیا گیا تھا، ازہری گیسٹ ہاؤس روضہ اعلیٰ حضرت سے بالکل قریب ہے۔ حضور تاج الشریعہ کی وصیت بھی تھی کہ میرا انتقال جہاں کہیں بھی ہو، میری قبر کسی ولی کامل کے قریب بنائی جائے۔ یہ وصیت آپ کی پوری ہوئی اور امام اہل سنت رضی اللہ عنہ کے جوار میں آپ کی آخری آرام گاہ بنائی گئی۔ تقریباً بارہ بجے مقررہ جگہ پر جنازہ لایا گیا، ساڑھے بارہ بجے تدفین کا عمل شروع ہوا۔ علامہ عسجد رضا صاحب، علامہ سلمان رضا صاحب، انجینئر برہان میاں صاحب قبر میں اترے، اور علامہ عاشق حسین صاحب، سلمان حسن صاحب اور دیگر حضرات نے جسم مبارک کو اٹھا کر قبر میں اتارا۔ اور اس طرح سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک سچا عاشق، علم کا کوہ گراں، شریعت و مسلک کا پاسباں ہم اہل سنت و جماعت کو تڑپتا، بلکتا اور سسکتا چھوڑ کر آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے

حشر تک شان کریبی ناز برداری کرے



تاج الشریعہ اور ان کا علمی مقام

مولانا حبیب الدین رضوی

بھلائی چھتیس گڑھ

اس خاکدان گیتی پر بے شمار خاصان خدا تشریف لائے اور چلے گئے مگر انہیں میں ایسی عبقری شخصیتیں آتی رہیں جو اپنے عہد میں مرجع خلافت اور آرزوؤں کا مرکز رہیں۔ زمانہ جن کی علمی، دینی، ملی، مذہبی، مسلکی، روحانی، سماجی، تصنیفی، تبلیغی خدمات کا اعتراف کرتا رہا۔ اور تشنہ کام افراد جن کے نقوش فکر و عمل میں اپنے درخشاں مستقبل کو تلاش کرتے رہے۔

ایسی ہمہ گیر، ہمہ جہت، انقلاب آفریں، مقبول الانام شخصیتوں میں سے ایک جانشین سرکار مفتی اعظم، وارث علوم اعلیٰ حضرت، مرجع عالم اسلام، شیخ الانام، یادگار حجت الاسلام، حضرت العلامة الحاج الشاہ المفتی اختر رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات بابرکات تھی۔ آپ ہر جہت اور ہر اعتبار سے اپنے آبا و اجداد کے سچے وارث اور جانشین تھے۔ علم و فضل، زہد و تقویٰ، خلوص و للہیت، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے پسکر اور پاسداری شرع میں اپنے اسلاف کے عکس جمیل تھے۔

سرکار تاج الشریعہ کے علمی مقام کا اندازہ اتنا ہی مشکل ہے جتنا سمندر سے موتی نکالنا۔ آپ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے مختلف علوم و فنون کی دولت بے بہا سے سرفراز کیا۔ آپ کی علمی لیاقت کا اندازہ آپ کی مختلف زبانوں میں کی گئی آپ کی تصنیف و تالیف، تعریب و تشریح سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

آپ کی علمی، فقہی لیاقت کو سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان نے بخوبی جانچا پرکھا اور پھر ایک دن فرمایا ”آخر میاں اب گھر بیٹھنے کا وقت نہیں یہ لوگ جن کی بھیڑ لگی ہوئی ہے یہ کبھی سکون سے بیٹھنے نہیں دیتے تم اس کام کو انجام دو میں تمہارے سپرد کرتا ہوں۔“

سرکار تاج الشریعہ کو یوں تو بے شمار علوم و فنون اللہ عز و جل و سرکارِ دو عالم علیہ السلام کی عطا سے حاصل تھے مگر مندرجہ ذیل فنون پر آپ کو ملکہ حاصل تھا۔

- (۱) علم تفسیر (۲) اصول حدیث (۳) علم حدیث (۴) اصول حدیث (۵) اسماء رجال
- (۶) جرح و تعدیل (۷) فقہ (۸) اصول فقہ (۹) علم الفرائض (۱۰) عقائد (۱۱) علم کلام (۱۲) علم صرف (۱۳) علم نحو (۱۴) علم معانی (۱۵) علم بیان (۱۶) علم بدیع (۱۷) منطق (۱۸) فلسفہ
- (۱۹) ریاضی (۲۰) مناظرہ (۲۱) علم ہیئت (۲۲) حساب (۲۳) ہندسہ (۲۴) تفسیر
- (۲۵) قرأت (۲۶) تجویز (۲۷) تصوف (۲۸) سلوک (۲۹) اخلاق (۳۰) سیر (۳۱) تاریخ
- (۳۲) لغت (۳۳) اردو ادب (۳۴) عربی ادب (۳۵) فارسی ادب (۳۶) انگریزی ادب (۳۷) عروض و قوافی (۳۸) توقیت (۳۹) جفر (۴۰) رضویات (۴۱) رد مذاہب باطلہ۔

سرکار تاج الشریعہ کی فتویٰ نویسی

فتویٰ نویسی خانوادہ رضا کا علامتی نشان رہا ہے۔ یہ سلسلہ غالباً ۱۳۸۱ھ میں آپ کے جد اعلیٰ مجاہد آزادی حضرت علامہ رضا علی خان علیہ الرحمۃ والرضوان سے شروع ہوا اور ابھی تک جاری ہے ان شاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔ تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ کو آپ کے مشفق و مہربان نانا و مرشد گرامی سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ و حضرت علامہ سید افضل حسین مونگیری رحمہ اللہ کی خاص نگہ تربیت نے خوب سے خوب تر بنادیا۔ سرکار تاج الشریعہ خود اپنی زبان سے فرماتے ہیں ”شروع شروع میں مفتی افضل حسین صاحب علیہ الرحمۃ اور دوسرے مفتیان کرام کی نگرانی میں یہ کام کرتا رہا اور کبھی کبھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر فتویٰ دکھایا کرتا تھا۔ کچھ دنوں بعد اس کام میں میری دلچسپی زیادہ بڑھ گئی اور پھر میں مستقل حضرت کی خدمت

میں حاضر ہونے لگا۔ حضرت کی توجہ سے مختصر مدت میں مجھے وہ فیض حاصل ہوا کہ جو کسی کے پاس مدتوں بیٹھنے سے بھی نہیں ہوتا۔ میں آج ہر جگہ حضور مفتی اعظم کا علمی و روحانی فیض پاتا ہوں۔ آج جو میری حیثیت ہے وہ انہیں کی صحبت کیما اثر کا صدقہ ہے۔“

سرکار تاج الشریعہ کا استحضار علمی

آپ کو اللہ عز و جل نے کئی اعتبار سے سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی نیابت عظمیٰ سے سرفراز فرمایا تھا ان میں سے ایک خاص چیز قوت حافظہ بھی ہے۔ آپ نے باضابطہ حفظ قرآن نہیں کیا تھا لیکن جب آپ اپنی گفتگو کو دلائل و براہین سے مزین فرماتے تو بے شمار قرآنی آیات اور حدیث نبوی ﷺ کی تلاوت فرماتے دیکھنے والوں کو یوں معلوم ہوتا جیسا کہ آپ نے باضابطہ حفظ قرآن و حدیث کیا ہو۔ اس کی ایک مثال حضرت علامہ مفتی مطیع الرحمن صاحب کی ملاقات میں ملتی ہے۔ حضرت مفتی صاحب فرماتے ہیں ایک دفعہ میں اور علامہ یسین اختر مصباحی دونوں حضرت قبلہ کے مہمان خانے پر حاضر تھے اور علمی مذاکرہ چل رہا تھا دیریں اثناء ایک چھوٹا سا طالب علم اندر آیا اور سلام کے بعد بڑی جلدی جلدی بولنے لگا کہ دو عجیب سی پگڑی پہنے ہوئے آئے ہیں شاید قادیانی معلوم پڑتے ہیں۔ میں انہیں منع کر دوں حضرت مفتی صاحب فرماتے ہیں۔ میں نے اس طالب علم سے کہا کہ تم اجازت لینے آئے ہو یا فیصلہ سنانے آئے ہو۔ پھر اس کے بعد میں حضرت کی طرف مخاطب ہو کر عرض کیا حضور آپ ان سے ملنے تو نہیں گئے وہ خود آپ سے ملنے آئے ہیں خدا کرے ان کا ایمان درست ہو جائے۔ المختصر یہ کہ وہ دونوں حضرات جناب شیخ ابوبکر مصلیٰ را اور ان کے ساتھ ایک اور شافعی عالم اندر تشریف لائے انہوں نے عربی میں کلام شروع کیا اور مکمل گفتگو عربی میں ہوتی رہی وہ شافعی علماء جب کسی موضوع پر وحدیث پاک پڑھتے تو سرکار تاج الشریعہ اسی موضوع پر پانچ سات حدیثیں بیان فرماتے۔

الجامعۃ الاشرفیہ کے فقہی سیمینار میں آپ کی صدارت

اس فقیر قادری کو تقریباً پانچ سال ازہر ہند الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں اکتساب علم کا

موقع میسر رہا میں نے دیکھا کہ ہر سال فقہی سیمینار میں تشریف لاتے اور سیمینار کی صدارت فرماتے کئی جدید مسائل پر فقہاء و مفتیان کرام کی گفتگو ہوتی مگر تاج الشریعہ کا موقف حرف آخر کی حیثیت رکھتا۔ حضرت مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ، حضرت مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ، حضرت قاضی عبدالرحیم بستیوی علیہ الرحمہ، حضرت مفتی شبیر صاحب قبلہ، حضور محدث کبیر، حضرت مفتی نظام الدین صاحب قبلہ انکے علاوہ ہندوستان کے طول و عرض سے مفتیان کرام تشریف لاتے مگر سرکار تاج الشریعہ مرجع کی حیثیت سے ان میں جلوہ افروز ہوتے۔

حضرت سرکار تاج الشریعہ کا جامع الازہر شریف کے چانسلسر سے علمی مذاکرہ جامع الازہر شریف کے اساتذہ کی خصوصی دعوت پر آپ قاہرہ مصر تشریف لے گئے معینہ تقریب سے فراغت کے بعد وہاں کے چانسلسر (جو کہ عرب دنیا کے بہت بڑے عالم دین تھے) سے ملاقات و مذاکرات کا سلسلہ ہوا اس دوران حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے والد کے حوالے سے گفتگو شروع ہوئی الحمد للہ دوران گفتگو آپ نے تقریباً سو سے زائد احادیث نبوی اور بے شمار آیات قرآنیہ سے یہ ثابت کیا کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد نہیں بلکہ تارح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد ماجد ہیں۔

سرکار تاج الشریعہ کی تصانیف

سرکار تاج الشریعہ کا اکثر وقت مذہبی جلسوں کی شرکت اور بیرون ممالک کے سفر میں گزرتا تھا۔ اپنے اپنی علمی مشغولیات و مصروفیات کے باوجود تصنیف و تالیف کی طرف بھی خصوصی توجہ فرمائی۔ مولانا شہاب الدین رضوی نے اپنی کتاب میں مسند رجذیل تصانیف کا ذکر فرمایا ہے۔

(۱) الحق الامین عربی (۲) دفاع کنز الایمان (۳) ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن (۴) مرآة النجدة: بحواب البریلویہ جلد اول، دوم عربی (۵) تصویروں کا شرعی حکم (۶) شرح حدیث نیت (۷) شرح حدیث الاخلاص (۸) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد تارح یا آزر (۹) دفاع

کنز الایمان (کتابچہ) (۱۰) ایک اہم فتویٰ (۱۱) تین طلاقوں کا شرعی حکم (۱۲) آثار قیامت (۱۳) ہجرت رسول (۱۴) القول الفائق لحکم الاقتداء بالفاقیق (۱۵) حاشیہ البخاری (۱۶) جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم (۱۷) کیا دین کی مہم پوری ہو چکی (۱۸) اسماء سورہ فاتحہ کی وجہ تسمیہ وغیرہ۔ (حیات تاج الشریعہ ص۔ ۵۱۵۰ مطبوعہ ممبئی)

ان کے علاوہ سرکار تاج الشریعہ کے فتاویٰ ہیں جن میں سے کچھ زیور طباعت سے آراستہ ہو چکے ہیں اور کچھ ابھی زیر طباعت ہیں۔ آپ یقیناً وارث علوم اعلیٰ حضرت ہیں۔ آپ کے فتاویٰ کے مطالعہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سرکار اعلیٰ حضرت کا فتویٰ دیکھ رہے ہیں۔ ممتاز الفقہاء حضور محمدؐ کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری برکاتی امجدی دام ظلہ علینا نے بجا فرمایا۔

”تاج الشریعہ کے قلم سے نکلے ہوئے فتاویٰ کے مطالعہ سے ایسا لگتا ہے کہ ہم

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کی تحریر پڑھ رہے ہیں“

سرکار تاج الشریعہ کی عربی اور اردو شاعری

آپ اس فن میں بھی اپنے جد اعلیٰ سرکار اعلیٰ حضرت اور سرکار مفتی اعظم رضی اللہ عنہما کی نیابت کا حق ادا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ شعر گوئی میں قدرت نے آپ کو وہ کمال عطا فرمایا کہ معاصر نعت گو شاعروں، خاص طور پر نئی نسل کے نعت گو یوں میں وہ احتیاط اور ادب شناسی نہیں ملتی۔ اور حق یہ ہے کہ جو جتنا بارگاہ رسول کا ادب شناس ہو گا وہ اتنا ہی عظیم نعت کا شاعر ہو گا۔ نعت گوئی کے لیے بنیادی چیز عشق رسول کا ہونا ہے جو آپ کو ورثینا عطا ہوئی تھی۔ جی تو آپ کے کلام میں عشق رسول کی سرمستیاں جا بجا نظر آتی ہیں ہر عاشق کی تمنا ہوتی ہے کہ اس کا دم محبوب کے قدموں میں نکلے۔ آپ فرماتے ہیں۔

حاصل زندگی ہو گا وہ دن مرا

انکے قدموں پہ جب دم نکل جائے گا

تجزیات



حضور تاج الشریعہ: عربی تصانیف کا تعارف

طارق انور مصباحی (کیرلا)

وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین مفتی اعظم ہند، فخر ازہر، قاضی القضاۃ فی الہند، محقق لاثانی، عالم ربانی حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان ایک تاریخ ساز، نادر روزگار، منفرد و یگانہ شخصیت اور علم و عمل کے مجمع البحرین کا نام ہے۔ آپ کا ظاہر و باطن ہر دو یکساں تھا۔ حق گوئی و حق شناسی آپ کا وصف حناص تھا۔ آپ نے زندگی بھر دینی و علمی، تعمیری و تبلیغی، اشاعتی و تحریکی خدمات انجام دیں۔ آپ کی حیات و خدمات کی متعدد جہات ہیں۔ قلم کاران و محررین حتی الامکان ان جہات عالیہ سے قوم کو روشناس کرانے کے لیے قرطاس و قلم سنبھال چکے ہیں اور جلد ہی ہزاروں صفحات قوم کو نظر نواز ہونے والے ہیں۔

۳۰ اگست ۲۰۱۸ء مطابق ۱۸ ذی الحجہ ۱۴۳۹ھ کو جامعۃ دراسات الرضا (بریلی شریف) میں عرس چہلم ہے۔ عرس چہلم کے موقع پر ہندوستان بھر سے دو درجن سے زائد خاص نمبر حضور تاج الشریعہ قدس سرہ العزیز کی حیات و خدمات سے متعلق شائع ہو رہے ہیں۔ یہ بھی ایک تاریخ ساز مرحلہ ہے۔ کسی عظیم فرد کی وفات پر بیک وقت اتنے خصوصی مجموعے شائع ہوتے ہم نے کبھی نہیں دیکھا تھا، نہ کبھی سنا تھا۔ آپ بروز منگل ۱۴ ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۳ نومبر ۱۹۴۲ء کو بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔ بروز جمعہ بعد نماز

مغرب ۷/ ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰ جولائی ۲۰۱۸ء کو واصل الی اللہ ہوئے۔

دنیا بھر کے سنی مسلمانوں سے ربط باہمی کی تدبیر

سواد اعظم اہل سنت و جماعت کے وابستگان ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جب ربط باہمی کے زیادہ وسائل نہیں تھے، تب دنیا بھر کے اہل سنت و جماعت کسی نہ کسی طرح ایک دوسرے سے آشنا اور کچھ نہ کچھ ربط و تعلق رکھتے تھے۔ آج ذرائع و وسائل بہت زیادہ ہو گئے۔ دور دراز ممالک تک بذریعہ فلائٹ چند گھنٹوں میں پہنچا جاسکتا ہے۔ موبائل، انٹرنیٹ، الیکٹرانک میڈیا، پرنٹ میڈیا، سوشل میڈیا کے ذریعہ چند لمحوں میں اپنی بات ساری دنیا تک پہنچائی جاسکتی ہے، یا کسی سے رابطہ کیا جاسکتا ہے۔ ایسی صورت حال میں دنیا بھر کے اہل سنت و جماعت کا باہمی ربط و تعلق انتہائی آسان ہو جاتا ہے۔ ہمیں اس جانب توجہ دینی چاہئے اور ربط باہمی کی کوشش کرنی چاہئے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کی مختلف کتابوں اور فتاویٰ پر اس عہد کے علمائے عرب کی تصدیقات و تقریظات ہیں، مثلاً الدولة المکیة بالمادة الغیبیہ، فتاویٰ الحرمین برجف ندوة المین، حسام الحرمین علی منکر الکفر والسمین وغیرہ پر علمائے عرب کی تائیدات و تصدیقات موجود ہیں۔ ان علمائے کرام کے وابستگان و متعلقین، تلامذہ و معتقدین کچھ نہ کچھ موجود ہوں گے۔ ہمیں ان سے رابطہ کر کے دنیا بھر کے سواد اعظم کے مابین ربط باہمی کو فروغ دینا چاہئے۔ غیروں نے تو ان لوگوں کو قتل کرانے کی کوشش کی، جنہوں نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ القوی کے فتاویٰ کی تصدیق کی تھی۔ ایسی صورت میں ہمیں اپنے تعلق والوں سے تعلقات کو تازہ کرتے رہنا چاہئے۔

حضرت شیخ شفیع میاں ابن شیخ سید میاں علوی قادری، ساکن ماتر کھیرہ گجرات نے

حسام الحرمین کی تصدیق کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

”افسوس اور ہزار افسوس کہ وثوق سے معلوم ہوا ہے کہ حسام الحرمین شریف کے مقررین و مصدقین میں سے جو باقی تھے، یا ان کی اولاد میں سے بچے رہ گئے تھے، ان کو اس بڑھوتی عمر میں خلیل احمد انیسٹھوی علیہ مایستحقہ نے جا کر اپنے آقائے نعمت ابن سعود مردود سے کہہ کر شہید کر دیا: انا لله وانا اليه راجعون۔ و اشد مقت الله على كل كافر ملعون۔“

(الصوارم الهندیہ ص ۱۱۷-دارالعلوم رضائے خواجہ: اجمیر شریف)

عربی اور انگریزی تصانیف کے اسباب و علل

اہل ہند اردو زبان سمجھتے ہیں۔ اردو رسائل و کتب سے اہل ہند و پاک بخوبی استفادہ کر سکتے ہیں۔ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے بہت سی کتابیں اردو زبان میں تحریر فرمائیں، اسی طرح عربی اور انگریزی میں بھی بہت سی مستقل تصانیف ہیں۔ عرب ممالک اور ایشیا کے علاوہ دیگر براعظم سے بھی آپ کے پاس استفادہ دینی و مذہبی سوالات انگریزی زبان میں آتے، آپ انگریزی زبان میں خود سے ان کے جوابات و فتاویٰ تحریر فرماتے۔ آپ نے امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاری (۱۸۵۶ء-۱۹۲۱ء) کے بہت سے رسائل و کتب کا بھی عربی میں ترجمہ کیا، تاکہ اپنا پیغام عرب ممالک تک بھی پہنچایا جاسکے۔ آپ نے بہت سے راستے بنا دیئے ہیں۔ اب ہمیں اسی راہ پر چل کر مزید آگے تک جانا چاہئے، اور جہاں بھر کے اہل سنت و جماعت سے تعلقات استوار کرنے چاہئے۔

آپ نے عربی ممالک، یورپین ممالک، افریقی ممالک، امریکہ و دیگر ممالک عالم کے بھی دورے کیے۔ اب ضرورت ہے کہ جن علاقوں میں حضور تاج الشریعہ کی آمد و رفت جاری رہی، ان علاقوں کے علما و مشائخ سے ہم اپنا ربط و تعلق قوی و مستحکم کریں اور حسب موقع وہاں پہنچنے کی بھی کوشش کریں۔ اس طرح سارے جہاں کے اہل سنت و جماعت ایک لڑی میں پروئے جاسکتے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ علامہ ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان کی عربی و انگریزی اور

اردو تصانیف کی نامتو فہرست مندرجہ ذیل ہے۔

عربی تصانیف

(۱) الحق المبین (۲) الصحابة نجوم الاهتداء (۳) شرح حدیث الاخلاص (۴) نبذة حياة الامام احمد رضا (۵) سد المشارع (۶) الفردة شرح القصيدة البردة (۷) تعليقات الازهرى على صحيح البخارى (۸) تحقيق ان ابا سيدنا ابراهيم عليه السلام تأرخ لا آزر (۹) مرآة النجديّة بجواب البريلويه (۱۰) روح الفوائد كرمي خير العباد (صلى الله تعالى عليه وسلم) (۱۱) نغمات اختر (نعتيه ديوان) (۱۲) نهاية الزين في التخفيف عن ابي لهب يوم الاثنين (۱۳) حاشية عصيدة الشهادة شرح القصيدة البردة۔
اردو کتابوں کا عربی ترجمہ

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے امام احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز کی مندرجہ ذیل اردو کتب و رسائل کا عربی ترجمہ کیا۔

(۱) سبحان السبوح عن عيب كذب مقبوح (۲) دامن باغ سبحان السبوح (۳) القمع المبين لامال المكذبين (۴) بركات الامداد لاهل الاستمداد (۵) تيسير الماعون لسكن في الطاعون (۶) قوراع القهار في الرد على المجسمة الفجار (۷) النهي الاكيد عن الصلوة وراء عدی التقليد (۸) حاجز البحرين الواقع من جمع الصلاتين (۹) صلاة الصفا في نور المصطفى (۱۰) فقه شهنشاه وان القلوب بيد المحبوب بعطاء الله (۱۱) اهلاک الوهابين على توهين قبور المسلمين (صيانة القبور) (۱۲) شمول الاسلام لاصول الرسول الكرام (۱۳) الهاد الكاف في حكم الضعاف (۱۴) الامن والعلى لنا عتي المصطفى بدافع البلا۔

انگریزی تصانیف

- 1= Asar E Qiyamat
- 2= Fatwa on Wearing of The Tie
- 3= Azharul Fatawa
- 4= A Just Answer to The Based Author
- 5= The Companions are the Stars of Guidance
- 6= The Pinnacle of Beauty
- 7= Of Pure Origin (On the Identity of Prophet Ibrahim,s Father)

عربی کتابوں کا اردو ترجمہ

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے امام احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز کی مندرجہ ذیل عربی کتب و رسائل کا اردو ترجمہ کیا۔

- (۱) انوار المنان فی توحید القرآن (۲) المعتقد المنتقد مع المعتمد
- المستند (۳) الزلال الانقی من بحر سبقة الاتقی (۴) قصیدتان
- رائعتان (۵) عطایا القدر فی حکم التصوير
- اردو زبان میں تصانیف

- (۱) ہجرت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (۲) آثار قیامت (۳) طائی کا مسئلہ
- (۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد: تاریخ یا آزر (۵) ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن
- مع شرعی حکم (۶) شرح حدیث نیت (۷) سنو، چپ رہو (۸) دفاع کفر الایمان
- (۹) تین طلاقوں کا شرعی حکم (۱۰) کیا دین کی مہم پوری ہو چکی؟ (۱۱) جشن عید میلاد النبی
- صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (۱۲) سفینہ بخشش (نعتیہ دیوان) (۱۳) فضیلت نسب (۱۴)
- تصویر کا مسئلہ (۱۵) اسمائے سورہ فاتحہ (۱۶) القول الفائق بحکم الاقتداء
- بالفاسق (۱۷) افضلیت صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما (۱۸) سعودی

مظالم کی کہانی اختر رضا کی زبانی (۱۹) فتاویٰ تاج الشریعہ (المواہب الرضویۃ فی الفتاویٰ الازہریہ) (۲۰) چلتی ٹرین پر فرض و واجب نمازوں کی ادائیگی کا حکم (۲۱) مقدمہ: تجلیۃ السلم فی مسائل نصف العلم (۲۲) منحة الباری فی حل صحیح البخاری (۲۳) کفر، ایمان، تکفیر۔

عربی تصانیف کا تعارف

(۱) الفردۃ فی شرح قصیدۃ البردۃ

حضور تاج الشریعہ کی یہ بے مثال تصنیف ہے۔ امام بو صیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ: محمد بن سعید بن حماد بن عبد اللہ صہباجی مصری، شرف الدین، ابو عبد اللہ (۶۰۸ھ-۶۹۶ھ-۱۲۱۲ء-۱۲۹۶ء) کا ”قصیدہ بردہ“ سارے جہاں میں مشہور و معروف ہے۔ اس کے فوائد و برکات اور دربار رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اس قصیدہ کی قبولیت سے سارا عالم اسلام واقف ہے۔ اس کی بے شمار شرحیں مختلف زبانوں میں تحریر کی گئیں۔ عربی زبان میں بھی متعدد شرحیں موجود ہیں۔ مشہور مقولہ ہے: ع/ ہر گلے رارنگ و بوئے دیگر است

مدوح گرامی کی شرح علمی دنیا میں خوب پسند کی گئی۔ علمائے عرب نے بھی اس کی تحسین فرمائی۔ صاحبزادہ گرامی حضرت مولانا عسجد رضا قادری نے اپنے خاص صرفے سے اسے شائع کیا۔ کتاب ۳۲۱ صفحات کی ہے۔ یہ کتاب بہت سے مدارس اسلامیہ میں داخل نصاب بھی ہے۔ یہ کتاب کی قبولیت و افادیت پر واضح دلیل ہے۔

اس کا اردو ترجمہ و شرح حضرت علامہ ارسلان رضا قادری نے ”الوردۃ شرح البردۃ“ کے نام سے تحریر فرمایا ہے۔ یہ ترجمہ مکتبہ رحمانیہ رضویہ مرکز اہل سنت بریلی شریف سے ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰۱۷ء میں شائع ہوا ہے۔

وجہ تصنیف بیان کرتے ہوئے حضور تاج الشریعہ قدس سرہ العزیز نے تحریر

فرمایا: ”فقد اقترح مني بعض خلص الاحباب ان اشرح لهم قصيدة البردة التي انشدها الشيخ الامام شرف الدين البوصيري قدس الله سره فانجاحًا لطلبتهم عزمت على ان اشرحها اسعادًا لهم وتيمناً بهذه القصيدة الميمونة المباركة متكلاً على الله ومستعيناً به وهو حسبي ونعم الوكيل“۔

(الفردۃ شرح البردۃ ص ۱۷۰ - جامعۃ دراسات الرضا بریلی شریف)

ترجمہ: مجھ سے میرے بعض مخلص احباب نے خواہش ظاہر کی کہ میں ان کے لیے قصیدہ بردہ شریف کی شرح لکھوں، جسے شیخ امام شرف الدین بوصیری قدس سرہ العزیز نے نظم کیا تو ان احباب کی طلب کی تکمیل کے لیے میں نے اس کی شرح کا قصد کیا، انہیں باسعادت بنانے کے لیے اور اس بابرکت قصیدہ مبارکہ سے برکت حاصل کرنے کے لیے، بھروسہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ پر اور اسی سے مدد طلب کرتے ہوئے، اور وہ مجھے کافی ہے اور بہترین نگہبان ہے۔

(۲) تعلیقات الازہری علی صحیح البخاری

قرآن مجید کے بعد سب سے صحیح کتاب بخاری شریف ہے۔ علامہ ازہری نے اس پر حاشیہ تحریر فرمایا۔ مغلق مقام کی توضیح کی۔ بعض مقامات میں محدث احمد علی سہارن پوری کے حواشی کی بھی توضیح و تنقیح فرمائی ہے۔ حضرت محدث سہارن پوری علیہ الرحمہ حضرت علامہ وصی احمد محدث سورتی (م ۱۹۱۶ء) کے استاذ تھے۔ محدث سورتی علیہ الرحمہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے مخلص احباب میں تھے۔ اس حاشیہ کا ایک حصہ ”نموذج حاشیۃ الازہری“ کے نام سے الجمع الرضوی ۸۲: سوداگران (بریلی شریف) سے شائع ہوا تھا۔ یہ ۴۸ صفحات پر مشتمل تھا، پھر یہ حاشیہ دو ضخیم جلدوں میں شائع ہوا۔ جلد اول میں ۴۴۱ صفحات ہیں۔ جلد دوم ۳۰۵ صفحات پر مشتمل ہے۔

امین قوم و ملت حضرت پروفیسر سید محمد امین میاں برکاتی قادری دام ظلہ الاقدس

(مارہرہ مقدسہ) کی تحریک پر سال ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۹۹۹ء میں ازہر ہند: جامعہ اشرفیہ (مبارک پور، اعظم گڑھ: یوپی) میں ”مجلس برکات“ کا قیام عمل میں آیا۔ حضور امین ملت دام ظلہ الاقدس ”مجلس برکات“ کے سرپرست ہیں، اور مدد و گرامی جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے بھی سرپرست ہیں۔ مجلس برکات کی جانب سے بہت سی درسی کتابیں جدید حواشی کے ساتھ شائع کی گئیں۔ یہ سلسلہ تادم تحریر جاری ہے۔ استاذ عالی المراتب حضرت علامہ محمد احمد مصباحی سابق شیخ الجامعہ و ناظم تعلیمات: جامعہ اشرفیہ (مبارک پور) نے حضور تاج الشریعہ علامہ ازہری قدس سرہ العزیز سے صحیح بخاری پر حاشیہ لکھنے کی درخواست کی۔ حضرت علامہ ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان نے کثرت مشاغل اور قلت فرصت کے باوجود اس عرض کو شرف قبولیت عطا فرمائی۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے فتاویٰ رضویہ (جلد اول) کے خطبہ میں فقہائے مجتہدین کے اسمائے گرامی اور بہت سی فقہی کتابوں کے ناموں کا تذکرہ شامل فرمایا ہے۔ اسی طرز پر تاج الشریعہ حضرت علامہ ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان نے حاشیہ بخاری کے خطبہ میں علم اصول حدیث کی اصطلاحات اور حدیث کے اقسام و مصطلحات کا تذکرہ انتہائی عمدگی کے ساتھ فرمایا ہے۔ افادۂ عامہ کی خاطر وہ خطبہ سپرد قرائت کیا جاتا ہے۔

”الحمد لله المسلسل احسانه، المتصل انعامه، غير منقطع ولا مقطوع فضله واکرامه، ذکرہ سند من لا سند له، واسمه احد من لا احد له۔“

فافضل الصلوات العوالی النزول واکمل السلام المتواتر الموصول، علی اجل مرسل، کشاف کل معضل، العزیز الاعز المعز الحبيب، الفرد فی وصل کل غریب، فضله الحسن مشهور مستفیض، وبالاستناد الیه یعود صحیحاً کل مریض، قد جائه جوده المزیذ، فی متصل الاسانید، بل کل فضل الیه مسند، عنه یروی والیہ یرد،

فسمو ط فضائلہ العلیہ، مسلسلات بالاولیۃ، وکل درجید من بحرہ مستخرج، وکل مدر جود فی سائلہ مدرج، فهو المخرج من کل حرج، وهو الجامع، ولہ الجوامع، علمہ مرفوع، وحديثہ مسموع، ومتابعہ مشفوع، والاصر عنہ موضوع، وغیرہ من الشفاعۃ قبلہ ممنوع، فالیہ الاسناد فی محشر الصفوف، وامر الموقوف علی رأیہ موقوف، حوضہ المورود، لکل وارد مسعود، فیافوز من ہومنہ منہل، ومعلول فیہ کل علة من معلل، تزول حز بہ المعبر، والشذوذ منہ منکر، وطریق الشاذ الی شواظ سقر، حافظ الامۃ من الامور المدللہ الذاب عنا کل تلبیس وتدلیس، والجابر لقلب بئاس مضطرب من عذاب بئیس، الحاکم الحجۃ الشاہد البشیر، معجم فی مدحہ کل بیان وتقریر، علوہ لا یدرک، وما علیہ مستدرک، مقبولہ یقبل، ومتروکہ یترک، تعدد طرق الضعیف الیہ، فمن سنتہ الصحاح التعطف علیہ، فیجبر باعتضادہ قلبہ الجریح، ویرتقی من ضعفہ الی درجۃ الصحیح، مدار اسانید الجود والاکرام، منتهی سلاسل الانبیاء الکرام، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ملاآفاق السماء واطراف العالم، وعلی آلہ وصحبہ وکل من رج الیہ وحزبہ، رواۃ علمہ ودعاۃ ادبہ، وعلی کل من لہ وجادۃ ومناولۃ، من افضالہ الواصلۃ الدارۃ المتواصلۃ، بحسن ضبط محفوظ النظام، من دون وہم ولا ایہام، ولا اختلاط بالاعداء اللئام، ماروی خبر وحوی اجازۃ، وغلب حقیقۃ الکلام مجازہ: آمین۔

(تعلیقات الازہری علی صحیح البخاری ص ۳۰، ۳۱۔ مقرر رضا آرگنائزیشن)

(۳) سد المشارع فی الرد علی من یقول ان الدین یتستغنی عن الشارع

ایک خلاف اسلام نظریہ قائم کیا گیا کہ مذہب اسلام کو شارع اسلام حضور اقدس سرور دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ نظریہ خلاف اسلام ہے، اور یہود و نصاریٰ کی سازش ہے۔ اس کتاب کو ”دار المقطم للنشر والتوزيع ۵۰ شارع الشیخ ریحان - عابدین (القاهرة: مصر) نے سال ۲۰۱۱ء میں شائع کیا ہے۔ یہ کتاب ۱۰۴ صفحات پر مشتمل ہے۔

حضور تاج الشریعہ علامہ ازہری نے رقم فرمایا: ”قوله ”الدين لا يحتاج الى احد حتى الى الرسول صلى الله تعالى عليه وسلم قول صحيح ثابت فى الكتاب والسنة“۔

اقول: هذه دعوى ما عليها بينة ولا هى مبرهنة وزعمه انه قول صحيح ثابت دعوى باللسان، بل هو محض البهتان وهدم لاساس الدين وسوء ادب مع اصل الايمان والدين سيدنا محمد الصادق الامين وقطع للوسيلة“۔

(سدالمشارع فى الرد على من يقول ان الدين يستغنى عن الشارع ص ۴)

ترجمہ: قائل کا قول: دین اسلام کسی کا محتاج نہیں، یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بھی محتاج نہیں، (یہ) کتاب و سنت سے ثابت صحیح قول ہے۔

جواب: یہ ایسا دعویٰ ہے کہ اس کی کوئی دلیل نہیں اور نہ ہی یہ دعویٰ متا بل دلیل ہے (یعنی اس کی دلیل شریعت میں دستیاب بھی نہیں) اور اس کا دعویٰ کہ یہ صحیح ثابت قول ہے، ایک زبانی دعویٰ ہے، بلکہ یہ محض افتراء ہے، اور دین کی بنیاد کو ڈھانا ہے اور ایمان و دین کی اصل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بے ادبی ہے اور (دین کے لیے) وسیلہ رسول کو منقطع کرنا ہے۔

پیغمبران الہی کے وسیلہ کے بغیر کوئی دین بنی آدم تک نہیں پہنچا۔ رب تعالیٰ نے بنی آدم کی ہدایت و رہنمائی کے لیے حضرات انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث

فرمایا۔ کسی امتی کو جو کچھ شرعی احکام یا باطنی درجات ملتے ہیں، وہ ان کے نبی و رسول ہی کے وسیلہ سے حاصل ہوتے ہیں۔ حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بے نیازی کا دعویٰ انتہائی غلط دعویٰ ہے۔ رب تعالیٰ نے اپنے ارشاد مبارک ”وابتغوا الیہ الوسیلۃ“ میں اسی مفہوم کو بیان فرمایا ہے۔

(۴) الحق المبین

ابوظہبی سے جاری ہونے والے ماہنامہ ”الہدیٰ“ میں مذہب اہل سنت و جماعت کے خلاف نظریات پیش کیے گئے تھے اور خاص کر ہندوستان کے علمائے اہل سنت و جماعت کے خلاف ہرزہ سرائی کی گئی تھی۔ خصوصاً امام اہل سنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کے خلاف بے سرو پا باتیں لکھی گئی تھیں۔ حضور تاج الشریعہ قدس سرہ العزیز نے اس کا رد عربی زبان میں تحریر فرمایا۔ الجمع الرضوی ۸۲ سوداگران (بریلی شریف) نے یہ رسالہ شائع کیا۔ کل صفحات ۴۸ ہیں۔

حضور تاج الشریعہ علامہ ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان نے رقم فرمایا: ”فقد مر بنظری کلمۃ مولمۃ فی مجلۃ الہدی الصادرة من ابو ظبی مالئ با کاذیب و افتراءات علی اہل السنۃ و امام اہل السنۃ مولانا احمد رضا خان قدس سرہ ، ولا شک ان کل ہذہ الا کاذیب انما تلقتہ المجلۃ من اناس من الہند، ہمتہم الافتراء علی اہل السنۃ و الجماعۃ و علمائہا، لا سیما امام اہل الاسلام شیخ المسلمین العلامة احمد رضا خان اکرم اللہ مثواہ فی دار المقامۃ و قد زعم قائل ہذہ الکلمۃ مانصہ:

”ظہرت فی البلاد بدعۃ جدیدۃ من بدع الطوائف الخارجۃ عن الاسلام و المسلمین و ہی البریلویۃ و رداعلیہ اقول: نسبتنا اہل السنۃ و الجماعۃ الی

المبریلویۃ دیدن الدیوبندیۃ من اهل الهند“۔ (الحق المبین ص ۳، ۴)

ترجمہ: ابو ظہبی سے جاری ہونے والے ماہنامہ ”ہدیٰ“ میں جھوٹ سے بھری ہوئی اور اہل سنت و امام اہل سنت امام احمد رضا قادری پر بہتان سے بھری ہوئی تکلیف دہ بات میری نظر سے گذری، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ تمام جھوٹی باتیں ماہنامہ نے بعض ہندوستانیوں سے پایا ہے، جن کا مقصد اہل سنت و جماعت اور ان کے علما اور خاص کرام امام المسلمین، شیخ الاسلام امام احمد رضا خاں (اللہ تعالیٰ جنت میں ان کو اچھا مسکن عطا فرمائے) پر بہتان تراشی کرنی ہے۔ اور اس بات کے کہنے والے نے جو کہا ہے، وہ یہ ہے۔

اسلام و مسلمین سے خارج جدید جماعتوں کی بدعتوں میں سے ایک نئی بدعت ممالک اسلامیہ میں ظاہر ہوئی، اور وہ بریلویت ہے، اور اس کا رد کرتے ہوئے میں کہتا ہوں: ہم اہل سنت و جماعت کو بریلویت کی طرف منسوب کرنا اہل ہند میں سے دیوبندیوں کا طریقہ ہے۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اس رسالہ میں دیوبندیوں کی کفریہ عبارات تحریر فرمائیں، پھر اس کا عربی ترجمہ لکھا، اس کے شرعی احکام بیان فرمائے، تاکہ اہل عرب کو دیوبندیوں کے عقائد و حقائق پر اطلاع ہو سکے۔ ہندوستانی دیوبندیوں نے سارے جہاں میں ہندوستان کے مسلمانان اہل سنت و جماعت کو بدعتی بنا کر پیش کیا ہے، اور خود کو اہل سنت و جماعت کہتے ہیں، اور جب وہابیوں کے پاس جاتے ہیں تو انہی کی بولی بولنے لگتے ہیں۔ اس قسم کی تحریروں کے جوابات انہی ماہناموں میں شائع ہونے چاہئے، جس میں ہمارے خلاف مضمون شائع ہوا ہو۔ اگر ماہنامہ بد مذہبوں کا ہوگا، تب ہمارے جوابی مضمون کی اشاعت کی امید کم ہے۔ ہاں، ارباب مجلہ سے گفت و شنید کی جاسکتی ہے۔ ممکن ہے کہ وہ جوابی مضمون کی اشاعت کے لیے راضی ہو جائیں۔

راقم السطور کی تحریک پر اکابرین اہل سنت و جماعت کی تائید و حمایت کے ساتھ

سال ۲۰۱۲ء سے حسام الحرمین کی تصدیق جدید کا سلسلہ شروع ہوا، یہ سلسلہ تادم تحریر جاری ہے۔ سبط صدر الشریعہ حضرت مفتی فیضان المصطفیٰ قادری (گھوسی) نے فقہی سیمینار آف شرعی کونسل (بریلی شریف) منعقدہ ۱، ۲، ۳ / جون ۲۰۱۲ء میں علمائے کرام کی تصدیقات حاصل کی تھیں۔ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اپنی تصدیق میں اس رسالہ کا تذکرہ فرمایا ہے۔ مدوح گرامی کی تصدیق مندرجہ ذیل ہے۔ افادہ عامہ کے لیے تصدیق جدید کا سوالنامہ بھی سپرد قراں ہے، تاکہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے جوابات آسانی سے سمجھ میں آسکیں۔

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوة والسلام علی حبیبہ الاعلیٰ وآلہ

بخدمت اقدس حضرت..... دام ظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور اور عند القوم مشکور ہوں

جزاکم اللہ خیر الجزاء: آمین

غلام احمد قادیانی، قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انیسٹھوی و اشرف علی تھانوی، ان تمام کی صریح کفری عبارتیں متواتر و مشہور ہیں۔ مجددین و ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری و تدریس سرہ العزیز (۲۷۲ھ - ۳۴۰ھ) نے ۳۲۰ھ / ۱۹۰۲ء میں ”المعتمد المستند“ میں افراد خمسہ کے متعلق کفر کلامی کا حکم صادر فرمایا۔ یہ کتاب ۳۲۱ھ / ۱۹۰۳ء میں پٹنہ سے چھپ کر شائع ہوئی۔ علمائے حرین طہیین نے ۳۲۳ھ، ۳۲۴ھ مطابق ۱۹۰۵ء میں اس فتویٰ کی تصدیق فرمائی۔ علمائے حرین طہیین کی تصدیقات ”حسام الحرمین“ میں موجود ہیں۔ ایک مدت بعد شیر پیشہ اہل سنت حضرت علامہ حشمت علی خاں (۱۹۰۱ء - ۱۹۶۰ء) کے مشورہ پر سال ۳۴۴ھ / ۱۹۲۵ء میں غیر منقسم ہندوستان کے دو سواڑ سٹھ (۲۶۸) اکابر علمائے کرام نے امام اہل

سنت کے فتویٰ کی تصدیق کی۔ تمام تصدیقات ”الصوارم الہندیہ“ میں موجود و مطبوع ہیں۔

(۱) آپ مسلک دیوبند کے عناصر اربعہ: نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھوی، تھانوی اور قادیانی کی تکفیر سے متفق ہیں یا نہیں؟

(۲) جو شخص ان افراد خمسہ کی کفریہ عبارات کے قطعی و یقینی علم اور علمائے عرب و عجم کی جانب سے ان افراد خمسہ کی تکفیر پر قطعی و یقینی اطلاع کے باوجود ان افراد خمسہ کو مومن اعتقاد کرے، وہ شخص مومن ہے یا کافر؟

سائلین: فیضان المصطفیٰ قادری مصباحی (گھوسی) طارق انور مصباحی (کیڑا)

الجواب (۱) بے شک مرتد بے دین ہیں جیسا کہ ہم نے اپنی عربی تصنیف ”الحق الامین“ میں بیان کیا: واللہ تعالیٰ اعلم
(۲) بلاشبہ ان ہی کی طرح کافر ہے۔

فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہ

(ہموقع: فقہی سیمینار شرعی کونسل: بریلی شریف، منعقدہ ۲۰، ۲۱/ جون ۲۰۱۲ء)

استاذ گرامی حضرت علامہ محمد احمد مصباحی دام ظلہ الاقدس ناظم تعلیمات: جامعہ اشرفیہ مبارکپور نے تحریر فرمایا کہ ہندوپاک کے دیابنہ عرب جاتے ہیں تو وہاں جب اہل سنت و جماعت سے ملاقات ہوتی ہے تو خود کو سنی ظاہر کرتے ہیں اور خود کو چشتی، قادری، نقشبندی وغیرہ بتاتے ہیں اور جب وہابیوں سے ملتے ہیں تو خود کو وہابی بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم لوگ محمد بن عبدالوہاب نجدی (۱۱۵ھ-۱۲۰۶ھ) کے طریقے پر ہیں، پس جو لوگ حقیقت حال سے واقف نہیں ہیں، وہ ان کی باتوں سے فریب میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

رب تعالیٰ نے قرآن مجید میں اسی قسم کی کیفیت منافقین کی بیان فرمائی ہے کہ وہ مومنین سے ملتے تو خود کو مومن بتاتے اور مشرکین سے ملتے تو کہتے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ آج یہی حال ہندوپاک کے دیوبندیوں کا ہے۔ استاذ ممدوح کی تحریر مندرجہ ذیل ہے۔

{وللديوبندية مذهبان متضادان وضيعان متناقضان- مذهب في الانبياء والاولياء وهو يوافق مذهب الوهابية- ومذهب في علماءها وكبرائها- أَنَّهُمْ يَعْلَمُونَ بِالْغَيْبِ وَيَتَصَرَّفُونَ فِي الْكَوْنِ وَيَنْجِدُونَ فِي الشَّأْنِ إِذَا دَخَلَ حَالُ حَيَاتِهِمْ وَبَعْدَ مَمَاتِهِمْ وَيَجُوزُ التَّوَسُّلُ وَالِاسْتِعَاثَةُ بِهِمْ- فَإِذَا تَوَسَّلَ أَوْ اسْتَعَانَ أَحَدُ مَنْ أَهْلُ السَّنَةِ بِالْأَنْبِيَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ حَكَمُوا عَلَيْهِ بِالْإِشْرَاقِ- وَأَتُوا بِكُلِّ مَا تَمَسَّكَ بِهِ الشَّيْخُ النُّجْدِيُّ فِي كِتَابِ التَّوْحِيدِ وَاسْمَاعِيلِ الدَّهْلَوِيِّ فِي تَفْوِيضَةِ الْإِيمَانِ- وَإِذَا ذَهَبُوا إِلَى شَيْءٍ خِيفَهُمْ وَكَبُرَ انْتِهَاهُ أَوْ قُبُورُهُمْ، اسْتَعَانُوا بِهِمْ فِي حَاجَاتِهِمْ- وَكَذَا صَنِعُوا مَعَ الْفَرِيقَيْنِ- إِذَا لَقُوا أَحَدًا مِنْ أَهْلِ السَّنَةِ فِي الْأَقْطَارِ الْعَرَبِيَّةِ وَغَيْرِهَا- وَلَهُ سَطْوَةٌ وَثَرْوَةٌ- قَالُوا لَهُ: إِنَّا مَعَكُمْ- نَعْتَقِدُ التَّصَوُّفَ وَالطَّرِيقَةَ وَالتَّوَسُّلَ وَالِاسْتِعَاثَةَ بِالْأَمْوَاتِ الصَّالِحِينَ وَنَحْنُ حَنَفِيَّةٌ- وَنَ مَذْهَبًا- نَقْشَبَنْدِيُونَ أَوْ جَشْتِيُونَ أَوْ قَادِرِيُونَ طَرِيقَةً- وَإِذَا لَقُوا الْوَهَابِيَّةَ قَالُوا: إِنَّا مَعَكُمْ، نُوَافِقُ شَيْخَ الْإِسْلَامِ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الْوَهَّابِ فِي عَقِيدَتِهِ- وَنَزِدُ عَلَى أَهْلِ الْبِدْعِ وَالْخُرَافَاتِ وَنُقَاوِمُهُمْ دَائِمًا فِي شِبْهِ الْقَارَةِ الْهِنْدِيَّةِ- فَكُلُّ مَنْ لَا يَعْلَمُ سِرِّيَرَتَهُمْ وَحَقِيقَتَهُمْ يَنْخُدْ بِهُمْ- وَيَعُدُّهُمْ أَهْلَ طَرِيقِهِ- فَفَتَنَتْهُمْ أَكْبَرُ وَخَدَّاعُهُمْ أَشَدُّ} (حدوث الفتن ص ۶۱- مبارکپور)

جب سال ۱۹۹۰ء سے قبل کیرلا کے علمائے اہل سنت کے روابط و تعلقات شمالی ہند کے علمائے اہل سنت سے نہیں تھے، اس وقت بھی دیباہ اور تبلیغی جماعت کی آمدورفت یہاں جاری تھی اور امام اہل سنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کو قبر پرست کی حیثیت سے ان لوگوں نے یہاں متعارف کرا دیا تھا۔ یہاں کے بعض سنی علما نے مجھ سے خود کہا کہ پہلے ہم لوگ سمجھتے تھے کہ امام احمد رضا فرقہ قبوریہ کے امام ہیں: (کنا نعتقد ان الامام احمد رضا

البریلوی امام القبورین فی الهند)۔ جب شیخ ابوبکر باقوی بانی مرکز الثقافتہ السنیہ (کالی کٹ: کیرلا) ودیگر علمائے شوافع کے روابط شمالی ہند کے علمائے اہل سنت سے ہوئے تب یہاں کے علمائے شوافع حقیقت حال سے مطلع ہوئے۔ اب علمائے شوافع کی اکثریت حقیقت حال سے واقف ہے۔ ہاں، بعض کے روابط آج بھی دیوبند و ندوہ سے قائم ہیں۔

(۵) حقیقۃ البریلویہ / مرآۃ النجدیۃ مجواب البریلویۃ

مشہور پاکستانی غیر مقلد احسان الہی ظہیر نے ایک کتاب ”البریلویۃ: عقت اند و تاریخ“ کے نام سے تحریر کی۔ اس میں اہل سنت و جماعت کے عقائد و معمولات پر تنقید کی گئی ہے اور ملک ہند کے علمائے اہل سنت و جماعت اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے خلاف بہت سی بے بنیاد باتیں لکھی گئیں۔ احسان الہی ظہیر نے شتر بے مہار کی طرح وہ سب کچھ کہہ دیا، جس کے سبب بعد میں اسے ذلت اٹھانی پڑی۔ ہندوپاک کے بہت سے علمائے اہل سنت نے اس کا جواب لکھا۔ حضور تاج الشریعہ نے عربی زبان میں اس مجموعہ، ہفوات کا منہ توڑ جواب لکھا۔ آپ نے دلائل و براہین سے ثابت کر دیا کہ احسان الہی ظہیر کے الزامات بے بنیاد ہیں۔ یہ کتاب پہلی بار نومبر ۱۹۸۹ء میں مرکزی دارالافتا سوداگران بریلی شریف سے طبع ہوئی۔ صفحات کی تعداد ۱۷۳ تھی، پھر سال ۲۰۰۹ء میں یہ کتاب دار المقطم للنشر والتوزیع ۵۰ شارع الشیخ ریحان - عابدین (القاہرہ: مصر) سے شائع ہوئی۔ اس طباعت میں صفحات کی تعداد ۲۳۲ ہے۔

تاج الشریعہ حضرت علامہ ازہری نے رقم فرمایا: ”فہذہ الرسالۃ الستی بین ایدیکم تہدف الی تقدیم اجابۃ تفصیلیۃ عما وردہ احسان الہی ظہیر فی کتابہ ”البریلویۃ: عقائد و تاریخ“ من ان الامام احمد رضا القادری البریلوی رضی اللہ عنہ أسس فرقۃ باسم ”البریلویۃ“ لہا افکار تہدم الفکر الاسلامی

وتختلف عنه تمامًا ولكن مؤلفات الامام البريلوى رضى الله عنه تؤكّد بانّہ لم یات باى فكر يتصادم مع الفكر الاسلامى، بل احيا احكام الشريعة الاسلامية باتباع سنة سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم - وما سلك به الصحابة الكرام والتابعون العظام، ونفض الغبار عن الافكار الاسلامية التى اسىء فهمها على ايدى علماء الوهابية والديوبندية - وترد على الخرافات والدعايات التى نشرها عامة وهاوية الهند عن الامام احمد رضا القادري البريلوى رضى الله عنه كما تناول بعض جوانب حياة الامام البريلوى رضى الله عنه وجهوده فى الرد على البدعات والمنكرات التى انتشرت من طريق عامة المسلمين فى شبه القارة الهندية وتلقى ضوى اعلى ما ادى الامام البريلوى رضى الله عنه من دور بارز فى تقديم الفكر الاسلامى القويم وتوجيه الناس وارشادهم الى جادة الصواب“ (مرآة الخديّة بجواب البريلوى ص ۱۳، ۱۴)

ترجمہ: یہ رسالہ جو آپ کے ہاتھوں میں ہے، یہ اس کا تفصیلی جواب پیش کرتا ہے جو احسان الہی ظہیر نے اپنی کتاب ”البریلویہ: تاریخ و عقائد“ میں تحریر کیا ہے کہ امام احمد رضا قادری نے ”بریلویت“ کے نام سے ایک نئے فرقے کی بنیاد رکھی، اس فرقہ کے افکار و نظریات اسلامی فکر کو منہدم کر دیتے ہیں، اور یہ افکار اسلامی فکر سے بالکل الگ ہیں، لیکن امام بریلوی کی تالیفات مضبوطی کے ساتھ یہ بتاتی ہیں کہ انہوں نے فکر اسلامی سے متصادم کوئی فکر پیش نہیں فرمائی، بلکہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کی پیروی میں اور حضرات صحابہ کرام و تابعین عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے مسلک و مذہب کے اتباع میں شریعت اسلامیہ کے احکام کو زندہ فرمایا، اور علمائے وہابیہ و دیوبندیہ کے ذریعہ جن اسلامی افکار میں غلط فہمی آچکی تھی، ان سے گرد و غبار کو دور فرمایا، اور امام احمد رضا کی تالیفات ان تمام خرافات اور جھوٹے دعوؤں کی تردید کرتی ہیں، امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

بارے میں ہندوستان کے وہابیہ نے عام طور پر جن افکار و نظریات کو پھیلا دیا۔ اسی طرح یہ تالیفات امام احمد رضا قادری کی حیات کے بعض گوشوں پر اور ہندوستانی علاقوں میں عام مسلمانوں کے رسوم و رواج میں پھیلی ہوئی بدعات و منکرات کے رد و ابطال کی کوششوں پر مشتمل ہیں، اور صحیح اسلامی فکر کو پیش کرنے اور راہ حق کی جانب لوگوں کو متوجہ کرنے اور رہنمائی کرنے سے متعلق امام احمد رضا کے عملی اقدام پر روشنی ڈالتی ہیں۔

(۶) الصحابة نجوم الاهتداء

اس رسالہ میں حدیث نبوی ”اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم“ پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ اس مفہوم کی دیگر احادیث طیبہ کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے۔ مذکورہ حدیث کی فنی حیثیت پر عمدہ بحث مرقوم ہے۔ یہ حدیث موضوع ہے یا غیر موضوع؟ اصول حدیث کے اعتبار سے اس کا جائزہ لیا گیا ہے۔ علمائے عرب نے بھی اس تصنیف کو سراہا ہے اور جامع ازہر مصر کے سابق شیخ الجامعہ سید محمد طنطاوی نے اس رسالہ کو پڑھ کر آپ کے قول کی تائید کی اور اسی کو اختیار کیا۔ دار المقطم للنشر والتوزیع ۵۰ شارع الشیخ ریحان۔ عابدین (القاہرہ: مصر) نے ۲۰۰۹ء میں یہ رسالہ شائع کیا ہے۔

حضور تاج الشریعہ علامہ ازہری قدس سرہ العزیز نے تحریر فرمایا: ”فقد عثرت لبعض الحدباء علی کلام فی حدیث اوردہ فی الشفاء وھو ”اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم“ ادعی فی تعلیقہ علی الكتاب المذکور ان الحدیث موضوع، ولا یتیم لہ هذا الادعاء وھا انا اذا نقل فیما یلی کلامہ ثم اتبعہ بما یقطع مرامہ وباللہ استعین ھو حسبی ونعم المعین“ (الصحابة نجوم الاهتداء ص ۱۷)

ترجمہ: کتاب الشفاء میں پیش کردہ حدیث ”اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم“ سے متعلق بعض نوجوانوں کے اعتراض پر میں مطلع ہوا کہ انہوں نے کتاب

مذکور پر اپنے (تحریر کردہ) حاشیہ میں دعویٰ کیا کہ یہ حدیث موضوع ہے، اور اس کا یہ دعویٰ صحیح نہیں ہے، اور یہاں میں اس کا متعلقہ کلام نقل کرتا ہوں، پھر اس کے بعد وہ لاؤں گا جس سے اس کا مقصد نیست و نابود ہو جائے گا اور میں اللہ تعالیٰ سے مدد کا طلب گار ہوں، وہ مجھے کافی اور بہترین مددگار ہے۔

(۷) تحقیق ان ابا سیدنا ابراہیم علیہ السلام تاریخ ولا

آزر

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تاریخ ہے یا آزر؟ یہ بحث ہمیشہ معرکہ الآراء رہی ہے۔ قرآن شریف میں ہے: ”واذ قال ابراہیم لابیه آزر“ (سورہ انعام: آیت ۷۳) اس آیت میں آزر کا ذکر ہے۔ آزر ایک بت پرست تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اس سے کیا رشتہ ہے؟ قرآن مجید میں اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ بتایا گیا ہے۔ سوال ہوتا ہے کہ کیا اس عظیم پیغمبر کے والد مشرک تھے؟ تاریخ کون ہیں؟ جب تحقیق یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد مومن تھے تو آزر بت پرست کیسے ہو گیا؟ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسل پاک سے ہیں۔ اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد بت پرست ہوں گے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام آباؤ اجداد مومن کیسے ہو سکتے ہیں؟ اس قسم کے سوالات کے جوابات اس کتاب میں درج ہیں۔ دار المقطم للنشر والتوزیع، ۵۰/ شارع الشيخ ریحان - عابدين (القاهرة: مصر) نے ۲۰۰۹ء میں اسے شائع کیا ہے۔

حضور تاج الشریعہ علامہ ازہری علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا: ”فہذہ عجالۃ فی آزر صدعت فیہا بالحق المبین، وزیفت بادیء ذی بدء ما یخالف الجمهور من رأى مہین، ولم ابال بما قیل وقیل، فرائاً امنی عن التقليد لقدم و

حدیث، و التزماً للدلیل حیثما وجد، فی التنزیل او الحدیث، او عند اهل
التاویل، العارفين بالغث و السمین، و الدلیل خیر دلیل، و اللہ یقول الحق
و یهدی السبیل، به استعین و نعم المعین۔“ (تحقیق انا اباسیدنا ابراہیم علیہ السلام
تاریخ و لا آرزو ۶۹)

ترجمہ: یہ آزر کے بارے میں ایک جلد لکھا جانے والا رسالہ ہے۔ میں نے اس
میں روشن حق بات کو ظاہر کیا، اور جمہور کے مخالف نئی رائے لانے والے کی کمزور رائے کا بطلان
کیا، اور میں نے اقوال ضعیفہ کی پرواہ نہ کی۔ قدیم وجد کی پیروی سے پرہیز کرتے ہوئے اور
دلیل کا التزام کرتے ہوئے، جہاں وہ پائی جائے، قرآن میں یا حدیث میں یا اہل تاویل کے
پاس جو صحیح و غلط کو جاننے والے ہیں، اور دلیل بہتر رہنما ہے، اور اللہ تعالیٰ حق ارشاد فرماتا ہے اور
راہ حق کی ہدایت فرماتا ہے۔ اللہ ہی سے میں مدد طلب کرتا ہوں اور وہ بہترین مددگار ہے۔

(۸) نہایۃ الزین فی التخیف عن ابی لہب یوم الاثنین

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیر کے دن پیدا ہوئے۔ ولادت اقدس کی خوش
خبری ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے اسے دی۔ اسی خوشی میں ابولہب نے ثویبہ کو آزاد کر
دیا۔ اس عمل کی وجہ سے پیر کے دن ابولہب کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے۔ بعض
حضرات نے اس روایت کے بارے میں کہا کہ یہ جھوٹ ہے۔ اس پر تاج الشریعہ نے
اپنی تحقیق پیش کی ہے۔ یہ کتاب ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۰۱۲ء میں شائع ہوئی۔

مدینہ منورہ میں آپ سے یہ سوال ہوا تھا۔ آپ نے خطبہ میں تحریر فرمایا: ”فقد
سئلت وانا بالمدينة المنورة يوم الاحد ۱۸ / ذی الحجة ۱۴۳۱ھ الموافق
۲۸ / نومبر ۲۰۱۰ء عما ینعمہ المعترض علی ما ورد فی الحدیث عن ثویبہ
مرضعة النبی صلی اللہ علیہ وسلم التي اعتقها ابولہب مستبشراً بمولد النبی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وانہ یخفف عنہ العذاب یوم الاثنين لذلك، زعم
المعترض ان الحديث كذب لما زعم من معارضة الآيات والاجماع۔

(نہایۃ الزین فی التخفیف عن ابی لہب یوم الاثنين)

ترجمہ: مدینہ مقدسہ میں بروز اتوار ۱۸ ذی الحجہ ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۸ نومبر ۲۰۱۰ء
کو مجھ سے اس پر اعتراض کرنے والے کے بارے میں سوال ہوا جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کو دودھ پلانے والی حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں آیا، جنہیں
ابولہب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ کی خوشی میں آزاد کر دیا تھا
اور اس وجہ سے پیر کے دن ابولہب کے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے۔ معترض نے کہا
کہ یہ حدیث جھوٹی ہے، کیوں کہ اس نے آیات واجماع کے معارض ہونے کا گمان کیا۔

(۹) شرح حدیث الاخلاص

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ ”الاعمال بالنیات“ کی
تشریح پر یہ رسالہ مشتمل ہے۔ الجمع الرضوی ۸۲ / محلہ سوداگران (بریلی شریف) سے یہ
رسالہ شائع ہوا۔ یہ ۳۴ صفحات پر مشتمل ہے۔

علامہ ازہری قدس سرہ العزیز نے حدیث نبوی نقل کرنے کے بعد تحریر فرمایا: ”هذا
الحديث اصل عظيم في الدين، فيه الترغيب للمرء والتلقين لحسن النية
والاخلاص، لا سيما الطالب لعلم الحديث كان الدخول في منهج الطلب
لهذا العلم الشريف له حكم الهجرة الى الله ورسوله صلى الله تعالى عليه وسلم
فكما ان الاخلاص شرط في الهجرة الى الله والرسول كذلك هو شرط
ههنا“۔ (شرح حدیث الاخلاص ص ۴)

ترجمہ: یہ حدیث دین اسلام کا ایک عظیم قانون ہے۔ اس میں انسان کو

(عموماً) اور خاص کر علم حدیث کے طلب گار کو حسن نیت اور اخلاص کی ترغیب و تلقین ہے۔ گویا کہ اس علم شریف کی طلب میں داخل ہونے کا حکم اللہ و رسول (عز و جل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جانب ہجرت کا حکم ہے، پس جیسے اللہ و رسول (عز و جل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جانب ہجرت میں اخلاص شرط ہے، اسی طرح یہاں بھی اخلاص شرط ہے۔

(۱۰) نبدۃ حیاۃ الامام احمد رضا

عربی زبان میں امام اہل سنت اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی مختصر سوانح عمری حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے تحریر فرمائی تھی۔ علامہ موصوف نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کی بہت سی کتابوں کا عربی ترجمہ کیا ہے۔ یہ سوانحی رسالہ ان کتابوں کے شروع میں شامل اشاعت کر لیا گیا ہے۔ علمائے عرب تک امام اہل سنت قدس سرہ العزیز کا مختصر تعارف پہنچانے کی یہ ایک کوشش تھی۔

(۱۱) نعمات اختر

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کا نعتیہ دیوان ”سفینہ بخشش“ کے نام سے کئی سالوں قبل طبع ہوا ہے۔ یہ مجموعہ ہندوپاک میں مشہور و مقبول ہے۔ اس مجموعہ میں زیادہ تر نظمیں اردو زبان میں ہیں۔ فارسی اور عربی زبان میں بھی چند نظمیں ہیں۔ آپ کی عربی نعتوں اور عربی منظومات کا ایک مستقل مجموعہ ”نعمات اختر“ کے نام سے ہے۔

مختلف زبانوں میں تحریر و تقریر

آپ متعدد زبانوں میں تحریر و تقریر میں کامل مہارت رکھتے تھے۔ استاذ فہم الدرجات محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری (گھوسی) دام ظلہ القوی تحریر فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے آپ کو کئی زبانوں پر ملکہ خاص عطا فرمایا ہے۔ زبان اردو تو آپ کی گھریلو زبان ہے اور عربی آپ کی مذہبی زبان ہے۔ ان دونوں زبانوں میں آپ

کو خصوصی ملکہ حاصل ہے۔ جس پر آپ کی اردو اور عربی نعتیہ شاعری شاہد عدل ہیں۔ آپ کے برجستہ اور فی البدیہ نعتیہ اشعار فصاحت و بلاغت، حسن ترتیب اور نعت تخیل میں کسی کہنہ مشق استاد کے اشعار سے کم درجہ نہیں ہوتے۔

عربی کے قدیم و جدید اسلوب پر آپ کو ملکہ راسخ حاصل ہے۔ آپ کی خطابت و شاعری اور اردو ترجمہ نگاری کسی پختہ کار عربی ادیب کے ادبی کارناموں پر بھاری نظر آتی ہے۔ جامعہ ازہر کے دور تحصیل میں جب آپ کا عربی کلام ازہر کے شیوخ سنتے تو کلام کی سلاست و نزاکت اور حسن ترتیب پر جھوم اٹھتے، اور کہتے تھے کہ یہ کلام کسی غیر عربی کا محسوس ہی نہیں ہوتا۔ یہ واقعہ میرے سامنے ہی کا ہے کہ زمبابوے میں ایک مصری شیخ نے آپ کے حمدیہ اشعار سننے تو بہت محفوظ ہوئے اور اس کی نقل کی فرمائش بھی کر ڈالی۔

میں نے انگلینڈ، امریکہ، ساؤتھ افریقہ، زمبابوے وغیرہ میں برجستہ انگریزی زبان میں تقریر و وعظ کرتے دیکھا ہے، اور وہاں کے تعلیم یافتہ لوگوں سے آپ کی تعریفیں سنی ہیں اور یہ بھی ان سے سنا کہ حضرت کو انگریزی زبان کے کلاسیکی اسلوب پر عبور حاصل ہے۔“
(تجلیات تاج الشریعہ: ص ۷۷-۷۸ - رضا اکیڈمی ممبئی)

اللہ تعالیٰ مرکز اہل سنت بریلی شریف کو شرف و بزرگی عطا فرمائے اور امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کی نسل پاک میں ہمیشہ لعل و گوہر پیدا فرمائے، تاکہ وہ مذہب اہل سنت و جماعت کی صالح رہنمائی کرتے رہیں اور مسلمانان ہند و پاک کے ایمان و عقیدہ کا تحفظ جاری رہے: آمین بجاہ النبی الکریم علیہ علی آلہ الصلوٰات والتسلیم

تاج الشریعہ کی نگارشات مشہور رسائل کی روشنی میں

مفتی محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرا لوی

نوری دارالافتاء مدینہ مسجد محلہ علی خاں کاشی پور اتر اٹھنڈ

اخبارات و رسائل تبلیغ کے معاملہ میں بہت ہی معاون و مددگار ثابت ہوئے ہیں۔ جو بات کہہ کر صرف موجودہ ہزار دس ہزار لوگوں تک پہنچائی جاسکتی ہے وہی بات لکھ کر اخبار و رسائل کے ذریعہ کروڑوں لوگوں تک پہنچائی جاسکتی ہے۔ علما نے جہاں اپنے وعظ و خطاب کے ذریعہ تبلیغ دین کا کام کیا ہے وہیں اپنی تحریر سے دین کی خدمت سرانجام دی ہے۔ یہ بات اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ ہر تحریر تصنیف بنا کر کتابی شکل میں شائع کرنا نہایت ہی دشوار ترین کام ہے۔ ایک صفحہ دو صفحہ کا مضمون لکھ کر کتابی شکل میں شائع کرنے کا رواج اہل علم کے یہاں نہیں رہا ہے۔ اگر کوئی اہم بات، پیغام، مسائل، یا کسی کے خلاف اصول بیان یا تحریر کا رد عوام تک پہنچانے کی ضرورت ہوئی اور وہ دو چار صفحات پر مشتمل ہے تو ظاہر ہے کہ اس کو کتابی شکل میں تو شائع نہیں کیا جاسکتا تو پھر اس کو عام کرنے کی آسان ترین سبیل کیا ہو سکتی ہے سوائے اس کے کہ اپنی اس مختصر اور اہم تحریر کو اخبار و رسائل میں شائع کر دیا جائے۔ اسی لیے علما ہمیشہ سے اخبارات و رسائل کے ذریعہ اپنی قیمتی تحریریں عوام و خواص تک پہنچاتے رہے۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ مستفیض ہو سکیں۔ اور تحریر بھی محفوظ ہو جائے۔

صدیوں سے یہ سلسلہ چلا آ رہا ہے اور بے شمار اہل قلم لکھتے آئے ہیں اور آج بھی لکھ رہے ہیں۔ ان اہل قلم کا شمار اور ان کا تعداد میں انحصار محال ہے۔ ہم یہاں ان اہل قلم علما میں سے صرف ایک صاحب قلم جسے عالم اسلام میں تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری میاں قادری نوری رضوی قدس سرہ کے نام سے جانا جاتا ہے، کی قلمی نگارشات کا قدرے تفصیلی بیان قلمبند کرتے ہیں۔

تاج الشریعہ قدس سرہ کا قلم اپنے جد امجد امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے قلم کا مظہر تھا۔ جو لکھا حق لکھا۔ آپ نے جب سے قلم سنبھالا آخری ایام تک اس کو ہاتھوں سے دور نہیں کیا۔ اردو عربی فارسی انگریزی چاروں زبانوں میں لکھا اور خوب لکھا۔ فتاویٰ، تصنیف، ترتیب، تقریظ، تصدیق، تقدیم، تعریب، تعلیق، حواشی، مقالہ، مضمون، پیغام، کیا کچھ نہیں لکھا آپ نے۔ قطع نظر ان سب سے اہم چند مشہور اردو رسائل خاص کرسی دنیا بریلی شریف، ماہنامہ المیزان ممبئی، اور ماہنامہ ستاری دہلی، میں شائع شدہ آپ کی کچھ تحریروں کے حوالے سے تفصیل قلمبند کرتے ہیں۔

امام احمد رضا کا ترجمہ قرآن حقائق کی روشنی میں

امام اہل سنت کے ترجمہ قرآن کنز الایمان کی امتیازی شان سے اہل علم بخوبی واقف ہیں۔ اس ترجمہ سے جہاں اہل ایمان کو ایمانی حلاوت عقائد میں پختگی، جیسے کشمیر فوائد حاصل ہوتے ہیں وہیں اہل باطل کی جگر سوزی کے حوالے سے بھی یہ ترجمہ پہچانا جاتا ہے۔ اس ترجمہ سے جب بد مذہبوں کو زیادہ تکلیف محسوس ہوئی تو انہوں نے اس کے خلاف منظم طور پر ریشہ دوانی و شرانگیزی شروع کر دی۔ بلاوجہ کی قیل و قال اور بے جا اعتراضات کر کے اس ترجمہ کی خوبیوں کو برائیوں میں بدلنے کی ناپاک کوششوں میں لگ گئے۔ اسی کی ایک کڑی ”قرآن پر ظلم“ نامی کتاب ہے جسے فاضل دیوبند مولوی امام علی قاسمی رائے پوری، نے لکھ کر مدرسہ رئیس العلوم رائے پور ضلع لکھیم پور سے ۱۹۷۶ء میں

شائع کرایا۔ مگر باطل جب جب سراٹھاتا ہے حق کی تلوار اس کے سر کو کچلنے آئی جاتی ہے یہی ہوا جب یہ کتاب منظر عام پر آئی تو حضور تاج الشریعہ نے اس کتاب کا ایسا معقول مدلل اور مفصل رد تحریر فرمایا جس سے باطل کے سارے خواب چمکنا چور ہو گئے۔ تاج الشریعہ کا یہ لا جواب، جواب پہلی بار حضور سید جیلانی محامد کی ادارت میں نکلنے والے ماہنامہ ”المیزان“، ممبئی کے ”امام احمد رضا نمبر“ بابت اپریل، مئی، جون، ۱۹۷۶ء میں شائع ہوا۔ اور دوسری بار اسی مضمون کی نقل قاری محمد میاں مظہری کی ادارت میں نکلنے والے رسالہ ماہنامہ قاری دہلی کے ”امام احمد رضا نمبر“ بابت اپریل ۱۹۸۹ء میں شائع ہوئی۔

مضمون کے شروع میں ایڈیٹر کے قلم سے درج ذیل تبصرہ قابل مطالعہ ہے ملاحظہ کریں:

رضوی گلستاں کے ایک شاداب پھول کا نام ”اختر رضا خاں“ جو مفسر اعظم حضرت العلامة ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں علیہ الرحمہ کے صاحبزادے ہیں۔ ابتدائی تعلیم دارالعلوم منظر اسلام بریلی میں حاصل کی۔ ۱۹۶۳ء میں بغرض حصول علم جامعہ ازہر مصر گئے۔ مسلسل تین سال وہاں قیام پذیر رہ کر علوم احادیث و تفاسیر میں مہارت پیدا کی۔ اور ”الاجازۃ العالمیہ“ کی سند حاصل کی۔ جسے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ایم اے کے مساوی تسلیم کرتی ہے۔

نومبر ۱۹۶۶ء میں مصر سے واپس ہوئے۔ اور دارالعلوم منظر اسلام میں تدریسی خدمات پر مامور ہو گئے۔ ادھر جب انہوں نے دیکھا کہ دیانہ کی نگاہیں امام احمد رضا کے ترجمہ پراٹھ رہی ہیں جن کا مقصد عوام الناس میں کنز الایمان سے سوؤ ظنی پھیلانے کے سوا کچھ نہیں۔ تو حضرت اختر رضا سے نہ رہا گیا اور اپنے پردادا کی مدافعت میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ دراصل اس مدافعت میں اسلام کے جلیل القدر مفسرین و محدثین کی ذوات قدسیہ بھی شامل ہیں۔ یہ مدافعت اس حملہ کا نتیجہ ہے جسے مولوی امام علی قاسمی رائے پوری فاضل دیوبند وغیرہ کی گمراہ ذہنیت نے انجام دیا ہے۔ مدرسہ رئیس العلوم رائے پور ضلع لکھیم پور یوپی سے ”وہتران پر ظلم“ نامی کتاب شائع کر کے جس فتنہ کا دروازہ فرزند ان دیوبند نے کھولنا چاہا تھا حضرت علامہ

اختر رضا خاں ازہری کے دلائل و براہین نے اسے اکھیڑ پھینکا۔ ذیل کے معرکہ الآرا تحقیقی سطور اس حقیقت کے بین ثبوت ہیں۔ امام احمد رضا نمبر کے لیے اس مضمون کو عنایت فرما کر حضرت ازہری نے ہماری جو حوصلہ افزائی کی ہے ہم ان کے شکر گزار ہیں۔ (ایڈیٹر)

[ماہنامہ المیزان، اپریل، مئی، جون، ۱۹۷۶ء، ماہنامہ قاری، اپریل ۱۹۸۹ء، ص ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷]

تاج الشریعہ کی تحریر کردہ یہ مکمل بحث دفاع کنز الایمان کے نام سے کتابی شکل میں منظر عام پر آچکی ہے۔ ارباب ذوق حاصل کر کے مطالعہ کریں۔ ہم یہاں بس ایک اقتباس نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں:

”آگے چل کر قاسمی رقم طراز ہیں: قرآن مجید کو سمجھنے کے لیے بہت سے علوم کی ضرورت ہے جنہیں تفسیر لکھنے والے علما نے بیان فرمایا ہے الخ۔ بعد میں ان علوم کا ذکر کیا ہے جو قرآن فہمی میں شرط ہیں پھر قرآن مجید سمجھنے کے غلط طریقہ کو بیان کیا ہے وہ یہ کہ آدمی میں شرطیں موجود نہ ہوں اور محض ترجمہ کی مدد سے مفسر بن جائے یا ہوں مگر وہ غلط عقیدہ و نظریہ کے لیے شرطوں کی مخالفت کرے ایسے کو تفسیر بالرائے کا مرتکب بتایا ہے اور اس پر جو وعیدیں آئی ہیں ان کا ذکر کیا ہے۔ اقوال: آپ تو یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید کو سمجھنے کے لیے بہت سے علوم کی ضرورت ہے مگر کچھ خبر بھی ہے امام الطائفة الوہابیت کہتا ہے سنئے وہ صاف کہتا ہے کہ ”اللہ و رسول کے کلام کو سمجھنے کے لیے بہت علم نہیں چاہئے۔ الخ“

الحمد للہ آپ نے اپنے امام کے کلام کو خود ہی رد کر دیا اور اپنے کلام سے اسے ان سب وعیدوں کا مستحق بھی بتا دیا کہ یہ وعید جس طرح تفسیر بالرائے کے مرتکب پر ہے بدرجہ اولیٰ اس پر بھی ہے جو اسے جائز بتائے۔ ہمیں تو خوشی ہے کہ چاہ کن را چاہ در پیش کی مثل صادق آئی۔ رہا یہ کہ کون سچا ہے آپ یا آپ کا امام اس کا فیصلہ کسی وہابی سے کرائیے۔“

[ماہنامہ المیزان، مئی، امام احمد رضا نمبر، بابت اپریل، مئی، جون، ۱۹۷۶ء، ص ۱۲۷، ۱۲۸]

رد فتوای دیوبند

اخبار روز نامہ الحجیۃ کے ۹ جنوری ۱۹۸۳ء کے پرچہ میں صفحہ تین پر ”رضا خانی ترجمہ اور تفسیر نعیمی کے بارے میں مفتیان دارالعلوم دیوبند کا بیان“ کے عنوان سے بیان شائع ہوا۔ جس میں ترجمہ کنز الایمان اور تفسیر خزائن العرفان کو شرکیات، کفریات، بدعات اور لغویات کا مجموعہ قرار دیا گیا۔ اور اس کو دیکھنے پڑھنے پڑھانے اور سننے کو ناجائز و حرام لکھا گیا۔ جب تاج الشریعہ سے اس بابت استفسار ہوا تو آپ نے اس کا دندان شکن جواب تحریر فرمایا۔ جواب میں آپ نے ترجمہ کنز الایمان اور تفسیر خزائن العرفان کی خوبیوں کا ذکر کرنے کے ساتھ وہابی دیوبندی تراجم قرآن کے مفاسد اور ایمان سوز تراجم کی تفصیل بھی بیان فرمائی۔ یہ جواب ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف کے مارچ ۱۹۸۳ء کے شمارے میں شائع ہوا۔ اس کا بس ایک اقتباس پیش کیا جاتا ہے:

بیان مذکورہ سراسر ہذیان سراپا بہتان ہے۔ سیدنا علیؑ حضرت علیہ الرحمہ کا ترجمہ مسمی بہ کنز الایمان اور صدر الافاضل کی تفسیر نعیمی اردو تراجم میں تفاسیر میں دونوں بے مثال اور قرآن عظیم کے مطالب کی تفہیم کے لیے شہرہ آفاق اور ترجمہ و تفسیر مذکور میں بارگاہ خداوندی و دربار رسالت و نبوت کا جو ادب ملحوظ رکھا گیا ہے وہ ترجمہ و تفسیر موصوف کا طرہ امتیاز ہے۔ بالخصوص ترجمہ علیؑ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان میں قاری متدبر و مناظر ذی فہم بار بار یہ کہتا ہے جہاں جہاں ظاہری معنی اللہ جل و علا یا کسی رسول علیہ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کے مناسب نہیں ہوتے وہاں ایسا ترجمہ فرما دیتے ہیں کہ اللہ و رسول کی شان عظیم میں نقص کا واہمہ بھی نہیں گزرتا اور قاری کو تنبیہ بھی ہو جاتی ہے کہ اس جگہ اس لفظ کے ظاہری معنی مراد نہیں بلکہ شان خدا و رسول کے بابت یہ اعتقاد ہونا چاہئے جو ہم نے لکھا۔ اور ترجمہ مذکورہ کی ایک امتیازی خوبی یہ بھی ہے کہ آیتوں میں جہاں ظاہری طور پر تعارض معلوم ہوتا ہے ان آیات کا ایسا ترجمہ فرما دیا ہے کہ تعارض کا وہم

کا فور ہو جاتا ہے۔“ [ماہنامہ سنی دنیا، مارچ ۱۹۸۳ء۔ ص ۱۱، ۱۲]

دفاع کنز الایمان:

اسی الجمیعة کے پرچہ میں قسط وار کنز الایمان اور تفسیر خزائن العرفان کے مفسر الہم مقدسہ اور اس میں درج اسلامی عقائد و نظریات کے خلاف دروغ بیانی و کذب بیانی کا سہارا لے کر ترجمہ اور تفسیر کو مطعون کرنے کی ناپاک کوشش کی گئی۔ مگر بھلا ہوتا ج الشریعہ کا جنہوں نے بروقت الجمیعة کے اس مذموم عمل کی تردید و سرمانی اور ”دفاع کنز الایمان“ کے عنوان سے ترجمہ کنز الایمان، تفسیر خزائن العرفان کا دفاع فرمایا جو درحقیقت اہل سنت کے عقائد و نظریات کا دفاع تھا۔ الجمیعة میں دیوبندی مولوی اخلاق حسین قاسمی کے مضمون ”بریلوی ترجمہ قرآن کا علمی تجزیہ“ کے جواب میں دفاع کنز الایمان کے نام سے آپ نے متعدد قسطیں رقم فرمائیں۔ جو رسائل میں خاص کر سنی دنیا میں شائع ہوئیں۔ دستیاب قسطوں کی تفصیل ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف کے حوالے سے کچھ اس طرح ہے۔

مضمون کی دوسری قسط کا جواب چوتھی قسط میں جون، جولائی ۱۹۸۳ء میں شائع ہوا جو ۹ صفحات پر مشتمل ہے۔

مارچ ۱۹۸۳ء صفحہ ۱۴ سے صفحہ ۱۹ تک۔ مضمون کی چھٹی قسط کا جواب، دیا گیا۔ باقی قسطوں کی تفصیل رسالے دستیاب نہ ہونے کے سبب پیش کرنے سے معذور ہوں۔

اب مضمون کی موجودہ اقساط سے ایک دو اقتباس نقل کرتے ہیں تاکہ قارئین مضمون کی گہرائی و گیرائی اندازہ لگا سکیں۔ تاج الشریعہ رقمطراز ہیں:

”ہمارے پیش نظر مولوی اخلاق حسین قاسمی کے مضمون ”بریلوی ترجمہ قرآن کا علمی تجزیہ“ کی دوسری قسط ہے۔ اس مضمون میں مضمون نگار صاحب نے سیدنا علیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے ترجمہ پر یوں اعتراض کا منہ کھولا ہے۔

’خانصاحب مرحوم کے ترجمہ میں تفسیر بالرائے کی ایک نہایت گمراہ کن مثال یہ ہے کہ وہ لفظ شاہد کا ترجمہ حاضر و ناظر کرتے ہیں۔ جیسا کہ الاحزاب آیت ۴۵ میں لکھتے ہیں۔ اے غیب کی خبریں بتانے والے نبی بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر الخ اس جگہ مضمون نگار صاحب سے یہ کہنا ہے کہ

(۱) آپ پر لازم تھا کہ آپ اپنا دعویٰ ثابت کرتے کہ شاہد کا ترجمہ حاضر و ناظر تفسیر بالرائے ہے مگر جناب نے اپنے پورے مضمون میں اس دعویٰ کا اصلاً ثبوت فراہم نہ کیا تو جناب کا یہ دعویٰ ہنوز محتاج ثبوت ہے۔ اور ان شاء اللہ قیامت تک محتاج ثبوت رہے گا۔ اور آپ ہی کیا پوری دیوبندیت بھی اقامت و حجت کے عہدے سے سبکدوش نہ ہو سکے گی۔ ان شاء اللہ الکریم۔

آپ اور آپ کے جملہ رؤس اور اذنا ب کو چیلنج ہے۔ ہاتوا برہانکم ان کنتم صدقین۔“

ایک مقام پر شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے حوالے سے فرماتے ہیں:

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی اقرب السبل میں فرماتے ہیں: باچندیں اختلافات و کثرت مذاہب کہ در علمائے امت است یک کس را دریں مسئلہ خلاف نیست کہ وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تحقیقت حیات بے شائبہ مجاز تو ہم تاویل دائم و باقی ست و بر اعمال امت حاضر و ناظر و مرطالباں حقیقت را مضیض و مربی ست“ یہ اس کی سند ہے جو ہم نے کہ تھا کہ عقیدہ حاضر و ناظر میں کسی مومن کو اختلاف کی ہرگز مجال نہیں۔“ [ماہنامہ سنی دنیا بریلی، جون، جولائی ۱۹۸۳ء ص ۲۱]

الحاصل تاج الشریعہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے پر قرآن وحدیث اور کتب فقہ، لغات، سیرت وغیرہ کتب کے علاوہ مد مخالف کے پیشواؤں سے بھی ثبوت پیش کیا ہے۔ الغرض بہت ہی معرکہ الآرا، علمی نفیس بحث فرمائی ہے۔ جس کی

تفصیل یہاں موجب تطویل ہے۔ اس لیے ہم انہیں ایک دو اقتباسات پر اکتفا کرتے ہیں۔ ہاں البتہ اس مضمون کے حوالے سے جدہ مکہ معظمہ سے سید ظفر علی صاحب کا درج ذیل تاثر نقل کر دینا مناسب سمجھتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

”ماہنامہ سنی دنیا کا شمارہ ۳ پڑھ کر بے حد خوشی ہوئی خصوصاً حضرت مفتی اعظم قبلہ کا مضمون دفاع کنز الایمان بہت پسند آیا۔ اہل باطل اور ان علماے سوء کے فتویٰ کا منہ توڑ جواب دیا ہے۔ ان شاء اللہ جب تک ہمارے علما رہیں گے دنیا میں کوئی سنیت کا بال بیکا نہیں کر سکتا۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ان العلماء ورثة الانبیاء بلاشبہ علما (اہل حق) انبیاء کے کرام کے وارث ہوتے ہیں۔ [مرجع سابق۔ ص ۶۸]

جواب الہدیٰ

روزنامہ اتحاد جوابوظمی دہلی سے نکلتا تھا اس کے ۲۶/۲۷ جب ۱۴۰۲ھ کے پرچہ میں شامل ضمیمہ بنام ”الہدیٰ“ میں اعلیٰ حضرت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف زہر افشانی کی گئی۔ اعلیٰ حضرت کے عقیدت مندوں کو اسلام سے خارج لکھا گیا۔ جواباً تاج الشریعہ نے دو قسطوں میں جواب الہدیٰ کے عنوان سے زبردست باطل شکن مضمون تحریر فرمایا۔ چوں کہ الہدیٰ عربی میں تھا اس لیے حضرت نے بھی عربی ہی میں جواب تحریر فرمایا۔ لیکن سنی دنیا کے قارئین چوں کہ عوام و خواص سبھی تھے اس لیے اس کے ترجمہ کی بھی ضرورت محسوس ہوئی جس کو حضرت قاضی عبدالرحیم بستوی علیہ الرحمہ نے پورا فرمایا۔ ماہنامہ سنی دنیا جون، جولائی اور اگست ۱۹۸۴ء کے دو شماروں میں مضمون شائع کیا گیا۔ مضمون کیا تھا لخبین کے منہ پر زنا ٹے دار طمانچہ تھا جس کی گونج آج بھی اہل باطل محسوس کرتے ہوں گے۔ مخالف کے جواب میں عموماً قلم میں تیزی آ جاتی ہے اور قلم کی دھار مثل تلوار بن جاتی ہے۔ الفاظ کی تلخی زہر بن کر مد مخالف کو مار ڈالتی ہے اور بات جب اپنے باب دادا کی

ہو تو پھر آدمی کا دائرہ تہذیب میں رہ پانا مشکل سا ہوتا ہے لیکن قارئین تاج الشریعہ کا مضمون پڑھنے کے بعد محسوس کریں گے کہ جس شائستگی و منانیت سے حضرت نے جواب دیا ہے وہ یقیناً انہیں کا حصہ تھا۔ ہم حضرت کے مضمون سے بس ایک اردو اقتباس نقل کرتے ہیں:

”بعد حمد و صلاۃ کے میری نظر سے رسالہ الہدیٰ میں ایک دل آزار مضمون گزرا جو ابوظہبی سے شائع ہوا۔ یہ مضمون دروغ اور اہل سنت و جماعت اور امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں قدس سرہ پر افترا و بہتان سے بھرا ہوا ہے۔ بے شک یہ تمام جھوٹی باتیں اس رسالہ میں ہندوستان کے کچھ لوگوں سے لی ہیں۔ جن کی کوشش صرف یہ ہے کہ اہل سنت و جماعت پر خصوصاً امام اہل اسلام و شیخ المسلمین علامہ احمد رضا خاں (اللہ تعالیٰ جنت میں ان کو بہتر مقام عطا فرمائے) پر بہتان باندھا ہے۔ مضمون نگار:

”اس ملک میں ایک نئی بدعت اسلام اور مسلمانوں سے خارج گروہوں کی بدعتوں سے ظاہر ہوئی ہے۔ اور وہ بریلویت ہے۔ اس کے جواب میں، میں کہتا ہوں کہ ہم اہل سنت و جماعت کو بریلویت کی طرف منسوب کرنا اہل ہند میں سے دیوبندیوں کی عادت ہے۔ اور ان لوگوں نے ہم پر اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے کی تہمت لگائی ہے۔ یہی اس کے سزاوار ہیں اور یہ تہمت انہیں پر چسپاں ہے۔ اور بحمد اللہ ہم اسے تہمت سے بری ہیں۔ اور ہمارا مذہب نہ بریلویت ہے نہ اس کے سوا کوئی دوسرا ہی مذہب ہے ہم تو اسی ملت سہل اور بیضا کے معتقد ہیں جو سرکارِ ابد قراری صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول کے بموجب ایسی ہے کہ اس کی رات اس کے دن کی طرح تاباں ہے۔ تو ہم ہمیشہ سے اہل سنت میں ہیں۔ اور اپنے آباؤ اجداد سے اہل سنت کے ساتھ ہیں۔ اور جو کچھ ہم کہتے ہیں اس پر خدا گواہ ہے۔ مگر یہ کہ امام علامہ خیر فہامہ شیخ امام احمد رضا خاں بریلوی نے سنتِ سنہ کی نصرت فرمائی اور بدعت کار دیکھا اور بد مذہبوں میں خصوصاً دیوبندیوں اور قادیانیوں کو ترکی بہ ترکی جواب دئے قادیانیوں کے رد میں ان کے اچھے رسالے ہیں۔ تو ان بدعتی لوگوں نے جن

کار و مدوح مذکور نے کیا خصوصاً دیوبندیوں نے ان پر نیا مذہب گڑھنے کی تہمت لگائی اور ان کے معتقدان کے شہر بریلی کی طرف منسوب کر کے بریلوی کہنے لگے۔ تو بریلوی اہل سنت و جماعت لقب ہو گیا۔ الخ“ [ماہنامہ سنی دنیا بریلی، جون جولائی، ۱۹۸۴ء ص ۵۶]

اس مضمون کے حوالے سے سنی دنیا میں حضور تاج الشریعہ کے نام مولانا عبدالکریم نعیمی کا ایک خط شائع کیا گیا جس کو یہاں نقل کرنا فائدہ سے خالی نہیں ہوگا۔ ملاحظہ کریں:

مکتوب

۹۲/۷۸۶

مورخہ ۲۵/ جولائی ۱۹۸۴ء

محترم المقام حضرت العلامة اختر رضا خان صاحب ازہری مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج ہمایوں؟

آپ کا گرامی نامہ، اتحاد کا ضمیمہ ”الہدیٰ“ اور بارہ اشخاص کے پتے مشتمل کاغذ سب کچھ موصول ہوئے حسب ارشاد گرامی مندرجہ ذیل عبارت ان بارہ شخصوں کے نام بذریعہ ہوائی ڈاک گزشتہ کل روانہ کر دی گئیں۔ خصوصی دعائیں فرمائیں۔ فقط والسلام۔ محمد عبدالکریم قادری نعیمی غفرلہ۔

اظہار حقیقت:

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب قادری بریلوی علیہ الرحمہ سنی صحیح العقیدہ زبردست عالم دین اور سچے پکے مسلمان تھے۔ تحقیق و تدقیق کے بادشاہ شریعت و طریقت کے بادشاہ شریعت و طریقت کے آگاہ چودھویں صدی کے مجدد اور عظیم مفسر و محدث و فقیہ و مفتی تھے۔ ان کے معتقدین و مریدین سنی صحیح العقیدہ مسلمان

ہیں۔ اور ہندو پاک بنگلہ دیش اور دنیا کے گوشہ گوشہ میں ان کی اکثریت ہے۔

مطالبہ

روزنامہ ”اتحاد“ ابوظہبی کا ضمیمہ ”الہدی“ مجریہ ۲۶ رجب ۱۴۰۲ھ کا مندرجہ شائع شدہ مضمون پر پابندی لگائی جائے۔ اور اخبارات میں معذرت چھاپی جائے۔ ”بریلویہ نئی بدعت ہے اور بریلوی اسلام سے خارج ہیں“

فقط والسلام مع الاکرام

محمد عبدالکریم قادری نعیمی غفرلہ

پرنسپل ادارہ بالا۔ [سنی دنیا بریلی، اگست ۱۹۸۲ء ص ۱۳، ۱۴]

مدیر رسالہ ماہنامہ سنی دنیا مولانا عبدالنعیم عزیزی صاحب تاج الشریعہ کے اس

مضمون کے حوالے سے اپنا تاثر یوں تحریر کرتے ہیں:

”ویسے یہ بتادوں کہ اس تاریکی میں روشنی کی کرن پھوٹی ہے۔ حضرت علامہ اختر رضا خان

صاحب نے دہی کے الہدی (جس نے بریلویوں کو خارج از دین لکھا ہے) اخبار عربی کا جواب

عربی زبان میں دیا ہے جسے علما نے سراہا ہے۔ [مرجع سابق ص ۴]

عصمت انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والتسلیمات

۱۹۸۷ء میں اسلام پورہ بھینڈی مہاراشٹر میں ایک اسلامی نمائش کے موقع

پر، پروفیسر عبدالرحمن مومن کے ذریعہ حضرت ابراہیم علی نبینا علیہ الصلاۃ والتسلیم کے

والد گرامی کو بت تراش کہنے کا معاملہ پیش آیا۔ جس پر قائل پروفیسر کو تنبیہ کی گئی مسلک

جمہور کا حوالہ دیا گیا مگر پروفیسر نے رجوع نہیں کیا۔ بلکہ آزر جو حضرت ابراہیم علیہ السلام

کا چچا تھا اس کے باپ ہونے پر کچھ کتابوں کے حوالے پیش کر کے صفائی دیتا رہا۔ عوام

اہل سنت نے اسی سلسلہ میں علما کرام سے حکم شرعی معلوم کیا۔ علما کی طرف سے خاص

کر تاج الشریعہ کی جانب سے اس کا مکمل مدلل اور مفصل جواب تحریر کیا گیا۔ جس سے پروفیسر کی تحقیق کے سارے تانے بانے بکھر گئے۔

یہ جواب ماہنامہ قاری دہلی کے اپریل ۱۹۸۷ء کے شمارے میں شامل اشاعت ہوا۔ اس جواب سے بیشتر مدیر رسالہ قاری محمد میاں مظہری نے درج ذیل نوٹ تحریر فرمایا ہے جس سے اصل واقعہ کا پتہ چلتا ہے۔ ملاحظہ ہو:

”انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والتسلیمات کے آبائے کرام وامہات کریما کے تعلق سے تمام متقدمین ومتاخرین اہل علم و تحقیق کا یہ مسلک ہے کہ یہ حضرات موحدین تھے اور نجاست کفر سے ان کا دامن پاک ومبرا تھا۔ مگر افسوس کہ بعض نام نہاد اہل علم و تحقیق کسی نہ کسی شکل میں ان ذوات قدسیہ پر رکیک حملوں کی بد بختانہ جسارت کر کے اپنی شقاوت قلبی کا شرمناک مظاہرہ کرتے رہتے ہیں۔ اسی قسم کا ایک افسوس ناک مظاہرہ چند ماہ قبل بھونڈی میں ایک اسلامی نمائش کے موقع پر پروفیسر عبدالرحمن مومن کی جانب سے کیا گیا اور ان پروفیسر صاحب نے سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد ذوی الاحترام کو بت تراش اور پجاری جیسے مشرکانہ الفاظ کے ذریعہ یاد کر کے اپنی کور باطنی اور خباثت قلبی کا ثبوت پیش کیا۔ موصوف کو اس مسئلہ میں حسبہور علمائے کرام کی تحقیق سے بھی آگاہ کیا گیا مگر ہٹ دھرمی اور علمی برتری کے تکبر نے موصوف کو قبول حق سے باز رکھا۔ جس کے بعد بمبئی کے غیور اور دین دار مسلمانوں نے علمائے کرام سے رجوع کیا ذیل میں اس موضوع پر جانشین مفتی اعظم ہند حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری کا تحقیقی فتویٰ پیش خدمت قارئین ہے۔ ہم بارگاہ خداوندی میں دعا گو ہیں کہ قادر مطلق پروفیسر صاحب کی شقاوت قلبی کو محبت واحترام نبوت میں تبدیل فرما کر انہیں قبول حق کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اہل ایمان کو ایسے مفسدین کے مضر اثرات سے محفوظ رکھے۔ آمین بحبہ حبیبک سید المرسلین۔ (ایڈیٹر) [ماہنامہ قاری، دہلی، اپریل ۱۹۸۷ء ص ۱۷۱]

تاج الشریعہ کے معرکہ الآرا جواب سے کچھ اقتباس پیش ہیں۔ جن سے نفس مسئلہ کے ساتھ ساتھ تاج الشریعہ کی تحریر علی کا اندازہ کیا جاسکے۔ رقم طراز ہیں:

”محققین علمائے کرام کا مسلک یہ ہے کہ حضور پر نور شفیع المذنبین سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے تمام آبائے کرام و امہات کریمات سیدنا آدم علیہ السلام سے حضرت عبداللہ وسیدہ آمنہ تک سب موحد تھے۔ اس میں کوئی کافرنہ تھا۔ اور اس آیت کریمہ الذی یراک حین تقوم وتقلبک فی الساجدین، یعنی جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم قیام فرماتے ہو اور مومنوں کے اصلاب میں تمہارے دورے کو دیکھا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی تفسیر میں مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: ای تقلبک من اصلاب طاهرة من اب لیداب الی ان جعلک نبیاً فکان نور النبوة ظاہراً فی آبائہ“، یعنی اللہ تعالیٰ آپ کے پاک پشتوں میں دورہ کو اور ایک پدر سے ایک دوسرے پدر کی پشت میں منتقل ہوتا دیکھتا ہے۔ یہاں کہ حضور کو اللہ تعالیٰ نے نبی بنا کر پیدا کیا تو نبوت کا نور آپ کے آبائے کرام میں ظاہر تھا۔ یہ تفسیر امام ابوالحسن مارودی نے سیدنا عبداللہ ابن عباس سے نقل فرمائی۔

کچھ آگے چل کر فرماتے ہیں:

”آز حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد نہ تھے ان کے والد کا نام تاریخ تھا اور آز آپ کے چچا کا نام ہے جو کافر تھا۔ یہی مسلک بکثرت نساہین (یعنی وہ لوگ جو شجرۂ نسب بیان کرتے ہیں) کا ہے۔“

تمام دلائل و براہین قلمبند کرنے کے بعد آخر میں فرماتے ہیں:

یہاں سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے آبائے کرام کا حال معلوم ہوا اور وہ یہ کہ سب کے سب موحد تھے۔ ماشاء اللہ ان میں کوئی کافرنہ تھا۔ اور دیگر انبیاء کرام کے والدین کے متعلق تصریح نظر سے نہ گزری اور ان کے مقام رفیع کے شایاں یہی ہے کہ ان

کا نسب نجاست کفر سے پاک ہو۔ چنانچہ علامہ ابوالحسن ماتر دی سے امام سیوطی ناقل:

لما كان أنبياء الله صفوة عباده وخير خلقه لما كلفهم من القيام بحقه
استخلصهم من أكرم العناصر وأمدهم بأوكد الأواصر حفظاً لنسبهم من قدح
ولمنصبهم من جرح“ [مرجع سابق، ص ۲۰]

من شك في كفر وعذابه فقد كفر

جزئیہ من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر، کفر التزامی کے ساتھ خاص ہے
یا کفر لزومی کے، یہ ایک اہم اور دشوار ترین بحث ہے۔ تاج الشریعہ سے اس بابت
استفسار کیا گیا تو آپ نے نہایت علمی و تحقیقی مدلل و مفصل جواب قلمبند فرمایا۔ جواب کی
ایک ایک سطر قابل مطالعہ ہے۔ سائل چوں کہ ایک عالم تھے لہذا انہوں نے بہت سی علمی
دلیلیں نقل کیں جن کے حضرت نے بالترتیب جواب مرحمت فرمائے۔

ماہنامہ سنی دنیا میں جنوری ۱۹۸۳ء کے شمارے میں یہ تحقیقی جواب شائع کیا گیا۔ ہم
یہاں اس کا ایک اقتباس پیش کرتے ہیں۔ تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

”فی الواقع من شك في كفره وعذابه فقد كفر، کفر قطعی (جو کلام متعین
المراد کا مدلول قطعی ہوتا ہے جس کے سوا اصلاً اس کلام کے دوسرے معنی ہو ہی نہیں
سکتے) ہی کے ساتھ خاص ہے۔ یہی وہ کفر ہے جس کے قائل کی تکفیر حتمی ہے۔ اور اس کے
کفر میں شک کرنے والا خود کافر ہے۔ فقہاء کلام متبیین میں قائل کی تکفیر ضرور کرتے ہیں
مگر من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر نہیں فرماتے۔“

کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں:

”تو ثابت کہ عند الفقہاء کفر لزومی میں من شک فی کفر مستعمل ہونا ممنوع
اور زید نے جو یہ کہا کہ کافر کے کفر میں شک کرنا ضروریات دین میں شک
کرنا ہے الخ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دلیل کفر التزامی کے مرتکب کی تکفیر میں

شاک کے لیے ہے نہ کہ کفر لزومی کے مرتکب کی تکفیر کے شک کرنے والے کے لیے۔ اس لیے کہ امر ضروری دینی کا قطعی اور معلوم خاص و عام ہونا ضروری ہے۔ اور اس کے لوازم سے اس کا اتفاق ہونا بھی ضرور۔ اور کفر لزومی کے مرتکب میں اختلاف ہے تو قطعیت کہاں رہی؟ تو اس کی تکفیر میں شک کرنا ضروریات دین میں شک نہیں۔ اور نہ ہی تکفیر متکلمین۔“

آخر میں فرماتے ہیں:

”بالجملہ من شک فی کفرہ و عذابہ کفر“

التزامی کے ساتھ خاص ہے۔ اور کفر سے مراد کفر التزامی قطعی ہے۔ تو موضوع محمول سے خاص نہیں۔ اور اس صورت میں تکفیر بعض مومنین لازم نہیں آتی۔ البتہ کفر فقہی میں جزئیہ مذکورہ مستعمل ہونے کی صورت میں ضرور تکفیر بعض مومنین لازم آتی ہے۔“

[ماہنامہ سنی دنیا میں جنوری ۱۹۸۳ء، ص ۲۶، ۲۷، ۳۹]

ہاں بے شک عکسی تصویر کھینچنا کھینچنا ناجائز ہے

ماہنامہ المیزان ممبئی کے فروری ۱۹۷۶ء کے شمارے میں ”کیا عکسی تصویر ناجائز ہیں؟ کے عنوان سے ۱۰ صفحات پر مشتمل ایک استفتا ہاشمی میاں کچھو چھوی کی طرف سے شائع ہوا۔ استفتا کیا تھا بقول تاج الشریعہ:

”ایک استفتاء ہے جو بصورۃ استفتاء ہے مگر اپنے انداز و اطوار کے اعتبار سے

گویا فتویٰ ہے۔“ [ماہنامہ المیزان، جولائی، اگست ۱۹۷۶ء ص ۲۸]

یعنی استفتاء کے انداز سے لگتا ہے کہ حکم معلوم کرنا نہیں بلکہ حکم بیان کرنا مقصود ہے۔ خیر اس استفتاء میں عکسی تصویر کے جائز ہونے پر دلائل پیش کئے گئے تھے جس کے جواب میں تاج الشریعہ نے ایک تفصیلی فتویٰ تحریر فرمایا۔ جو ماہنامہ اعلیٰ حضرت بابت جولائی ۱۹۷۶ء میں شائع ہوا اور اسی سے من وعن ماہنامہ المیزان ممبئی میں قسط وار شائع کیا گیا۔

ماہنامہ المیزان میں پہلی قسط پندرہ صفحات پر مشتمل ”ہاں بے شک عکسی تصویر کھینچنا کھنچوانا جائز ہے۔“ کے عنوان سے جولائی، اگست ۱۹۷۶ء میں شائع ہوئی۔ دوسری قسط تین صفحات پر مشتمل جولائی ۱۹۷۷ء کے شمارے میں شائع ہوئی۔ تیسری قسط بارہ صفحات پر مشتمل اگست ۱۹۷۷ء میں شائع ہوئی۔ باقی قسطیں اگلے دستیاب شماروں میں فقیر کو نظر نہیں آئیں۔ مضمون خالص علمی پیرایہ میں لکھا گیا ہے۔ ایک اقتباس ملاحظہ ہو: تاج الشریعہ رقم طراز ہیں:

مسلم نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی

قال قال لی علی رضی اللہ عنہ ألا أبعثک علی ما بعثنی علیہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم أن لا ندع صورة إلا طمسناها، ولا قبراً مشرفاً إلا سويتہ۔

یعنی وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں اس کام پر نہ بھیجوں جس پر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا۔ کہ تم کسی تصویر کو بغیر اس کے بگاڑو نہ چھوڑو اور کسی اونچی قبر کو بغیر نیچی کئے نہ چھوڑو۔ اس حدیث میں صورتہ نکرہ منفیہ اور نکرہ چیز نفی میں مقید عموم ہوتا ہے۔ تو صورتہ میں مفید عموم ہوا اور تم جان دار کی تصویروں کی حرمت خواہ مشرکین انہیں پوجتے ہوں یا نہ پوجتے ہوں کا افادہ فرمایا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ انہوں نے بھی عموم سمجھا بلکہ علی العموم حکم دیا۔ واللہ الحجة السامیة۔ جو مدعی مخصوص ہے دلیل دے۔“

[ماہنامہ المیزان مئی، جولائی، اگست ۱۹۷۶ء ص ۳۰]

مشتے نمونہ از خروارے یہ چند مثالیں تاج الشریعہ کی نگارشات کے حوالے سے سپر قمر طاس کی گئیں یہ مقام مزید تفصیل کا متحمل نہیں۔ اللہ پاک حضور تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ کے فیوض و برکات سے ہمیں مستفیض فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم۔

سعودی مظالم کی کہانی اختر رضا کی زبانی حق گوئی کا تاریخی تجزیہ

مولانا نور الہدیٰ مصباحی گورکھپوری

آج کے اس پر آشوب دور میں جب کہ مذہبی زندگی کے آثار مٹتے چلے جا رہے ہیں، حق گوئی اور احکام شریعت پر عمل پیرا ہونے کا جذبہ سرد پڑتا جا رہا ہے۔ معسر بنی تہذیب سے وابستگی اور سنت رسول ﷺ سے بیزاری بڑھتی جا رہی ہے، علوم دین سے بے اعتنائی اور دنیاوی علوم سے دلچسپی بڑھتی جا رہی ہے، دین کو چھوڑ کر دنیا کی دولت حاصل کرنے کی لگن لوگوں کے دلوں میں گھر کرتی جا رہی ہے۔ مگر جو اللہ کے مخصوص بندے ہوتے ہیں ان کی زندگی کا مقصد اس پر فتن دور میں بھی اطاعت رسول ﷺ اور اتباع رسول ﷺ ہوتا ہے۔ ان کی زندگی کی رفتار دیکھ کر مذہبی زندگی گزارنے کے جذبات ابھرتے ہیں۔ ابھی بھی کچھ ایسی قداور اور عبقری شخصیتیں نظر آتی ہیں جن کی عملی وجاہت اور بے پایاں فیض سے پوری قوم مستفیض ہو رہی ہے۔ ان کا چلنا، پھرنا، اٹھنا، بیٹھنا، سونا، جاگنا دیکھ کر مخلوق خدا کے دلوں میں سلف صالحین کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ ان کے کردار و عمل، رفتار و گفتار سے اطاعت رسول ﷺ اور سنت رسول ﷺ پر عمل کرنے کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔ ان کے تقویٰ و طہارت، زہد و پارسائی، حسن سیرت و عمل، شب بیداری اور روشن پیشانی کو دیکھ کر گرم گشتگان راہ کا صراط مستقیم کی طرف گامزن

ہونے کا حوصلہ پروان چڑھتا ہے۔ انھیں عظیم عبقری، ہمہ گیر، قد آور، نابغہ روزگار اور تاریخ ساز ہستیوں میں حضور تاج الشریعہ، جانشین حضور مفتی اعظم حضرت علامہ الحاج مفتی محمد اسماعیل رضا المعروف اختر رضا خان قادری رضوی نوری برکاتی ازہری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات ستودہ صفات تھی، حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی خوبصورت، دیدہ زیب، محترم شخصیت کو جس پہلو سے بھی دیکھا جائے ہر نیچ اور زاویہ نگاہ سے کامل نظر آتی ہے۔ اخلاق و کردار، سادگی و شرافت جو ہر تحریر، ادب و انشا، شعر و شاعری، فقہ و افتاء، درس و تدریس، حق گوئی بلکہ ہر اعتبار سے تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی شخصیت قابل ذکر، لائق مدح و تعریف ہے اور سب پر طرہ یہ کہ آپ کی ذات گرامی مرجع خلائق اور مرجع نگاہ ہر خاص و عام تھی۔ حضور مفتی اعظم ہند علامہ شاہ مصطفیٰ رضا خان نوری علیہ الرحمہ کے بعد قوم و ملت کی صحیح رہنمائی اور قومی و ملی دکھ درد کا مداوا فرمانے والی شخصیت حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ذات تھی۔ آپ کے وصال سے ایک عظیم علمی عہد کا خاتمہ ہو گیا جس کی بھرپائی بہت مشکل نظر آرہی ہے۔ آپ کی بے پناہ مقبولیت کی دلیل اس سے بڑی اور کیا ہوگی کہ ملک و بیرون ممالک سے جنازے میں انسانوں کا سیلاب امنڈ کر سمندر کی طرح موجیں مارنے لگا تھا۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ صرف شہر بریلی ہی سونا نہیں ہوا بلکہ پوری دنیائے سنیت پر غم و اندوہ کے گہرے بادل چھا گئے۔ آپ کی تاریخ ساز شخصیت کمال و خوبی سے اس قدر مرصع و مزین تھی جس کی کسی ایک خوبی اور فن پر روشنی ڈالی جائے تو وہی ایک کتاب ہو جائے۔

اعلائے کلمۃ الحق

احقاق حق و ابطال باطل خانوادہ رضویہ کی ان صفات میں سے ہے جس کا اعتراف نہ صرف اپنوں بلکہ بیگانوں کو بھی کرنا پڑا، سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں ہر طرف کفر و الحاد کی آندھیاں چل رہی تھیں مگر علم بردار حق سیدی اعلیٰ حضرت نے

کبھی باطل کے سامنے سر نہ جھکایا۔ سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی حق گوئی و بے باکی بھی تاریخ کا درخشندہ باب ہے۔ اللہ رب العزت نے جانشین مفتی اعظم ہند سیدی تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ کو بھی اپنے اسلاف کا پر تو بنایا تھا۔ آپ کی حق گوئی و بے باکی بھی قابل تقلید ہے۔ وقتی مصلحتیں، طعن و تشنیع، مصائب و آلام یہاں تک کہ قید و بند کی صعوبتیں بھی آپ کو راہ حق سے نہ ہٹا سکیں۔ آپ ہر معاملے میں اپنے آباؤ اجداد کی روشن اور تابناک روایتوں کی پاسداری فرماتے رہے۔

سعودی مظالم کی کیفیت جانشین مفتی اعظم کی زبانی

ممبئی ۱۳ ستمبر ۱۹۸۶ء میں ابراہیم مرچنٹ روڈ مینارہ مسجد کے قریب رضا اکیڈمی کے زیر اہتمام جانشین مفتی اعظم ہند کی مکہ مکرمہ میں بیجا گرفتاری پر سعودی حکومت کے خلاف ایک زبردست احتجاجی جلسہ ہوا۔ جس کی صدارت محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری مصباحی سابق شیخ الحدیث الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور نے فرمائی، ممبئی کے علما و ائمہ مساجد کے علاوہ باہر سے آئے ہوئے ہزاروں اکابر علماء و عوام نے شرکت کی۔ مجمع تقریباً پچاس ہزار افراد پر مشتمل تھا۔ بطور احتجاج سعودی کی ظالم حکومت کے خلاف فلک شگاف نعرے لگائے جارہے تھے۔ اسی اثنا میں جانشین مفتی اعظم ہند سعودی حکومت میں اپنی گرفتاری اور زیارت مدینہ منورہ کے بغیر ہندوستان واپس کئے جانے سے متعلق اپنا یہ مختصر سا بیان دیا۔

۳۱۔ اگست ۱۹۸۶ء شب میں تین بجے اچانک سعودی حکومت کے سی آئی ڈی۔

اور پولیس کے لوگ میری رہائش گاہ پر آئے اور مجھے بیدار کر کے پاسپورٹ طلب کیا اور پھر میرے سامان کی تلاشی کا مطالبہ کیا۔ میرے ساتھ میری پردہ نشین بیوی تھیں، میں نے انہیں ہاتھ روم میں بھیجا، پھر سی آئی ڈی نے باہر سے مقفل کر دیا اور وہ لوگ سپاہیوں کے ساتھ میرے کمرے میں داخل ہوئے اور مجھے ریوالور کے نشانے پر حرکت نہ کرنے کی وارننگ دی، میرے سامان کی تلاشی لی، میرے پاس حضرت علامہ سید علوی مالکی رضوی

مدظلہ کی دی ہوئی چند کتابیں اور کچھ کتابیں اعلیٰ حضرت کی اور دلائل الخیرات تھی، ان تمام کتابوں کو اپنے قبضہ میں لیا، مجھ سے ٹیلیفون کی ڈائری مانگی۔ جو میرے پاس نہ تھی۔ میرا، میری بیوی کا اور میرے ساتھیوں کے پاسپورٹ ٹکٹ اور وہ کتابیں ہمراہ لے کر مجھے سی، آئی، ڈی آفس لائے اور یکے بعد دیگرے میرے رفقا، محبوب اور یعقوب کو بھی اٹھالائے۔ مجھ سے رات میں رسمی گفتگو کے بعد پہلا سوال یہ کیا کہ آپ نے جمعہ کہاں پڑھا؟ میں نے کہا میں مسافر ہوں، میرے اوپر جمعہ فرض نہیں۔ لہذا میں نے اپنے روم میں ظہر پڑھی۔ مجھ سے پوچھا تم حرم میں نماز نہیں پڑھتے ہو؟۔

میں نے کہا: میں حرم سے دور رہتا ہوں، حرم میں طواف کے لئے جاتا ہوں۔ اسی لئے میں حرم میں نماز نہیں پڑھ سکتا۔ مجھ سے کہا آپ کیوں اپنے محلہ کی مسجد میں نماز نہیں پڑھتے؟ میں نے کہا بہت سے لوگ ہیں جنہیں میں دیکھتا ہوں کہ وہ محلہ کی مسجد میں نماز پڑھتے اور بہت سے لوگوں کے متعلق مجھے محسوس ہوتا ہے کہ وہ سرے سے نماز ہی نہیں پڑھتے تو مجھ سے ہی کیوں باز پرس کرتے ہیں؟ مجھ سے پھر اصرار کیا گیا تو میں نے کہا کہ میرے مذہب میں اور آپ لوگوں کے مذہب میں اختلاف ہے۔ آپ حنبلی کہلاتے ہیں اور میں حنفی ہوں۔ اور حنفی مقتدی کی رعایت غیر حنفی امام اگر نہ کرے تو حنفی کی نماز صحیح نہیں ہوگی۔ اسی وجہ سے میں نماز علیحدہ پڑھتا ہوں۔ مجھ سے حضرت علامہ سید علوی مالکی مدظلہ کی کتابوں کے متعلق پوچھا میں نے کہا مجھے یہ کتابیں انہوں نے چند روز پہلے دی ہیں جب میں ان سے ملنے گیا تھا۔ مجھ سے سوال کیا کہ یہ پہلی ملاقات تھی؟ میں نے کہا ہاں۔ یہ پہلی ملاقات تھی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی چند کتابیں دیکھ کر جو نعت اور مسائل حج کے متعلق تھیں پوچھا ان سے تمہارا کیا رشتہ ہے؟ میں نے کہا وہ میرے دادا تھے۔ اس مختصر سی انکوائری کے بعد مجھے رات گزر جانے کے بعد فجر کے وقت جیل بھیج دیا گیا۔

دس بجے پھرتی، آئی۔ ڈی سے گفتگو ہوئی، اس نے پوچھا کہ ہندوستان میں کتنے فرقے ہیں؟ میں نے شیعہ قادیانی وغیرہ چند فرقے گنائے اور میں نے واضح کیا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے قادیانیوں کا رد کیا ہے، اور اس کی رد میں چھ رسالے جزاء اللہ عودہ، قہر الدیان، السوء العقاب وغیرہ لکھیں۔ ہم پر کچھ لوگ یہ تہمت لگاتے ہیں اور آپ کو یہ بتایا ہے کہ ہم اور قادیانی ایک ہیں، یہ غلط ہے۔ اور وہی لوگ ہمیں بریلوی کہتے ہیں، جس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ بریلوی کسی نئے مذہب کا نام ہے، ایسا نہیں ہے بلکہ ہم اہل سنت و جماعت ہیں۔

سی آئی، ڈی کے دریافت کرنے پر میں نے بتایا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ نے کسی نئے مذہب کی بنیاد نہیں ڈالی بلکہ ان کا مذہب وہی تھا جو سرکار محمد مصطفیٰ ﷺ کا اور صحابہ و تابعین کا اور ہر زمانہ کے صالحین کا مذہب ہے۔ ہم اپنے آپ کو اہل سنت و جماعت کہلوانا ہی پسند کرتے ہیں۔ ہمیں اس مقصد سے بریلوی کہنا کہ ہم کسی نئے مذہب کے پیرو ہیں، ہم پر بہتان ہے۔ سی، آئی ڈی کے سوال پر میں نے وہابی اور سنی کا فرق مختصر طور پر واضح کیا۔ میں نے کہا کہ وہابی حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم غیب اور ان کی شفاعت، اور ان سے توسل اور استمداد اور انہیں پکارنے کے منکر ہیں۔ اور ان امور کو شرک بتاتے ہیں۔ جب کہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ سے توسل جائز ہے، اور انہیں پکارنا بھی اور وہ سنتے بھی ہیں، اور اللہ کے بتائے سے غیب کو حبانے بھی ہیں، اور اللہ نے ان کو شفاعت کا منصب عطا فرمایا۔

علم غیب پر سی۔ آئی۔ ڈی کے پوچھنے پر آیات قرآن سے میں نے دلیلیں قائم کیں اور یہ ثابت کیا کہ نبوت اطلاع علی الغیب ہی کا نام ہے، نبی وہی ہے جو اللہ کے بتانے سے علم غیب کی خبر دے۔ نبی کے واسطے سے ہر مومن غیب جانتا ہے جیسا کہ قرآن مقدس میں منصوص ہے، سی، آئی، ڈی کے اگلے سوال پر میں نے بتایا کہ سرکار دو عالم ﷺ کو بعد

وصال بھی غیب کی خبر ہے، اس لئے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت باقی ہے اور نبوت غیب جاننے ہی کو کہتے ہیں۔ پھر یہ کہ آیتوں میں ایسی قید نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ بعد وصال سرکار صلی اللہ علیہ وسلم علم غیب نہیں جانتے ہیں۔ ایک اور نشست میں سی۔ آئی ڈی کے مطالبہ پر میں نے توسل کی دلیل میں وابتغوا لیہ الوسیلۃ آیت پڑھی اور یہ بتایا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل من جملہ اعمال صالحہ ہے، اور یہ کہ کسی عمل کا صالح ہونا اور وسیلہ ہونا اس شرط پر موقوف ہے کہ وہ مقبول ہو۔ اور سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ مقبول بارگاہ الوہیت ہیں بلکہ سید المقبولین ہیں، تو ان سے توسل بدرجہ اولی جائز ہے اور توسل شرک نہیں۔

سی، آئی، ڈی، کے کہنے پر میں نے مزید کہا کہ کسی سے اس طور پر مدد مانگنا کہ اللہ کے سوا اس کو مستقل اور فاعل سمجھے شرک ہے اور ہم اس طور پر کسی سے مدد مانگنے کے قائل نہیں ہیں۔ ہاں اللہ کی مدد کا وسیلہ جان کر کسی مقبول بارگاہ سے مدد مانگنا ہرگز شرک نہیں ہے۔ سی، آئی، ڈی کے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ ہم میں اور وہابیوں میں یہ فرق ہے کہ وہ ہمیں توسل وغیرہ امور کی بنا پر کافر و مشرک بتاتے ہیں لیکن ہم ان کو محض اس بنا پر کافر و مشرک نہیں کہتے (یعنی اس کے وجوہات اور ہیں)

دوسرے دن میرے ان بیانات کی روشنی میں سی، آئی، ڈی، نے میرے لئے ایک اقرار نامہ لکھ کر مجھے سنایا جو یوں تھا: میں فلاں بن فلاں بریلوی مذہب کا مطیع ہوں، میں نے اعتراض کیا کہ میں بارہا یہ کہہ چکا ہوں کہ بریلوی کوئی مذہب نہیں ہے۔ اور اگر کوئی نیا مذہب بنام بریلوی ہے تو میں اس سے بری ہوں۔

آگے اقرار نامہ میں اس نے یوں لکھا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کا پیرو ہوں اور بریلویوں میں سے ایک ہوں، اور ہمارا عقیدہ ہے کہ سرکار سے توسل، استغاثہ اور ان کو پکارنا جائز ہے۔ اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں، اور وہابی ان امور

کو شرک بتاتے ہیں، میں ان کے پیچھے اس وجہ سے نماز نہیں پڑھتا ہوں کہ ہم سنیوں کو مشرک بتاتے ہیں۔ اقرار نامہ کے آخر میں میرے مطالبے پر اس نے یہ اضافہ کیا کہ بریلویت، کوئی نیاندھب نہیں ہے، اور ہم لوگ اپنے آپ کو اہل سنت و جماعت، کہلوانا ہی پسند کرتے ہیں۔ پھر مختلف نشستوں میں بار بار وہی سوالات دہرائے۔

بعد میں مجھ سے میرے سفر لندن کے بارے میں پوچھا اور کہا کہ کیا آپ نے وہاں کسی کانفرنس میں شرکت کی ہے؟ میں نے جواب دیا کہ کانفرنس حکومتی پیمانے اور سیاسی سطح پر ہوتی ہے، ہم لوگ نہ سیاسی ہیں نہ کسی حکومت سے ہمارا رابطہ ہے۔

سی۔ آئی۔ ڈی کے پوچھنے پر میں نے بتایا کہ لندن کے جس اجلاس میں، مسین شریک تھا، بنام بریلویت مسائل پر مباحثہ نہ ہوا، بلکہ اتحاد اسلام اور تنظیم المسلمین پر تقاریر ہوئیں، اور اس جلسہ کا خرچ وہاں کے مسلمانوں نے اٹھایا، اور اس میں یہ مطالبہ کیا گیا کہ امام احمد رضا فاضل بریلوی کے پیرواہل سنت و جماعت کو رابطہ عالم اسلامی میں نمائندگی دی جائے۔ جس طرح ندویوں، وغیرہ کو رابطہ میں نمائندگی حاصل ہے۔ سی۔ آئی۔ ڈی کے سوال پر میں نے بتایا کہ یہ تجویز باتفاق رائے پاس ہو گئی تھی۔

تیسری نشست میں جب دو نشستوں کی تفتیش ختم ہو چکی اور میرا اقرار نامہ خود تیار کر چکے تو مجھ سے ایک بڑے سی۔ آئی۔ ڈی افسر نے کہا کہ میں آپ کا آپ کے علم، عمر اور شخصیت کی وجہ سے احترام کرتا ہوں، اور آپ سے مخصوص اوقات میں دعاؤں کا طالب ہوں۔ گرفتاری کا سبب میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ آپ کا کیس معمولی ہے، ورنہ اس وقت جب سپاہی ہتھکڑی ڈال کر آپ کو لایا تھا، میں آپ کی ہتھکڑی نہ کھلاتا۔

مختصر یہ کہ مسلسل سوالات کے باوجود میرا جرم میرے بار بار پوچھنے کے بعد بھی مجھے نہ بتایا، بلکہ یہی کہتے رہے کہ میرا معاملہ اہمیت نہیں رکھتا لیکن اس کے باوجود میری رہائی میں

تاخیر کی اور بغیر اظہار جرم مجھے مدینہ منورہ کی حاضری سے موقوف رکھا۔ اور گیارہ دنوں کے بعد جب مجھے جدہ روانہ کیا گیا تو میرے ہاتھوں میں جدہ ایئر پورٹ تک ہتھکڑی پہنائے رکھی، اور راستہ میں نماز ظہر کے لئے وقت بھی نہ دیا گیا اس وجہ سے میری نماز ظہر بھی قضا ہو گئی، ذیل کے اشعار میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اسی واقعہ کا ذکر کیا ہے۔

نہ رکھا مجھ کو طیبہ کی قفس میں اس ستم کرنے
ستم کیسا ہوا بلبل پہ یہ قید ستمگر میں
ستم سے اپنے مٹ جاؤ گے تم خود اے ستمگارو
سنو ہم کہہ رہے ہیں بے خطر دور ستمگر میں

بین الاقوامی احتجاجی مظاہرہ

ستمبر ۱۹۸۶ء ۱۲۰۷ھ میں دوران حج حضور تاج الشریعہ کو حکومت سعودی عرب نے مکہ مکرمہ میں بلا جرم صرف غلبہِ نجدیت کی خاطر گرفتار کر کے گیارہ دن تک قید و بند میں رکھا۔ اور مزید ستم یہ کہ انہیں دیار حبیب پاک ﷺ کی حاضری سے بھی محروم کر دیا۔ لیکن حضرت اپنے موقف اور مسلک پر قائم رہے اور ان کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آئی۔ آپ کی گرفتاری سے عالم اسلام میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی تھی، اور نہ صرف ہندوستان بلکہ بیرون ہند بیشتر اسلامی اور غیر اسلامی ممالک میں سوا اہل عظم اہل سنت کے احتجاجات کا لمبا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اخبارات و رسائل نے بھی جانشین مفتی اعظم کی اس بیجا گرفتاری کی مذمت کی۔ ورلڈ اسلامک مشن برطانیہ، رضا اکیڈمی ممبئی، سنی جمعیۃ العلما، جمعیۃ علمائے اسلام پاکستان اور چھوٹی بڑی انجمنوں و جماعتوں نے زبر دست احتجاجی مظاہرے پورے برصغیر میں کیے۔ اور حکومت سعودیہ سے معافی کا مطالبہ کیا۔

شاہ فہد، شہزادہ عبداللہ اور ترکی بن عبدالعزیز سے ملاقات

حضرت کی گرفتاری کے رد عمل میں قائدین ملت نے لندن میں سعودی حکومت کے

بادشاہ شاہ فہد، شہزادہ عبداللہ اور ترکی بن عبدالعزیز وزیر مملکت سے طویل ملاقاتیں کیں، جن میں علامہ ارشد القادری، مولانا عبدالستار خاں نیازی، مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا سید غلام السیدین، مولانا شاہد رضا نعیمی، شاہ محمد جیلانی صدیقی، مولانا یونس کاشمیری، مولانا عبدالوہاب صدیقی اور شاہ فرید الحق اور دیگر علمائے اہل سنت نے حکمران سعودیہ کو پرزور انداز میں گرفتاری پر احتجاج درج کرایا، اور حرمین شریفین میں ہر مسلک کے لوگوں کو اپنے عقیدہ کے مطابق نماز پڑھنے اور دیگر ارکان ادا کرنے دینے کا مطالبہ کیا، جس کو ان سربراہان مملکت نے فوراً منظور کر لیا اور امت مسلمہ کے لئے سعودی حکومت نے ایک اعلانیہ جاری کیا کہ حرمین شریفین میں ہر مسلک اور مذہب کے لوگ اب آزادانہ طریقوں سے عبادت کریں گے۔ کترا الایمان پر پابندی میرے حکم سے نہیں لگائی گئی ہے، مجھے اس کا علم بھی نہیں ہے۔ اب میلاد کی محافل آزادانہ طریقے پر ہوں گی، کسی پر مسلط نہیں کیا جائے گا، سنی حجاج کرام کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہوگی۔

بالآخر قربانی رنگ لائی اہل سنت کے احتجاجات نے حکومت سعودیہ کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا اور لندن میں سعودی فرمانروا شاہ فہد کو یہ اعلان کرنا پڑا کہ حرمین شریفین میں ہر مسلک کے لوگوں کو ان کے طریقوں پر عبادت کرنے کی آزادی ہوگی، ارکان ورلڈ اسلامک مشن برطانیہ نے لندن میں شاہ فہد اور ان کے بھائی پرنس ترکی ابن عبدالعزیز شہزادہ عبداللہ سے ملاقات کر کے اختلافی مسائل پر مذاکرہ کے سلسلہ میں گفتگو کی۔ علامہ ارشد القادری نے سعودی سفیر کو بزبان عربی ایک میمورنڈم بھی دیا۔

۲۱ مئی ۱۹۸۷ء / ۱۴۰۷ھ کو سعودی سفارت خانہ دہلی سے حضرت کے دولت کدہ پر ایک فون آیا اور خود سفیر سعودیہ برائے ہندوستان مسٹر فواد صدق مفتی نے آپ کو یہ خبر دی کہ حکومت سعودیہ عرب نے آپ کو زیارت مدینہ منورہ اور عمرہ کے لئے ایک ماہ کا خصوصی ویزا دیا ہے۔ اور ہم آپ سے گزشتہ معاملات میں معذرت خواہ ہیں۔

حضرت ۲۴ مئی ۱۹۸۷ء / ۱۴۰۷ھ کو سعودی فلائٹ سے وایا جدہ مدینہ منورہ پہنچے۔ سعودی سفارت خانہ نے آپ کی آمد کی اطلاع جدہ اور مدینہ ہوائی اڈوں پر دے دی تھی۔ سعودی سفیر مسٹر نواد صادق نے اس معاملہ میں کافی دلچسپی دکھائی۔ پھر حضور ازہری میاں علیہ الرحمہ عمرہ اور مدینہ منورہ کی زیارت سے مشرف ہو کر سعودی میں سولہ روز قیام کے بعد وطن واپس آئے۔ دہلی ہوائی اڈہ اور بریلی جنکشن پر ہزاروں عقیدت مندوں اور مریدین نے پرجوش استقبال اور خیر مقدم کیا۔

حاصل کلام یہ کہ حضور ازہری میاں علیہ الرحمہ کی پوری حیات مبارکہ حق گوئی اور بے باکی سے عبارت ہے، آپ نے کبھی کسی کے روبرو چاہے وہ حکومت ہند ہو یا دنیا کی دیگر حکومتیں ان سے حق کے معاملے میں کوئی سمجھوتا نہیں کیا اور ہمیشہ حق کا علم بلند کرتے رہے، آخری سانس تک آپ علیہ الرحمہ نے قرآن وحدیث کی روشنی ہی میں مسائل بیان کیے اور ماحول سے خوف کھا کر اپنے موقف میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ اور یہی آپ کے خانوادے کی شان رہی ہے کہ انھوں نے ہمیشہ حق کے ساتھ کھڑا رہنے ہی کو ترجیح دیا جس کی بنیاد پر اس خانوادے کا نام کل سے لے کر آج تک اور آج سے لے کر قیامت تک ان شاء اللہ عوام و خواص کی زبانوں پر قائم و دائم رہا ہے اور رہے گا۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ عالی میں دعا ہے کہ وہ ہمیں بھی حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اور ان کے خانوادے کے مشن پر تاحیات قائم رہنے کی توفیق خیر عطا فرمائے۔ آمین

روزنامہ راشٹریہ سہارا گورکھپور

سعید العلوم لکشمی پور، مہراج گنج

مطالعات

حضور تاج الشریعہ کی تصنیف الْحَقُّ الْمُبِينُ: ایک مطالعہ

مفتی محمد راحت خان رضوی بریلی شریف

یہ کتاب شیخ الاسلام والمسلمین، قاضی القضاۃ فی الہند حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خاں قادری ازہر بقدر سرہ کی عربی تصنیف ہے ”المجمع الرضوی“ بریلی شریف سے شائع ہوئی ہے، سن اشاعت تفصیل طبع میں کہیں بھی درج نہیں ہے۔ یہ کتاب اڑتالیس (۴۸) صفحات پر مشتمل ہے، صفحہ ۴۵ سے صفحہ ۴۸ تک آپ نے اپنے جد امجد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری محدث بریلوی قدس سرہ کا مختصر اور جامع تعارف پیش فرمایا ہے۔ جس میں آپ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے تعلق سے بنیادی معلومات مثلاً سن ولادت، نام و نسب، تعلیم و تربیت، سلسلہ بیعت و طریقت اور دینی و قلمی خدمات وغیرہ کا ذکر کرتے ہوئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ان کے انداز غلامی کو ذکر فرمایا ہے۔ مذکورہ تعارف کے بعد مقام مصنف و مؤلف میں حضور تاج الشریعہ کا نام مبارک ہے اس کے بعد تاریخ ۲۵ رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ درج ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کتاب لگ بھگ ۱۴۲۵ھ میں شائع ہوئی۔

مذکورہ کتاب حضور تاج الشریعہ نے وہابیوں کی دروغ گوئی اور بہتان تراشی کو بے

نقاب کرنے کے لیے تحریر فرمائی ہے کیونکہ وہابیوں کی یہ عادت مذمومہ کوئی نئی نہیں بلکہ ان کے اکابرین دروغ گوئی اور تقیہ میں ماہر تھے، یہاں پر ان کی تقیہ بازی کی ایک مثال پر اکتفا کرتا ہوں:

مجلس میلاد شریف وہابیہ کے یہاں ہر حال میں ممنوع و بدعت ہے، اس کا کرنے والا گناہ گار، حرام کار، بدعتی و بد مذہب ہے بلکہ وہابیہ کے پیشواؤں نے محفل میلاد شریف کو ہندوؤں کا سا سوانگ بتایا، کنہیا کے جنم سے بھی بدتر ٹھہرایا ہے، مگر طمع و لالچ کی وجہ سے ان کے پیشوا و حکیم الامت نے تقیہ و دھوکہ کر کے محفل میلاد شریف میں شرکت کی بلکہ بارہا خود پڑھی۔ جب گنگوہی کو یہ خبر پہونچی کہ تھانوی نے یہ بدعت اختیار کی شرک میں مبتلا ہوا۔ جسے ”براہین قاطعہ“ مصنفہ گنگوہی از نام انیسٹھوی اور ”فتاویٰ رشیدیہ“ میں ہر حال میں کنہیا کے جنم سے بدتر ٹھہرایا ہے۔ گنگوہی نے تھانوی کو لکھا، تھانوی نے کئی جوابی خط لکھے ہیں ان میں سے ایک ملاحظہ ہو:

”میں (اشرفعی تھانوی) نے دیکھا وہاں (کانپور میں) بدون شرکت ان مجالس (میلاد شریف) کے کسی طرح قیام ممکن نہیں ذرا انکار سے وہابی کہہ دیا درپے تذلیل و توہین زبانی و جسمانی کے ہو گئے، اور حیلہ و بہانہ ہر وقت ممکن نہیں یہ تو ممکن ہے اور کرتا بھی ہوں کہ فیصدی نوے موقع پر عذر کر دیا اور دس جگہ شرکت کر لی اور شرکت بھی اس نظر کہ ان لوگوں کو ہدایت ہوگی (تذکرۃ الرشید جلد اول ص: ۱۱۸، مطبوعہ ادارۃ اسلامیات لاہور)

سبب تصنیف

متحدہ عرب امارات کا حکومتی ترجمان روزنامہ ”الاتحاد دوبئی“ مشہور اخبار ہے یہ اخبار ”بو ظہبی“ سے عربی زبان میں ۱۹۶۹ء سے شائع ہوتا ہے جس کو (www.alittihad.ae) ویب سائٹ پر پڑھا جاسکتا ہے اور جمعہ کے روز اس اخبار کا ”الہدی“ نام سے ایک خصوصی ضمیمہ شائع ہوتا ہے۔

دیوبندیوں نے مذکورہ مذمومہ روش کو اپناتے ہوئے روزنامہ ”الاتحاد دو بئی“ کے خصوصی ضمیمہ ”الہدی“ میں ایک مضمون رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ کو شائع کیا، جس میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ اور دیگر علمائے اہلسنت کے خلاف زہر افشانی کی۔ جس کے متعلق آپ یوں رقم طراز ہیں:

”فقد مرت بنظری كلمة مؤلمة في مجلة الهدى الصادرة من ابو ظبي ملأى بالكاذب و افتراءات على أهل السنة و امام أهل السنة مولانا أحمد رضا خان قدس سره ولا شك أن كل هذه الأكاذيب انما تلقه المجلة من أناس من الهند همتهم الافتراء على أهل السنة و الجماعة و علمائها لا سيما امام أهل الاسلام شيخ المسلمين العلامة أحمد رضا خان اكرم الله مثواه في دار المقامة۔“ (الْحَقُّ الْمُبِينُ ص: ۳)

ترجمہ: ابو ظہبی سے نکلنے والے ”الہدی“ نامی میگزین کا تکلیف رساں مضمون میری نظر سے گزر، اجواہل سنت و جماعت اور امام اہل سنت مولانا احمد رضا قدس سرہ پر اکاذیب و اتہامات سے بھرا ہوا ہے۔ یقیناً میگزین نے یہ سارے اکاذیب چند ایسے ہندوستانی افراد سے حاصل کیے ہیں جن کا مقصد اہل سنت و جماعت اور علمائے اہل سنت خصوصاً امام اہل اسلام، شیخ المسلمین، علامہ احمد رضا خان (اکرم اللہ مثواہ فی دار المقامة) پر بہتان تراشی کرنا ہے۔ اس مضمون کے اندر ہم اہل سنت و جماعت کو بدنام کرنے کی کتنی گندی و گھنونی، رذیل و جھوٹی اور ناکام و انہونی کوشش کی گئی اس کا اندازہ اس اخبار کی عبارت سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے:

”ظہرت فی البلاد بدعة جدیدة من بدع الطوائف الخارجة عن الاسلام والمسلمین وھی البریلویة۔“ (ایضاً)۔

ترجمہ: ملک میں بریلویت نامی ایک نیابتی فرقہ ظاہر ہوا ہے، جس کا تعلق اسلام اور مسلمانوں سے خارج بدعتی فرقوں سے ہے۔

حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ نے مذکورہ تحریر کے جواب میں یہ مضمون لکھنے کے بعد اس کو روزنامہ ”الاتحاد“ کے ایڈیٹر و مالکان کو بھیجا۔ جو آپ کے ہاتھ سے لکھی ہوئی تحریر میں فل اسکیپ ۲۸ صفحات پر مشتمل ہے اس کے آخر میں قاضی عبدالرحیم بستوی قدس سرہ کے تصدیقی دستخط موجود ہیں۔ الحمد للہ اس تحریر کا عکس بھی ناچیز کے پاس بھی موجود ہے۔

تاج الشریعہ فرماتے ہیں کہ اہل سنت و جماعت کی نسبت ”بریلوی“ یہ ہندوستانی دیوبندیوں کے مقابلہ میں ہے، جن لوگوں نے ہم پر اسلام اور جماعت مسلمین سے خارج ہونے کا دعویٰ کیا ہے حقیقت میں وہی اسلام اور جماعت مسلمین سے خارج ہیں، ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس (اسلام و مسلمین سے خارج ہونے کی) تہمت سے بری ہیں بریلویت کوئی نیا دین یا نئی جماعت نہیں بلکہ یہ اہل سنت کی ہی جماعت ہے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی نے دین متین کی نشر و اشاعت اور بدعات و منکرات، گمراہوں و بد مذہبوں خصوصاً دیوبندیوں اور قادیانیوں کا رد و تبلیغ فرمایا۔ قادیانیت کے رد پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مدلل و مبرہن مندرجہ ذیل رسائل ہیں:

- (۱) السوء و العقاب علی المسیح الکذاب (۲) قہر الدیان علی مرتد بقادیا ن (۳) الجواز الدیانی (۴) الصارم الربانی علی اسراف القادیانی (۵) جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوة۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے جن باطل و بدعتی فرقوں کا رد فرمایا انہوں نے آپ پر بہتان تراشیاں کیں خاص کر دیوبندیوں نے نئی جماعت ہونے کا الزام لگایا اور اہل سنت و جماعت کے عقائد و نظریات رکھنے والے لوگوں کو شہر بریلی کی جانب منسوب کر کے بریلوی کہنے لگے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

ماضی قریب میں کچھ لوگوں نے یہ ناکام کوشش کی کہ اہل سنت و جماعت کو ”بریلوی“

کہنا درست نہیں ہے اور درج ذیل عبارت سے استدلال کرتے ہوئے حضور تاج الشریعہ کا بھی یہی موقف ہونا ظاہر کیا۔ لہذا اس مقام پر عبارت کا خلاصہ اور اور ان کے شبہات کا ازالہ ضروری ہے، الحق المبین کی عبارت یوں ہے:

”زعم قائل هذه الكلمة مانصه:

ظهرت في البلاد بدعة جديدة من بدع الطوائف الخارجة عن الاسلام
والمسلمين وهي البريلوية۔
ورداً عليه نقول:

نسبتنا أهل السنة والجماعة إلى ”البريلوية“ ديدن الديوبندية من اهل
الهند، والذي اتهمونا من الخروج عن الاسلام والمسلمين هم أحق به وأجدر،
وهذه التهمة بهم ألصق، ونحن بحمد الله عن هذه التهمة براء، ولاندين
”البريلوية“ ولا ملة جديدة غيرها، انما ندين الملة السمحاء البيضاء التي
ليلها كنهارها، ولم نزل من اهل السنة، وفي اهل السنة، ومع اهل السنة عن
بكرة ابينا، والله على ما نقول وكيل۔“ (ايضاً)۔

ترجمہ: مقالہ نگار نے لکھا ہے:

ملک میں بریلویت نامی ایک نیا فرقہ نمودار ہوا ہے، جس کا تعلق اسلام اور مسلمانوں
سے خارج بدعتی فرقوں سے ہے۔

میں اس کے جواب میں کہتا ہوں:

ہم اہل سنت و جماعت کو بریلویت کی جانب منسوب کرنا دیوبندیوں کا کام ہے،
اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے کی جو تہمت انہوں (دیوبندی وغیرہ) نے ہم (اہل
سنت و جماعت) پر لگائی ہے اس (اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے) کے اصل مستحق
وہ (دیوبندی) خود ہیں، نیز یہ (اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے) کی تہمت انھیں

(دیوبندیوں) پر خوب چسپاں ہے۔ ہم بحمد اللہ! اس (اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے) کی تہمت سے بری ہیں، نہ ہمارا دین (اس قسم کی اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے والی) بریلویت ہے اور نہ کوئی دوسری نئی ملت، ہمارا دین وہ آسان روشن ملت ہے جس کی شب (روشنی میں) دن کی طرح، ہم اپنے آبا و اجداد سے اہل سنت سے ہیں، اہل سنت میں ہیں اور اہل سنت کے ساتھ ہیں اور ہماری اس بات پر اللہ تعالیٰ کا ذمہ ہے۔

(۱) جو لوگ بریلوی کہنے سے منع کرتے ہیں ان کی مستدل عبارت کے پہلے اقتباس کا جائزہ:

”زعم قائل هذه الكلمة مانصه:

ظهرت في البلاد بدعة جديدة من بدع الطوائف الخارجة عن الاسلام والمسلمين وهي البريلوية۔ (مقالہ نگار نے لکھا ہے:

ملک میں بریلویت نامی ایک نیا فرقہ نمودار ہوا ہے، جس کا تعلق اسلام اور مسلمانوں سے خارج بدعتی فرقوں سے ہے۔)

جو لوگ بریلوی کہنے کو منع کرتے ہیں ان میں سے بعض لوگ استدلال میں اس عبارت کو پیش کرتے ہیں کہ حضور تاج الشریعہ نے الحق المبین میں لکھا کہ:

”ملک میں بریلویت نامی ایک نیا فرقہ نمودار ہوا ہے، جس کا تعلق اسلام اور مسلمانوں سے خارج بدعتی فرقوں سے ہے۔“

مذکورہ عبارت کو حضور تاج الشریعہ کی جانب منسوب کرنا تقیہ و دھوکہ اور الزامات کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے، یہ عبارت دیوبندیوں کی ہے حضور تاج الشریعہ ”الہدی“ میگزین سے رد کرنے کے لیے نقل فرمائی ہے اور اس کا تفصیلاً رد بھی فرمایا ہے جو اسی اقتباس کے بعد یوں ہے:

ورداً عليه نقول:

نسبتنا أهل السنة والجماعة إلى ”البريلوية“ دیدن الديوبندية من اهل الهند، والذى اتهمونا من الخروج عن الاسلام والمسلمين هم أحق به

وَأَجْدَرُ، وَهَذِهِ التَّهْمَةُ بِهِمُ الْصَّقِّ، وَنَحْنُ بِحَمْدِ اللَّهِ عَنْ هَذِهِ التَّهْمَةِ بَرَاءٌ، وَلَا نَدِينُ ”البریلوی۔“ (میں اس کے جواب میں کہتا ہوں:

ہم اہل سنت و جماعت کو بریلویت کی جانب منسوب کرنا دیوبندیوں کا کام ہے، اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے کی جو تہمت انہوں (دیوبندی وغیرہ) نے ہم (اہل سنت و جماعت) پر لگائی ہے اس (اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے) کے اصل مستحق وہ (دیوبندی) خود ہیں، نیز یہ (اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے) کی تہمت انھیں (دیوبندیوں) پر خوب چسپاں ہے۔ ہم بحمد اللہ! اس (اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے) کی تہمت سے بری ہیں، نہ ہمارا دین (اس قسم کی اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے والی) بریلویت ہے۔)

لہذا مذکورہ اقتباس سے بریلوی نہ کہنے پر استدلال کرنا، اس کو حضور تاج الشریعہ کی جانب منسوب کرنا سفاہت بے وقوفی اور جہالت و نادانی ہے۔

(۲) مخالفین کے متادل دوسرے اقتباس کا جائزہ:

”نسبتنا أهل السنة والجماعة إلى ”البریلویة“ دیدن الدیوبندیة من اهل الهند۔“ (ہم اہل سنت و جماعت کو بریلویت کی جانب منسوب کرنا دیوبندیوں کا کام ہے۔) مذکورہ عبارت سے یہ تو واضح ہوتا ہے کہ اہل سنت و جماعت کو بریلوی کہنا یہ دیوبندیوں کا طریق کار ہے یعنی دیوبندی سنیوں کو ”بریلوی“ کہتے ہیں لیکن ہندوستانی سنیوں نے اپنی نسبت کو امام عشق و محبت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے مبارک شہر کی جانب کبھی بھی معیوب مبغوض نہیں سمجھی بلکہ اس پر اور خوش ہوئے، فخر محسوس کیا، اپنے آپ کو بریلوی کہلانا خوب پسند کیا بلکہ دیوبندیوں کے مقابلہ میں اپنے آپ کو خود بھی ”بریلوی“ ہی کہا اور معاملہ یہاں تک پہنچ گیا کہ اگر عوام و خواص میں سے کوئی بھی سنی اور غیر سنی کے درمیان امتیاز کے لیے سوال کرنا چاہتا ہے تو وہ پوچھتا ہے کہ بریلوی ہے یا نہیں اگر کوئی اپنے آپ کو صرف سنی کہے تو ذہن میں یہ سوال ہوتا ہے کہ دیوبندی بھی اپنے آپ کو سنی کہتے ہیں تو مجبوراً یہ سوال کرنا

پڑتا ہے کہ دیوبندی ہو یا بریلوی جب بریلوی کہہ دے تب دل مطمئن ہو جاتا ہے کہ یہ جملہ معمولات اہل سنت کو ماننے والا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صلاۃ و سلام، قیام و فاتحہ کرتے دیکھا تو غیروں نے کہا بریلوی ہے، اختیار مصطفیٰ، علم غیب مصطفیٰ، نورانیت مصطفیٰ وغیرہ کے وت اہل مسلمان کو جب غیروں نے دیکھا تب کہنا یہ بریلوی ہے گویا کہ لفظ بریلوی اہل سنت و جماعت کے لیے علم و نام ہو گیا اسی کو حضور تاج الشریعہ نے یوں بیان کیا ہے:

”فصار البریلویۃ علماً و لقباً علی اہل السنۃ و الجماعۃ“۔ (الحق المبین

ص: ۴) یہاں تک کہ لفظ ”بریلوی“ اہلسنت و جماعت کے لئے پہچان و علم بن گیا۔

لہذا اس اقتباس سے بھی مخالفین کا استدلال درست نہیں ہے۔

(۳) والذی اتھمونا من الخروج عن الاسلام والمسلمین ہم احق بہ

وأجدد، و هذه التهمة بهم ألصق، ونحن بحمد الله عن هذه التهمة براء، ولا

ندین ”البریلویۃ“۔“ (اور اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے کی جوتہمت انہوں

(دیوبندی وغیرہ) نے ہم (اہل سنت و جماعت) پر لگائی ہے اس (اسلام اور مسلمانوں

سے خارج ہونے) کے اصل مستحق وہ (دیوبندی) خود ہیں، نیز یہ (اسلام اور مسلمانوں

سے خارج ہونے) کی تہمت انھیں (دیوبندیوں) پر خوب چسپاں ہے۔ ہم بحمد اللہ! اس

(اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے) کی تہمت سے بری ہیں، نہ ہمارا دین (اس قسم

کی اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے والی) بریلویت ہے۔)

بعض لوگوں نے ”ولا ندین ”البریلویۃ“ سے بریلوی نہ کہنے پر استدلال کیا ہے

حالاں کہ حضور تاج الشریعہ نے یہاں پر اس طرح کا بریلوی ہونے کا انکار کیا ہے کہ جو

صورت وہابیوں نے مسخ کر کے پیش کی اور مسخ شدہ صورت کو بریلوی کا نام دیا تو آپ نے

اسی کے رد میں فرمایا کہ اگر تم اس مسخ شدہ صورت کو بریلویت کا نام دیتے ہو تو ہمارا دین

ایسی بریلویت نہیں ہے جو کہ اسلام اور جماعت مسلمین سے خارج ہو۔

لہذا اس اقتباس سے بھی استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

مذکورہ تمہیدی گفتگو فرمانے کے بعد دیوبندیوں کی جانب سے لگائے گئے الزامات کا جواب دینے سے پہلے قاسم نانوتوی کی تحذیر الناس، رشید احمد بنام خلیل احمد کی براہین قاطعہ، اشرف علی تھانوی کی حفظ الایمان اور اشرف السوانح ان چار کتابوں سے ان کی چار کفریہ اور گمراہ کن عبارتوں کو ذکر کرنے کے بعد ان عبارتوں کی قباحت و شاعت سے آگاہ فرما کر دیوبندیوں کی حقیقت کو آشکارا کیا ہے، اور یہ بھی واضح فرمایا ہے اور یہ بتایا ہے کہ دیوبندیوں کو ان کے عقائد کفریہ خبیثہ کی وجہ سے علمائے حرمین شریفین اور اعلیٰ حضرت کے ہم عصر دیگر علمائے کرام جب ان کے گمراہ کن عقائد پر مطلع ہوئے تو انہوں نے ان کے کفر بلکہ جو مطلع ہونے کے بعد ان کے کفر و عذاب میں شک کرے اس کے بھی کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ ان تمام اکابر علمائے کرام کے فتاویٰ کے مجموعہ کو ”حسام الحرمین“ میں جمع کیا گیا ہے۔ جن اکابر علمائے کرام نے دیوبندیوں کے کفر کا فتویٰ دیا ہے انہیں میں سے مفتی مدینہ منورہ شیخ سید احمد آفندی برزنجی قدس سرہ بھی ہیں جنہوں نے اپنی کتاب ”غایۃ المامول“ میں اس کو یوں اختصار کے ساتھ مفہوم کو ذکر کیا جاتا ہے:

”ہندوستانی علمائے کرام میں سے ایک صاحب آئے جن کو احمد رضا خان کہا جاتا ہے جب میری ان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ ہندوستان میں کچھ کافر و گمراہ فرقے ہیں مثلاً غلام احمد قادیانی یہ مماثلت مسیح، وحی و نبوت کا قائل ہے۔ انہیں فرقوں میں سے امیر یہ، نذیریہ اور فرقہ قاسمیہ ہے جن کا دعویٰ یہ ہے کہ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں کوئی نبی فرض کیا جائے یا اس کے بعد کوئی نیانی پیدا ہو تو اس سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے میں کچھ فرق نہیں پڑے گا۔ انہیں فرقوں میں سے فرقہ وہابیہ کذابیہ اس رشید احمد گنگوہی کے تبعین ہیں جو اللہ تعالیٰ کو بالفعل جھوٹا کہنے والے کی تکفیر نہیں کرتا، اسی نے شیطان کے لئے وسعت علم کو ثابت ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کی نفی کی ہے۔ اشرف علی تھانوی بھی انہیں میں سے ہے جس نے کہا ہے: اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر علم غیب کا اطلاق درست ہو تو سائل سے سوال یہ ہے کہ اس سے بعض علوم غیبیہ مراد ہیں یا کل؟ اگر بعض مراد ہوں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ تمام حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہے۔ انہوں نے (اعلیٰ حضرت قدس سرہ) نے ایک رسالہ ”المعتمد المستند“ ان کے رد پر لکھا ہے اس کے خلاصہ کو مجھے دکھایا کہ جس کے اندران کے کفر یہ اقوال کے ساتھ ان کا مختصر رد تھا، مجھ سے اس پر تقریظ و تصدیق مانگی تو میں نے ان کے لئے تقریظ و تصدیق لکھی جس کا خلاصہ یہ ہے:

اگر یہ مقالات شنیعہ ان سے ثابت ہوں تو وہ کافر و گمراہ ہیں کیونکہ یہ تمام اقوال خارق اجماع امت ہیں اور اسی کے ضمن میں ہم نے بعض دلائل کو بھی ان کے اقوال کے رد میں ذکر کیا ہے۔

ان تمام باتوں کی وضاحت فرمانے کے بعد حضور تاج الشریعہ رسالہ ”الہدی“ کا رد فرمایا ہے ان کی تردید میں آپ نے اپنے معتقدات کی وضاحت اس انداز سے کی ہے کہ پہلے دیوبندیوں کے ہم پر لگائے گئے بہتان و الزام کو بیان کیا ہے پھر اس کے خلاف اپنے عقیدہ کو اہل سنت اور جماعت مسلمین کے موافق اپنی کتب خصوصاً اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ کی تحریرات سے ثابت فرمایا ہے جس کی تائید میں آپ نے اکابر علمائے اہل سنت کے افکار و نظریات سے استدلال کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ثابت کیا ہے کہ ہمارے معتقدات کو دیوبندیوں نے کفر و شرک ہونے کا الزام دیا ہے حالانکہ ایسے افکار و نظریات خود ان کے اکابر و بزرگ اور پیشوا بھی رکھتے ہیں جن پر یہ حکم کفر و شرک نہیں لگاتے۔ چونکہ یہ رد عربی زبان میں ہے اور خصوصیت سے عرب والوں پر ہی دیوبندیوں کے مکرو فریب کو واضح کرنے کے لیے آپ نے اس کتاب کو تصنیف فرمایا ہے اس وجہ سے

یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ جہاں پر ان کے مسلم پیشواؤں کی عبارتوں کا ذکر کیا ہے تو عربی کتابوں سے ہی استدلال کیا ہے تاکہ ان کی عربی عبارات شنیعہ کے ذریعہ ان کی حقیقت اہل عرب پر خوب روشن ہو جائے۔ اب اس حوالے سے بھی کچھ مثالیں ذکر کی جاتی ہیں کہ جس میں ان کے الزام و بہتان، کذب و افترا کی وضاحت کے ساتھ ان کا رد کیا گیا ہے، چند مثالیں تفصیل کے ساتھ ملاحظہ ہوں:

پہلا بہتان

دیوبندیوں کی جانب سے ہم پر یہ الزام لگایا گیا کہ ہم معاذ اللہ! یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ”حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشر نہیں ہیں“۔

جواب ورد

تاج الشریعہ فرماتے ہیں کہ ہم یہ کہہ ہی نہیں سکتے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشر نہیں ہیں۔ ﴿مَّا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهَذَا سُبْحَنَكَ هَذَا ابْهَتَانِ عَظِيمٍ﴾ {النور ۱۵/۲۴}

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں اور تمام علمائے اہل سنت میں سے کوئی بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بشر ہونے کا منکر نہیں ہے اور ہم ان کی اقتدا و پیروی کرتے ہیں اور ان کے عقیدے کے مطابق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشر ہیں، لیکن ہماری طرح بشر نہیں ہیں بلکہ وہ خیر بشر ہیں ساری مخلوق سے افضل ہیں اور ہم اس کی تکفیر کرتے ہیں جو سرے سے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بشریت کا منکر ہو۔

ہمارے امام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنے فتاویٰ میں اسی کی تصریح فرمائی ہے ملاحظہ ہو:

”جو یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے نہیں وہ قطعاً کافر ہے، اور جو مطلقاً حضور سے بشریت کی نفی کرے وہ کافر ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قُلْ

مُنْبَحَانِ رَبِّي هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَسُولًا} (الاسراء ۹۳/۱۷) اور جو یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت ظاہری بشری ہے، حقیقت باطنی بشریت سے ارفع و اعلیٰ ہے یا یہ کہ حضور اوروں کی مثل بشر نہیں وہ سچ کہتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص: ۶۷)

اور کنز الایمان میں {قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ} (الکہف ۱۱۰/۱۸) کے تحت آپ نے فرمایا ”تم فرما دو ظاہری صورت بشری میں تم جیسا ہوں“۔ (کنز الایمان) دیوبندیوں نے استدلال میں اس کو پیش کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بشریت کی نفی کی ہے۔ حالاں کہ مذکورہ عبارت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بشریت کی نفی نہیں ہے بلکہ اس سے تو اس مشیت کی نفی ہوتی ہے کہ جس سے غیر نبی کا نبی سے برابر ہونے کا وہم ہو، تو آپ کے ترجمہ سے اس بات کا افادہ ہوتا ہے کہ وہ ظاہر ہماری طرح بشر ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ ہم سے ممتاز ہیں۔

حضور تاج الشریعہ نے دیوبندیوں پر ایرادات قائم فرمائے ہیں کہ اگر انبیائے کرام کو ہماری طرح بشر نہ کہنے کی وجہ سے معاذ اللہ! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کو کافر کہا جائے تو دیوبندیوں کی جماعت ایسے نظریات کے حامل دیگر لوگوں کو بھی کافر کہے گی؟ آپ کی طرف سے قائم کردہ ایرادات اختصار کے ساتھ پیش ہیں:

”وَلئن كَانَ هَذَا الْقَوْلُ كُفْرًا فَهَلْ يَجْتَرِ أَوْلَئِكَ الطَّائِفَةُ أَنْ يَكْفُرُوا الْقَاضِي الْعَلَامَةُ الْإِمَامُ عِيَاضُ الْمَالِكِي الْقَائِلُ فِي الشِّفَاءِ عَنِ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔ اگر اس (مذکورہ) قول کو کفر کہا جائے تو کیا یہ (دیوبندیوں کی) جماعت اس بات کی ہمت رکھتی ہے کہ حضرت علامہ قاضی عیاض مالکی (قدس سرہ) کو کافر کہے کہ جنہوں نے شفا شریف میں انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو یہ کہا ہے:

”انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنے ظواہر و اجسام اور اپنی ساخت کے ساتھ ان اوصاف بشریت سے متصف ہیں اور جو انسانوں پر بیماری اور موت وغیرہ عارض ہوتی

ظاہر انبیائے کرام کو بھی عارض ہوتی ہے لیکن ان کا باطن بشری اوصاف سے اعلیٰ اور ملّا اعلیٰ سے متعلق ہے اور تغیر و آفات سے محفوظ رہنے میں ملائکہ کی صفات کے مشابہ ہے، غالب یہی رہتا ہے کہ نہ تو ان کو عجز بشریت لاحق ہوتی ہے اور نہ ہی وصف ضعف انسانیت سے متصف ہوتے ہیں۔ تو انبیائے کرام اجسام و ظاہر کے اعتبار سے بشر کے ساتھ ہیں اور باطن و ارواح کے اعتبار سے ملائکہ کے ساتھ ہیں۔

دوسرا ایراد یوں فرماتے ہیں ”أم یتجاسرون علی أن یرموا بالکفر العلامة مولانا الشہاب أحمد الخفاجی المصری القائل فی نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض“ کیا علامہ مولانا حضرت امام شہاب احمد خفاجی مصری (قدس سرہ) کو بھی یہ (دیوبندی) کافر کہہ پائیں گے کہ جنہوں نے ”نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض“ میں فرمایا جس کا حاصل یہ ہے:

”بیشک انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے باطن اور ان کی روحانی قوت ملکوتی ہے، اسی وجہ سے وہ زمین کے مشرق و مغرب کو دیکھتے ہیں، آسمان کی باتوں کو سنتے ہیں، جب حضرت جبریل علی نبینا وعلیہ افضل الصلوٰات والتسلیمات نزول کا ارادے کرتے ہیں تو ان کو خوشبو سے پہچان لیتے ہیں جیسا کہ یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو کو محسوس کر لیا اور اسی وجہ سے ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آسمان پر تشریف لے گئے۔

شفّا شریف سے ہی اس حدیث ”تنام عینی ولا ینام قلبی“ کو ذکر کر کے آپ نے یوں استدلال فرمایا ہے ”وہذا دلیل علی ان ظاہرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشری وباطنہ ملکی الخ“ اور یہ اس بات پر واضح دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ظاہر بشری ہے اور باطن ملکوتی ہے۔

دیوبندیوں پر ایراد قائم کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کیا دیوبندی تمام مسلمانوں کی تکفیر سے خوش ہوں گے؟ کیوں کہ تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ انبیائے

کرام اپنے ظاہر کے ساتھ بشر ہیں اور باعتبار باطن جنس بشر سے اعلیٰ ہیں جیسا کہ امام ہمام قاضی عیاض اور امام شہاب الدین قدس سرہما کے اقوال گزرے۔ آپ نے اپنے مذہب کو اجماع امت سے بھی ثابت فرمایا ہے۔

دیوبندیوں کے پیشوا اسماعیل دہلوی نے انبیائے کرام کی توہین کرتے ہوئے کہا ہے ”انبیائے کرام بشر اور عاجز بندے ہیں“۔ اسی سے دیوبندیوں نے دل میں یہ راسخ کر لیا کہ اس آیت میں عام لوگوں سے مطلقاً مماثلت ہے صرف ظاہر کے اعتبار سے ہی نہیں۔ حالانکہ ان کے پیشوا کے اس قول سے انبیائے کرام کی شان میں توہین و تنقیص ہوتی ہے اور یہ پہلے کے کافروں کی کہی ہوئی بات ہے جس کو قرآن نے حکایت کے طور پر یوں بیان کیا ہے:

{قَالُوا إِنَّا أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا} (ابراہیم ۱۰/۱۴)

اس کے بعد دہلوی کے مذکورہ قول کی قباح و شاعت کو مدلل و جامع انداز میں بیان فرمائی ہے۔

دوسرا

دیوبندیوں کی طرف سے ہم پر حکم کفر اس وجہ سے عائد کیا گیا کیوں کہ ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نورانیت کے قائل ہیں مذکورہ اخبار کے اندر جس بات پر حکم کفر صادر کیا گیا وہ یہ ہے: ”حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صورت ظاہری میں بشر ہیں حقیقت میں نور ہیں“۔

جواب ورد

حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ظاہراً بشر اور حقیقت میں نور ہونے کا قول کرنا کسی بھی طرح کفر نہیں ہے بلکہ قرآن کریم نے خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نور فرمایا ہے:

{قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ} (المائدہ ۵/۱۵)

اس بات کی صراحت کی ہے کہ اس آیت مبارکہ میں نور سے مراد حضور سرور عالم نور مجسم صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک ذات ہے۔

اس کے بعد آپ نے دیوبندیوں پر یہ لاجواب اور دلچسپ معارضہ قائم فرمایا ہے کہ ”حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

كنت نبيا وأن آدم لمنجدل في طينته۔ (المستدرک، کتاب التاریخ، ذکر اخبار سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۶۰۰/۲، کنز العمال رقم الحديث: ۲۳۱۱۴، ۱۱/۴۴۹) بیشک بالیقین میں اس وقت بھی نبی تھا جب حضرت آدم علیہ السلام اپنی مٹی میں تھے۔

تو اب دیوبندیوں کی جماعت یہ بتائے کہ اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشر تھے یا غیر بشر؟ اگر دیوبندی یہ کہیں کہ اس وقت بشر تھے ”فہل سمعتم باین وجد قبل ابیہ؟“ تو کیا آپ نے کسی ایسے بیٹے کے بارے میں سنا جو اپنے والد سے پہلے ہو؟ اور تمام بشر بنی آدم (حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے) ہیں۔ اگر وہ یہ کہیں کہ بشر نہیں تھے تو ان کے لیے اس شخص پر اعتراض کرنا کیسے درست ہوگا جو یہ کہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظاہری صورت کے اعتبار سے بشر ہیں اور حقیقت قدسیہ کے اعتبار سے اس سے الگ ہیں، یہی حقیقت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور ہے۔ اس قول میں کون سی بدعت ہے؟ جبکہ قرآن نے بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نور فرمایا ہے تو اس وجہ سے دیوبندیوں کا ہماری تکفیر کرنا بلا وجہ اور بعض قرآن کو ماننا اور بعض کا انکار کرنا ہے۔

تیسرا

ہم اہلسنت وجماعت پر مذکورہ اخبار کے اندر یہ جھوٹا اور قبیح و شنیع الزام لگایا گیا کہ ہم لفظ ”رب“ کا اطلاق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درست ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ اس جھوٹے الزام پر کوئی دلیل نہ ملی تو ہمارے لیے یہ کہا: کہ ہم (اہلسنت وجماعت) یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زمانے میں تصرف فرماتے ہیں۔

جواب ورد

حضور تاج الشریعہ مذکورہ قول کا رد فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارے اس اعتقاد کی وجہ سے کہ ”حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زمانے میں تصرف فرماتے ہیں“ ہم پر یہ الزام لگانا کہ ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کلمہ ”رب“ کا اطلاق درست سمجھتے ہیں یہ الزام بغیر دلیل کے ہے کیونکہ ہمارے اس اعتقاد سے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زمانے میں تصرف فرماتے ہیں یہ لازم تو نہیں آتا کہ ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کلمہ ”رب“ کے اطلاق کو جائز کہتے ہیں۔ دیوبندیوں پر لازم ہے کہ وہ اس الزام پر دلیل پیش کریں اور وہ قیامت تک اپنی پوری طاقت قوت کو صرف کرنے کے باوجود بھی نہیں دکھا سکتے کہ ہماری کتابوں میں کہیں سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کلمہ ”رب“ کے اطلاق کو جائز قرار دیا گیا ہو۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زمانے میں تصرف فرماتے ہیں اس کو دیوبندیوں نے ہمارا عقیدہ بتایا ہے تو وہ اس بات میں سچے ہیں لیکن ہمارے عقائد میں کوئی بھی چیز ایسی نہیں کہ جس کے سبب ہماری تکفیر کی جائے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سے لوگوں تصرفات عنایت فرمائے اور ملائکہ کو امور کی تدبیر کرنے والا بنایا ہے اس پر آپ نے متعدد دلائل قائم فرمائے ان میں سے چند دلائل اختصار کے ساتھ ذکر کئے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

(۱) {وَالْتَزَعَتْ غُرْقًا، وَالتَّشَطَّتْ نَشْطًا، وَالسَّيَحَتْ سَبْحًا، فَالْمَدْبَرَاتِ سَبْقًا، فَالْمَدْبَرَاتِ أَمْرًا}۔ (النازعات ۱/ ۹ تا ۵)

امام راغب اصفہانی نے ”مفردات غریب القرآن میں اللہ تعالیٰ کے فرمان {وَالْتَزَعَتْ غُرْقًا} کے تحت فرمایا ہے ”ہی الملائكة تنزع الارواح من الأشباح“ وہ فرشتے ہیں جو اجسام سے روح نکالتے ہیں، اور ﴿فَالْمَدْبَرَاتِ أَمْرًا﴾ کے تحت فرماتے ہیں ”یعنی ملائكة موكلة بتدبير أمور“ یعنی وہ فرشتے

جو تدبیر امور کے لیے مقرر کیے گئے ہیں۔

(۲) حضرت علامہ امام قاضی بیضاوی قدس سرہ مذکورہ آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”هذه صفات ملائكة الموت الى أن قال أو صفات النفوس الفاضلة حال المفارقة فانها تنزع عن الأبدان غرقاً أي نزاعاً شديداً من اغراق النازع في القوس وتنشط الى عالم الملكوت وتسبح فيها، تسبق الى حضائر القدس فتصير لشرفها وقوتها من المدبرات“ یعنی یہ ملک الموت کی خوبیاں ہیں۔
امام بیضاوی کے حوالے سے مذکورہ عبارت کو نقل فرمانے کے بعد حضور تاج الشریعہ یوں استدلال فرماتے ہیں:

”و علی ما قال البيضاوي تكون الآية دلت على أن الله تعالى جعل أولياءه من المدبرات امراً“ یعنی امام بیضاوی کے قول کے اعتبار سے آیت مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولیائے کرام کو امور کی تدبیر کرنے والا بنایا ہے۔ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

(۳) {قُلْ يَتَوَفَّكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُلِّئَ بِكُمْ} (السجدة ۱۱/۳۲) تم فرماؤ تم کو موت دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے۔

(۴) حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر تھے ان کی حکایت (ملکہ سبا بلقیس کا تخت شاہی اسی گز لمبا اور چالیس گز چوڑا تھا، یہ سونے چاندی اور طرح طرح کے جواہرات اور موتیوں سے آراستہ تھا، جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کے قاصد اور اس کے ہدایا و تحائف کو ٹھکرا دیا اور اس کو یہ حکم نامہ بھیجا کہ وہ مسلمان ہو کر میرے دربار میں حاضر ہو جائے تو آپ کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ بلقیس کے یہاں آنے سے پہلے ہی اس کا تخت میرے دربار میں آجائے تو آپ نے اپنے درباریوں سے جو فرمایا اس کی حکایت

قرآن کریم نے یوں بیان کی ہے:

{قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُوْا ائِيَّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَنْ يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ۔ قَالَ عَفْرِتٌ مِّنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ مِن مَّقَامِكَ وَإِنِّي عَلَيَّ وَلَقَوِيْ أَمِينٌ} (النمل ۳۹، ۲۷/۳۸) سلیمان نے فرمایا اے دربار یوم میں کون ہے کہ وہ اس کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہوں، ایک بڑا غبیث جن بولا میں وہ تخت حضور میں حاضر کروں گا قبل اس کے کہ حضور اجلاس برخواست کریں اور میں بیشک اس پر قوت والا امانت دار ہوں۔ جن کا بیان سننے کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ میں یہ چاہتا ہوں اس سے بھی جلد وہ تخت میرے دربار میں آجائے یہ سن کر آپ کے وزیر ”حضرت آصف بر خیارضی اللہ تعالیٰ عنہ“ جو اسم اعظم جانتے تھے اور ایک باکرامت ولی تھے، انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے جو عرض کیا اسی کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

{قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ} (النمل ۲۷/۴۰) اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے حضور میں حاضر کروں گا ایک پل مارنے سے پہلے۔

(۵) اللہ رب العزت نے اپنے اولیائے کرام کو شرف خلافت عطا فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

{هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ فِي الْأَرْضِ} (الفاطر ۳۵/۳۹) وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں اگلوں کا جانشین کیا۔

تو اولیائے کرام اللہ تعالیٰ کے خلفا ہیں جو اس کے حکم سے قائم ہیں۔ خلافت کے ذریعہ اللہ رب العزت کی طرف سے ان کو بزرگی عطا کی گئی ہے۔ اس لیے کہ

خلافت کہتے ہیں: غیر کو اپنا نائب بنانے کو اور کسی کو اپنے حکم سے اپنی جگہ کرنا۔ امام راغب اصفہانی نے مفردات میں کہا ”یقال خلف فلان فلانا قام عنه اماما معہ واما بعده“، یعنی فلاں نے فلاں کو خلیفہ بنایا جو اصل کی جانب سے مقرر کیا گیا ہو یا تو اس کے ساتھ یا اس کے بعد، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

{وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ} (الزخرف ۶۰/۴۳) اور اگر ہم چاہتے تو زمین میں تمہارے بدلے فرشتے بساتے۔

خلافت نیابت کو کہتے ہیں یا تو اصل کے غائب ہونے کے وقت یا اصل کی موت کے سبب یا اس کے عاجز ہونے کی وجہ سے یا خلیفہ کی عزت افزائی کے لیے اس کو نائب بنایا جاتا ہے، اس آخری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اولیائے کرام کو زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔ فرمان الہی ہے:

هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ خُلَافَ فِي الْأَرْضِ {الفاطر ۳۹/۳۵} وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں اگلوں کا جانشین کیا۔

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ خُلَافَ فِي الْأَرْضِ {الانعام ۶۵/۶۱} اور وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں نائب کیا۔

(۶) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم“، بیشک شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔

سید المرسلین، امام الانبیاء اور رحمۃ للعالمین کہ جن کی وجہ سے ساری کائنات کو وجود بخشا گیا، تو کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ وہ (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) زمانے میں تصرف نہیں کر سکتے؟ جب کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ اولیائے کرام اور فرشتوں کے زمانے میں تصرف فرمانے کے متعلق قرآن میں آیا ہے، بلکہ کسی کو اس بارے میں کوئی شک نہیں ہوگا کہ شیاطین ساری کائنات میں لوگوں کو گمراہ کر کے اور بہکا کر کے زمانے

میں تصرف کرتے ہیں حالاں کہ وہ مخلوق میں سب سے برے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت ہی مبغوض ہیں۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ رب تبارک و تعالیٰ ان ملعونوں کو تو قدرت عطا فرمائے، اور خیر البریہ اور تمام انبیاء کے سردار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو محروم رکھے۔ اگر غیر اللہ کے لیے تصرف کا ثابت کرنا کفر ہو اور ملت سے خارج کرنے والا ہو تو یہ ایسی چیز ہوگی کہ جس سے قرآن کریم بھی خالی نہیں ہے بلکہ اس کے اثبات سے کلام الہی بھرا ہوا ہے جیسا کہ اوپر ذکر کیا۔

حضور تاج الشریعہ اپنے مدعی کے ثبوت میں خلف و سلف سے متعدد دلائل قائم فرمانے کے بعد مخالفین کے پیشوا مثلاً ابن تیمیہ اور ابن قیم وغیرہ کی ان عبارات کو نقل فرماتے ہیں کہ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اولیائے کرام عالم میں تصرف فرماتے ہیں وضاحت کے لیے اس کے بھی چند اقتباسات اختصاراً پیش کیے جاتے ہیں:

(۱) ابن قیم کی مصنفہ ”کتاب الروح“ ص: ۲۱۴ کی عبارت اس عبارت کو تفصیل سے نقل فرمایا ہے کہ جس میں اس نے تمام انسانوں (مومن و کافر، صالح و فاجر) کی روحوں کے لئے زمانے میں تصرف کرنا ثابت کیا ہے۔

اگر انبیائے کرام کے لیے تصرف کا ماننا شرک ہے تو ابن قیم نے سارے انسان کے لیے تصرف مانا تو دیوبندیوں کے نزدیک ابن قیم بھی کافر ہونا چاہیے، چوں کہ ابن قیم دیوبندیوں کا بالاجماع امام و پیشوا ہے تو دیوبندی بھی اس کو اپنا امام اور پیشوا مان کر اور اس کے نقش قدم پر چل کر مشرک ہوئے۔

(۲) ابن قیم کی ہی مصنفہ کتاب ”زاد المعاد“ جلد اول ص: ۲۷۳ کی اس عبارت کو نقل فرمایا ہے کہ جس میں اس نے یہ کہا ہے:

جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کثرت سے درود شریف پڑھنا مستحب ہے کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھ پر جمعہ کے

دن اور اس کی رات میں خوب درود پڑھو، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ساری مخلوق کے سردار ہیں اور جمعہ کا دن سارے دنوں کا سردار ہے تو اس دن سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے میں جو خصوصیت ہے وہ دوسرے دنوں میں نہیں ہے اور ایک دوسری حکمت بھی ہے اور وہ یہ کہ امت نے دنیا و آخرت کی ساری بھلائیاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست پاک سے پائی ہیں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو امت کے لیے دنیا و آخرت کی بھائیوں کا جامع بنایا، انسانوں کی ضرورتوں کا پورا ہونا، بخشش ہونا اور جنت میں داخل ہونا سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وجہ سے ہی ہے۔

وہابیہ ہماری تکفیر کو حلال سمجھتے ہیں صرف اس وجہ سے کہ ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں زمانے میں تصرف فرمانے کا اعتقاد رکھتے ہیں اور ان کے امام ”ابن قیم“ کا بھی یہی اعتقاد ہے۔ یہ کونسا دین ہے جو ابن قیم کہے تو وہ اسلام ہو اور وہی بات ہم اہل سنت و جماعت کہیں تو کفر ہو؟

(۳) وہابیوں کے امام اکبر، ابن قیم کے شیخ ”ابن تیمیہ“ کی مصنفہ کتاب ”الصارم المسلمون والفرقان بین الاولیاء والشیطان“ سے اس عبارت کو ذکر کیا ہے کہ جس میں اس بات کی تصریح ہے:

یہ ایمان سے ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مخلوق اور اللہ تعالیٰ کے درمیان واسطہ ہیں مخلوق تک اللہ تعالیٰ کا حکم ونہی، وعدہ و وعید، اور حلال و حرام کو پہونچانے میں، حلال وہ ہے کہ جس کو اللہ اور اس کے رسول نے حلال کیا اور حرام وہ ہے جس کو اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا۔ دین وہ ہے جس کو اللہ اور اس کے رسول نے بیان فرمایا۔

ابن تیمیہ کی مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زمانے میں

رب تبارک و تعالیٰ کی عطا سے امر و نہی، وعدہ و وعید اور تحلیل و تحریم اور شریعت کے اعتبار سے تصرف فرماتے ہیں اور مخلوق کو خالق سے ملانے کے لیے وسیلہ ہیں۔ یہ وہابیہ ہماری تکفیر کیوں کرتے ہیں اگر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ کی عطا سے زمانے میں تصرف کرنے والا مان کر ہم اہل سنت و جماعت کا کافر ہوئے تو ہمارے مثل ہی ”ابن تیمیہ“ نے بھی کہا تو چاہیے کہ یہ اپنے امام و شیخ ابن تیمیہ کو بھی کافرو مشرک کہیں۔

(۴) ہم اہلسنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زمانے میں تصرف فرماتے ہیں ہمارے اسی اعتقاد کی وجہ سے دیوبندیوں نے ہماری تکفیر کی ہے، حالاں کہ ابن تیمیہ بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے مختلف تصرفات مانتا ہے جیسا کہ ماقبل میں گزرا، ابن تیمیہ نے ”الفرقان“ ص: ۶۴، ۶۵ پر اولیائے کرام کے متعلق یہ صراحت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پرہیزگار اور چسیدہ اولیائے کرام کو کرامتوں کے ذریعہ شرف بخشا ہے۔ اولیائے کرام کی کرامتیں یا تو دین کی حجت کے لیے یا مومنین کی ضرورت کے لیے ہیں جیسے ان کے انبیائے کرام کے معجزات تھے۔ اولیائے کرام کی کرامتیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت و فرماں برداری کی برکت سے ہیں، تو یہ کرامتیں حقیقت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات میں داخل ہیں، مثلاً چاند کا ٹکڑے ہو جانا، آپ کی ہتھیلی میں کنکریوں کا کلمہ پڑھنا، ددرخت کا آپ کی بارگاہ میں حاضر ہونا، کھجور کی سوکھی شاخ کا سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جدائی میں گریہ کرنا، معراج کی رات بیت المقدس کی صفات کو بیان کرنا، ماکان وما یکون کی خبریں دینا، قرآن مقدس کا لانا، متعدد مرتبہ کھانے اور پانی کا زیادہ ہو جانا جیسا کہ جنگ خندق کے موقع پر تھوڑے سے کھانے کو پورے لشکر نے کھایا اور وہ کم بھی نہ ہوا، اور جنگ خیبر کے وقت

تھوڑے سے پانی میں اتنی برکت ہوئی کہ پورا لشکر سیراب ہو گیا اور پانی کم بھی نہ ہوا، جنگ تبوک کے موقع پر پورے لشکر نے اپنے برتنوں کو بھر لیا اور کھانا کم تک نہ ہوا جب کہ وہ تقریباً تین ہزار (۳۰۰۰) تھے، متعدد مرتبہ آپ کی انگشت ہائے مبارک سے پانی کے چشمے جاری ہونا اور ساتھ والے تمام لوگوں کے لیے کافی ہونا جیسا کہ حدیث میں ہوا اور وہ چودہ سو (۱۴۰۰) یا پندرہ سو (۱۵۰۰) لوگ تھے، حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ جب نکل کر ان کے رخسار پر آ گئی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو اس کی جگہ پر کر دیا اور وہ بالکل ٹھیک ہو گئی اور جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کعب بن اشرف کو قتل کرنے کے لیے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا ان کے گرنے کی وجہ سے پیر ٹوٹ گیا سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چھونے کی برکت سے پیر بالکل ٹھیک ہو گیا وغیرہ۔

حضور تاج الشریعہ نے ابن تیمیہ کی تصنیف کردہ کتاب ”الفرقان“ کے حوالے سے مذکورہ معجزات کے ساتھ ایک طویل اقتباس نقل فرمایا ہے جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات کو تفصیل کے ساتھ شمار کرایا گیا ہے۔ اس کے بعد جماعت وہابیہ کو مخاطب کر کے تحریر فرمایا کہ یہ تمہارے امام ”ابن تیمیہ“ ہیں جنہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا متصرف ہونا ثابت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حکم سے زمانے میں تصرف فرماتے ہیں۔ مذکورہ معجزات رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شمار کرانے کے بعد ”ابن تیمیہ“ نے اسی کتاب میں اولیائے کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کی بہت سی کرامتوں کو ذکر کیا ہے جو تقریباً تین صفحات پر مشتمل ہیں جو فائدہ پہنچانے، ضرر کو دور کرنے، مریض کو ٹھیک کرنے، مردے کو زندہ کرنے، دعا کے قبول ہونے اور دشمنوں پر مدد فرمانے کے بارے میں ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ کرامت معجزہ کی ہی جنس سے ہے جیسا کہ علمائے کرام نے اس کی تصریح فرمائی ہے، اور اسی موقف کو ”ابن تیمیہ“ نے بھی اختیار کیا ہے جیسا کہ اس کا

ترجمہ ذکر کیا جا چکا اس کی اصل عبارت ملاحظہ ہو:

”و کرامات الاولیاء انما حصلت لهم ببرکۃ اتباع رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فہی فی الحقیقۃ تدخل فی معجزات الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم“
یعنی اولیائے کرام کی کرامتیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت و سرماں برداری کی برکت سے ہیں، تو یہ کرامتیں حقیقت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات میں داخل ہیں۔

جب ”ابن تیمیہ“ نے اس بات کو مانا ہے کہ اولیائے کرام کی کرامتیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات ہی ہیں تو ”ابن تیمیہ“ کی مذکورہ بات سے یہ ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تصرف فرماتے رہتے ہیں کیونکہ اولیائے کرام موجود ہیں اور ان کی کرامتوں کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ اختتام بحث پر آپ امام وہابیہ السلیل دہلوی قتیل کی کتاب صراط مستقیم ص: ۲۹ کی اس عبارت کو کہ جس میں اس نے اپنے شیوخ کی تعریف کرتے ہوئے ان کو ملانکہ مدبرات امور کی صف میں شامل کیا ہے کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اب میں پوری دنیائے وہابیت سے کہتا ہوں وہ کہیں کے بھی ہوں یا کہیں بھی ہوں کہ جس چیز کی وجہ سے ہم تمہارے گمان میں کافر ہیں تو تمہارے مقتدا اور ہم اس بات میں مشترک ہیں تو اب تمہارے پاس کوئی راہ ہوگی؟؟

چوتھا بہتان

ہم پر یہ بہتان لگایا گیا کہ ہمارا جرم یہ ہے کہ جو ائمہ مسلمین، مذہب میں ہماری مخالفت کرتے ہیں ہم ان ائمہ کی تکفیر کرتے ہیں اور اس بات کے قائل ہیں کہ ان کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔

جواب ورد

یہ کھلا بہتان اور صریح جھوٹ ہے۔ ہم کسی عام مسلمان تک کی تکفیر نہیں کرتے چہ

جائے کہ ائمہ دین۔ ہاں ہم نے ان کو کافر کہا ہے جن کے غلط عقائد پر مشتمل عبارتیں ہم نے ذکر کی ہیں ان کا امام ہونا تو بہت دور کی بات ہے وہ مسلمان ہی نہیں ہیں ان کی تکفیر علمائے حرین شریفین اور مفتی شجاعت علی نے بھی کی ہے جس کی تفصیل ”حسام الحرمین علی منکر الکفر والمین“ میں موجود ہے۔ کسی نے بھی ائمہ مسلمین کی تکفیر نہیں کی ہے جس کا ایسا دعویٰ ہے اس کو چیلنج ہے کہ وہ اس کو ثابت کرے۔

ان کا یہ کہنا کہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ماکان وما یکون کے عالم الغیب ہیں، ہر جگہ حاضر اور ہر چیز کو دیکھنے والے ہیں۔ تو ان کے رد پر ہم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتے ہیں:

”عالم الغیب“ کا اطلاق اللہ سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے ہمارے نزدیک اس کا اطلاق غیر اللہ پر مباح نہیں ہے جیسا کہ ہمارا قول ”عَزَّ وَجَلَّ“ یہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اللہ سبحانہ تعالیٰ کے علاوہ کے لیے ”عَزَّ وَجَلَّ“ نہیں کہا جائے گا لیکن اس کے باوجود اللہ عز وجل کی عطا سے عزت کے ثبوت کی غیر اللہ سے نفی نہیں کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

{وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ} (المنافقون ۸/۶۳) اور عزت تو اللہ اور

اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لیے ہے۔

جس طرح سے خدا تعالیٰ کے عطا کردہ وصف عزت سے غیر کو متصف کرنا جائز ہے اسی طرح سے وہ نفوس قدسیہ کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے غیب پر مطلع فرمایا ہے ان کو علم غیب کے وصف کے ساتھ متصف کرنا جائز و درست ہے اگرچہ ”عالم الغیب“ اللہ عز وجل کے علاوہ کسی دوسرے پر درست نہیں، البتہ ”عالم للغیب“ کا اطلاق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ممنوع نہیں ہے کیونکہ یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا علم نہیں ہے۔

بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں اور آپ کو ماکان وما یکون کا علم ہے

ہمارے اس اعتقاد کی وجہ سے ہم پر حکم کفر کیسے ہو سکتا ہے؟

حضور تاج الشریعہ متعدد دلائل اس پر پیش فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں اور آپ کو ماکان وما یکون کا علم ہے جن کو اختصار کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے:

(۱) حضور سرور عالم سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ”نبی“ ہیں اور لغت میں ”نبی“ کا معنی ہے غیب کی خبر دینے والا اور وہ جس کی طرف اللہ رب العزت کی طرف سے الہام ہو جیسا کہ ”منجد“ میں ہے۔ بعینہ اسی معنی کو اردو میں عبد الحفیظ دیوبندی نے ”مصباح اللغات“ میں منجد سے لے کر ذکر کیا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

{عِلْمُ الْغَيْبِ فَلَا يَظْهَرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنْ ارْتَضَىٰ مِنْ رَّسُولٍ} (الجن ۲۶/۷۲) غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا، سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

یہ آیت مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اللہ رب العزت کی عطا سے غیب جانتے ہیں اور سارے لوگ اس معاملے میں انبیائے کرام کے تابع ہیں یعنی وہ انبیائے کرام کے بتانے سے جانتے ہیں۔

(۳) {عِلْمُ الْغَيْبِ فَلَا يَظْهَرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنْ ارْتَضَىٰ مِنْ رَّسُولٍ} (الجن ۲۶/۷۲) غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا، سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

مذکورہ آیت مبارکہ کے بارے میں حضرت علامہ شہاب الدین خفاجی قدس سرہ

”نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض“ میں فرماتے ہیں:

یہ آیت کریمہ اس آیت کے منافی نہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی غیب نہیں جانتا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فرمان ”لو کنت

أَعْلَمُ الْغَيْبِ لَا سَتَكُثَرُ مِنَ الْخَيْرِ“ کے بھی منافی نہیں، کیونکہ یہاں پر اس علم کی نفی ہے جو بغیر واسطہ (ذاتی) ہو، اور اللہ رب العزت کے بتانے سے مطلع ہونا تو یہ امر متحقق ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿عِلْمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهَرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَّسُولٍ﴾ {الجن ۲۶/۷۲} یعنی غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا، سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

ابن عطاء اللہ نے ”لطائف المنن“ میں کہا: بندے کا اللہ تعالیٰ کے غیب پر مطلع ہونا یہ اللہ تعالیٰ کے نور سے ہے اس کی دلیل ”اتقوا فإرساة المؤمن فإنه ينظر بنور الله تعالى“ تم مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔ (نسیم الرياض شرح شفاء القاضی عیاض ج: ۳/ص: ۱۵۱)

اسی طرز پر حضور تاج الشریعہ نے اس کتاب کے اندر دیوبندیوں اور وہابیوں کے بہتان اور الزام کا جواب بہت عمدہ طریقے سے مدلل مبرہن طور پر تحریر فرمایا ہے، نمونے کے طور پر چند مثالیں پیش کر دیں یہ کتاب دیوبندیوں کے لیے صرف مسکت ہی نہیں بلکہ ان کی جان پر وبال ہے ان کے جھوٹ و دجل، دغا و فریب کو آشکارا کیا گیا ہے۔ اہل علم حضرات اصل کتاب کی جانب مراجعت کر کے مستفید ہوں۔ اللہ تعالیٰ حضرت کے درجات کو بلند سے بلندتر فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

محمد راحت خان قادری

بانی و ناظم دارالعلوم فیضان تاج الشریعہ بریلی شریف
۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۸ فروری ۲۰۱۶ء



آثار قیامت: ایک تحقیقی مطالعہ

تاج الشریعہ کے علمی اسلوب اور تحقیقی مزاج پر روشنی ڈالتی ایک تجزیاتی تحریر

مولانا عسلام مصطفیٰ نعیمی، مدیر اعلیٰ سواد اعظم دہلی

دیارِ ہند میں ایسے کئی خانوادے گزرے ہیں جنہوں نے نسلًا بعد نسل قوم و ملت کی بیش بہا خدمات انجام دی ہیں اور اپنے خانوادے کی نیک نامی میں اضافہ کیا اور اپنی خاندانی روایتوں کی پاسداری کرتے ہوئے ملت و وطن کی مذہبی، سماجی اور تعلیمی امور میں رہنمائی کا فریضہ انجام دیا۔ انہیں خانوادوں میں ایک انتہائی مشہور و معروف خانوادہ ”خانوادۃ اعلیٰ حضرت“ بھی ہے جو کم و بیش پچھلے دو سو سالوں سے تعلیم و تدریس اور دعوت و تبلیغ کے میدانوں میں ملت اسلامیہ کی مثالی خدمت انجام دے رہا ہے۔

یوں تو اس خانوادے کی ہندوستان میں آمد شجاعت جنگ بہادر سعید اللہ خان قندھاری افغانی سے ہوئی جو نادر شاہ درانی کے زمانے میں 1731ء میں لاہور سے دہلی آئے۔ فطری بہادری، سپاہیانہ صلاحیت اور اعلیٰ فوجی خدمات کے عوض میں ایک بڑا منصب ملا۔ روہیل کھنڈ میں ایک بڑا معرکہ سر کرنے کے بدلے میں بریلی کا صوبے دار بنائے جانے کا پروانہ بھی جاری ہوا، اس طرح یہ افغانی گھرانہ لاہور سے دہلی ہوتے ہوئے خطہ روہیل کھنڈ کے بریلی میں سکونت پذیر ہو گیا۔

سعید اللہ خاں کے صاحبزادے سعادت یار خان بھی بڑے حکومتی عہدوں پر فائز رہے۔ ان کے بعد ان کے صاحبزادے اعظم خان علائق دنیا سے کنارہ کش

ہو کر زہد و ریاضت میں مستغرق ہو گئے۔ انہیں اعظم خاں کے پوتے مولانا رضا علی خاں نے اپنے خاندان کی نیک نامی کو بڑھاتے ہوئے علم دین حاصل کیا اور مسند افتا پر رونق افروز ہو کر خاندان کو نئی بلندیوں سے ہمکنار کرایا۔

مولانا رضا علی خان کا وصال 1286ھ، 1869ء میں ہوا لیکن علم دین اور خدمت افتا کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا وہ نہیں تھا بلکہ ان کے بلند اقبال شہزادے حضرت مفتی نقی علی خان نے بحسن و خوبی جاری رکھا۔ مولانا نقی علی خان کے چمن میں پھر ایک ایسا پھول کھلا جس کی خوشبو کے آگے دنیا کے سارے چمن کی خوشبوئیں پھینکی پڑ گئیں، جن کے نام سے یہ خانوادہ پہچانا گیا یعنی امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز! آپ نے ایک ہزار سے زائد کتابیں تصنیف فرمائیں، آپ کے خلفاء، شاگردان، وابستگان اور اہل خاندان نے ہر شعبہ ہائے زندگی میں قابل قدر خدمات انجام دیں، اور آج بھی یہ خانوادہ اپنی علمی و تبلیغی خدمات کی بنیاد پر پوری دنیا میں اپنا منفرد مقام رکھتا ہے۔ اسی سلسلۃ الذہب کی ایک خوبصورت کڑی کا نام ہے تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری قدس سرہ العزیز۔

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اس خانوادہ کے چشم و چراغ تھے جہاں علم و فن گھٹی میں پلایا جاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ تاج الشریعہ کی زندگی بھی علم و تحقیق کے معیار و منہج پر قائم رہی جو خاندان رضویہ کی دیرینہ روایت کی ایک روشن و سنہری تاریخ ہے۔ ہماری موجودہ تحریر تاج الشریعہ کی ایک علمی تصنیف ”آثار قیامت“ کے علمی و تحقیقی پہلوؤں پر ہوگی اور اس کتاب کے علمی اسلوب، استدلال، نکات اور قاری کے تئیں پیغامات پر روشنی ڈالنے کی بھرپور کوشش رہے گی۔ آثار قیامت: یہ کتاب اصلاً سیدنا شیخ علی متقی الہندی علیہ الرحمہ کی معروف کتاب کنز العمال میں درج ایک حدیث پاک کے ترجمے کے طور پر منصہ شہود پر آئی۔ اس حدیث پاک میں 72 علامات قیامت بیان کی گئیں ہیں، حضور تاج الشریعہ نے اسی

حدیث کا ترجمہ کیا پھر اپنی جودت طبع سے اس ترجمہ پر دیگر آیات واحادیث اور دلائل کثیرہ کا اضافہ فرما کر اس کو مستقل ایک تصنیفی کتاب ہی بنا ڈالا، اس طرح اب یہ کتاب محض ایک ترجمہ نہیں رہ گئی بلکہ مستقل تصنیف ہو چکی ہے اور پڑھنے والا کسی جہت سے یہ محسوس ہی نہیں کر سکتا کہ اصلاً یہ کتاب ترجمے کے طور پر لکھی گئی تھی۔ اس مقالہ کے تین حصے ہوں گے:

[الف] پہلے حصے میں قیامت کے متعلق آثار و علامات پر گفتگو ہوگی۔

[ب] دوسرے حصے میں کنز العمال اور صاحب کنز العمال کا تعارف۔

[ج] تیسرے حصے میں تاج الشریعہ کے علمی اسلوب و استدلال پر گفتگو ہوگی۔

[الف] قیامت کے متعلق اسلامی عقائد:

اسلامی عقائد میں قیامت ایک بنیادی عقیدے کے طور پر شامل ہے۔ قیامت کا انکار کرنے والا کافر اور خارج اسلام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَإِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيهَا۔ اور بے شک قیامت آنے والی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں [سورۃ الحج: 85]

وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ تُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ۔ [سورۃ البقرہ: 281]

اور ڈرتے رہو اس دن سے لوٹائے جاؤ گے جس دن میں اللہ کی طرف، پھر پورا پورا دے دیا جائے ہر نفس کو جو اس نے کمایا اور ان پر زیادتی نہ کی جائے گی۔

يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ۔ [سورہ آل عمران: 106] اس دن (جبکہ) روشن ہوں گے کئی چہرے اور کا لے ہوں گے کئی منہ۔

اس آیت کریمہ کے تحت پیر کرم شاہ ازہری لکھتے ہیں:

قیامت کے روز دل کی کیفیت چہروں پر عیاں ہوگی۔ جن کے دل نور سے منور ہیں قیامت کے دن ان کے چہرے آفتاب کی طرح روشن ہوں گے۔ اور جن کے باطن میں

گمراہی کی تاریکی جچی ہوئی ہے اس روزان کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ بعض علما نے فرمایا کہ کامیابی اور نجات پر فرحت و سرور کی کیفیت جو چہرے پر نمایاں ہوگی اس کو بیاض وجہ یعنی چہرے کی سفیدی اور کفار و فساق رحمت الہی سے محرومی کے باعث جس اندوہ و الم کا شکار ہوں گے اور جس کے اثرات چہروں پر بالکل واضح ہوں گی اسے سود و وجہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ [تفسیر ضیاء القرآن جلد اول: 262/263]

ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ - [سورہ الانعام: 60]

پھر اسی کی طرف تمہیں لوٹنا ہے پھر وہ بتائے گا تمہیں جو تم کیا کرتے تھے۔

قیامت کے دن کی طوالت

قیامت کا دن کس قدر طویل ہوگا اس کے بارے میں اللہ رب العزت فرماتا ہے:

وَإِنْ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ - اور بے شک تمہارے رب کے

یہاں ایک دن ایسا ہے جیسے تم لوگوں کی گنتی میں ہزار برس - [سورہ الحج: 47]

علامہ قاضی عیاض شفا شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

مَنْ أَنْكَرَ الْجَنَّةَ أَوْ النَّارَ أَوْ الْبَعْثَ أَوْ الْحِسَابَ أَوْ الْقِيَامَةَ فَهُوَ كَافِرٌ بِاجْتِمَاعِ

لِلنَّصِّ عَلَيْهِ وَاجْتِمَاعِ الْأَمَّةِ عَلَى صَحَّةِ نَقْلِهِ مُتَوَاتِرًا - جو جنت، جہنم، مرنے کے بعد

زندہ ہونے، حساب و کتاب، اور قیامت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ اس پر اجماع نص

ہے، اور اس کی صحت نقل کے تو اتر پر اجماع امت ہے۔

قیامت کی تین قسمیں

قیامت تین قسم کی ہے:

۱، قیامت صغریٰ: یہ موت ہے۔ مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهُ - جو مر گیا اس کی

قیامت ہوگئی۔

۲، قیامت وسطیٰ: وہ یہ کہ ایک قرن (یعنی ایک زمانے) کے تمام لوگ فنا ہو جائیں

اور دوسرے قرن کے نئے لوگ پیدا ہو جائیں۔

قیامت کبریٰ: تیسری قیامت کبریٰ کہ زمین و آسمان سب فنا ہو جائیں۔

اعلیٰ حضرت سے علامات قیامت کے بارے میں دریافت کیا گیا:

حضور قرب قیامت کی علامات احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں؟ اس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں: ”ان (علامات قیامت) کے بارے میں صحیح حدیثیں بھی آئیں ہیں اور حسن وضعیف و موضوع بھی، مگر دجال کا خروج، امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ظہور، حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا نزول، آفتاب کا مغرب سے طلوع، یہ سب احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ [المفروض حصہ سوم: 385، مطبع مکتبۃ المدینہ کراچی]

[ب] کنز العمال اور مؤلف کا تعارف:

کنز العمال کا پورا نام ”کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال“ ہے۔ یہ مشہور زمانہ کتاب محدث شہیر علامہ علی بن حسام الدین عبدالملک بن قاضی حنان متقی ہندی (متوفی ۹۷۵ھ) کی ہے۔ آپ شیخ علی متقی الہندی کے نام سے مشہور و معروف ہیں۔ آپ کی اس کتاب کی ضخامت کافی بڑی ہے اور 18 جلدوں پر مشتمل ہے۔

ولادت:

شیخ علی متقی الہندی علیہ الرحمہ کی ولادت ہندوستان کے مشہور شہر برہان پور میں ۸۸۵ھ میں ہوئی۔ ان کے والد شیخ حسام الدین نے آٹھ سال کی عمر میں انہیں شیخ بہاؤ الدین برہان پوری کی خدمت میں پیش کیا۔ شیخ نے انہیں بیعت کیا اور جوان ہونے تک اپنے ساتھ ہی رکھا۔ ان کے بعد ان کے صاحبزادے شیخ عبدالحکیم سے سلوک کے مراحل طے کئے اور سلسلہ چشتیہ میں خرقہ خلافت سے نوازے گئے۔ اس کے بعد آپ شیخ حسام الدین متقی ملتانی کی بارگاہ میں پہنچے اور ان سے تفسیر بیضاوی، عین العلم جیسی کتابیں

پڑھیں اور دو سال تک رہتے ہوئے اکتساب فیض کیا۔

سفر حرمین:

شیخ حسام الدین ملتانی کے پاس رخصت ہو کر آپ حرمین شریفین کے لئے عازم ہوئے اور مکہ مکرمہ پہنچ کر شیخ ابوالحسن شافعی بکری علیہ الرحمہ کی درس گاہ میں داخل ہو گئے۔ ان سے آپ نے علم حدیث پڑھا اور انہیں سے طریقہ قادریہ شاذلیہ مدنیہ حاصل کیا۔ ان کے علاوہ شیخ محمد بن محمد سخاوی مصری علیہ الرحمہ، شیخ شہاب الدین احمد بن حجر مکی علیہ الرحمہ سے بھی درس حدیث لیا اور بیت اللہ شریف میں ہی مقیم ہو گئے۔

ہندوستان واپسی

تعلیم سے فراغت کے بعد آپ نے ہندوستان کا پہلا سفر محمود شاہ گجراتی کے عہد میں کیا۔ جو شیخ علی متقی کے مرید تھے۔ جب آپ ہندوستان پہنچے تو محمود شاہ گجراتی نے آپ کا بہت اکرام کیا۔ کچھ وقت گزارنے کے بعد آپ موسم حج میں واپس مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔

ہندوستان میں شیخ علی متقی کی مقبولیت

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ (شاگرد شیخ علی متقی) کے مطابق اس زمانے میں شیخ کی مقبولیت اور شہرت کا یہ عالم تھا کہ جس جگہ تشریف لے جاتے خلق خدا کا ہجوم ان کے پیچھے ہو جاتا اور ان کے ارد گرد اس طرح پھرتے تھے جس طرح پروانے شمع کے چاروں اور منڈلاتے ہیں۔ آپ اکثر اپنے حجرے کا دروازہ بند رکھتے اور یاد الہی میں مصروف رہتے نمازوں کے وقت ہی آپ کی زیارت ہوتی تھی۔

تصانیف

حضرت شیخ علی متقی کی اپنی تصانیف کا ایک بڑا ذخیرہ چھوڑا ہے، چند اہم کتابیں یہ ہیں:

★ البرہان الجلی فی معرفۃ الولی۔

★ البرہان فی علامات مہدی آخر الزمان۔

★ الفصول شرح جامع الاصول۔

★ المواہب العلیۃ فی جمع الحکم القرآنیۃ والحديثیۃ۔

★ ارشاد العرفان وعبارة الايمان۔

★ النهج الاتم فی ترتیب الحکم۔

★ الوسيلة الفاخرة فی سلطة الدنيا والاخرة۔

★ جوامع الکلم فی المواعظ والحکم۔

★ شمائل النبی ﷺ۔

★ مختصر النہایہ۔

★ الرق المرقوم فی غایۃ العلوم۔

★ نعم المعیار والمقیاس لمعرفة مراتب الناس۔

★ ہدایۃ ربی عند فقد المربی۔

★ کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال۔

زیارت رسول

حضرت شیخ علی متقی ایک عاشق رسول شخصیت تھے۔ آقائے کریم علیہ السلام کو آپ سے بے حد وابستگی تھی۔ چنانچہ ایک دن آپ کی قسمت نے یابوری کی اور انہیں خواب میں زیارت رسول ﷺ کی دولت حاصل ہوئی اور ساتھ ہی ساتھ زبان رسول ﷺ سے ایک بڑا انعام بھی حاصل ہوا۔

رمضان المبارک کی ۲۷ ویں تاریخ یعنی شب قدر میں آپ کو حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے شاد کامی ہوئی۔ مقدس مہینہ، مقدس رات اور پیارے آقا کی زیارت! ایک بندہ مومن کو بھلا اور کیا چاہیے لیکن آج حضرت شیخ کا نصیب بلندی پر

تھا، اس لیے آپ نے آقائے کریم سے ایک سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ اس زمانے میں سب سے افضل کون ہے؟

یہ سن کر پیارے آقا مسکرائے:

یوں مسکرائے جان سی کلیوں میں پڑی گئی

اور شیخ علی سے فرمایا: اس زمانے میں سب سے افضل تم ہو!

دلچسپ بات یہ ہے کہ اسی رات میں شیخ علی متقی کے شاگرد شیخ عبدالوہاب علیہ الرحمہ نے بھی یہی خواب دیکھا، یہی سوال کیا اور آقائے کریم علیہ السلام نے انہیں بھی یہی بتایا کہ اس زمانے میں سب سے افضل شیخ علی متقی ہیں۔ صبح کو شیخ عبدالوہاب اپنے استاذ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ خواب بیان کیا تو استاذ نے فرمایا کہ یہی خواب میں نے بھی رات کو دیکھا ہے۔

وصال پر ملال

علم و ہدایت کا نور عام کرنے والی یہ عظیم ذات جس نے ساری زندگی عشق مصطفیٰ اور اطاعت خدا میں بسر کرتے ہوئے علم دین کی گرانقدر خدمات انجام دیں۔ بیانوے (۹۲) سال کی عمر گزار داعی اجل کے بلاوے پر بلیک کہتے ہوئے اللہ

تعالیٰ کی مہمان ہو گئی اور علم کی محفلوں میں سناٹا چھا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ کا وصال مکہ مکرمہ کی مقدس سرزمین پر ہوا۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے شغف کا یہ عالم تھا کہ وفات سے چند لمحے قبل آپ نے فرمایا: اخیر سانس تک حدیث کی کتابیں ہمارے سامنے سے نہ ہٹانا۔ اخیر سانس کی نشانی یہ ہے کہ جب ہماری شہادت کی انگلی ذکر کے ساتھ حرکت کرتی رہے، اور جب انگلی حرکت کرنا چھوڑ دے سمجھ لینا روح قبض ہو گئی ہے۔ ایسا ہی ہوا، اخیر سانس تک شہادت کی انگلی مسلسل حرکت میں تھی، دوسرے کسی عضو میں حرکت نہیں تھی مگر یہی ایک انگلی تھی جو ذرا الہی کے ساتھ مسلسل رواں تھی۔

آپ کی تاریخ وفات ”قضیٰ نجہ“ سے نکلتی ہے۔ اس کے علاوہ ”شیخ مکہ، اور

متابعت نبی ﷺ سے مادہ تاریخ وفات نکلتا ہے۔

خدا رحمت کند ایں عاشق پاک طینت را

[ج] آثار قیامت کا تحقیقی جائزہ:

کنز العمال کی جس حدیث پاک کو تاج الشریعہ نے اپنی اس کتاب ”آثار قیامت“ کا موضوع بنایا ہے سب سے پہلے ہم اسے نقل کرتے ہیں:

حدیث نمبر: 39639 (مسند علی) عن زید بن واقد عن مکحول عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من اقتراب الساعة اذار أیتم الناس اضاعوا الصلاة، واضاعوا الامانة، واستحلوا الكبائر، واکلوا الربا، واخذوا الرشی، وشیدوا البناء، واتبعوا الهوی، وباعوا الدین بالدنیا، واتخذوا القرآن مزامیر، واتخذوا جلود السباع صفا فاف، والمساجد طرقا والحریر لباسا، وكثر الجور، وفشا الزنا، وتهاونوا بالطلاق، وائتمن الخائن، وخون الامین، وصار المطرقیظا، والولد غیظا، وأمراء فجرة، ووزراء کذبة، وامناء خونة، وعرفاء ظلمة، وقلت العلماء، وكثرت القراء، وقلت الفقهاء، وحلیت المصاحف وزخرفت المساجد، وطولت المنابر، وفسدت القلوب، واتخذوا القینات، واستحلت المعازف، وشربت الخمر، وعطلت الحدود، ونقصت الشهور، ونقصت الموائیق، وشارکت المرأة زوجها فی التجارة، وركب النساء البراذین، وتشبهت النساء بالرجال والرجال بالنساء، ویحلف بغير الله، ویشهد الرجل من غیر ان یتشهد، وكانت الزکاة مغرما، والامانة مغنما، واطاع الرجل امرأته وعق امه واقصى اباه، وصارت الامارات موارث، وسب آخر هذه الامة اولها، واکرم الرجال اتقاء شره، وكثرت الشرط، وصعدت الجهال المنابر، ولبس الرجال التیجان،

وضیقت الطرقات، وشید البناء واستغنی الرجال بالرجال والنساء بالنساء،
 وكثرت خطباء منابرکم، وركن علماؤكم الى ولاتكم فاحلوا لهم الحرام
 وحرّموا عليهم الحلال وافتوهم بما يشتهون، وتعلم علماؤكم العلم ليحلبوا
 به دنائيركم ودراهمكم واتخذتم القرآن تجارة، وضيعتم حق الله في اموالكم،
 وصارت اموالكم عند شراركم، وقطعتم ارحامكم، وشربتم الخمر وفي
 ناديككم، ولعبتم بالميسر، وضربتم بالكبر (بالكبر: الكبير - بفتحين -: الطبل
 ذو الرأسين - وقيل: الطبل الذي له وجه واحد، النهاية 4/142 ب) والمعزفة
 والمزامير، ومنعتم محاييكم زكاتكم ورايتموها مغرما، وقتل البريء
 ليغيظ العامة بقتله، واختلفت اهاؤكم، وصار العطاء في العبيد والسقاط،
 وطفف المكائيل والموازين، ووليت اموركم السفهاء.

(ابو الشيخ في الفتن وعويس في جزئه والديلمي)

چونکہ یہ حدیث پاک خاصی طویل ہے اور مضمون اتنی طوالت کا متحمل نہیں اس لئے
 ہم مکمل ترجمہ کی بجائے اہم امور کو ذکر کریں گے اور انہیں پر گفتگو بھی کریں گے۔ اس
 حدیث پاک میں 72 علامات قیامت کا بیان کیا گیا ہے جس میں چند اہم یہ ہیں:

- ۱۔ نماز کو ضائع کرنا۔
- ۲۔ امانت کو ضائع کرنا۔
- ۳۔ کبیرہ گناہوں کو حلال ٹھہرانا۔
- ۴۔ سود خوری کی کثرت۔
- ۵۔ رشوت خوری کی کثرت۔
- ۶۔ قرآن کو گانے کی طرز پر پڑھنا۔
- ۷۔ اولاد باعث تکلیف ہونا۔

۸۔ علما کا اہل دولت کے سامنے جھکنا۔

۹۔ عورت و مرد کا باہم مشابہت اختیار کرنا۔

۱۰۔ عورت و مرد کا ایک دوسرے سے بے نیاز ہونا۔

۱۱۔ عہدوں کا میراث ہونا۔

اس حدیث میں ذکر کردہ ۲۷ علامات میں سے ہم نے گیارہ کا تذکرہ کیا ہے۔ اور اس میں بھی کچھ تخفیف کرتے ہوئے ان علامات پر بات کرتے ہیں جو اس وقت بڑی تیزی کے ساتھ معاشرے میں پھیلتی جا رہی ہیں۔ ان میں سے کچھ یہ ہیں:

[الف] نمازوں کا ضائع کرنا۔

[ب] علما کا اہل دولت کے لئے جھکنا۔

[ج] عورت و مرد کا ایک دوسرے سے بے نیاز ہونا۔

درج بالا تین علامات وہ ہیں جو ہمارے معاشرے میں اپنے پنجے بڑی مضبوطی سے گاڑ چکی ہیں۔ کیا چھوٹا کیا بڑا؟ عوام و خواص کی ایک بہت بڑی تعداد ان بلاؤں میں گرفتار ہے۔ ان مصائب میں سب سے اہم ہے نمازوں سے غفلت و لاپرواہی برتنا۔ سب سے پہلے ہم اسی پر حضور تاج الشریعہ کا عالمانہ و ناصحانہ تبصرہ نقل کرتے ہیں:

نمازوں کے ضیاع پر تاج الشریعہ کا عالمانہ تبصرہ

”نماز کو ضائع کرنا چند طور سے ہے، نجاست سے پرہیز نہ کرے، کپڑے میں اس قدر نجاست ہو جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، یا ناپاک جگہ میں نماز پڑھے، یا وضو صحیح طور پر نہ ہو، یا نماز میں کوئی شرط یا رکن ادا نہ ہو، یا معاذ اللہ دل طہارت باطنی و نور ایمانی سے خالی ہو یا اس طور کہ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم سے خالی ہو اور ضروریات دین میں سے کسی امر ضروری دینی مثلاً اللہ کی پاکی، نبی کے علم غیب یا خاتم الانبیاء ﷺ کی ختم نبوت وغیرہ کا منکر ہو اگرچہ زبان سے

کلمہ پڑھتا ہواوریہ آخری صورت بدترین حالت ہے۔ [آثار قیامت: ۱۸]

اس تبصرہ میں حضور تاج الشریعہ نے نماز کے ضائع کرنے کو چند وجوہ پر محمول کیا ہے۔ چونکہ حدیث پاک میں مطلقاً یہ الفاظ آئے ہیں: اِذَا رَأَيْتُمُ النَّاسَ اضَاعُوا الصَّلَاةَ۔ جب تم دیکھو لوگوں نے نماز ضائع کر دیا۔ اب اس سے عام ذہن تو شاید یہ سمجھے گا کہ اس سے مراد نماز کا چھوڑنا ہوگا لیکن حضور تاج الشریعہ کی دقت نگاہ کا اندازہ لگائیں کہ آپ نے اس قول رسول کی تشریح میں درج ذیل معانی بیان فرمائے:

(۱) نجاست سے پرہیز نہ کرنا

چونکہ نماز کی درستی کے لئے طہارت شرط ہے۔ جب شرط ہی مفقود تو وجود مشروط بھی مفقود ہوگا اگر کسی نے بغیر خیال طہارت رکھے نماز ادا کی تو گویا اس نے اپنی نماز کو ضائع کر دیا۔ آج کل یہ بات خوب مشاہدہ میں ہے کہ لوگ احکام طہارت سے مجرمانہ حد تک غفلت برت رہے ہیں جس کی وجہ لوگوں کی نمازیں تلاوت وغیرہ ضائع ہو رہی ہیں۔ جس پر توجہ کی بڑی سخت ضرورت ہے۔

(۲) وضو صحیح طور پر نہ ہونا

صحت نماز کے لئے وضو کا درست ہونا ضروری ہے۔ لیکن آج کل دیکھنے میں آتا ہے کہ لوگ اتنی تیزی کے ساتھ وضو کرتے ہیں کہ اعضاء وضو مکمل تر نہیں ہوتے، کچھ اعضاء خشک رہ جاتے ہیں لیکن چونکہ عجلت پسندی کی وجہ سے توجہ نہیں دے پاتے اور اسی حالت میں نماز ادا کر کے رخصت ہو جاتے ہیں۔ اب ایسے آدمے ادھورے وضو سے پڑھی گئی نماز گویا پڑھی نہیں بلکہ ضائع کر دی گئی۔

(۳) نماز میں کسی شرط یا رکن کا ادا نہ ہونا

نماز کی درستی کے لیے فرائض نماز اور شرائط نماز کا پایا جانا لازم ہے۔ شرائط نماز اس طرح ہیں:

۱۔ طہارت۔ ۲۔ ستر عورت۔ ۳۔ استقبال قبلہ۔ ۴۔ وقت۔ ۵۔ نیت۔ ۶۔ تکبیر تحریمہ۔
 فرائض نماز: ۱۔ تکبیر تحریمہ۔ ۲۔ قیام۔ ۳۔ قرأت۔ ۴۔ رکوع۔ ۵۔ سجدہ۔ ۶۔ قعدہ
 اخیرہ۔ ۷۔ خروج لصنعہ۔

موجودہ زمانے میں اسلامی احکام سے غفلت کا عالم یہ ہے کہ لوگوں کی عمریں
 30,40 کو پار کر جاتی ہیں لیکن انہیں فرائض نماز کا اتنا پتا بھی نہیں ہوتا بس جیسے تیسے وقت
 نکال کر مسجد پہنچ جاتے ہیں اور نماز پڑھ کر واپسی کا راستہ لیتے ہیں۔ اس انداز میں نماز
 پڑھنا اسے ضائع ہی کرنا ہے اور قیامت کی اس نشانی کا آج ہر جگہ مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔
 ۴۔ دل کا طہارت باطنی و نور ایمانی سے خالی ہونا

ظاہری احکام طہارت اور وجود شرائط و فرائض کے ساتھ دل کی طہارت اور دل کا
 محبت رسول کی نورانیت سے منور ہونا بھی بڑا ضروری ہے ورنہ یہ سجدے حشر میں کسی کے
 کام نہیں آئیں گے۔ اس ضمن یہ حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں:
 قیامت کے دن ایک شخص حساب کے لئے بارگاہ رب العزت میں لایا جائے گا۔
 اس سے سوال ہوگا: کیا لایا؟ وہ کہے گا: ”میں نے اتنی نمازیں پڑھیں علاوہ فرض کے،
 اتنے روزے رکھے علاوہ ماہ رمضان کے، اس قدر خیرات کی علاوہ زکوٰۃ کے اور اس قدر
 حج کیے علاوہ حج فرض کے وغیرہ ذالک۔ ارشاد باری ہوگا:

هل والیت لی ولباؤ عادیئت لی عدوًّا۔ کبھی میرے محبوبوں سے محبت اور
 میرے دشمنوں سے عداوت بھی رکھی؟۔ [تفسیر الدر المنثور۔ المملفوظ: اول، 165]

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جو نمازیں اس حال میں پڑھی جائیں کہ اللہ کے
 محبوبوں سے محبت سے دل خالی ہو تو ایسی نمازیں کل قیامت میں برباد ہو جائیں گی۔ غور
 کریں کہ اس حدیث میں مطلقاً محبوبانِ خدا کی محبت کا ذکر ہے جبکہ سید المحبوبین سید
 عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کس قدر ضروری ہے۔ اب اگر نماز پڑھنے والے کا عقیدہ ملعونہ یہ ہو

کہ نماز میں حضور کا خیال آنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے تو اس کی نماز تو سرے سے ہی ضائع ہو گئی اور آج ایسی نماز پڑھنے والے بھی خوب پائے جا رہے ہیں جو علامات قیامت میں سے ایک بڑی نشانی ہے۔

۵۔ کسی ضرورت دینی کا انکار کرنا

نماز کی درستی کے لیے عقائد کی درستی بھی بہت ضروری ہے۔ اگر کوئی کلمہ گو نمازیں خوب پڑھے لیکن کسی ضرورت دینی کا منکر ہو تو وہ بھی اپنی نماز کو ضائع کرنے والا ہے۔ آج یہ بات بھی دیکھنے میں آرہی ہے کہ لوگ کھلے بندوں ضرورت دینی کا انکار بھی کرتے ہیں اور ظاہراً نمازیں بھی پڑھتے ہیں، مثلاً وہابیہ کہ اللہ رب العزت کی شان اقدس میں کذب جیسا عیب لگاتے ہیں، جسم و جسمانیات کا فاسد عقیدہ رکھتے ہیں۔ قادیانی، جو آقائے کریم علیہ السلام کی ختم نبوت کے منکر ہیں بظاہر کلمہ پڑھتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں لیکن ضرورت دینی کے انکار کی وجہ سے ان کی پڑھی ہوئی نمازیں ضائع ہو رہی ہیں جو قیامت کی نشانیوں میں ایک بڑی نشانی ہے۔ حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

”آج کل اس کے مصداق وہابیہ، دیانہ، قادیانی، روافض اور تمام منکران ضروریات دین ہیں۔ انہیں کے لئے مخرصادق ﷺ نے غیب کی سچی خبر دی ہے: سیصلی قوم لا دین لہم۔ یعنی ایک ایسی قوم نماز پڑھے گی جس کا دین نہ ہوگا۔

[ب] علما کا اہل دولت کے لئے جھکنا

علامات قیامت میں ایک بڑی نشانی علما کا اہل ثروت سے مرعوب ہونا اور ان کی غیر شرعی تعظیم و توقیر کرنا اور ان کے سینے پر ہاتھ باندھ کر جھکنا بھی ہے۔ تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

اس سے مراد علما کے گروہ میں وہ فاسق ہیں جو مال و جاہ کی لالچ میں اہل ثروت کے لیے جھکیں گے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ حلال کو حرام ٹھہرائیں گے اور دنیا داروں کو ان کی خواہش کے مطابق فتویٰ دیں گے جیسا کہ آگے حدیث میں بیان ہوا، اس سے مقصود علما

اور عوام کی تذیرو تنبیہ ہے۔“ [آثار قیامت: ۴۴]

آج یہ وبا بڑی تیزی کے ساتھ معاشرے میں پیرپسار چکی ہے۔ حالت یہ ہے کہ بڑے علما مشائخ سے ایک عام آدمی کا ملنا اس قدر دو بھر اور مشکل ہو گیا ہے کہ پوچھیں مت! جبکہ اہل ثروت و دولت کا عالم یہ ہے کہ بڑے علما اور مشائخ خود دولت مندوں کے گھروں پر جا کر مقیم ہوتے ہیں۔ یعنی ایک غریب مسلمان خود پیر صاحب سے ملنے جائے تو ملاقات تک نہ ہو سکے لیکن پیر صاحب خود امیر مرید کو اپنا دیدار کرانے اس کے گھر پہنچ جاتے ہیں، وجہ؟ امیروں کی دولت کا لالچ!! تاج الشریعہ اس کے بارے میں یہ روایت نقل فرماتے ہیں:

”قال رسول الله ﷺ ان الصفا الزلازل الذي لا يثبت عليه اقدام العلماء

الطمع والله اعلم۔ [الآلای المصنوعۃ، جلد اول، ص ۲۱۰]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک وہ چکنی پھسلنی چٹان جس پر علما کے پیر

نہیں جمتے ”طمع“ (لالچ) ہے۔ [آثار قیامت: ۴۴]

[ج] عورت و مرد کا ایک دوسرے سے بے نیاز ہونا

واستغنی الرجال بالرجال والنساء بالنساء، یعنی علامات قیامت میں ایک بڑی نشانی یہ ہے کہ مرد، مرد سے ملوث ہوگا اور عورت عورت سے زنا کرے گی۔ آج دنیا اس غلیظ ترین فعل کو دیکھنے پر مجبور ہے، جہاں مرد مردوں سے اپنی جنسی خواہشات پوری کر رہا ہے اور عورت اپنی خواہشات کی تکمیل مردوں کی بجائے عورتوں سے ہی کر رہی ہے اور آج کی بے غیرت دنیا نے اس کا نام (Homosexuality) رکھ کر اپنی زندگی اپنی شرطوں پر گزارنے کا نعرہ دیا ہے۔

بے غیرتی کی انتہا یہ ہے آج کی اس ”مہذب دنیا“ کے ۲۴ ملکوں میں ایسے ہم جنس پرستوں کو باقاعدہ شادی کرنے کی قانونی اجازت بھی دی گئی ہے۔ ان ممالک کی فہرست یہ ہے:

1، ہالینڈ، ۲، ناروے، ۳، بیلجیم، ۴، اسپین، ۵، ساؤتھ افریقہ، ۶، تائیوان

- ۷، برازیل۔ ۸،ارجنٹائن۔ ۹،کولمبیا۔ ۱۰،فرانس۔ ۱۱،آئرلینڈ۔
 ۱۲،آئس لینڈ۔ ۱۳،پرتگال۔ ۱۴،ڈینمارک۔ ۱۵،امریکہ۔ ۱۶،جرمنی۔
 ۱۷،مالٹا۔ ۱۸،نیوزی لینڈ۔ ۱۹،میکسیکو۔ ۲۰،سویڈن۔ ۲۱،لکسمبرگ۔
 ۲۲،اروگوے۔ ۲۳،فن لینڈ۔ ۲۴،کناڈا۔

ابھی تک یہ قبیح ترین رسم امریکہ و یورپ میں ہی پھیلی ہوئی تھی لیکن امریکہ و یورپ کی نقالی میں اب یہ بری رسم وطن عزیز ہندوستان تک آپہنچی ہے۔ چھتیس گڑھ میں 27 مارچ 2001ء کو ضلع سرگجا اسپتال کی دونرسوں تنوجا چوہان اور جیاور مانے ایک دوسرے کے ساتھ شادی رچا کر ہندوستان میں اس بری رسم کو کھل کر عام کیا۔ ہم جنس مردوں کو گے (Gay) اور ہم جنس عورتوں کو لیبین (Lesbian) کہا جاتا ہے۔ 2009ء میں ہندوستانی کورٹ نے بھی اس بے غیرتی کی یہ کہتے ہوئے اجازت دی تھی: دو بالغ افراد آپسی رضامندی سے اگر اکیلے میں جنسی تعلقات بناتے ہیں تو وہ آئی پی سی (IPC) کی دفعہ 377 کے تحت جرم نہیں مانا جائے گا۔

سرکارِ دو عالم ﷺ نے قرب قیامت کی جو نشانیاں بیان فرمائیں ان میں سے اکثر نشانیاں ظاہر ہو چکی ہیں جس کا مشاہدہ آئے دن کیا جا رہا ہے اللہ تعالیٰ اہل اسلام کو ثابت قدم رکھے۔ یہ تھا حضور تاج الشریعہ کی اس کتاب کا ایک ہلکا سا تحقیقی جائزہ۔ جس سے قارئین کو بخوبی اندازہ ہوا ہوگا کہ تاج الشریعہ واقعی وارثِ علوم اعلیٰ حضرت ہیں۔

اگر بات تفصیل حضرت کی کتابوں کے تحقیقی گوشوں پر کلام کیا جائے تو خاصا وقت اور دفتر کے دفتر دکراہیں لیکن فقیر اس وقت بہت زیادہ مصروف ہونے کے باعث اتنے پر ہی اکتفا کرتا ہے ان شاء اللہ دیگر مواقع پر تاج الشریعہ کی علمی نگارشات پر خامہ فرسائی کی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے بزرگوں کی علمی خدمات کو عام کرنے کی توفیق اور اسباب عطا فرمائے۔

سنو، چُپ رہو: ایک تعارف

مفتی اعظم باسنی، خلیفہ حضور تاج الشریعہ

مفتی ولی محمد صاحب رضوی

احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کرنا حقانی علمائے کرام ہی کا حق ہے۔ اور عوام اہل سنت کی صحیح رہنمائی کرنا لائق و قابلِ علمائے کوزیبا ہے۔ گاہِ بگاہ عوام میں بعض رسوم ایسی رواج پکڑ لیتی ہیں جو کم خواندگی کی بنا پر محبت کا نشان سمجھی جاتی ہیں اور بعض حضرات کی نظر اس طرف نہیں جاتی ہے۔ اور بعض خود کی بے عزتی تصور کرتے ہوئے زبان و قلم کو حرکت دینا ایسے محل پر مناسب نہیں جانتے ہیں۔ مگر جو حق کے سچے پاسان اور احکام شریعت کے ترجمان ہوتے ہیں وہ صرف حق کا بول بالا چاہتے ہیں، اور دلائل شرعیہ کی روشنی میں ازالہ منکر کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی نصرت و حمایت سے وہ اپنے اس مشن میں کامیاب بھی ہوتے ہیں چاہے کم ظرف حضرات اسے کسی نظر سے بھی دیکھیں وہ اس بات کی کبھی پرواہ نہیں کرتے۔

حضور اعلیٰ حضرت، مجددِ دین و ملت سیدنا امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی پوری حیات طیبہ میں یہ جلوے بدرجہ اتم نظر آتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس منصبِ جلیلہ پر آپ کو فائز فرمایا اور عظیم الشان کامیابی عطا فرمائی۔ آپ کی برکت سے آپ کے بلند پایہ شہزادگان میں بھی یہ کمال و خوبی جلوہ فگن رہی۔

آنکھ والے تیرے جو بن کا تماشا دیکھے

دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

موجودہ دور میں اسی خانوادہ کے عظیم چشم و چراغ اور اپنے اسلاف و اکابر کے مذہب و مسلک پر پوری پختگی کے ساتھ گامزن رہنے والی ذات مبارکہ حضور تاج الشریعہ، تاضی القضاۃ فی الہند، حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا قادری برکاتی نوری علیہ الرحمہ کی ہے۔ آپ نے بروقت شرعی احکام جاری کئے اور جہاں بھی کسی منکر کو دیکھا تو آپ نے بلا خوف و لومۃ لائم اس جانب زبان و قلم کو حرکت دے کر عوام اہل سنت کی رہنمائی کا حق ادا کر دیا۔ مخلص و پختہ اہل علم نے آپ کی تحقیقاتِ جلیلہ و نادرہ کو قبول کر کے مکمل ان کی حمایت کی۔

مثال کے طور پر پاکستان کے ایک سفر (۱۹۸۹) میں آپ نے کسی جلسہ میں شرکت کی، اور جب آیت درود خطیب نے پڑھی تو مجمعِ عوام نے بلند آواز سے آیت درود کے درمیان ”حق نبی“ کی صدا لگائی، حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ خلاف شریعت اس آواز کو سن کر خاموش نہ رہے اور کسی قسم کی مصلحت کو درمیان میں نہ لاکر ”من رای منکم منکر افلیغیرہ“ کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے دلائل و براہین کی روشنی میں مسئلہ شرعی کو پیش کیا۔ کہ تلاوتِ قرآن مجید جاری ہے، قاری سانس لے اس وقت بھی گویا وہ قرأت کر رہا ہے، تو سامع پر سماعت لازم ہے۔ اور ”حق نبی“ کے الفاظ اس درمیان میں کہنا ناجائز ہے۔ اس وقت اسٹیج پر کثیر تعداد میں علما و مشائخ و دانشوران موجود تھے، انہوں نے آپ کی تحسین کی اور اسے قبول کر کے حق کا بول بالا کر دیا۔

مگر صاحبزادہ زبیر احمد نقشبندی صاحب نے خواہ مخواہ سوالات قائم کر کے اسے ایک اختلافی مسئلہ بنانے کا طریقہ اختیار کیا، جسے اہل فضل و کمال نے سراسرنا پسند جانا۔ موصوف کے سوالات کے جوابات میں وارثِ علوم اعلیٰ حضرت، حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے کتاب و سنت اور اقوال صحابہ و فقہاء کی روشنی میں تحقیقاتِ نادرہ پر مشتمل مدلل و مفصل کتاب ”سنو، چُپ رہو“ تحریر فرمائی۔ یہ قرآنی آیت ((اذقری القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون)) ”جب قرآن

پڑھا جائے تو اس کو سنو اور چُپ رہو تا کہ تمہارے اوپر اللہ کی رحمت ہو۔ کے حکم کی طرف اشارہ ہے کہ جب تلاوتِ قرآن جاری ہو اس وقت خاموش رہو اور قرآن سنو، اس کے ختم پر درود پڑھو یا ”حق نبی“ وغیرہ محبت کے جملے کہو۔ جیسے خطبہ میں، یا کوئی خطیب آیتِ درود پڑھے تو وہاں بھی خاموش رہنا لازم ہے ویسے یہاں بھی سکوت لازم ہے۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے آیاتِ قرآنی، احادیثِ نبوی، مستند تفاسیر اور اقوال فقہائے اعلام کی روشنی میں اس مسئلہ کی مفصل و مدلل وضاحت فرمائی ہے جو آپ کا طرہ امتیاز ہے۔ ”فتاویٰ عالمگیری“ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں: دورانِ تلاوت اگر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام مبارک آئے تو قرآن کو اس کے نظم اور تالیف کے ساتھ پڑھتے رہنا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے سے افضل ہے۔ پھر فارغ ہو کر درود شریف پڑھا تو یہ افضل ہے اور نہ پڑھا تو کچھ نہیں“ [ص: ۸۹]

”تفسیر درمنثور“ کے حوالے سے لکھتے ہیں: ابو شیخ نے سلمان بن زائدہ سے روایت کی کہ جب ان کے پاس قرآن کی تلاوت ہوتی تو کپڑے سے اپنا منہ چھپا لیتے تھے، اور اس عمل کے لئے اللہ تعالیٰ کا قول: ((اذا قرى القرآن فاستمعوا له وانصتوا للعلکم ترحمون)) کو دلیل بناتے تھے۔ تو انہیں یہ پسند نہ تھا کہ سننے کے سو کسی اور کام میں اپنی آنکھ اور اعضائے جسم کو مشغول رکھیں“ [ص: ۸۸]

غرض کہ کتابِ نایاب ”سنو، چُپ رہو“ اس قسم کی حجّتوں اور دلیلوں کا بیش بہا خزانہ ہے جو دیدہ ور کے لئے چشم کشا ہے، حق کو قبول کرنے والا تو چند دلائل سے ہی رہنمائی حاصل کر لیتا ہے اور پھر وہ کسی قسم کے شک و تردید میں نہیں پڑتا، اللہ تعالیٰ ہمیں حق قبول کرنے اور ضد و ہٹ دھرمی سے محفوظ و مامون رکھے، آمین۔

میں نے حضور والا کی اس کتاب کو کئی ایک بار مطالعہ میں رکھا مجھ پر حق روشن

ہوا اور جو کوئی میری طرح صاف ستھرہ اور خالی الذہن ہو کر اس تصنیف لطیف سے فیض حاصل کرے گا تو ضرور ضرورت حق کے آفتاب سے اپنے قلب و نظر کو منور کرے گا۔ اس کتاب پر ہندوستان کے (۱۸) اور پاکستان کے (۲۰) مقتدر علما و فقہاء کی تصدیقات و تائیدات ہیں، جنہوں نے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو عظیم الشان خطابات و القابات سے یاد کیا ہے۔ یقیناً آپ کی ذات گرامی قابل تعریف و توصیف ہے بلا مبالغہ آپ ان خوبیوں کے حامل و جامع ہیں۔

میرے مربی و استاذ حضرت علامہ مولانا ظہور احمد اشرفی علیہ الرحمہ نے جب رسالہ ہذا کا مطالعہ کیا تو اس پر ایک شعر لکھ کر اس طرح تائید و تصدیق فرمائی اسی شعر پر اپنا کلام ختم کرتا ہوں۔

ہے فرمان خدا و اسمعوا و انصتوا جب

سراسر اس پر جھکاؤ، سنو، چُپ رہو

اللہ تعالیٰ ہمیں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے مذکورہ بالا فتویٰ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

ولی محمد رضوی عفی عنہ

خادم سنی تبلیغی جماعت بانی ناگور شریف

۱۶ ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ



ملفوظات تاج الشریعہ: ایک مطالعہ

مولانا محمد اظہار السنہی حسینی ابوالعلائی

اللہ عزوجل کے برگزیدہ اور مقبول و محبوب بندوں کے فرمودات و ملفوظات اور پند و نصائح کی تاریخ تدوین کی بات کی جائے تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ اسلام کی تاریخ جتنی پرانی ہے، مقبول بارگاہ الہی بندوں کے کلمات و فرمودات کو محفوظ کرنے کی تاریخ بھی اتنی ہی پرانی ہے؛ اس لیے کہ احادیث مبارکہ کا جو عظیم و ضخیم ذخیرہ آج ہمارے اور آپ کے درمیان موجود ہیں ان میں احادیث قولی کی ایک بڑی تعداد پائی جاتی ہے۔ یہ احادیث قولی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات و فرمودات ہی ہیں، البتہ اپنی بے مثال عظمت و شرافت کی بنیاد پر اقوال رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک الگ اصطلاح حدیث کی قائم کی گئی۔

ملک ہندوستان میں تدوین ملفوظات کی تاریخ دیکھی جائے تو حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملفوظات شریفہ نے سب سے پہلے ترتیب و تدوین کا شرف حاصل کیا، اور ملفوظات کے سب سے پہلے راوی اور مرتب ہونے کی سعادت آپ کے مرید خاص سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجرمی رحمۃ اللہ علیہ نے پائی۔ اس کے بعد تو گویا ایک سلسلہ چل پڑا۔

ماضی قریب میں جو ملفوظات و فرمودات محفوظ اور مرتب ہوئے ان میں سب سے زیادہ شہرت و مقبولیت امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کو حاصل ہوئی۔ جو آج ہمارے درمیان ”الملفوظ“ اور ملفوظات اعلیٰ حضرت کے نام سے موجود ہے۔ اسی خانوادے کے ایک صاحب عظمت فرد تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خان

از ہری میاں علیہ الرحمہ کو اللہ عزوجل نے ایسی مقبولیت عطا فرمائی تھی کہ مسریدین و معتقدین نے آپ کے کلمات و ملفوظات کو صفحات کے سینے میں محفوظ کر لیا۔

ملفوظات تاج الشریعہ کی تاریخی حیثیت:

ہمارے پیش نظر جو ملفوظات تاج الشریعہ موجود ہیں، ان کی جمع و تدوین کا کام کب شروع ہوا اور کہاں شروع ہوا؟ اس بات کا تذکرہ نہ مجموعہ ملفوظات میں کہیں ہے اور نہ ہی فقیر کو تلاش بسیار کے بعد اس کا علم ہو سکا۔ ہاں! جن ملفوظات کے مطالعے سے شاد کام ہوا، ان کے معرض وجود میں آنے کی تاریخ و مقام اور تعداد ارشادات کی تفصیل سپرد قسط اس کی جارہی ہے:

تاریخ	مقام	تعداد ارشادات و ملفوظات
۲، ۱۰، ۱۵، ۲۱، ۳۰ / مئی ۲۰۱۰	بریلی شریف، لاٹوگڑے، ملاوی، ڈربن، جنوبی افریقہ، ممبئی، بریلی شریف	۱۶۱
۶، ۱۳، ۲۱، ۲۷ / جون ۲۰۱۰	بنارس، (مؤخر الذکر تینوں) بریلی شریف	۹۴
۵، ۱۱، ۱۸، ۲۵ / جولائی ۲۰۱۰	(اول الذکر دونوں) بریلی شریف، مدینہ، جدہ	۱۰۸
کیم، ۸، ۱۵، ۲۲، ۲۹ / اگست	جدہ، مدینہ منورہ، ممبئی، بریلی شریف	۱۹۹
۵، ۱۲، ۱۹، ۲۶ / ستمبر ۲۰۱۰	بریلی شریف	۱۳۴
۴، ۱۰، ۱۷، ۲۴، ۳۱ / اکتوبر	پٹرولیس، ماریشش، بریلی شریف، ممبئی، بریلی	۱۴۵

ملفوظات تاج الشریعہ کی علمی حیثیت و خصوصیت:

ملفوظات تاج الشریعہ میں ایک دو علم و فن نہیں بلکہ کئی علوم و فنون کے جلوے نظر آتے ہیں۔ اس میں علم قرآن و تفسیر کی روشنی ہے، مسائل عقائد و کلام کے تحقیقی مباحث ہیں، فن

حدیث و اصول حدیث کے قیمتی فوائد ہیں، فقہ و فتاویٰ کی انجمن ہے، تصوف و طریقت کے خوش رنگ گلدستے ہیں، سوانح و تذکرہ اسلاف کی بیش قیمت معلومات ہیں وغیرہ۔ حقیقت تو یہ ہے کہ چند گوشوں کے علاوہ ملفوظات اعلیٰ حضرت اور ملفوظات تاج الشریعہ میں کافی حد تک یکسانیت و مماثلت دیکھنے کو ملتی ہے۔ کسی صاحب قلم نے ملفوظات اعلیٰ حضرت کی علمی حیثیت اور خصوصیت کے بارے میں لکھا تھا:

”الملفوظ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس میں طریقت و معرفت کے آداب اور تصوف و سلوک کے اسرار و رموز کے ساتھ ساتھ شریعت کی بھرپور تعلیمات موجود ہیں۔ اس میں جا بجا اصول و فروعی مسائل میں نقلی دلائل کے ساتھ عقلی دلائل بھی پیش کیے گئے ہیں۔ جا بجا بزرگوں کے حکایات و واقعات، ذاتی تجربات و مشاہدات اور اہم سفر نامے درج ہیں۔ بہت سارے ان پیچیدہ سوالات کے جوابات ہیں جو علوم و فنون سے اشتغال رکھنے والوں کے ذہن میں پیدا ہوتے ہیں۔“

(مقدمہ ملفوظ، ص: ۹، قادری کتاب گھر، بریلی)

ملفوظات تاج الشریعہ کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ کہا جاسکتا ہے کہ ملفوظات اعلیٰ حضرت میں پائی جانے والی درج بالا تقریباً تمام خوبیاں ملفوظات تاج الشریعہ میں پائی جاتی ہیں۔ اب ہم ملفوظات تاج الشریعہ کی خوبیوں کا ایک خاکہ پیش کرنے کے بعد انھیں مثالوں سے بیان کرنے کی کوشش کریں گے۔

ملفوظات تاج الشریعہ میں پائی جانے والی خوبیاں:

- (۱) عقائد و کلام کی تحقیقی بحثیں، (۲) عام فقہی مسائل، (۳) جدید فقہی مسائل، (۴) شبہات کا ازالہ، (۵) اصلاح معاشرہ، (۶) بزرگان دین کے تذکرے، (۷) عشق رسالت و شان رسالت مآب کا ادب، (۸) بد مذہبوں کا رد، (۹) بر محل اشعار کا استعمال، (۱۰) اعلیٰ حضرت کے رسائل کا تذکرہ اور ان کی ترغیب۔

(۱) عقائد و کلام کی تحقیقی بحثیں:

تاج الشریعہ سے ۲ مئی ۲۰۱۰ء میں قیام بریلی شریف کے دوران علم کلام کے ایک اہم موضوع ”اللہ عز وجل کے علم ذاتی اور علم رسول صلی اللہ علیہ وسلم“ کے بارے میں سوال کیا گیا، اس کے جواب میں آپ نے بڑا تحقیقی جواب دیا۔ وہ سوال و جواب ذیل میں من و عن نقل ہے:

عرض ۱۷:

”اللہ رب العزت کا جتنا ذاتی غیب ہے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے آگاہ فرمادیا“ کیا یہ عبارت اہل سنت کے عقائد کے مطابق ہے؟ یا اس میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے ذاتی علم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے برابر بتا کر شرک کیا گیا ہے؟“

ارشاد:

یہ عبارت اہل سنت و جماعت کے مذہب کے بالکل خلاف ہے اور یہ کلمہ دو وجہ سے کلمہ کفر ہے ایک تو یہ کہ ”جتنا ذاتی علم غیب“ یہ اس بات میں صریح ہے کہ قائل کے نزدیک معاذ اللہ، اللہ تبارک و تعالیٰ کا علم محدود ہے۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے الدولة المکیہ اور خالص الاعتقاد اور انباء المصطفیٰ اور اللؤلؤ المکنون فی علم البشیر ما کان و ما یکون اور بہت سارے دوسرے رسائل جن میں حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک و تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے بے عطا الہی علم غیب ثابت کیا ان میں یہ صاف تصریح کی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا علم، علم محیط، تفصیلی بالفعل ہے اور اس کا علم غیر متناہی بالفعل ہے اور یہاں جتنا کہہ کر اُس کو متناہی اور محدود بتایا گیا پھر علم ہو یا قدرت یا کوئی صفت جو اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے اُس میں کسی بندے کی شرکت نہیں ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی صفت ذاتیہ کو مخلوق کے لیے ثابت کرنا شرک ہے۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تبارک و تعالیٰ علیہ وسلم کو بعض علم غیب عطا فرمایا اور قرآن کریم سے بھی ثابت ہے۔

وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ

مخلوق اللہ تبارک و تعالیٰ کے علم میں کسی شے کا احاطہ نہیں کرتی مگر اُس کا جو اللہ تبارک و تعالیٰ چاہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک و تعالیٰ علیہ وسلم کو بعض علم غیب عطا فرمایا اور اُس بعض میں اتنی کثرت ہے کہ انہوں نے اولین و آخرین اور ماکان و مایکون اور اُس سے بہت زائد اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی ذات و صفات کا علم اور دُنیا کے فنا ہونے کے بعد قیامت کے بعد تک کا علم حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک و تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمایا جس میں وہ علوم خمس بھی داخل ہیں جن کے بارے میں بہت سے لوگوں کا خیال یہ ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا نہیں کیے گئے وہ سب بھی حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک و تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے عطا فرمائے جن کی تفصیل الدولة المکیہ میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت ہی اچھی طرح سے فرمائی ہے جس کو اس تفصیل پر اطلاع مقصود ہو تو اس رسالہ معرکہ کا مطالعہ کرے۔“

(انوار تاج الشریعہ، ص: ۱۶، ۱۷، مکتبہ امجدیہ، دہلی)

(۲) عام فقہی مسائل:

منصبی طور پر تاج الشریعہ ایک مفتی اور فقیہ تھے۔ آپ سے علمی فقہی سوالات کثرت سے ہوتے تھے اور آپ ان سوالات کے جوابات اپنے دارالافتا سے تحریر فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی صحبت سے حصول فیض کے لیے آپ کی مجلس کے شرکا آپ سے فقہی سوالات کرتے اور آپ ان کی دینی و فقہی رہنمائی فرماتے۔ آپ کے ملفوظات کا ایک بڑا حصہ ان ہی فقہی سوالات پر مشتمل ہے، بطور مثال چند ملاحظہ فرمائیں:

عرض ۵:

قصر کی قضا گھر آ کر پوری یعنی ۴ رکعات پڑھ لی ہوں تو کیا کرے؟

ارشاد:

جیسے قصر کی ادا ہے ویسے ہی قصر کی قضا ہے اور قصر کے معنی ہی ہیں کہ صلوٰۃ رباعیہ جو چار رکعات کی ہے اس کو دو رکعت ادا کیا جائے ظہر میں، عصر میں اور عشاء میں قصر کا حکم ہے اور مغرب اور فجر میں قصر نہیں ہے۔ چار پڑھنا جائز نہیں تھا البتہ اگر اس نے چار پڑھیں اور دو رکعت کے بعد اس نے قعدہ کیا تو اس کا یہ قعدہ اخیرہ ہے اور باقی دو اس کی نفل ہو گئیں نماز ہو گئی۔“ (ایضاً ص: ۱۲)

عرض ۱:

کیا عورتوں کو لوہے کی انگوٹھی پہننا جائز ہے اور کیا انہیں لوہے کے زیورات پہننے کی اجازت ہے؟

ارشاد:

تانبا، پیتل، لوہا یعنی سونے چاندی کے علاوہ جو دھاتیں ہیں ان کی انگوٹھی اور اس کے زیورات عورت کو بھی ناجائز ہیں اور مرد کو زیور پہننا مطلقاً ناجائز ہے مرد کو ساڑھے چار ماشہ سے کم کی چاندی کی ایک نگ کی ایک انگوٹھی جائز ہے اور عورت کو سونے چاندی کی انگوٹھیاں، چھلے، زیورات یہ سب جائز ہیں یعنی ان کا پہننا جائز ہے اور تانبا، لوہا، پیتل وغیرہ یہ جہنمیوں کا زیور ہے ان کا لباس ہے لہذا یہ عورتوں کو بھی ناجائز ہے۔“ (ایضاً ص: ۳۱)

(۳) جدید فقہی مسائل:

حالات و تغیرات زمانہ کی کوکھ سے جدید مسائل پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اب ان مسائل کے شرعی احکام کیا ہونے چاہیے، اس کی ذمہ داری ملت کے علما و فقہاء پر عائد ہوتی ہے۔ ہندوستان میں فقہی منظر نامے پر صف اول کے جن فقہاء کی طرف بکثرت علما و عوام کی نگاہیں اٹھتی ہیں، ان میں ایک نام تاج الشریعہ از ہری میاں رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے،

چنانچہ وقتاً فوقتاً آپ کی نجی مجلسوں میں بھی جدید فقہی مسائل کے حوالے سے استفسار کیا جاتا اور آپ ان کا تشفی بخش جواب ارشاد فرماتے ہیں۔ مثلاً ۲۷ مئی بریلی شریف کی مجلس میں خاندانی منصوبہ بندی کے تعلق سے سوال ہوا:

عرض ۶:

خاندانی منصوبہ بندی کرنا جائز ہے یا نہیں ہم لوگ اپنی مرضی سے وقفہ کرتے ہیں یہ کیسا ہے؟“

اس کے جواب میں آپ نے خاندانی منصوبہ بندی کے تمام جائز و ناجائز گوشوں پر اختصار کے ساتھ روشنی ڈالتے ہوئے ارشاد فرمایا:

ارشاد:

خاندانی منصوبہ بندی اس کے بہت سارے طریقے ناجائز ہیں جن میں نس بندی اور آپریشن کہ بلا ضرورت شرعیہ تجرد اور برہنہ ہونا لازم آتا ہے پھر تغیر خلق اللہ، اللہ تبارک و تعالیٰ نے جس چیز کو جس مصلحت کے لئے پیدا کیا ہے اس میں مداخلت اور اس میں تبدیلی کی کوشش جو بہ نص قطعی حرام ہے بھی ہوتی ہے اور تحکیم دائمی یعنی مستقل اور پرمٹ طور پر عورت کو ناقابل ولادت کر دینا، بانجھ کر دینا یہ مقصد شرع کے خلاف ہے اور اگر یہ اس طور پر ہو کہ بچہ پیدا ہوگا اس کے رزق کا، اس کی روزی کا کیا اہتمام ہوگا کون اس کو کھلائے گا اور کون اس کی پرورش کرے گا تو یہ اللہ تبارک و تعالیٰ پر توکل کے منافی ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کو فرمایا:

وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةً إِمَّا لَقِيْنَا نَحْنُ نَزِّلْهُمْ وَإِنَّا كُمْ

اپنی اولاد کو تنگدستی کے ڈر سے قتل مت کرو، تمہیں بھی روزی دیتے ہیں اور انہیں بھی

روزی دیتے ہیں۔

تو یہ بعض حالات میں بالفعل قتل ولد ہوتا ہے کہ نطفہ ٹھہر جاتا ہے اور اس کا اسقاط کر دیتے ہیں یہ حرام قطعی ہے اور بعض حالات میں یہ مثل قتل ولد ہے اور یہ ناجائز و حرام ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ پر توکل کے منافی ہے لہذا فیملی پلاننگ کی جو تدابیر تحکیم دائمی کے لیے کی جاتی ہیں وہ ناجائز و حرام ہیں البتہ بعض حالات میں بعض مصالح معقولہ شرعیہ کی بناء پر اگر مانع حمل دوائیں استعمال کرے جس میں تجربہ داور آپریشن کی ضرورت نہ ہو عارضی طور پر تو اس میں حرج نہیں ہے۔“ (ایضاً، ص: ۱۲، ۱۳)

شبہات کا ازالہ:

حضور نبی کریم ﷺ کے علم غیب پر ایک دیوبندی کے شبہ کا ازالہ کرتے ہوئے

فرماتے ہیں:

عرض ۲۶:

ایک دیوبندی عالم نے کہا کہ جنگ خیبر سے واپسی کے وقت ایک یہودی عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی اور آپ علیہ السلام کو زہر ملا کھانا کھلایا اگر آپ علیہ السلام کو علم غیب ہوتا تو زہر ملا کھانا جان بوجھ کر کیوں کھاتے کیوں کہ زہر ملا کھانا تو حرام ہے اس کا رد عنایت فرمائیں اور یہ بھی ارشاد فرمادیں کہ زہر ملا کھانا کھانے میں کیا حکمت تھی؟

ارشاد:

دیوبندی کا یہ اعتراض بے جا ہے ہم یہ کب کہتے ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک و تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے بتائے بغیر علم غیب تھا۔ علم غیب ذاتی، محیط، تفصیلی یہ خاص اللہ تبارک و تعالیٰ کا خاصہ ہے جو اس میں سے ایک ذرہ مخلوق کے لئے ثابت کرے وہ مشرک ہے اور علم عطائی یہ خاص بندوں کے لئے ہے جو اس میں سے ایک ذرہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے ثابت کرے وہ بھی مشرک ہے اور ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ اللہ

تبارک وتعالیٰ نے حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم پر کتاب اتاری اور یہ کتاب یکسر یک وقت نازل نہیں ہوئی بلکہ حسب ضرورت لوگوں کی ضرورت کے پیش نظر نظماً نظماً تھوڑا تھوڑا قرآن نازل ہوتا رہا اور جب قرآن کا نزول مکمل ہو گیا تو حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عز وجل نے ماکان و مایکون سب کچھ اولین و آخرین کے علوم اور جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہو رہا ہے اور قیامت تک جو کچھ ہوگا سب کا علم آپ علیہ السلام کو دے دیا اور اُس مسموم سے ساق مسمومہ، زہریلی بکری سے کھانا اس پر یہ دلیل لانا کہ حضور علیہ السلام کو علم غیب نہیں تھا یہ محتمل سے دلیل لانا ہے اور محتمل و قابل استدلال نہیں ہے۔ اصول کا قاعدہ یہ ہے کہ: اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال جب احتمال قائم ہو جائے تو استدلال باطل ہوتا ہے (اور دلیل لانا باطل ہوتا

ہے) (تحفۃ الاحوذی، ج ۱، ص ۱۲)

یہ کیا ضروری ہے کہ حضور علیہ السلام کو علم غیب نہ تھا۔ حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم، اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے معمور تھے اور حضور علیہ السلام کو اپنے اوپر قیاس کرنا یہ وہابیہ کی محبوبی ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کا معاملہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات سے اور اس کی صفات سے واقف ہوتے ہیں اور سرّ قدر پر جو کچھ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مقدر فرمایا ہے اس کے راز پر وہ واقف ہوتے ہیں تو حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم، اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے سرّ قدر پر واقف تھے اور ان کو یہی حکم تھا یہ ہمارے لیے ہے کہ زہریلی چیز جان بوجھ کر مت کھاؤ لیکن جو سرّ قدر پر واقف ہے اس کو یہی حکم ہے کہ تم یہ کھاؤ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے معمور تھے اور اس میں حکمت تھی کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم اس میں سے کھائیں اور یہودیوں کا فریب آشکار ہو اور پھر حضور علیہ السلام کا معجزہ ظاہر ہو کہ ہر شخص جو زہر کھائے وہ مر جائے لیکن یہ حضور علیہ السلام کی روحانیت ہے کہ اس زہر نے حضور علیہ السلام پر اثر انداز نہیں کیا اور یہ بھی آیا ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس میں سے کھایا

اور اس سے پہلے کہ حضور علیہ السلام کھاتے حضور علیہ السلام کو خبر ہوگئی اور حضور علیہ السلام نے اپنا ہاتھ روک لیا اور یہ بھی آیا ہے کہ وہ ساق مسمومہ خود بولی آپ علیہ السلام مجھے تناول نہ فرمائیں مجھ میں زہر دیا گیا ہے دس روایات میں سے ایک ہی طریق کو لیتا ہے اور دوسری دس طرق میں جس میں سرکار کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی عظمت ظاہر ہوتی ہے اس کو دباتا ہے یہ کون سی بات ہے۔

(۵) اصلاح معاشرہ:

علمائے کرام، انبیاء عظام کے وارث اور نائب ہوتے ہیں، اس لیے جن مقاصد کی ترویج و تبلیغ انبیاء نے فرمائی، ان کے بعد ان مقاصد کی ترسیل و تبلیغ کا فریضہ علمائے ربانین کی ذمہ داری ہے۔ تاج الشریعہ جہاں اپنی تحریر و تقریر میں اس فریضے کی ادائیگی فرماتے رہے وہیں اپنی مجلسوں میں بھی اس کام کو کسبِ خوبی انجام دیتے رہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

عرض ۲۸:

کیا انگریزی ٹوائلٹ میں کھڑے رہ کر پیشاب کر سکتے ہیں جبکہ طہارت ملحوظ ہو؟ خاص کر سفر کے دوران، ایئر پورٹ یا ہوائی جہاز میں ہوٹل یا کوئی اور پبلک مقام میں یا قوی گمان ہو کہ انگریزی ٹوائلٹ پر بیٹھنے سے بدن اور کپڑوں کی طہارت باقی نہ رہے گی۔

ارشاد:

کھڑے ہو کر پیشاب کرنے میں میری سمجھ میں نہیں آتا کہ طہارت کیسے حاصل ہوگی اس میں چھینٹے اڑنے کا اندیشہ ہے اور یہ خلاف سنت بھی ہے اگر انگریزی ٹوائلٹ کی سیٹ کا اندیشہ ہے یا مظنون ہے کہ وہ ناپاک ہے تو اس کو اچھی طریقے سے دھو کر صاف کر لے اور پھر رفع حاجت کرے اور محض وہم کی بناء پر یہ سمجھ لینا کہ یہ ناپاک ہے اس سے کوئی حکم ثابت نہیں ہوتا۔“ (ایضاً، ص: ۴۹)

(۶) بزرگان دین کے تذکرے:

اسلاف شناسی کا ایک بہترین ذریعہ بزرگان دین کو یاد کرنا بھی ہے جو ایک بابرکت

کام ہے اور کیوں نہ ہو کہ صالحین کے ذکر کے وقت ملائکہ رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علماء و عوام سبھی بزرگان دین متین سے منسوب اجلاس و کانفرنس کرتے رہتے ہیں اور ان کے ذکر سے خود کو شاد کام کرتے ہیں۔ تاج الشریعہ کی محبلسوں میں بھی مختلف مواقع اور مناسبت سے بزرگان دین کے تذکرے ہوتے تھے۔ ایک مثال پیش خدمت ہے:

عرض ۱:

حضرت علامہ قاری مصلح الدین صدیقی علیہ الرحمۃ والرضوان کے عرس شریف کی مناسبت سے ان کی سیرت پر کچھ ارشاد فرمادیں؟

ارشاد:

حضرت علامہ قاری مصلح الدین صاحب صدیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں حضرت صدر الشریعہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ سے بیعت تھے اور ان کے خلیفہ بھی تھے اور ساتھ ہی انہیں حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ سے بھی خلافت حاصل تھی اور مسلک اعلیٰ حضرت کے اپنے زمانے میں بڑے نقیب رہے اور کھوڑی گارڈن مسجد میں اور کراچی میں ان کی خدمات لائق تحسین ہیں اور ان کا ایک بڑا حلقہ جوان سے منسلک ہے وہ الحمد للہ وابستگان سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ ان کی معرفت رضوی حضرات کی ایک بڑی جماعت ہے جو اعلیٰ حضرت رضی اللہ تبارک و تعالیٰ عنہ سے مفتی اعظم ہند رضی اللہ تبارک و تعالیٰ عنہ سے اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تبارک و تعالیٰ عنہ کے گھرانے سے محبت رکھتے ہیں اور حضرت قاری صاحب کو مجھ سے بڑی محبت بہت انسیت اور بڑا لگاؤ تھا اور میں جب پہلی مرتبہ پاکستان گیا تو انہوں نے میرے ساتھ جلسوں میں اپنا وقت دیا اور کافی محبت سے وہ میرے ساتھ رہے اور جا بجا میرا تعارف کرایا اور پھر جب بھی میں پاکستان گیا تو کراچی کا پہلا جمعہ وہ ان کے زمانے سے اب تک یہ پابندی میری چلی آرہی ہے کہ مجھے پہلا جمعہ ان کی مسجد جو کھوڑی گارڈن کی مسجد ہے

وہاں ان کی پیشکش پر مجھے پڑھانا ہوتا تھا اور ان کے بعد یہی روش مولانا شاہ تراب الحق صاحب ان کے داماد اور خلیفہ نے رکھی اور وہ بھی حضرت قاری صاحب کے بڑے محب اور بڑے چہیتے اور مسلک اعلیٰ حضرت کے نقیب اور حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تبارک و تعالیٰ عنہ سے وابستہ ہیں اور الحمد للہ رضویت کی بڑی چھاپ حضرت مولانا فتاری مصلح الدین صاحب پر تھی اور ان کے بعد رضویت کا بڑا کام حضرت مولانا شاہ تراب الحق صاحب کر رہے ہیں۔“ (ایضاً، ص: ۲۵)

بد مذہبوں کا رد:

خانوادۂ اعلیٰ حضرت کا یہ امتیازی وصف ہے کہ ہر موقع اور ہر موڑ پر اس خانوادے کے جلیل القدر افراد نے بے دینوں اور بد مذہبوں کا ردِ بلیغ فرمایا، علامہ نقی علی خان ہو کہ اعلیٰ حضرت، جتہ الاسلام ہو کہ مفتی اعظم ہند، ان تمام حضرات کی تحریر کردہ کتائیں اور ان کی کتاب زندگی کا مطالعہ کیجیے، بد مذہبوں کی تردید سے متعلق کثیر واقعات مل جائیں گے بلکہ حق تو یہ ہے کہ ”خانوادۂ اعلیٰ حضرت اور بد مذہبوں کا ردِ بلیغ“ کے عنوان سے مستقل ایک کتاب لکھی جاسکتی ہے۔ نسلاً بعد نسل یہ وصف تاج الشریعہ کے اندر بھی منتقل ہوا اور آپ نے بھی پوری زندگی بد مذہبوں کے ردِ بلیغ کی کوشش فرمائی، حتیٰ کہ نجی محفلوں میں بھی رد فرمایا اور عوام کو ان سے بچنے کی تاکید فرمائی، انوار تاج الشریعہ میں ہے:

”آج کل نام نہاد اہل حدیثوں نے جگہ جگہ یہ شور مچا رکھا ہے اور غالباً ان کا جو پیس ٹی وی وغیرہ چلتا ہے اس میں انہوں نے اپنی تقریروں میں بھی کہا کہ آخری نماز وتر کی نماز ہونی چاہیے وتر کے بعد کوئی نفل نماز نہیں اور اس سلسلے میں سائل نے کوئی حدیث بیان نہیں کی لیکن اس سلسلے میں مجھے ایک حدیث ملی حدیث شریف یہ ہے کہ: ان اللہ قد امدکم بصلاۃ وہی خیر لکم من حمر النعم وہی الوتر فجعلھا لکم فیما بین العشاء الی طلوع الفجر (سنن ابی داؤد)

اس حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے کرم سے تم کو ایک نماز عطا فرمائی ہے جو تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ سرخ اونٹ عربوں کے نزدیک بہت اچھا مال سمجھا جاتا تھا تو فرمایا وہ نماز وتر ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کو نمازِ عشاء سے لے کر نمازِ فجر اس درمیان میں رکھا ہے اس سے یہ کہاں نکلا کہ آخری نماز وتر ہونا چاہئے اور وتر کے بعد کوئی نماز نہیں ہونا چاہئے یہ سلفیوں کی بڑی زیادتی ہے اور ان کی بد عقلی ہے کہ وہ اس طریقے سے احادیث میں اپنی طرف سے تراش خراش کرتے ہیں اور اپنے خیالوں کے مطابق احادیث کو کرنا چاہتے ہیں اس حدیث سے یہ مفہوم ہرگز نہیں نکلتا اور ممانعت کسی چیز سے جب تک اللہ عز و جل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے منع نہ کریں وہ چیز ہرگز منع نہیں ہو سکتی یہ ان حضرات کی زیادتی اور ان کی بد عقلی ہے یہ بہت سارے خیرات سے اور بہت سارے افعالِ خیر سے نیک کاموں سے انہی حیلوں، حوالوں سے منع کرتے ہیں۔

دوسری حدیث یہ ہے: من خاف لا يقوم آخر الليل، فليوتر أوله، ومن طمع أن يقوم آخره فليوتر آخر الليل، فان صلاة آخر الليل مشهودة، وذلك أفضل۔ آخر جہ سلم حضرت جابر رضی اللہ تبارک و تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث مروی ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک و تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو یہ خوف ہو کہ وہ پچھلی رات میں جاگ نہیں سکے گا تو وہ وتر پہلے پڑھ لے اور جس کو یہ بھروسہ ہو کہ وہ پچھلی رات میں جاگ سکتا ہے لہذا وہ اپنی نماز وتر کو اٹھا کر رکھے اور وہ پچھلی رات میں اس کو پڑھے تو اس حدیث سے تو اجازت مل گئی خاص کر کہ وتر میں اختیار ہے یا تو پہلے ہی پڑھ لے اور اگر اپنے اوپر اس کو بھروسہ ہے کہ وہ جاگ جائے گا تو وہ وتر کو اٹھا کر رکھے اور تہجد کے بعد وتر پڑھے۔ اب سلفیوں کا معاملہ یہ ہے کہ جو ان کے مطلب کی ہوتی ہے اس کو لے لیتے ہیں اور جو ان کے مطلب کے خلاف ہوتی ہے اس کو چھوڑ دیتے ہیں اس حدیث سے ان کے اس معاملے پر گواہی ثابت ہوگئی اور ان کی

بد عقلی اور ان کی ہوا اپنی ہوائے نفس کی پرستش اس سے ثابت ہے۔

ایک حدیث اور ہے: فقد ذهب كل صلاة الليل والوتر فأوتروا قبل طلوع الفجر اس سے بھی کوئی مدعا ثابت نہیں ہوتا اس میں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمایا کہ جب صبح صادق طلوع کر لے تو اب نماز، رات میں جو نمازیں پڑھی جاتی ہیں فرضِ عشاء اور ات کے بعد تہجد، نوافل اور وتر اب ان کا وقت نہ رہا اگر یہ نمازیں نہیں پڑھیں فرض و وتر نہیں پڑھے تو یہ نمازیں قضا ہو گئیں اور اگر اب پڑھ لیا تو اس وقت میں وتر وغیرہ کا وقت نہیں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمایا کہ طلوع فجر سے پہلے وتر پڑھ لے اگر اس نے طلوع فجر سے پہلے وتر نہیں پڑھے تو وتر قضا ہو جائیں گے اب اس کو طلوع فجر کے بعد پڑھے ادا نہیں ہوں گے بلکہ قضا ہوں گے۔

ان احادیث سے وجوب و تر ثابت ہوا لیکن یہ جو خود ساختہ نیا حکم نکالا کہ وتر ساری نمازوں کے بعد اور تہجد کے بعد وتر پڑھنا ضروری ہے یہ ان کی تراش خراش ہے اور ان کی میری دانست میں جہاں سے یہ سلفیت نکلی ہے اور جہاں یہ لوگ پاؤں میں ہیں میں نے وہاں پر بھی یہ عمل نہیں دیکھا میں نے وہاں پر بھی یہی دیکھا کہ وتر وہ لوگ عشاء کے ساتھ پڑھ لیتے ہیں۔‘ (ایضاً، ص: ۳۱۷)

بر محل اشعار کا استعمال:

کہتے ہیں کہ نثر کے مقابلے میں نظم کی اہمیت زیادہ ہوتی ہے، اس کی وجہ نظم کے اندر پائی جانے والی ایک مخصوص کشش اور اس کا زود اثر ہونا ہے؛ اسی لیے مصنفین و مقررین کا یہ عام طریقہ ہے کہ وہ موقع کی مناسبت سے کبھی کبھی کچھ اشعار پیش فرماتے ہیں جس سے تحریر و تقریر میں ایک عجب سی چاشنی محسوس ہونے لگتی ہے۔ تاج الشریعہ کے ارشادات و فرمودات میں بھی یہ خصوصیت پائی جاتی ہے کہ آپ موقع کی مناسبت سے اشعار کہہ کر تے ہیں جیسا کہ ۳۰ مئی ۲۰۱۰ بریلی شریف کی مجلس میں سوال ہوا کہ لوح محفوظ کیا ہے؟ تو آپ نے تفصیلی و تحقیقی جواب ارشاد فرمایا، اسی ارشاد میں ہے:

”یہاں تک تعریفات سے لوح محفوظ کا بیان قدرے تصرف کے ساتھ مذکور ہوا، اب میں کہتا ہوں کہ لوح اول جس کو روح عالم کے قائم مقام فرمایا گیا اس کا مصداق حضور سرور عالم ﷺ ہیں، جو اللہ کا نور ہیں، جن کا نور مادۂ عالم ایجاد ہے، وہی نور حقیقت محمدیہ ﷺ ہے، وہی اول مخلوق ہے، وہی عقل اول کا مصداق ہے، کائنات میں جو کچھ ہے اسی حقیقت واحدہ کے تعینات اور اسی نور کی تجلیات ہیں، لوح محفوظ کا علم ان کے سمندر علم کا ایک قطرہ ہے اور ان کے دفتر معرفت کی ایک سطر ہے، بلکہ لوح محفوظ کا وجود اسی حقیقت محمدیہ سے ہے، اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

محمد مظهر کامل ہے حق کی شان عزّت کا
نظر آتا ہے اس کثرت میں کچھ انداز وحدت کا
یہی ہے اصل عالم مادۂ ایجاب وخلق کا
یہاں وحدت میں برپا ہے عجب ہنگامہ کثرت کا
امام بویری اسی لئے فرماتے ہیں:

فان من جودک الدنیا وضرتھا
ومن علومک علم اللوح والقلم

(البیضا، ص: ۷۰)

اسی طرح بنارس کی محفل میں صدیقین و صالحین میں فرق کی وضاحت فرماتے ہوئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں مختلف مقامات کئی اشعار پیش فرمائے، جو درج ذیل ہیں:

خاص اُس سابق سیر قُربِ خدا
اوحِدِ کاملیت پہ لاکھوں سلام
سایہ مصطفیٰ مایہ مصطفیٰ
عز و نازِ خلافت پہ لاکھوں سلام

یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل

ثانی اشنین ہجرت پہ لاکھوں سلام

اصدق الصادقین سید المتقین

چشم و گوش وزارت پہ لاکھوں سلام

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور

نجم ہے اور ناؤ ہے عمرت رسول اللہ کی

اعلیٰ حضرت کے رسائل کا تذکرہ اور ان کے مطالعے کی ترغیب: علم غیب کے

بارے میں سوال کے جواب میں ارشاد ہے:

”امام اہلسنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے الدولة المکیہ اور خالص

الاعتقاد اور انباء المصطفیٰ اور اللؤلؤ المکنون فی علم البشیر ماکان

وما یکون اور بہت سارے دوسرے رسائل جن میں حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ

علیہ وسلم کے لئے بعلئے الہی علم غیب ثابت کیا۔ جن کی تفصیل الدولة المکیہ میں اعلیٰ

حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت ہی اچھی طرح سے فرمائی ہے جس کو اس تفصیل پر

اطلاع مقصود ہو تو اس رسالہ معرکہ کا مطالعہ کرے۔“ (ایضاً ص: ۶۱، ۱۷)

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

”حکم شرع ہے عمل اس لئے ہوتا ہے اور کچھ حکمتیں کتب فقہ میں بیان کی ہیں اعلیٰ

حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب ”انہار الانوار من یم صلوة

الاسرار“ میں کچھ اس کے نکات بیان کئے ہیں جو اس وقت مجھے یاد نہیں ہیں جن

صاحب کو شوق ہو وہ فقہ کی کتابوں کی طرف رجوع کرے اور ”انہار الانوار من یم

صلوة الاسرار“ کا مطالعہ کرے۔“ (ایضاً ص: ۲۸)

خادم التدریس الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ

تیسیر الباعون للسکن فی الطاعون

(۱۳۲۵ھجری)

دوران طاعون گھر میں ٹھہر جانے والوں کے لئے بھلائی کی
فراہمی ایک تجزیاتی مطالعہ

مولانا محب احسن رضوی مصباحی
الہ باد (یوپی)

دین اسلام افراط و تفریط سے پاک اللہ تک پہنچانے والا واحد مذہب ہے۔ اس نے یہ عقیدہ دیا ہے کہ تمام معاملات میں مؤثر حقیقی فقط اللہ کی ذات ہے اگر وہ نہ چاہے تو نہ آگ جلا سکتی ہے نہ چھری کاٹ سکتی ہے نہ زہر قاتل موت کا سبب بن سکتا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں مشرکین کا یہ عقیدہ تھا کہ بعض بیماریاں ایسی متعدی ہیں کہ ایک بیمار سے دوسرے صحت مند کو بہ ذاتِ خود منتقل ہو سکتی ہیں۔ اس میں اللہ کی مشیت اور اس کے ارادہ کا کوئی دخل نہیں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی اس بدعتیگی کا شدت سے رد فرمایا بخاری شریف کی ایک حدیث کا پہلا حصہ ہے ”لَا عَدْوٰی“ چھوت چھات کوئی چیز نہیں ہے یعنی کوئی بیماری کسی کو اڑ کر نہیں لگتی ہے بلکہ اللہ کی مشیت سے لگتی ہے اگر یہ اعتقاد پختہ ہو تو کسی بیماری میں مبتلا شخص کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے، گھلنے ملنے حتیٰ کہ کھانے پینے کی نہ پہلے کوئی ممانعت تھی نہ اب ہے، سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ

تعالیٰ عنہما و دیگر اجلہ صحابہ کا یہی مذہب بھی تھا اور اسی پر ان متوکلین علی اللہ کا عمل بھی۔

اگر اسلام امراض میں چھوت چھات کے نظریہ کی تعلیم دیتا اور اس میں اس طرح کے مریضوں سے کامل دوری بنائے رکھنے کی تاکید ہوتی تو آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ان مریضوں پر کیسی قیامت ٹوٹ پڑتی، نہ ان کی عیادت اور بیمار پرسی کے لئے کوئی جاتا نہ ان کی تیمارداری کرنے والا کوئی ہوتا، نہ علاج و معالجہ کے لئے کوئی معالج اس کے قریب پھٹکتا، کس مہر سی کے عالم میں بے شمار مریض گھٹ گھٹ کر مر جاتے ان کے غسل ان کی تجہیز و تکفین حتیٰ کہ نماز جنازہ پڑھنے کے لئے کوئی آنا نہیں چاہتا۔

ہاں بہت سارے لوگوں کی نظر چوں کہ فقط ظاہری اسباب پر رہتی ہے اور ان کا اعتقاد کمزور ہوتا ہے وہ لوگ اگر ایسی بیماری میں مبتلا مریض کے پاس بیٹھ گئے جو بیماری لوگوں کے خیال خام میں اڑ کر لگ جایا کرتی ہے اور معاذ اللہ ازل میں لکھی ہوئی تقدیر سے انہیں وہ بیماری لگ گئی تو ضعیف الاعتقادی کی بنا پر یہ وسوسہ پیدا ہوگا کہ دیکھو بیماری اڑ کر لگ گئی اس باطل وسوسے کا دروازہ بند کرنے کے لئے بخاری شریف کی اسی مذکور حدیث کے آخری حصے میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”فَرَّ مِنَ الْمَجْدُومِ كَمَا تَفَرُّ مِنَ الْأَسَدِ“ کوڑھ والے سے یوں بھاگو جس طرح تم شیر سے بھاگتے ہو۔

جو بیماریاں متعدی مانی جاتی ہیں ان میں ایک مہلک بیماری طاعون بھی ہے، طاعون سے متعلق بھی ہمارے پیغمبر نے اگر ایک طرف اللہ پر توکل کی تعلیم دیتے ہوئے طاعون زدہ شہر سے راہ فرار اختیار کرنے سے لوگوں کو سختی سے روکا ہے تو دوسری طرف باطل وسوسے سے محفوظ رکھنے کے لئے طاعون زدہ شہر میں باہر والوں کو نہ آنے کی ہدایت بھی فرمائی ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ”إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بَأْزٍ فَلاَ تَقْدُمُوا عَلَيْهِ، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلاَ تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ“ حدیث پاک کا خلاصہ یہ ہے کہ جب تم سنو کہ کہیں پر طاعون کی وبا آئی ہوئی ہے تو وہاں نہ جانا اور اگر جہاں تم موجود

ہو وہیں پر طاعون کی وبا آئی ہوئی ہے تو وہاں سے راہ فرار مت اختیار کرنا۔

رسالہ ”تیسیر الماعون للساکن فی الطاعون“ اسی موضوع پر اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی ایک گراں قدر تصنیف ہے۔ وارثِ علوم اعلیٰ حضرت سرکار تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اعلیٰ حضرت کے جن گیارہ رسائل کو اردو زبان سے عربی زبان کے خوب صورت قالب میں ڈھالا ہے ”تیسیر الماعون للساکن فی الطاعون“ اُن ہی رسائل میں سے ایک ہے۔ یہ رسالہ دراصل طاعون سے متعلق چند سوالات کے جواب پر مشتمل ہے اور وہ سوالات دو حدیثوں کے ارد گرد گردش کر رہے ہیں اس لئے پہلے اُن دونوں حدیثوں کا ذکر کر دینا مناسب ہے۔

پہلی حدیث:

”إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بَأْرَضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ، وَإِذَا وَقَعَ بَأْرَضٌ وَأَنْتُمْ فِيهِ مَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ“ جب تم سنو کہ کسی خطہ زمین پر طاعون آیا ہوا ہے تو وہاں نہ جاؤ اور اگر جہاں تم ہو وہیں طاعون آجائے پھر وہاں سے نہ نکلو۔ یہ حدیث بخاری شریف کی ہے اور اس کے راوی سیدنا عبد الرحمن ابن عوف ہیں۔

دوسری حدیث:

”لَيْسَ مِنْ أَحَدٍ يَقْعُ الطَّاعُونُ فَيَمُوتُ فِي بَلَدِهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا، يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يُصِيبُهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ، إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ شَهِيدٍ“ جہاں طاعون آجائے اور کوئی شخص اپنے اسی شہر میں بہ نیت ثواب، صبر کر کے اور یہ یقین کر کے کہ اُس پر وہی مصیبت آئے گی جو اللہ رب العزت نے اس کی تقدیر میں لکھ دی ہے تو اُسے ایک شہید کا اجر ملے گا۔ یہ حدیث بھی بخاری شریف کی ہے اور اس کے راوی ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

متعلقہ سوالات

- {۰۱} طاعون زدہ شہر سے فرار جائز ہے یا نہیں؟
- {۰۲} اگر جائز ہے تو حدیث مذکور کا کیا جواب ہے؟
- {۰۳} اگر ناجائز ہے تو یہ کس درجہ کا گناہ ہے، صغیرہ ہے یا کبیرہ؟
- {۰۴} گناہ صغیرہ یا کبیرہ پر اصرار کرنے والا شرعاً کیسا ہے؟
- {۰۵} بہ صورتِ عدمِ جواز، جان کے خوف سے طاعون زدہ شہر سے فرار کرنے والے یا لوگوں کو فرار کی ترغیب دینے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟
- {۰۶} بہ صورتِ عدمِ جواز، جان کے خوف سے طاعون زدہ شہر سے فرار اختیار کرنے والا اور لوگوں کو فرار کی ترغیب دینے والا دونوں برابر درجے کے گنہگار ہوں گے یا کم زیادہ؟
- {۰۷} جو آدمی طاعون سے فرار کی حرمت پر مشتمل حدیث کے برخلاف طاعون سے فرار نہ صرف جائز سمجھے بلکہ اُسے مستحسن قرار دے وہ آدمی از روئے شرع کیسا ہے؟
- {۰۸} حدیث صحیح کے برخلاف کیا کسی صحابی کا قول یا فعل قابلِ عمل ہے؟
- {۰۹} کیا کسی حدیثِ قوی کے خلاف فعل صحابی کو ترجیح دی جاسکتی ہے؟
- {۱۰} حفاظتِ صحت کا خیال کر کے طاعون زدہ شہر سے نکل کر فنائے شہر میں چلا جانا طاعون سے فرار کی حرمت میں کس طرح داخل ہوگا؟ جب کہ فنائے شہر اجازتِ جمعہ کے باب میں شہر ہی کا حکم رکھتا ہے اور حدیث ابنِ عوف میں ممانعتِ شہر طاعون سے فرار کی ہے نہ کہ شہر طاعون کے اندر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کی؟ کیوں کہ اگر شہر طاعون کے اندر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا ممنوع ہوتا تو ام المؤمنین کی حدیث میں فقط اسی شہر میں صبر کے ساتھ رہنے پر اجرِ شہید کی بشارت نہ ہوتی بلکہ اس اجر کے استحقاق کے لئے اسی گھر میں اقامتِ ضروری ہوتی جس میں طاعون کا مریض موجود ہے۔
- {۱۱} حفاظتِ صحت کا خیال کر کے طاعون زدہ شہر سے نکل کر فنائے شہر میں چلا جانا

طاعون سے فرار کی حرمت میں داخل کیوں نہیں ہوگا؟ جب کہ مسافر پر موضع اقامت کی عمارات سے نکلنے ہی قصر واجب ہو جاتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ شہر کا اطلاق فنائے عمارات پر ہوتا ہے فنائے شہر پر نہیں۔ اس بنیاد پر ام المؤمنین کی حدیث کا یہ مطلب ہوگا کہ شہر کی عمارات سے خروج نہ کیا جائے۔

یہ رہے وہ سوالات جس کے جواب میں رسالہ ”تیسیر الہاعون للمسکن فی الطاعون“ معرض وجود میں آیا ہے۔ سرکار اعلیٰ حضرت نے ان تمام سوالات کا مدلل اور تشفی بخش جواب تحریر فرمایا ہے اور اپنی معروف روش کے مطابق ہر بات پر دلائل کے انبار لگائے ہیں اختصار کے ساتھ تمام سوالات کے جواب ملاحظہ فرمائیں۔

جوابات

{۰۱} و {۰۲} و {۰۳} طاعون سے فرار گناہ کبیرہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ”الْفَارُّ مِنَ الطَّاعُونِ كَالْفَارِّ مِنَ الزَّحَفِ“ طاعون سے بھاگنے والا بوقت مقابلہ کفار جہاد سے بھاگنے والے کی طرح ہے اور اللہ عز وجل جہاد میں کفار کو پیٹھ دے کر بھاگنے والے کی نسبت فرماتا ہے ”فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ“ وہ بے شک اللہ کے غضب میں پڑا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ کیا ہی بری جائے گشت ہے۔

حضرت جابر ابن عبد اللہ اور ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی مذکور حدیث کے حوالے میں اعلیٰ حضرت نے حدیث کی ایک درجن کتابوں کے حوالے پیش کئے ہیں۔ اور اس گناہ کے کبیرہ ہونے پر امام ابن حجر مکی کی ”زوائد جردن“ اقتراف الکبائر شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی کی ”اشعة اللمعات علامہ طیبی کی شرح مشکوٰۃ علامہ زرقانی کی شرح المؤطا، کی عبارتیں پیش فرمائی ہیں۔

{۰۴} گناہ کبیرہ پر اصرار اسے گناہ کبیرہ اور کبیرہ پر اصرار کبیرہ کو سخت تر کبیرہ

بنادیتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ”لَا صَغِيرَةَ
مَعَ الْأَصْرَارِ“ {رواہ فی مسند الفردوس عن ابن عباس رضی اللہ
تعالیٰ عنہما}

{۰۵} و {۰۶} جب طاعون سے فرار گناہ کبیرہ ہے تو اس سے فرار اختیار کرنے والا اور
اس کی ترغیب دینے والا دونوں فاسق ہیں اور غالباً اعلان بھی نقدِ وقت ہے اور
فاسق معین کو امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔
غنیۃ میں ہے ”لَوْ قَدِمُوا فَاسِقًا يَأْتُمُونِ“ اگر لوگ کسی فاسق کو اپنا امام
بنائیں گے تو گنہ گار ہوں گے۔

{۰۷} طاعون سے فرار کو جو احسن سمجھتا ہے اگر جاہل ہے اور اسے معلوم نہیں کہ
احادیث صحیحہ اس کی تحریم میں وارد ہیں تو اسے سمجھایا جائے اور اگر جان بوجھ کر
حدیثوں کا انکار کرتا ہے تو تو صریح گمراہ ہے۔

{۰۸} و {۰۹} جس امر میں رائے اور اجتہاد کو دخل نہ ہو ایسے امر میں حدیث کے خلاف
صحابی کا قول اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس کا قول نہیں رسول اللہ صلی اللہ صلی
تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے اور جس امر میں رائے اور اجتہاد کو دخل ہو ایسے امر میں
حدیث کے خلاف صحابی کا وہ قول جس کے راوی وہ خود ہیں اور مخالفت فقط ظاہر
نص میں ہے مثلاً ان کا قول، حدیث عام میں تخصیص کر رہا ہو یا حدیث مطلق
کو مقید کر رہا ہو تو صحابی کا یہ قول اس حدیث مرفوع کی تفسیر ٹھہرے گا اور اسے
اسی خلاف ظاہر پر محمول سمجھا جائے گا۔ اور اگر مخالفت ”مفسر حدیث“ کی ہے تو
یہ صریح دلیل ہے کہ وہ حدیث منسوخ ہو چکی ہے صحابی کو اس کا نسخ ہونا معلوم
تھا۔ اور اگر اس حدیث کے راوی وہ صحابی خود نہیں ہیں اور حدیث میں مذکور
معاملہ ایسا نہیں ہے کہ ان جیسے صحابی پر مخفی رہتا تو صحابی کی مخالفت اس مرفوع

روایت کی قبولیت میں شبہ ڈالے گی ورنہ حدیث ویسے ہی مرجح ہے جیسے غیر صحابہ کے قول پر مطلقاً جب کہ غیر صحابہ کا قول حد اجماع کو نہ پہونچے۔ بہ طور استشہاد یہاں مسلم الثبوت کی عبارت نقل کی گئی ہے۔

{۱۰} و {۱۱} اولاً: طاعون سے متعلق تمام حدیثوں میں طاعون سے بھاگنے پر وعید شدید اور صبر کے ساتھ وہیں ٹھہرے رہنے کی ترغیب و تاکید ہے، شہر، محلے یا حوالی شہر کی کوئی قید نہیں ہے اس لئے جو نقل و حرکت طاعون سے بھاگنے کے لئے ہوگی اگرچہ شہر ہی کے محلوں میں ہو وہ بلاشبہ اس وعید و تہدید میں داخل ہوگی۔

ثانیاً: ام المؤمنین ہی سے مروی مسند امام احمد ابن حنبل کی ایک دوسری حدیث میں فَيَمْكُثُ فِي بَلَدِهِ صَابِرًا اپنے شہر میں صبر کے ساتھ ٹھہرے کی بجائے "فَيَمْكُثُ فِي بَيْتِهِ صَابِرًا" {اپنے گھر میں صبر کے ساتھ ٹھہرے} ہے۔ تو دونوں روایتوں کا مطلب یہ ہوا کہ جس کے شہر میں طاعون ہو وہ شہر سے نہ بھاگے اور خود جس کے گھر میں طاعون ہو وہ اپنے گھر سے نہ بھاگے تو حاصل یہی ہوا کہ طاعون سے نہ بھاگے، شہر یا گھر سے بھاگنا لذاتہ ممنوع نہیں ہے اسی لئے اگر کوئی ظالم ظلماً اس کی گرفتاری کے لئے شہر میں آیا اور یہ اس ظالم سے بچنے کے لئے شہر سے بھاگ گیا تو ہرگز مواخذہ نہیں ہوگا اگرچہ وہ زمانہ طاعون ہی میں بھاگے کیوں کہ یہ بھاگنا ظالم کے ظلم سے ہے نہ کہ طاعون سے۔

ثالثاً: غور کیجئے تو اس حدیث اور بخاری کی حدیث میں کوئی اختلاف نہیں ہے کیوں کہ یہ بات بدایۃً معلوم ہے کہ مطلقاً روئے زمین میں سے کسی جگہ وقوع طاعون مراد نہیں ہے تو حدیث بخاری فی بَلَدٍ اور حدیث احمد میں فَيَمْكُثُ فِي بَيْتِهِ بر سبیل تنازع "يَمْكُثُ" اور یقع دونوں سے متعلق ہیں تو دونوں روایتوں کا مطلب یہ ہوا کہ جس کے شہر میں طاعون ہو وہ شہر سے نہ بھاگے اور خود جس کے

گھر میں طاعون ہو وہ اپنے گھر سے نہ بھاگے تو حاصل یہی ہوا کہ طاعون سے نہ بھاگے۔

رابعاً : لَيْسَ مِنْ أَحَدٍ يَقْعُ الطَّاعُونُ فَيَمُوتُ فِي بَلَدِهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا ، يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يُصِيبُهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ ، إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ شَهِيدٍ جہاں طاعون آجائے اور کوئی شخص اپنے اسی شہر میں بہ نیتِ ثواب، صبر کر کے اور یہ یقین کر کے کہ اُس پر وہی مصیبت آئے گی جو اللہ رب العزت نے اس کی تقدیر میں لکھ دی ہے تو اُسے ایک شہید کا اجر ملے گا۔

حدیث میں نظر کریں، اجر شہید کے استحقاق کے لئے اپنے شہر میں تین اوصاف کے ساتھ ٹھہرنے کی بات کی گئی ہے اول ”صبر استقلال“ دوم ”تسلیم و تفویض اور رضا بالقضا پر طلبِ ثواب“ سوم یہ سچا اعتقاد کہ بے تقدیر الہی کوئی بلا نہیں پہنچ سکتی۔ اب اس کے حال کا اندازہ کیجئے جس کے شہر کے ایک کنارے میں طاعون واقع ہوا اور وہ اس کے خوف سے گھر چھوڑ کر دوسرے کنارے بھاگ گیا کیا اسے ثابت قدم و صابر و مستقل و راضی بالقضا کہہ سبائے گا وہ ایسا ہوتا تو کیوں بھاگتا؟ شہر میں اس کا قیام صبر و رضا کے لئے نہیں بلکہ اس لئے ہے کہ شہر کا یہ کنارہ ہنوز محفوظ ہے۔ کل اگر یہاں بھی طاعون آیا تو اسے یہاں سے بھی بھاگتے دیکھ لینا اب اگر بیرونِ شہر جا کر پڑا اور وہاں بھی وبا پہنچی تو مضافات کو بھی چھوڑ کر دوسری بستی ہی میں دم لے گا پھر ”صَابِرًا مُحْتَسِبًا“ کہاں صادق آیا؟

خامساً: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طاعون سے بھاگنا جہاد سے بھاگنے کی طرح بتایا اسی سے پتہ چلتا ہے کہ فرار شہر چھوڑ کر دوسرے شہر چلے جانے پر ہی محصور نہیں ہے۔ اگر مسلمانوں کا امام بیرونِ شہر کفار سے جہاد کر رہا ہو اور کچھ لوگ مقابلے سے بھاگ کر اپنے گھروں میں جا بیٹھیں تو کیا فرار نہیں ہوگا؟ ضرور ہوگا بلکہ گھروں میں جا بیٹھنا تو در

کنارا اگر معرکے سے بھاگ کر اسی میدان کے کسی پہاڑ یا غار میں جا چھپے تو ضرور عار فرار

نقدِ وقت ہوگی کہ میدانِ کارزار تو ہر طرح چھوڑا اور مفتِ بلدہ کفار سے منہ موڑا۔

سادساً: حکیم کریم، رؤف و رحیم علیہ وعلیٰ لہ الصلوٰۃ والتسلیم نے جن حکمتوں کی بناء پر

طاعون سے فرار حرام فرمایا ان میں ایک حکمت یہ ہے کہ اگر تندرست بھاگ

جائیں گے تو بیمار ضائع ہو جائیں گے ان کا نہ تو کوئی تیمار دار ہو گا نہ خبر گیری

کرنے والا جو مرے گا ان کی تجہیز و تکفین کون کرے گا؟

ایک سوال یہ رہ گیا کہ جب طاعون سے بھاگنے یا اس سے مقابلے کی نیت نہ ہو تو طاعون

زدہ شہر سے نکلنا یا دوسری جگہ سے وہاں آنا فی نفسہ کیسا ہے؟ اس میں ہمارے علماء کی تحقیق یہ

ہے کہ وہ بجائے خود حرام نہیں ہے مگر نظر بہ پیش بینی یہاں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ انسان کامل

الایمان ہے ”لَنْ يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا“ کے مطابق اسے یقین کامل ہے کہ ہم

پر وہی مصیبت آئے گی جو اللہ رب العزت نے ہمارے لئے لکھ دی ہے اگر ایسا آدمی طاعون

زدہ شہر میں کسی کام سے جائے تو اسے یہ پشیمانی عارض نہیں ہوگی کہ ناحق آگیا اور بلا نے اپنی

گرفت میں لے لیا یا ایسا آدمی کسی کام سے باہر جائے تو یہ خیال نہ کرے گا کہ خوب ہوا کہ اس

بلا سے نکل آیا خلاصہ یہ کہ اس کا آنا جانا بالکل ایسا ہو جیسا کہ طاعون نہ ہونے کے زمانے میں

ہوتا تو اسے خالص اجازت ہے اور اگر ایسا کامل الایمان انسان نہ ہو تو اسے مکروہ ہے۔

تنبیہ:

جس طرح طاعون سے بھاگنا حرام ہے اسی طرح طاعون زدہ شہر میں حبا نا بھی

ناجانز و گناہ ہے احادیث میں دونوں سے صراحۃً ممانعت آئی ہے، پہلے میں تقدیر الہی

سے بھاگنا ہے تو دوسرے میں بلائے الہی سے مقابلہ کرنا ہے اور اس کے لئے اظہار توکل

کا عذر محض سفاہت ہے کہ توکل معارضۂ اسباب کا نام نہیں ہے۔

شرح حدیث الاخلاص کا: ایک علمی جائزہ

مولانا حنیفؒ حبیبی مصباحی

دارالعلوم مجاہد ملت دھام نگر شریف

حضور تاج الشریعہ، علامہ اختر رضا خان ازہری قدس سرہ کو دنیا مفتی و فقیہہ، عالم و صوفی اور مرشد کامل اور شیخ طریقت کی حیثیت سے جانتی ہے۔ اس میں دورائے نہیں کہ حضرت نہ صرف ہندوستان کے قاضی القضاۃ تھے بلکہ پورے عالم اسلام کی عقبسری شخصیت تھے۔ گوناگوں اوصاف و کمالات اور متنوع محاسن و محامد کے حامل تھے۔ اہل علم اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ آپ اپنے جد اعلیٰ، امام اہل سنت، سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کے زہد و تقویٰ، فضل و کمال اور علم و آگہی کے سچے وارث تھے۔ جملہ علوم متداولہ پر بڑی گہری نظر تھی۔ بالخصوص علم حدیث میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ نقد و نظر، جرح و تعدیل، نسخ و منسوخ اسماء رجال، محدثین کے طبقات، کتب احادیث کے مدارج، اقوال جرح میں اعتدال و انصاف، منشاء رسول کی معرفت اور اختلاف روایات میں تطبیق جیسے فن حدیث کے سیکڑوں گوشے آپ کے نگاہوں کے سامنے ہمیشہ موجود ہوتے تھے۔ اس حقیقت پر آپ کی تصنیفات اور بالخصوص صحیح بخاری جلد اول پر آپ کا معرکہ الآرا حاشیہ شاہد عدل ہے۔

فی الوقت ہمارے پیش نظر آپ کی تصنیف لطیف ”شرح حدیث الاخلاص“ ہے جو

۳۱ صفحات پر مشتمل عربی میں ایک مختصر اور انتہائی جامع رسالہ ہے۔ یہ دراصل بخاری شریف جلد اول، باب کیف کان بدء الوحی کی پہلی حدیث ”انما الاعمال بالنیات“ پر حضرت کا معرکہ الآرا حاشیہ ہے جسے آپ کے داماد محترم، مفتی محمد شعیب رضا قادری نعیمی علیہ الرحمہ نے کتاب کی شکل دے کر بڑا احسان کیا۔ ساتھ ہی مولانا عبدالنعیم عنزیزی صاحب کے بھی ہم نمون ہیں، کہ حضرت علیہ الرحمہ وقفہ وقفہ سے جو املا کرواتے رہے ڈاکٹر عنزیزی نے اسے یکجا کر دیا اور حضرت کی اجازت سے ”شرح حدیث نیت“ کے نام سے شائع کر دیا جس کی وجہ سے اردو داں طبقہ کو عربی رسالہ کے مباحث کا سمجھنا آسان ہو گیا۔ دل سے دعائیں نکلتی ہیں کہ رب و تدیران حضرات کی تربتوں پر رحمت و نور کی موسلا دھار بارش برسائے۔ آمین

واضح ہوا کہ قرآن حکیم کے بعد جس کتاب پر سب سے زیادہ تحقیقی کام ہوا، وہ صحیح البخاری ہے۔ عمدۃ القاری، فتح الباری اور ارشاد الساری جیسی بے مثال شرحوں کے علاوہ مختلف زبانوں میں اہل علم نے بخاری شریف کی ایک ایک حدیث پر خوب خوب داد تحقیق دی ہے۔ مگر حیرت ہوتی ہے کہ اتنی ساری تحقیقات کے باوجود حدیث مذکور کے حوالے سے اتنے علمی و فقہی مباحث اور اصفیا و عرفا کے نظریات ہمیں یکجا نہیں ملتے، جتنے کہ تاج الشریعہ کے اس مختصر رسالہ میں بلکہ ایک حاشیہ میں موجود ہیں۔ عالمانہ تشریح بھی ہے اور عارفانہ تفسیر بھی، فقہی مسائل کی تخریج بھی ہے اور کلمات روایات کی تحقیق بھی۔ اقوال ائمہ کی تطبیق بھی ہے اور مذہب امام اعظم کی پرزور تائید و توثیق بھی۔

حدیث کی تخریج، راویوں کی تفصیل

اب آئیے، قدرے تفصیل کے ساتھ ان حقائق کا جائزہ لیتے چلیں۔ سب سے پہلے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے حدیث ”انما الاعمال بالنیات“ کی تخریج کے ساتھ راویان حدیث کے اسماء کا ذکر کیا کہ ”یہ حدیث صحیح بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی

اور ابن ماجہ یعنی صحاح ستہ میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ جب کہ ابو نعیم، دارقطنی نے غرائب مالک میں حضرت ابوسعید خدری سے، ابن عساکر نے امالی میں حضرت انس سے روایت کیا۔ رشید العطار نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے۔“
(مخلصاً شرح حدیث الاخلاص، ص: ۳۰)

امام اعظم کی سند، بخاری سے عمدہ

پھر آپ نے پوری سند کے ساتھ اسی حدیث کو مسند امام اعظم ص: ۲۰ سے نقل فرمایا اور بخاری کی سند سے امام اعظم کی سند کی اولیت و فضیلت کو بیان فرمایا۔ ”قلت: و کذا رواہ الامام اعظم ابو حنیفۃ بمثل الاسناد الذی ساقہ البخاری عن شیخہ الحمیدی غیر أن اسناد الامام اعلیٰ من اسناد البخاری“۔ (ص: ۳) میں کہتا ہوں کہ ایسے ہی امام اعظم نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے جس سند کے ساتھ امام بخاری نے اپنے استاذ حضرت حمیدی سے روایت کیا ہے مگر یہ کہ امام اعظم کی سند، امام بخاری کی سند سے اعلیٰ ہے۔
بخاری سے عمدہ روایت، امام اعظم کی ہے

رہی مسند امام اعظم کی حدیث بخاری سے عمدہ و اعلیٰ ہونے کی بات تو مسند امام اعظم کی حدیث یہ ہے ”الاعمال بالنیات، و لکل امرئی ما نوى، فمن کانت ہجرته الی اللہ و رسولہ فہجرته الی اللہ و رسولہ، و من کانت ہجرته الی دنیا یصیبھا و امرأۃ ینکحھا ہجرته الی ما ہاجر الیہ (مسند الامام الاعظم، ص: ۲) جبکہ بخاری، باب کیف کان بدء الوحی میں ”فمن کانت ہجرته الی اللہ و رسولہ فہجرته الی اللہ و رسولہ“ نہیں ہے (بخاری، ج: ۱، ص: ۲، حدیث: ۱)

حسن نیت کی ضرورت ہر جگہ ہے

مصنف علام نے توجہ دلائی کہ ہر کام میں اخلاص ضروری ہے اور خاص کر علم حدیث

حاصل کرنے والے حصول دنیا کے لیے ہرگز علم حاصل نہ کریں بلکہ اللہ و رسول کی خوشنودی کے لیے علم دین حاصل کریں جس طرح ہجرت کے لیے حسن نیت چاہیے، ایسے ہی حصول علم کے لیے بھی اخلاص شرط ہے۔ اسی لیے عام مصنفین کی طرح امام بخاری علیہ الرحمہ نے بھی صحیح کا آغاز حدیث نیت سے کیا ہے۔ حضور تاج الشریعہ رقم طراز ہیں۔

”فکما ان الاخلاص شرط فی الهجرة الی اللہ و الرسول کذا لک ہو شرط ہنہا۔ ولذلک بدء الامام البخاری الذی ہو مقدم جماعة المحدثین کتابہ بهذا الحدیث الشریف“۔ (ص: ۴)

قول امام شافعی کی تشریح

حدیث نیت اتنی عظیم واہم ہے کہ بعض علما نے اسے نصف علم قرار دیا۔ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اس حدیث کا دخل تو دین کے ستر ابواب میں ہے۔ اس پر یہ اشکال وارد ہوتا تھا کہ دین تو عبادات، معاملات اور عادات سب کو شامل ہے، پھر ہر ایک کی ان گنت اور لاتعداد اقسام ہیں، اور سب میں حسن نیت چاہیے۔ اخلاص کو صرف دین کے ستر ابواب میں خاص کرنا، دوسرے بے شمار ابواب میں حسن نیت کا فقدان کیوں کر تسلیم کیا جائے گا؟

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے مصنف علیہ الرحمہ نے اس خلیجان کو یوں دور فرمایا۔ ”یرید الامام المذکور بهذا ان هذا الحدیث مدخلا عظیمافی الدین و لیس یرید ان الحدیث انما یدخل فی سبعین بابافقط، بل مقصودہ المبالغہ و افادہ نفوذ الحدیث“۔ یعنی اس سے امام موصوف کو یہ بتانا مقصود ہے کہ یہ حدیث دین میں بہت بڑا دخل رکھتی ہے۔ اور اس سے یہ مقصود نہیں کہ اس کا دخل صرف ستر ابواب میں ہے، بلکہ مقصود افادہ کثرت اور مبالغہ ہے۔ (شرح حدیث الاخلاص، ص: ۴)

سبق

حضور تاج الشریعہ نے ہمیں سبق دیا کہ ہر حال میں اپنے بزرگوں کا ادب ملحوظ رکھنا

ضروری ہے۔ اور ان کے اقوال کے وہ معانی بتائے جائیں جن سے ان کے پاکیزہ دامن پر کوئی داغ نہ آنے پائے۔ بصورت دیگر بزرگوں کی عظمت سے کھلواڑ کرنے والا بڑا ہی حرمان نصیب ہوتا ہے۔

حسن نیت کے ساتھ حسن عمل بھی ضروری ہے

حضور تاج الشریعہ قدس سرہ نے روح البیان کے حوالے سے نوشیرواں کا ایک واقعہ نقل فرما کر حسن نیت کی افادیت کی طرف بھرپور توجہ دلائی کہ نیت کے اثرات بہر حال مرتب ہوتے ہیں۔ نیت اچھی ہو تو اس کے اچھے اثرات اور بری نیت کے برے اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ جب نوشیرواں کافر کو اس کی حسن نیت کا فائدہ ملا تو نیک نیتی کے ساتھ نیک عمل کیا جائے تو اس کا فائدہ ظاہر و عیاں ہے۔ انظر و الکافر نوشیرواں حصلت له الفائدة من حسن نيته، و اذا كان هذا شان مجرّد النية فاذا وجد العمل مقرونا بها فلا بد تبدؤ نتائجها۔ (ص: ۶)

عظمت اولیا و ردا بد مذہباں

حضرت مصنف علیہ الرحمہ نے حکایت مذکورہ سے ایک ضروری بات ذہن نشین کرائی کہ اس حکایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کی اطاعت و بندگی سے جہاں بندہ اپنی ذات کو فائدہ پہنچاتا ہے، وہیں دوسروں کا بھلا اور خلق خدا کا بھی فائدہ ہوتا ہے۔ دیکھئے، کافر جو طاعت و بندگی کا اہل بھی نہیں اور نہ ہی اس کا کوئی عمل معتبر ہے۔ پھر بھی اس کی حسن نیت سے میوہ ذاتِ اقدسہ دار اور پھل رس سے بھر جاتا ہے تو اولیاء کرام جو اللہ و رسول کی طاعت کی عملی تصویر ہیں، ان ذواتِ قدسیہ سے خلق خدا کو کس قدر فائدہ پہنچتا ہوگا، اس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ حضرت علیہ الرحمہ کے کلمات مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

وان الکافرو ان لم یکن اھلا للطاعة ولا یصح له العمل لکن لما ظہر لھن نیتہ فی الدنیا ہذا الاثر المعلوم ظاہر امن ہذہ الحکایۃ فما ظنک

بالاولیاء الکرام الذین ہم صور مجسمة لطاعة الله ورسوله ﷺ کیف لا یوثر افعالهم الحسنة فی صلاح العالم۔ (ص: ۶)

مسلمک حق، امام اعظم کا ہے

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اعمال کی تقسیم فرمائی کہ دو قسم کے اعمال ہیں۔ ایک وہ جو مقصود لذاتہ ہوں، جیسے نماز وغیرہ، دوسری وہ عبادات ہیں جو مقصود لذاتہ نہ ہوں بلکہ دوسرے عمل کا وسیلہ بنیں، جیسے وضو وغیرہ۔ مقصود بالذات عبادات میں نیت ضروری ہے، بغیر نیت کے نہ ثواب ملتا ہے اور نہ عبادت صحیح ہوتی ہے۔ جب کہ وضو بغیر نیت کے جائز اور اس طرح کے وضو سے نماز بھی درست ہے۔

حضرات شوافع وضو بلا نیت کو صحیح نہیں قرار دیتے اور ایسے وضو سے پڑھی ہوئی نماز بھی ان کے نزدیک جائز نہیں۔ اس اختلافی صورت میں کسی کا موقف زیادہ صحیح ہے؟ اس سوال کے جواب میں حضور تاج الشریعہ قدس سرہ ایک پکے حنفی اور امام اعظم علیہ الرحمہ کے سچے مقلد ہونے کا ثبوت پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نہ صرف مسئلہ دائرہ میں بلکہ تمام اختلافی مقامات میں حق و صواب امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہے۔ آپ کے پاکیزہ کلمات ملاحظہ ہوں۔

”والحق فی هذه المسئلة وفي كل مسئلة مع امامنا الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ“۔ (ص: ۹)

حقانیت کی دلیلیں

حنفیت کی حقانیت کا دعویٰ محض زبانی نہ تھا بلکہ مصنف علیہ الرحمہ نے دلائل کے ذریعہ مسلمک امام اعظم کو مبرہن فرمایا۔ تاج الشریعہ تحریر فرماتے ہیں۔

”لان القرآن اطلق الأمر بالوضوء ولم یقید بالنية ومن قوائد الاصول ان المطلق

یحری علی اطلاقہ۔“ (ص: ۹) یعنی وضو کے بارے میں قرآن کا حکم، مطلق ہے۔ نیت کی قید نہیں ہے۔ اصول فقہ کا ضابطہ ہے ”مطلق اپنے اطلاق پر ہی جاری رہے گا۔“

دوسری بات، رہی حدیث ”انما الاعمال بالنیات“ تو احناف اس سے ”ثواب“ مراد لیتے ہیں جس کا تعلق آخرت سے ہے اور حضرات شوافع ”صحّت“، مقدر مانتے ہیں، جس کا تعلق دنیا سے ہے۔ جب حدیث دونوں معانی کا احتمال رکھتی ہے، اور کوئی ایک معنی اس کا قطعی نہیں۔ تو حدیث کا مفہوم ظنی ہوا۔ اور ظنی سے مفہوم کتاب پر جو کہ قطعی ہے، زیادتی جائز نہیں۔ اسی لیے احناف وضو میں نیت کے شرط ہونے کے قائل نہ ہوئے۔ ”و اذا احتمل الحديث كلا المعنيين ولا معنى الحديث قطعی کان مفہوم الحديث ظنیاً“۔ (ص: ۱۰)

دلیل شوافع کا جواب

سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب شوافع کے نزدیک ہر کام میں نیت شرط ہے تو کیا ایک شخص چوری نہ کرنے کی نیت کریگا؟ زنا نہ کرنے اور شراب نہ پینے کی بھی نیت کریگا؟ شوافع اس کا جواب دیتے ہیں کہ ترک افعال میں نیت شرط نہیں۔ ”الشافعیہ“ یقولون ان الافعال التي هي من قبيل الترك، النية فيها ليست بلا ذمة۔ (ص: ۱۰)

اس پر حضور تاج الشریعہ قدس سرہ کی جرح دیدنی ہے۔ فرماتے ہیں کہ شوافع اعمال کے عموم سے ترک کو مستثنیٰ جانتے ہیں۔ ان کا یہ استثناء بلا دلیل ہے۔ اور دعویٰ بلا دلیل اہل علم کے نزدیک معتبر نہیں۔ ”انهم يرون استثناء الترك من عموم الافعال واستثناءه يحتاج الى دليل“۔ (ص: ۱۰)

شوافع کی دلیل اپنا مدعا ثابت

دلیل شوافع کا مقم بیان فرمانے کے بعد حضرت مصنف علیہ الرحمہ نے اپنا مدعا

ثابت کیا۔ بیان کرتے ہیں کہ ”ازالہ نجاست محتاج نیت نہیں“، یہ ضابطہ ہمارا نہیں اور ہمیں تسلیم بھی نہیں۔ علی سبیل التنزل اگر یہ قانون مان لیں تو ہم کہتے ہیں کہ یہی بات مسئلہ وضو میں کہی جاسکتی ہے کہ وضو میں حدث اصغر کا ازالہ ہوتا ہے اور ازالہ نجاست میں نیت کی ضرورت نہیں۔ اس سے ہمارا مدعا ثابت ہوا کہ وضو میں نیت شرط نہیں۔ ”هذا القول لا يضر ناشئاً بل لنا ان تقول نفس هذا القول في مسألة الوضوء وهو انه لا حاجة الى النية في الوضوء“ وهذا هو مطلوبنا الذي يثبت بهذا التقرير من الشافعية والله الحمد“۔ (ص: ۱۱)

قابل غور پہلو یہ ہے کہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے پہلے ضابطہ مذکورہ پر مقتضی وارد کر کے مد مقابل کی دلیل کا ضعف اور اپنے مسلک کی حقانیت کو واضح کیا۔ پھر خصم کی دلیل کو مان کر، اس کے بطن سے اپنے مدعا کے ثبوت کے لیے دلیل فراہم کی۔ آپ کے اس معقول استدلال اور مناظرانہ اسلوب کو دیکھ کر روح جھوم اٹھتی ہے۔ دل بے ساختہ پکار اٹھتا ہے کہ یقیناً تاج شریعت، مظہر اعلیٰ حضرت ہیں۔ واللہ در المصنف۔

بنی نہیں ہے ساغر و دنیا کہے بغیر

حضرت مصنف قدس سرہ نے حدیث مذکور کی تشریح میں یہ بحث اٹھائی کہ نیت اصل میں کس کو کہتے ہیں اور کیا زبان سے کہنا بھی ضروری ہے یا صرف دل کا ارادہ کافی ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ نیت اصل میں دل کے ارادہ ہی کو کہتے ہیں۔ لیکن زبان سے الفاظ نیت کہنا بہتر ہے تاکہ زبان دل کے موافق ہو، اور ظاہر باطن کے مطابق ہو جائے۔

قال الفقهاء انه يستحب التلفظ بالنية كي يوافق اللسان الجنان ويواطئ الظاهر الباطن ويحصل استحضر النية في القلب ويستهل تدبرها“۔ (ص: ۱۲)

حدیث نیت کی بحث میں دل اور زبان کی مطابقت اور ظاہر و باطن کی موافقت کا تذکرہ کسی اہل دل و صاحب بصیرت ہی کا حصہ ہو سکتا ہے۔ اس سے یہ حقیقت آشکارا ہو

جاتی ہے کہ محشی بخاری، تاج الشریعہ، علوم ظاہر و باطن کے سنگم اور شریعت و طریقت کے مجمع البحرین تھے۔ پھر اس ضمن میں دو باتوں کا تذکرہ فرماتے ہیں۔ ایک یہ کہ بندہ نیت کے کلمات آہستہ کہہ یعنی اتنی آواز کہ خود سنے، اور اتنی آواز سے کہ دوسرے سنیں نا مشروع ہے۔ دوسرا فائدہ: یہ کہ زبان سے نیت کرنا حضور اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام سے منقول نہیں۔ مگر بکثرت علما نے جمع عزیمت کے لیے مستحب قرار دیا ہے۔ اب آگے کی گفتگو تاج الشریعہ کے قلم حق رقم سے ملاحظہ کیجئے، رقم طراز ہیں۔ فالنلفظ بالنیۃ بدعة حسنة، من هنا علم انه لا تنحصر البدعة فی السيئة بل تكون البدعة حسنة ايضاً، فزعم الوهابية ان كل بدعة سيئة لا دليل عليه و عدوان على المسلمين عظيم“ (ص: ۱۳، ۱۲) یعنی زبان سے نیت کرنا بدعت حسنة ہے۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ بدعت، صرف سیئہ ہی نہیں ہوتی بلکہ حسنة بھی ہوتی ہے تو وہابیوں کا ہر بدعت کو سیئہ بتانا بے دلیل اور مسلمانوں پر ظلم عظیم ہے۔

تنبیہ

اللہ تعالیٰ حضور تاج الشریعہ کی تربت اقدس پر انوار تجلیات کی برسات فرمائے کہ بخاری کے حاشیہ میں اور وہ بھی حدیث نیت کی بحث میں آپ نے جا بجا بندہ ہوں کا رد بلیغ فرمایا ہے۔ گستاخوں کا مبلغ علم بلکہ سفاہت و جہالت کو خوب واضح کیا ہے۔ سبق لیں وہ حضرات جو امن پسند اور صلح جو بننے میں اور بد عقیدوں کے تعلق سے نرم گوشہ رکھتے ہیں۔ گزارش ہے کہ درس تدریس، وعظ، تبلیغ اور افتاء و قضا کے مسند نشین اپنے منصب کی ذمہ داریاں نبھائیں اور بھولے بھالے عوام کو دشمنان دین کے چنگل سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

عمل ایک، نیت انیک اور ثواب بے شمار

حدیث پاک کا اگلا حصہ ”انما لكل امرئ ما نوى“ ہے۔ اور دوسری روایت میں ”انما لأمرئ ما نوى“ بھی ہے۔ حدیث شریف کا یہ جملہ، پہلے جملہ کی تائید و توثیق

ہے۔ حدیث کے اس حصہ کی تشریح میں حضرت تاج الشریعہ نے ایک دلچسپ اور مفید بحث کی بنا رکھی ہے کہ ایک نیک عمل کے ساتھ کئی اچھی نیتیں متعلق ہو سکتی ہیں اور اس کے ذریعہ بے شمار فوائد و فضائل حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ مثلاً ”مسجد میں بیٹھنا“ ایک نیک کام ہے، اس میں کتنی نیتیں کی جاسکتی ہیں؟ ہم تنہائی میں غور کریں تو ممکن ہے کہ چار سے پانچ نیتیں ڈھونڈ نکالیں۔ مگر واہ رے تاج الشریعہ، آپ نے تیرہ نیتوں کا تذکرہ کیا ہے اور ہر ایک کے فضائل مع دلائل رقم فرمائے ہیں۔ اس وقت آپ کا قلم حقائق و معارف کے لعل و گوہر لٹاتا ہے۔ حیرت ہوتی ہے کہ یہ امام اہل سنت کا قلم ہے یا خامہ تاج شریعت ہے؟

ساتویں نیت میں فرماتے ہیں، مسجد میں بیٹھنے والا حج و عمرہ کی نیت کرے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہر وہ شخص جو با وضو مسجد میں جائے اور نماز پڑھے، اس کو حج و عمرہ کا ثواب ملے گا۔ خصوصاً مسجد نبوی شریف۔

(۷) یقصد ان ینال ثواب الحج و العمرۃ فقد ورد فی الحدیث ان کل شخص دخل المسجد متوضیاً و صلی، ینال ثواب الحج و العمرۃ خصوصاً المسجد النبوی الشریف۔ (ص: ۱۶)

عرفا و اصفیا کی تصریحات

حدیث اخلاص کی تشریح میں جہاں حضور تاج الشریعہ نے فقہاء اور محدثین کے دلائل و براہین سے اپنی تحریر کو مبرہن کیا، وہیں عرفا و اصفیاء کرام کی تعبیرات و تصریحات سے اپنی نگارشات کو مزین فرمایا ہے۔ اس سے آپ کے علمی رسوخ اور روحانی بلندی کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ جہاں آپ وقت کے عظیم محدث و فقیہ تھے وہیں عصر حاضر کے سب سے بڑے عارف و صوفی بھی تھے۔ ع

در کفے جام شریعت، در کفے سندان عشق

ایک جگہ اہل دل، صاحب بصیرت اور عارفین کا قول یوں پیش فرماتے ہیں۔

قال بعض اهل الحقيقة۔ بهذا المثال افادوا ربط النية بالقلب واعلام ان العمل بغير النية لا ينفع و كذلك مجرد النية بدون العمل لا خير فيه۔ (ص: ۱۷)

بعض اہل حقیقت کا قول ہے کہ عمل، آدمی کے جسم کا اللہ کی طرف چلنا ہے، اور نیت، دل کا اللہ کی طرف رواں ہونا ہے۔ دل بادشاہ ہے، اعضائے جسم اس کی فوج ہیں۔ بادشاہ بے فوج کے جنگ نہیں کرتا، نہ فوج بے بادشاہ کے جنگ کرتی ہے۔ اس مثال سے ان کا مقصود عمل اور نیت میں ربط بتانا ہے کہ عمل بغیر نیت کے بے سود ہے، اور اسی طرح محض نیت بغیر عمل کے کارآمد نہیں۔

دوسری جگہ آپ نے یوں خامہ فرسائی کی ”فمعنى الهجرة الى الله ورسوله ﷺ ان يهاجر من الكون الى المكون يعنى الخالق والمراد بهجرة الى ماهاجر اليه الكون بالدنيا والانهماك فيها، وفي ذلك اشارة الى انه ينبغي ان يكون السالك عالى الهمة والشامخ الارادة حتى لا يلتفت الى شئ من الدنيا سوى الخالق“۔ (ص: ۲۴، ۲۵) یعنی (اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کا) معنی یہ ہے کہ کون و مکاں سے مکون یعنی خالق کی طرف ہجرت کرے۔ ”ہجرتہ الی ماہاجر الیہ“۔ (یعنی اس کی ہجرت اس چیز کی طرف ہے جس کی طرف اس نے ہجرت کی) کا معنی یہ ہے کہ دنیا ہی کے ساتھ رہے، اور اس میں منہمک ہو جائے، تو اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ سالک کو عالی ہمت اور بلند ارادہ ہونا چاہئے تاکہ وہ خالق کے سوا دنیا کی کسی چیز کی طرف التفات نہ کرے۔

تیسری جگہ صفحہ ۲۹ میں آپ نے سید الاصفیا حضرت امام غزالی و تدرس سرہ کا قول ’احياء العلوم‘ سے درج کیا ہے۔ چوتھی جگہ اہل اللہ کا قول یوں نقل فرمایا ہے۔ قال بعض العرفاء نية العامة طلب الاغراض بالتناسي عن الفضل والثواب ونية الجهلة اتقاء شر القدر والنازلة،

و نية اهل النفاق تزكية انفسهم عند الله و بمرأى من الناس۔

و نية العلماء اقامة الطاعات تعظيماً لمن امر بها۔

و نية اهل التصوف ان لا يثقوا بطاعات صدرت عنهم۔ (ص: ۲۹)

ترجمہ: بعض عرفا کا قول ہے کہ عام لوگوں کی نیت فضل و ثواب کو بھول کر اغراض کو طلب کرنا۔ جاہلوں کی نیت یہ ہے کہ وہ بری تقدیر اور نزول آفات سے بچیں۔ اور منافقین کی نیت اللہ کے نزدیک اور لوگوں کے سامنے سنورنا ہے۔ علما کی نیت یہ ہے کہ وہ طاعت کو قائم کریں، طاعت کا حکم دینے والے کی تعظیم کے لیے اور صوفیا کی نیت یہ ہے کہ وہ اپنی طاعتوں پر اعتماد نہ کریں جو ان سے صادر ہوئی ہیں۔

حدیث نیت میں نحوی، اصولی، لسانی و عروضی بحث

سیدی تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ کے فضل و کمال اور بحر علمی کی داد دیجئے کہ آپ نے حدیث اخلاص میں محدثانہ، فقیہانہ اور عارفانہ بحث ہی نہیں کی بلکہ ثابت کیا کہ علم عروض و بیان ہو یا علم نحو و لسان، عربی نثر و نظم ہو یا علم اصول، ہر جگہ اور ہر مقام پر حدیث نیت کا فیضان عام ہے۔

حدیث نیت اور علم نحو

قال بعض العلماء ان هذا الحديث الشريف يجرى في علم العربية ايضاً لهذا اعتبر الاقدمون من النحويين هذا الحديث في حد الكلام لذلك قال سيبويه۔۔۔ الخ (ص: ۶۲) یعنی بعض علماء کا قول ہے کہ یہ حدیث شریف علم عربیت میں بھی جاری ہے۔ لہذا اس حدیث کا اعتبار اگلے نحویوں نے کلام کی تعریف میں کیا ہے۔ لہذا سيبويه نے کہا الخ۔

حدیث نیت اور علم اصول

”و من نفس الحديث استخراج العلماء قاعدة ”الامور بمقاصدها“

یعنی ”ان الافعال تتبع مقاصدها تماماً وليست هذه القاعدة مغائرة للحديث“
 - (ص: ۲۷) اس حدیث سے ایک قاعدہ علما نے استخراج کیا وہ یہ ہے کہ ”العموم
 بمقاصدها“ یعنی تمام افعال اپنے مقاصد کے تابع ہوتے ہیں۔ یہ قاعدہ حدیث سے
 جدا کوئی چیز نہیں۔

حدیث نیت اور عربی زبان، علم عروض و فن شاعری

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ”کما یجری هذا الحديث في مسائل
 كثيرة من العربية كذلك قال في الاشباه تجرى هذه القاعدة في العروض
 ايضاً فان الشعر عنده كلام موزون مقصود به ذلك، اما ما يقع موزوناً
 اتفاقاً لا عن قصد من المتكلم فانه لا يسمى شعراً۔ (ص: ۲۷) یعنی یہ حدیث جس
 طرح عربیت کے بہت سارے مسائل میں جاری ہے اسی طرح فن شاعری میں بھی
 جاری ہے کہ شعرا ہل عروض کے نزدیک وہ کلام ہے جو موزون ہو، اور اس سے شعریت
 مقصود ہو، لہذا متکلم کے قصد کے بغیر جو کلام موزون نکل جائے وہ عروضیوں کی اصطلاح
 میں شعر نہیں۔ (الاشباه)

رسالہ کا اختتامیہ

سیدی تاج الشریعہ نے اپنے رسالہ مبارکہ ”شرح حدیث الاخلاص“ کا اختتام امام
 بخاری علیہ الرحمہ والرضوان کے جمع و ترتیب میں عادت کریمہ کا تذکرہ اور ذکر جمیل پر کیا
 ہے۔ اور اس اعتراض کا عمدہ جواب عنایت فرمایا، جو امام بخاری پر کیا جاتا ہے کہ آپ نے
 حدیث نیت، باب کیف كان بدء الوحي میں جملہ ”فمن كانت هجرته الى الله و
 رسوله فهجرته الى الله ورسوله“ کیوں ترک کیا؟

ایک جواب مصنف علیہ الرحمہ نے یہ دیا کہ ”ورای البخاری ان اختصار
 الحديث وروايته بالمعنى جائز“۔ (ص: ۳۱) یعنی امام بخاری کے نزدیک حدیث

مختصر لانا اور روایت بالمعنی جائز ہے۔ اس لیے انہوں نے جملہ مذکورہ حذف کر دیا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ ان کی یہ بھی عادت ہے کہ ”حدیث سے جو معنی مستنبط ہوتے ہیں ان میں تدقیق سے کام لیتے ہیں اور خفی معنی کو جلی پر ترجیح دیتے ہیں“۔ (مخلصاً، ص: ۳۱) تیسرا اور عمدہ جواب یہ ہے کہ امام بخاری نے اس کو تزکیہ نفس سے بچنے کے لیے حذف کر دیا ”حذف الجملة الثانية فراراً من تزكية النفس“۔ (ص: ۳۰)

”و محصل هذا ان الجملة المحذوفة فيها ايها لمحض القربة والجملة التي ذكرها البخاري تحتل قصد القربة وغيره فكأن المصنف (البخاري قدس سره) يصف حالته بلسان الحال“۔ (ص: ۳۱)

اس کا حاصل یہ ہے کہ جملہ محذوفہ میں قربت محضہ کا ابہام ہے، اور بخاری نے جو جملہ ذکر کیا، اس میں احتمال ہے کہ ان کا قصد قربت ہے کہ نہیں تو گویا مصنف قدس سرہ اپنی تصنیف میں زبان حال سے اپنی حالات بتا رہے ہیں۔

مضمون کا اختتامیہ

سیدی وسندی، حضور تاج الشریعہ قدس سرہ کے رسالہ مبارکہ کا یہ ایک سرسری مطالعہ اور طالبانہ تجزیہ تھا، اس لیے آسان بحثوں کو اجاگر کیا گیا۔ ورنہ حقیقت یہ کہ یہ ایک مختصر رسالہ، علوم و معارف کا موجیں مارتا ہوا سمندر ہے، جس کی تہیں موتیوں سے بھری ہوئی ہیں۔ ضرورت ہے کسی ماہر غواض کی جو بحر ازہری میں غوطہ زن ہو اور اپنا دامن گوہر آبدار سے بھرتا جائے۔

اب ہم سیدی علیہ الرحمہ کے پاکیزہ کلمات پر اپنے مضمون کا اختتام کر رہے ہیں۔ یہی کلمات حسنہ پیغام بھی ہیں اور درس عمل بھی۔ حدیث مبارکہ کا تعارف بھی ہیں اور رسول کون و مکاں ﷺ کے اوصاف حمیدہ کا برملا اظہار بھی۔

وهذا الحديث اصل في الاخلاص عظيم، ومن جوامع كلمه ﷺ لا

یشذ منہ عمل اصلاً، من اجل ذلك ینوثر عن ائمة السدین تو اثر ان نفع هذا
الحديث عمیم ووقعه عظیم“۔ (ص: ۲۴)

یہ حدیث، اخلاص کی اصل عظیم ہے، اور سرکار کے جامع کلمات سے ہے۔ جس سے
کوئی عمل اصلاً خارج نہیں۔ اس لیے جلیل القدر ائمہ دین سے تواتر کے ساتھ منقول ہوا کہ
اس حدیث کا نفع عام ہے، اور اس کی وقعت عظیم ہے۔

محمد حنیف حبیبی مصباحی

خادم الحدیث دار العلوم مجاہد ملت، دھام نگر شریف، اڑیسہ

۷ اگست ۲۰۱۸ء



شرح حدیث نیت: محدثانہ مہارت کے جلوے

ڈاکٹر محمد عرفان محی الدین قادری ربانی

اسٹنٹ پروفیسر شعبہ عربی، سینٹ جوزف ڈگری کالج، حیدرآباد

خانوادہ رضویہ بریلی شریف کئی صدیوں سے مرکز علم و حکمت، مسکن اولیاء و اصفیاء رہا اور آج بھی علم و حکمت کی شمع روشن ہے اور اولیاء و اصفیاء کا فیضان جاری و ساری ہے۔ انہیں اولیاء و اصفیاء کی نگاہ فیض سے مہلغین و واعظین، مفسرین و محدثین، علماء و فضلاء، فقہاء و خطباء، اولیاء و اصفیاء رونما ہوئے۔ بریلی شریف کی زمین صدیوں سے علماء و عرفاء کی آماجگاہ رہی۔ بریلی شریف میں صرف سرمہ نہیں علم و ہنر کے سورما پیدا ہوئے ہیں۔ انہیں نامور اشخاص و رجال میں وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین مفتی اعظم ہند، ماہر علوم اسلامیہ، بے مثال خطیب، مفسر و محدث، شاعر و ادیب، فقیہ و مفتی، ولی و صوفی حضور تاج الشریعہ حضرت اختر رضا خان علیہ الرحمۃ و الرضوان جیسی عبقری شخصیت کا نام ملتا ہے جن کے خطبات و فتاویٰ سے باطل پرستوں کی گمراہی کا پردہ فاش ہوا۔ حضور تاج الشریعہ نے اپنے وعظ و ارشاد، دعوت و تبلیغ، تقریر و تحریر کے ذریعہ ان تمام گمراہوں کی گمراہیت سے مسلمانوں کو آگاہ کیا اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں زندگی گزارنے کا سلیقہ سکھایا۔

حضور تاج الشریعہ کی محدثانہ عظمت پر دال ایک ایسی شرح جو شرح حدیث نیت سے مشہور و معروف ہے اسی مذکورہ شرح پر مقالہ قلمبند کرنے کا حکم ہوا یہ عاجز اس سنہرے موقعہ کو باعث نجات سمجھتا ہے کہ قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور شرح نائب رسول پر کچھ

لکھنا نصیب ہوا۔

حدیث شریف تمام علوم دینیہ میں نہایت ہی قدر و منزلت والا علم ہے اس مقدس علم کی خدمت و اشاعت کرنے والوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خلفاء کے لقب سے سرفراز فرمایا اور خصوصی دعاؤں سے نوازا۔ محدث شہیر حضرت علاؤ الدین علی متقی ہندی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب کنز العمال میں اس حدیث کو نقل فرمایا:

رحمته اللہ علی خلفائی، قیل من خلفاء ک یا رسول اللہ؟ قال

الذین یحیون سنتی ویعلمونہا الناس۔ (۱)

میرے خلفاء پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو، عرض کی گئی یا رسول اللہ آپ کے خلفاء کون ہیں؟ فرمایا وہ لوگ جو میری سنت کو زندہ کریں گے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیں گے۔

امام سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص رضائے الہی کا متمنی ہو اس کے لئے میرے علم میں علم حدیث سے افضل کوئی علم نہیں۔ حدیث وہ علم ہے جس کی طرف لوگ اپنے کھانے پینے اور شب و روز کی تمام ضروریات میں محتاج ہیں۔ (۲)

زیر نظر کتاب ”شرح حدیث نیت“ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے حدیث نیت کی شرح پر مشتمل ہے۔ حضور تاج الشریعہ خود اس کتاب کے حوالے سے یوں تحریر فرماتے ہیں۔

یہ فقیر ”انما الاعمال بالنیات“ کی شرح، عزیزی عبدالنعیم عزیزی کو وقتاً فوقتاً لکھواتا رہا ہے۔ جسے وہ ماہنامہ ”سنی دنیا“ میں قسط وار شائع کرتے رہے اور مضمون مکمل ہو جانے پر انہوں نے یکجا کر کے ایک رسالہ کی شکل دے دی۔ جس کی فقیر کی اجازت سے کتابت کرائی گئی اور اب اسے بعنوان ”شرح حدیث نیت“ کتابی شکل میں منظر عام پر لایا جا رہا ہے تاکہ طلبہ اور عوام اس سے استفادہ حاصل کر سکیں۔ (۳)

محدثانہ مہارت کے جلوے:

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے حدیث نیت کا عربی متن اور اردو میں

سلیس با محاورہ ترجمہ سے کتاب کا آغاز فرمایا: پھر حدیث کے سندات سے بحث فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

”اس حدیث کو بخاری و مسلم، ابوداؤد و ترمذی، نسائی و ابن ماجہ نے عمر بن خطاب سے روایت کیا، نیز ابو نعیم اور دارقطنی نے غرائب مالک میں حضرت ابوسعید سے روایت کیا اور ابن عساکر نے حضرت انس سے امالی میں اور رشید عطار نے ابو ہریرہ سے۔“ (۴)

متن حدیث: انما الأعمال بالنیات وانما الکل امری مانوی فمن كانت هجرته الى الله ورسوله فهجرته الى الله ورسوله ومن كانت هجرته الى دنيا يصيبها او امرأة ينكحها فهجرته الى ماها جرائه (بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

ترجمہ حدیث: یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اعمال دل کے ارادوں سے ہی ہیں اور ہر شخص کے لئے وہی جو اس نے نیت کی، تو جس کی ہجرت اللہ و رسول کی طرف ہو تو اس کی ہجرت اللہ اور رسول کی طرف ہے اور جس کی ہجرت دنیا کی طرف ہو، جس کو وہ لینا چاہے یا عورت کی طرف ہو جس سے وہ نکاح کرنا چاہے تو اس کی ہجرت اس کی طرف ہے جس کی طرف اس نے ہجرت کی۔ (ترجمہ از ہری)

حدیث نیت کا متن اور حضور تاج الشریعہ نے جو ترجمہ فرمایا پھر اس کے سندات سے جو بحث فرمائی اس سے حضور تاج الشریعہ کے وسعت مطالعہ اور علم حدیث پر گہری نظر ہونے پر دال ہے۔

حضور تاج الشریعہ نے جن کتب حدیث و روایان حدیث کا ذکر فرمایا اس کی تفصیل یہاں درج کی جا رہی ہے۔

حدیث نیت کو امام بخاری علیہ الرحمۃ نے کتاب بدء الوحي میں سب سے پہلے

اسی حدیث کو بیان فرمایا۔ (حدیث نمبر: ۱)

امام مسلم نے اس حدیث کو کتاب الامارۃ باب قوله صلى الله عليه وسلم
میں بیان فرمایا (حدیث نمبر: ۱۹۰۷)

امام ترمذی نے کتاب الیسر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب
ما جاء فيمن يقاتل رياءً میں بیان فرمایا (حدیث نمبر: ۱۶۴۷)

امام ابوداؤد نے کتاب الطلاق باب فيما عني به الطلاق والنيات میں بیان
فرمایا۔ (حدیث نمبر: ۲۲۰۱)

امام نسائی نے کتاب الطهارة باب النية في الوضوء، میں بیان فرمایا (حدیث
نمبر: ۷۵)

امام ابن ماجہ نے کتاب الزهد، باب النية میں بیان فرمایا (حدیث نمبر:
۴۲۲۷)

یہ تمام احادیث جو صحاح ستہ میں مذکور ہیں اس کے راوی حضرت عمر بن خطاب رضی
اللہ عنہ ہیں۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ حدیث کو ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں
بیان فرمایا:

امام دارقطنی نے اپنی کتاب ”کتاب العلل“ میں بیان فرمایا:

ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔
غرائب مالک امام دارقطنی کی تصنیف ہے اور امالی ابن عساکر کی تصنیف ہے۔ رشید
عطار نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت کردہ حدیث سراج منیر شرح جامع صغیر کی جلد اول
ص: ۸ مطبوعہ خیرہ مصر ۱۳۰۴ھ میں درج ہے۔

یعنی یہ حدیث بروایت ابوہریرہ امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے جامع صغیر میں بیان فرمایا۔
مذکورہ حوالہ جات سے یہ بات مسلم ہو گئی حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے
پیش نظریہ ساری کتب حدیث اور اختلاف روایت بدرجہ اتم موجود تھی۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ نے حدیث نیت کو دیگر روایات میں الأعمال
بالنیۃ اور العمل بالنیۃ ہونے پر قسط راز ہیں۔

”اور بعض روایات میں الأعمال بالنیۃ اور بعض میں العمل بالنیۃ فرمایا
اور ان تمام عبارات کی مراد ایک ہے اور وہ یہ ہے کہ دل یا بدن کا کوئی عمل اخذ
وترک قول و فعل عبادات و عادات بغیر نیت کے نامقبول و نامعتبر ہیں اور اس
پر ثواب حاصل نہیں ہوتا“۔ (۵)

مذکورہ اقتباس سے یہ بات معلوم ہوئی حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے
النیات اور النیۃ پھر الأعمال اور العمل والی جتنی احادیث تھیں وہ پیش نظر تھیں اور یہ
ان کی وسعت مطالعہ و نظر عمیق پر دلالت کرتا ہے۔

الأعمال بالنیۃ یا العمل بالنیۃ والی روایات محدثین کرام نے جو بیان فرمائی
اس کی تفصیل اس طرح ہے۔

الأعمال بالنیۃ والی روایت امام بخاری نے کتاب الایمان باب ماجاء ان
الأعمال بالنیۃ والحسبۃ و لكل امری مانوی میں بیان فرمایا (حدیث نمبر: ۵۴)
اور امام مسلم نے کتاب الامارۃ باب قوله صلى الله عليه وسلم انما الأعمال
بالنیۃ میں بیان فرمایا: (حدیث نمبر: ۵۰۳۶)

العمل بالنیۃ والی حدیث امام بخاری نے کتاب النکاح باب ماهاجر أو
عمل خیر التزویج امرأة فله مانوی میں درج فرمایا۔ (حدیث نمبر: ۸۳۷۴)
حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ نے ”انما الأعمال بالنیات“ والی حدیث کو اکثر

روایات میں اسی مشہور الفاظ کے ساتھ ذکر ہونے کے متعلق رقمطراز ہیں۔

”انما الاعمال بالنیات یعنی اعمال بارگاہ الوہیت میں بغیر اخلاص نیت کے مقبول اور معتبر نہیں ہوتے اکثر روایات میں حدیث انہیں الفاظ سے مروی ہے اور یہ الفاظ حدیث کے مشہور ترین الفاظ ہیں اور ایک روایت میں الاعمال بالنیات وارد ہوا ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی مسند میں اس حدیث کو اس طرح روایت فرمایا: (۶)

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی مسند میں اس حدیث کو بیان فرمایا یہ اقتباس حضور تاج الشریعہ کی کتاب ”شرح حدیث نیت سے معلوم ہوا جبکہ حضور تاج الشریعہ نے جو بخاری شریف پر اپنی تعلیقات و حواشی تحریر فرمائے اس میں امام اعظم ابو حنیفہ کی روایت کردہ حدیث کے اسناد کو امام بخاری کی روایت کردہ حدیث کے اسناد سے اعلیٰ و ارفع تحریر فرمایا:

بخاری شریف کے تعلیقات جو تعلیقات زاہرہ سے موسوم ہے اس میں حضور تاج الشریعہ رقمطراز ہیں۔

”قلت و کذا رواہ الامام ابو حنیفہ بمثل الاسناد الذی ساقہ البخاری عن شیخہ الحمیدی غیر ان اسناد الامام اعلیٰ من اسناد البخاری و لفظہ : ابو حنیفہ عن یحییٰ عن محمد بن ابراہیم الیتمی عن علقمة بن وقاص اللیثی عن عمر بن الخطاب“ (۷)

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ نے وانما للکل امری مانوی پر تبصرہ فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

”وانما للکل امری مانوی یعنی ہر آدمی کو اس کے عمل سے وہی نصیب ہوگا جو اس نے نیت کی اور ایک روایت میں وانما لامری مانوی بغیر لفظ کل

وارد ہوا اور حدیث کا یہ جملہ کلام سابق کی تقریر و تائید ہے اور دونوں جملوں کا

حاصل ہے وہ یہ کہ عمل بغیر نیت کے معتبر نہیں ہوتا۔“ (۸)

بغیر لفظ کل والی روایت کردہ حدیث امام مسلم نے کتاب الامارۃ میں بیان فرمایا

(حدیث نمبر: ۱۹۰۷)

حدیث نیت کے جامع و نافع ہونے پر حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ نے کئی محدثین

کے اقوال نقل فرماتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔

”اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر چیز تیرے رب کی طرف ہے اور یہ حدیث

اخلاص کی اصل عظیم ہے اور سرکار کے جامع کلمات سے ہے جس سے کوئی عمل

اصلاً خارج نہیں اسی لئے جلیل القدر ائمہ دین سے تو اتر کے ساتھ منقول ہوا

کہ اس حدیث کا نفع عام ہے اس کی وقعت عظیم ہے ابو عبیدہ کا قول ہے کہ

احادیث میں اس حدیث سے زیادہ جامع و نافع اور فائدہ بخش کوئی حدیث

نہیں۔ شافعی، احمد ابن مدینی ابن مہدی، ابو داؤد اور دارقطنی وغیرہ اہم ائمہ

دین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ حدیث علم کا تہائی حصہ ہے اور بعض لوگوں نے

کہا کہ چوتھائی اور بیہقی نے تہائی حصہ ہونے کی وجہ یہ بتائی کہ بندے کے

اعمال اس کے دل، زبان اور دیگر اعضاء سے صادر ہوتے ہیں تو نیت ان

کے اقسام میں سے ایک ہے اور ان سب سے زیادہ راجع ہے اس لئے کہ

نیت عبادت مستقلہ ہے اور دوسرے اعمال نیت کے محتاج ہیں۔“ (۹)

ابن رجب اپنی کتاب جامع العلوم والحکم میں امام شافعی رضی اللہ عنہ کا قول

نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

”فروى عن الشافعى انه قال: هذا الحديث ثلث العلم“ (۱۰)

حدیث ”نیۃ المؤمن خیر من عملہ“ پر حضور تاج الشریعہ امام احمد بن حنبل اور امام ابو

دو اد رضی اللہ عنہما کی آراء نقل فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

”ایک حدیث میں ارشاد ہوا کہ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے اور امام احمد کا کلام دلالت کرتا ہے کہ ان کی مراد علم کا تہائی حصہ ہونے سے یہ ہے کہ یہ حدیث ان تین قاعدوں میں سے ایک ہے جن کی طرف تمام احکام شرعیہ راجع ہیں اس لئے کہ وہ فرماتے ہیں کہ اس کے اصول تین حدیثوں پر دائر ہیں:

(۱) الاعمال بالنية: یعنی اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے۔

(۲) ومن أحدث فی أمرنا ما لیس منہ فہورد: یعنی جو ہمارے دین میں ایسی بات نکالے جو دین میں سے نہ ہو تو وہ مردود ہے۔

(۳) الحلال بین والحرام بین: یعنی حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے۔ (۱۱) حضرت ابن رجب اپنی کتاب جامع العلوم والحکم میں اسی قول کو نقل کرتے ہیں۔

”وعن الامام احمد قال: اصول الاسلام علی ثلاثة احادیث حدیث عمر: ”الاعمال بالنیات“ وحدیث عائشة: ”من أحدث فی أمرنا هذا ما لیس منہ فہورد“ وحدیث النعمان بن بشیر: الحلال بین والحرام بین“۔ (۱۲)

پھر حضور تاج الشریعہ نے امام ابو داؤد کا قول ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

”ابو داؤد نے فرمایا کہ سنت کا دار و مدار چار حدیثوں پر ہے:

(۱) الاعمال بالنية: اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے۔

(۲) من حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یغنیہ: آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ اس کو چھوڑ دے جو اس کے لئے یغنی ہو۔

(۳) الحلال بین والحرام بین: حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے۔

(۴) ان اللہ طیب لایقبل الاطیبا : بے شک اللہ طیب ہے اور وہ طیب ہی کو قبول فرماتا ہے۔“ (۱۳)

ابن رجب اپنی کتاب جامع العلوم والحکم میں لکھتے ہیں۔

”وَعَنْ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: نَظَرْتُ فِي الْحَدِيثِ الْمُسْنَدِ، فَاذَا هُوَ أَرْبَعَةُ
آلَافٍ حَدِيثٍ ثُمَّ نَظَرْتُ فَاذَا مَدَارُ الْأَرْبَعَةِ آلَافٍ حَدِيثٍ عَلَى أَرْبَعَةِ أَحَادِيثٍ

حديث النعمان بن شير : الحلال بين والحرام بين

وحديث عمر : انما الأعمال بالنيات

وحديث أبي هريرة : ان الله طيب لا يقبل الاطيبا“

وحديث : من حسن اسلام المرء تركه مالا يعنيه (۱۴)

امام ابوداؤد فرماتے ہیں میں نے جب مسند کی حدیث پر نظر کی تو چار ہزار احادیث تھیں پھر ان چار ہزار احادیث پر نظر کی تو انہیں چار احادیث پر ان چار ہزار احادیث کا دار مدار ہے۔

پھر حضور تاج الشریعہ امام ابوداؤد کی دوسری روایت کے متعلق رقمطراز ہیں۔

”اور ان سے ایک روایت میں ہے کہ انسان کو اس کے دین کے لئے چار حدیثیں کافی ہیں انہوں نے چار حدیثوں کو ذکر کیا اور آخری حدیث کے بدلے یہ حدیث ذکر کی : لا یكون المؤمن مومنًا حتى یرضی لآخیه ما یرضی لنفسه یعنی آدمی مومن کامل نہیں ہوگا، یہاں تک کہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔“ (۱۵)

ابن رجب اپنی کتاب جامع العلوم والحکم میں فرماتے ہیں۔

”وَعَنْ أَبِي دَاوُدَ إِضَاءً قَالَ : كَتَبْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسَمِائَةِ أَلْفٍ حَدِيثٍ انتُخِبَتْ مِنْهَا مِائَتُهُ هَذَا الْكِتَابُ يَعْنِي

کتاب ”السنن“ جمعت فیہ اربعۃ آلاف وثمانمئة حدیث، ویکفی الانسان لدینہ من ذلک اربعۃ احادیث۔

- احدها : قوله صلى الله عليه وسلم : انما الاعمال بالنيات
والثاني : قوله صلى الله عليه وسلم : من حسن اسلام المرء تركه ما لا يعنيه“
والثالث : قوله صلى الله عليه وسلم : لا يكون المؤمن مؤمنا حتى لا يرضى لاخته الا ما لا يرضى لنفسه
والرابع : قوله صلى الله عليه وسلم : الحلال بين والحرام بين“ (۱۶)

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنی سنن میں چار ہزار آٹھ سو احادیث جمع فرمائی لیکن انسان کو اس کے دین کے لئے چار احادیث کافی ہیں۔
اب حضور تاج الشریعہ امام احمد کی ذکر کردہ تین احادیث اور امام ابو داؤد کی ذکر کردہ چار احادیث پر اپنی آراء پیش کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

”میں کہتا ہوں کہ ان سے اقوال میں ادنی تا مل سے ظاہر ہوتا ہے کہ حدیث نیت نصف علم میں بلکہ اس سے زائد میں دخل رکھتی ہے اس لئے کہ بہت سے مباح اور حلال کام نیت کے تابع ہیں اور ان کا حلال اور حرام ہونا نیت پر منحصر ہے تو امام احمد کے قول میں الحلال بین والحرام بین فی الجملة حدیث نیت کی طرف راجع ہے اور امام ابو داؤد کے کلام میں من حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعینہ کا مرجع بھی نیت ہے اس لئے کہ مجرد ترک بغیر نیت کے شرعاً کوئی فعل نہیں جس پر استحقاق ثواب ہو، اور اسی طرح سے حدیث ان اللہ لا یقبل الا طیباً بھی نیت کی طرف راجع ہے کہ قبول اخلاص پر موقوف ہے اور اخلاص بغیر نیت کے نامتصور ہے۔

اسی طرح حدیث لا یكون المؤمن مؤمناً حتى یرضی لآخیه ما یرضی لنفسه کا رجحان نیت کی طرف ہے جیسا کہ ظاہر ہے اس لئے کہ پسند کرنا فعل قلب ہے اور اس پر بھی استحقاق ثواب بغیر نیت کے نہیں ہو سکتا اور یہاں دوسری وجہ یہ ہے کہ کمال ایمان اس پر موقوف کیا گیا کہ آدمی اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور ایمان بھی فعل قلب ہے تو کمال ایمان بھی اسی قبیل سے ہے اور اس کے لئے بھی نیت ضروری یہاں سے ظاہر ہوا کہ نیت نصف علم ہے بلکہ اس کا کل علم ہونا بھی مستبعد نہیں۔“

(۱۷)

حضور تاج الشریعہ کی محدثانہ مہارت کے جلوے صرف ایک حدیث نیت پر ختم نہیں ہوتے حاشیہ بخاری اس بات پر شاہد ہے حضور تاج الشریعہ نے محدثانہ مہارت کے جلوے کسی طرح اس حاشیہ بخاری میں بیان فرمایا لیکن اس عاجز کا موضوع ”شرح حدیث نیت“ محدثانہ مہارت کے جلوے ہے اسی لئے حضور تاج الشریعہ کے محدثانہ مہارت کے جلوے پیش کئے ہیں جن میں کہیں کتب حدیث کا وسعت مطالعہ نظر آتا ہے تو کہیں محدثین کی آرا پر اپنی رائے قائم فرماتے ہوئے نظر آتے ہیں اس محدثانہ مہارت کے علاوہ اس کتاب ”شرح حدیث نیت“ میں فقہیانہ مہارت، صوفیانہ افکار، نحویانہ قواعد کا ذکر بھی ملتا ہے یعنی یہ کتاب حدیث نیت کی عالمانہ، محدثانہ، فقہیانہ، صوفیانہ، نحویانہ شرح ہے۔

اللہ رب العزت اپنے فضل و کرم سے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ طفیل سے اور بزرگان دین کے فیضان سے ہمیں اپنے علم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور صالح نیت کے ساتھ ہر قول و فعل کو بجالانے کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ النبی الامین۔

مراجع و مصادر

(۱) کنز العمال : علی حقی ہندی، ج ۱۰..... ص: ۲۲۹، حدیث نمبر (۲۹۲۰۹) مؤسسہ رسالہ ۱۹۸۵ء

(۲) مقالات کاظمی : علامہ سعید کاظمی جلد اول ص: ۲۱۳

- (۳) شرح حدیث نیت: علامہ اختر رضا خان ازہری، ص: ۴ ناشر: اسلامک ریسرچ سینٹر بریلی شریف، ۲۰۱۵ء
- (۴) شرح حدیث نیت: ص، ۸
- (۵) شرح حدیث نیت: ص، ۱۳
- (۶) مصدر سابق: ص، ۱۳
- (۷) بخاری شریف: ج، ۱، تعلیقات زاہرۃ: علامہ اختر رضا خان، ص: ۶۲ مجلس برکات مبارکپور
- ۲۰۰۷ء
- (۸) شرح حدیث نیت: ص، ۱۷
- (۹) شرح حدیث نیت: ص، ۲۹
- (۱۰) جامع العلوم والحکم فی شرح خمیس حدیث من جوامع الکلم: امام زین الدین ابن رجب ص: ۳۱، دار ابن کثیر دمشق بیروت ۲۰۰۸ء
- (۱۱) شرح حدیث نیت: ص، ۲۹
- (۱۲) جامع العلوم والحکم: ابن رجب، ص: ۳۱
- (۱۳) شرح حدیث نیت: ص، ۳۰
- (۱۴) جامع العلوم والحکم: ابن رجب، ص: ۳۲ (۱۵) شرح حدیث نیت: ص، ۳۰
- (۱۶) جامع العلوم والحکم: ابن رجب، ص: ۳۳ (۱۷) شرح حدیث نیت: ص، ۳۱
- ☆ اس کے علاوہ تجلیات تاج الشریعہ علامہ شاہد القادری کی مرتب کردہ جو رضا اکیڈمی سے ۲۰۰۹ء میں شائع ہوئی کتاب سے بھرپور استفادہ کیا گیا۔



مترجم ”المعتقد والمنقذ“ پر ایک تبصرہ

خليفة حضور تاج الشريعة

مفتی ولی محمد صاحب قبلہ رضوی

بجہ تعالیٰ عقائد اسلام کی حفاظت و صیانت کے لئے ائمہ دین علیہم الرحمۃ والرضوان نے کتاب و سنت کے دلائل و براہین سے مزین جو کتب و رسائل تالیف کئے ہیں ان میں بعض کو وہ مقبولیت حاصل ہے کہ درس نظامی کے نصاب میں شامل و داخل ہیں، جیسے شرح عقائد و نبراس وغیرہ۔ جن کے اندر اس دور کے فرق باطلہ کا رد و ابطال بڑے مفصل و مدلل اور محققانہ انداز میں کیا گیا ہے۔ اور منقولات کے ساتھ معقولات سے بھی اسلامی عقائد کی صداقت و حقانیت ثابت کی گئی ہے۔ مگر چند نئے باطل و فاسد نظریات والے ۱۲ و ۱۳ ویں صدی میں پیدا ہوئے، مثلاً: وہابیہ، دیوبندیہ، غیر مقلدین وغیرہم، تو اس زمانہ کے محققین علمائے حق اور مقتدیان ملت نے ضروری سمجھا کہ ان باطل فرقوں کا شدید رد و ابطال کر کے عقائد اہل سنت و جماعت کا تحفظ کیا جائے، تو سیف اللہ المسلمول حضرت علامہ شاہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمہ نے ایک جامع کتاب ”المعتقد والمنقذ“ تحریر فرمائی۔ یہ محققانہ کتاب عربی زبان میں ہے، حضرت شاہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمہ نے اسے لکھ کر حق و باطل کے درمیان خط امتیاز کھینچ دیا ہے، وہابیت کے زہریلے اثرات کے دفاع میں یہ تصنیف لطیف تریاق ثابت ہوئی، اس زمانہ کے مستند و معتمد علما و فقہانے اس کتاب کو پسند و قبول بھی کیا اور مصنف علامہ

رحمۃ اللہ علیہ کو خوب دعاؤں سے بھی نوازا۔ مگر اس نادر زمانہ کتاب میں علمی و تحقیقی مباحث اس قدر تھے کہ ہر ایک کا انہیں سمجھنا بڑا مشکل معلوم ہوتا تھا۔ اسی خیال کو پیش نظر رکھتے ہوئے عالم ربانی، محدث بے نظیر حضرت علامہ شاہ وحسی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور اعلیٰ حضرت امام اہل سنت سیدنا امام احمد رضا قدس سرہ سے گزارش کی کہ آپ اس کتاب پر حاشیہ تحریر فرمادیں؟ تو امام اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑی برق رفتاری کے ساتھ ایک عالمانہ و محققانہ خوبصورت حاشیہ تحریر فرمادیا، جس کا نام ”المعتمد المستند“ رکھا۔ اس حاشیہ نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔ آپ نے نو پید فرقوں کا ایسا رد و تعاقب فرمایا کہ وہابیت وغیرہ کی بنیادیں ہلنے لگیں اور نجدیت وغیرہ مقلدیت کے محل میں زلزلہ آگیا۔

کئی ایک بار اس مشہور زمانہ کتاب کی طباعت و اشاعت ہوئی اور اسے ایک علمی و قیمتی سرمایہ کے طور پر رکھا گیا، مگر اس کی فصاحت و بلاغت میں بے شمار حقائق و دلائل تھے جو عربی زبان میں ہونے کے باعث ہر ایک کے فہم و ادراک سے بالاتر تھے، خدا بھلا کرے حضرت مولانا مفتی شعیب رضا صاحب نعیمی [رحمۃ اللہ علیہ] کا، کہ آپ نے حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری [علیہ الرحمہ] سے اس کے اردو ترجمہ کی گزارش کی، چنانچہ نعیمی صاحب کی عرضی کو حضور تاج الشریعہ نے خوب سمجھا اور چند ماہ کے اندر اس کتاب کا اردو ترجمہ ہم اہل سنت کو عطا فرمادیا۔ ترجمہ کا اکثر حصہ سفر و حضر میں کیا گیا ہے، یہ صرف ترجمہ نہیں ہے بلکہ حقیقی معنوں میں مکمل ترجمانی ہے، درحقیقت اس ترجمہ کو تراجم کتب میں ایک اعلیٰ مقام بھی حاصل ہے۔ اس کے متعلق لب کشائی کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ رب قدیر نے حضور تاج الشریعہ کو علم و فضل میں وہ کمال عطا فرمایا تھا کہ زمانہ جس پر ناز کرے۔ بالخصوص عربی ادب میں تاج الشریعہ اپنا ایک الگ مقام رکھتے تھے، ترجمہ

پڑھتے وقت دماغ کبھی بوجھل نہیں ہوتا، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کوئی تازہ ترین کتاب زیر مطالعہ ہے، کیوں کہ اکثر مترجمین ترجمہ کرتے وقت کلام کے سیاق و سباق کی پورے طور پر رعایت نہیں رکھتے تو ترجمہ میں ثقالت اور زبان میں گاڑھ پائپن آجاتا ہے مگر حضور تاج الشریعہ کے تراجم کتب کی یہ امتیازی خصوصیت ہے کہ قاری علمی ابحاث کو بھی بڑی تیزی کے ساتھ پڑھ لیتا ہے۔ اس ترجمہ کی خوبی یہ ہے کہ مشکل معانی و مطالب کو بھی آسان اسلوب میں پیش کیا گیا ہے تاکہ دل و دماغ معطر و منور ہو جائیں۔

۳۵۰ صفحات پر پھیلی ہوئی یہ کتاب: توحید باری، نبوت و رسالت جیسی ابحاث کے ساتھ توہین و تنقیص رسول کرنے والوں کا شرعی حکم بھی بیان کرتی ہے۔ صحابہ کرام، خلفائے راشدین علیہم الرحمہ سے متعلق، اور جنت و جہنم کے تعلق سے بھی عقائد اہل سنت بیان کئے گئے ہیں۔ گویا اردو زبان میں ایک نایاب کتاب اہل سنت کو حاصل ہوئی ہے۔ بلاشبہ حضور تاج الشریعہ نے وقت کی ایک اہم ضرورت کو پورا کیا ہے۔ اہم اور بنیادی مسائل و عقائد کو حل فرما کر ملت اسلامیہ کی صحیح رہنمائی فرمائی ہے۔ کتاب دقیق کے علمی مباحث و مضامین حضور تاج الشریعہ کے سینے میں موجزن تھے جس کی جھلکیاں اس کتاب کا ہر قاری جگہ جگہ محسوس کرے گا۔ یقیناً آپ کے اس ترجمہ کو دیکھ کر ہر صاحب علم و کمال آپ کی علمی صلاحیتوں کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا، اور وہ یہ اقرار کرے گا کہ حضور تاج الشریعہ حقیقی معنی میں وارث علوم اعلیٰ حضرت تھے۔

اللہ کریم حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، آمین، اور آپ کے چھوڑے ہوئے مشن کو فروغ و استحکام دینے کی ہمیں توفیق مرحمت فرمائے، آمین۔

تحقیقات

ٹائی کا مسئلہ: تحقیقی معنویت اور تعمق نظر

مولانا شاہد القادری صاحب (کولکاتا)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد عالی ہے ”اے ایمان والوں! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ، وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا وہ انہیں میں سے ہے“ [ترجمہ: کفر الایمان، مائدہ: ۵۱]

اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ سے اتحاد و تعلقات کو امت مسلمہ کے لئے زہر قاتل قرار دیا ہے، اس لئے ہم پر لازم ہے کہ ہم ان سے اتحاد کی باتیں نہ کریں ورنہ اللہ رب العزت علام الغیوب عز وجل کے فرمان کے خلاف بھی عمل ہوگا اور ہمیں تباہی سے کوئی بچا بھی نہیں سکتا ہے۔ یہ قومیں مکار و فریبی ہیں، گرچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سولی کے مسئلہ میں آپس میں دست و گریباں ہیں، لیکن جب امت مسلمہ کے خلاف کوئی قدم اٹھاتے ہیں تو یہ دونوں متحد ہو جایا کرتے ہیں یہی سبب ہے کہ رب تبارک و تعالیٰ نے ان کے شر سے محفوظ رکھنے کے لئے ان سے دوری بنانے اور ان کے مذہبی رسم و رواج کو اپنانے سے اللہ و رسول ﷺ نے سختی منع فرمایا ہے۔ اور نبی پاک ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ”جس نے کسی کے مذہبی شعار سے مشابہت اختیار کی وہ اسی میں سے ہے“

یہود و نصاریٰ نے عالمی طور پر بالادستی حاصل کرنے کے لئے اپنے پاس عظیم منصوبے رکھتے ہیں، ان میں ایک عظیم منصوبہ ٹائی کو دوسرے مذاہب کے ساتھ ساتھ مسلمانوں پر کس

طور پر مسلط کیا جائے؟ ان لوگوں نے تعلیمی راستہ کو منتخب کیا، سب سے پہلے سائنس اور ٹیکنالوجی کی اہمیت کو عالمی سطح پر منوایا اور ان کے اصطلاحات کو صرف انگریزی زبان میں محفوظ رکھاتا کہ جس بھی زبان کا ماننے والا ہو، وہ انگریزی زبان کو سیکھنے پر مجبور ہو جائے اور اس کے حصول کے لئے اپنے مذہبی شعائر ”ٹائی“ کا استعمال ہر اسکول میں لازمی قرار دیا اور اس چور راستے سے دوسرے مذاہب کے علاوہ مسلمانوں پر بھی [ٹائی] کا استعمال جبریہ لازم قرار دیا گیا اور غیر شعوری طور پر مسلمانوں نے انگریزی تعلیم کے نام پر۔ نصاریٰ کے اس مذہبی شعار کو قبول کر لیا۔ اور دانستہ اور غیر دانستہ طور پر اس کے استعمال کے عادی بھی ہوتے چلے گئے۔

”ٹائی کے استعمال کا مسئلہ“ علمائے اسلام اور فقہاء عظام کے نزدیک اسلامی اصول کے پیش نظر بہت ہی نازک مسئلہ ہے، عصری علوم سے لیس حضرات بالخصوص یورپ و امریکہ اور جنوبی ہند کے مسلمان خوشی خوشی ”ٹائی“ کا استعمال کرنا باعث فخر سمجھتے ہیں اور نہ استعمال کرنے والوں کو دقت یا نوسی مسلمان سمجھا جاتا ہے۔ اس مسئلہ پر حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی بارگاہ قدس میں ایک عریضہ پیش کیا گیا، آپ نے کسی کے پرواہ کئے بغیر ”ٹائی“ کے مسئلہ“ پر حکم شرع بیان فرما کر قاضی القضاۃ فی الہند ہونے کا حق ادا کر دیا۔ ٹائی کے تعلق سے مولانا نشتر فاروقی مدظلہ العالی کی یہ تحریر ملاحظہ کریں:

”ظاہر ہے کہ یہ اس (نصاریٰ) کی شاطرانہ چال ہے کیوں کہ اسے اچھی طرح معلوم ہے کہ اگر یہ واضح کر دیا جائے کہ ٹائی نصاریٰ کا مذہبی شعار ہے تو دیگر سبھی مذاہب کے پیروکار نہیں، تو کم از کم دنیا کے کڑوروں مسلمان تو ضرور اسے ترک کر دیں گے، جو اس کے مذہبی اغراض و مقاصد کے یکسر خلاف ہے“ [ٹائی کا مسئلہ، ص: ۶]

علامہ نشتر فاروقی مدظلہ آگے لکھتے ہیں: ”جب اس شاطر قوم نے دیکھا کہ ہم اپنے فاسد و مفسد مقاصد میں کوئی خاص کامیابی نہیں حاصل کر پارہے ہیں تو اس نے سوچا کہ کیوں نہ ہم اپنی تہذیب و ثقافت اور اپنی وضع و قطع کو مسلمانوں میں رواج دے دیں،

اس طرح مسلمان اعتقادی طور پر نہ سہی کم از کم ظاہری وضع و قطع میں ضروریہود و نصاریٰ نظر آئیں گے اور اس مقصد میں انہیں کسی حد تک کامیابی بھی ملی [ایضاً، ص: ۷۶/۷]

عالم ربانی، فقیہ لاثانی شہزادہ علامہ جیلانی فقیہ اسلام تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی الحاج محمد الشاہ اختر رضا خاں قادری ازہری محدث بریلوی علیہ الرحمہ سے ”ٹائی کے مسئلہ“ پر مولانا محمد شہاب الدین رضوی صاحب نے ایک استفتا کیا تھا، اس پر حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے بہت ہی شرح و بسط کے ساتھ مدلل اور مبرہن جواب عنایت فرما کر حقیقت سے آشکارا فرمایا اور حکم شرع نافذ فرمایا، آپ نے جس قدر دلائل و براہین سے اس فتویٰ کو مزین فرمایا ہے، جہاں طویل فتویٰ ہونے کی وجہ سے ایک تحقیقی رسالہ کی شکل اختیار کر گیا وہیں اس کے مطالعہ سے رسالہ کی تحقیقی معنویت اور حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے تعمق نظر کا بھی پتہ ملتا ہے۔

حضرت علیہ الرحمہ کے اس تحقیقی رسالہ کو پڑھنے کے بعد مراجع کا ایک خزانہ سامنے آتا ہے، آپ نے جن جن کتابوں کے حوالے جات سے اپنے موقف کو مستند انداز میں پیش کیا ہے ان سے آپ کا ذوق مطالعہ، وسعت علمی اور بڑی کتابوں تک کی رسائی کا پتہ ملتا ہے۔ وہ کتابیں یہ ہیں:

- (۱) قرآن مقدس (۲) بیضاوی شریف (۳) بخاری شریف (۴) مسند امام احمد بن حنبل (۵) ہدایہ شریف (۶) اختیار شرح مختار (۷) عینی (۸) زواجر (۹) شرح درود (۱۰) حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ (۱۱) فتاویٰ عالمگیری (۱۲) محیط (۱۳) الاشباہ و النظائر (۱۴) فتاویٰ رضویہ (۱۵) فتاویٰ مفتی اعظم

کراس (cross) کی تحقیق پیش کرتے ہوئے حضور تاج الشریعہ لکھتے ہیں: کراس (cross) جسے مسلم و غیر مسلم سب بالاتفاق عیسائیوں کا نشان مانتے ہیں، اس کراس کا اطلاق جس طرح اس معروف نشان پر ہوتا ہے، اسی طرح وہ تختہ جس پر بقول نصاریٰ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معاذ اللہ پھانسی دی گئی کراس کا مصداق ہے، چنانچہ انگریزی کی

متداول لغت Twentieth Century Daictonary میں ”Cross“ کے تحت ہے:

Stake With a Transverse Bar Used for the
the Cross Wooden، صلیب، چیلیا، Crucifixion
Structure on Which accroding to christian religious
belief jesus was crucified[P, 166]

جو چیز اس کراس کی شکل پر ہو وہ بھی کراس کا مقصد ہے، چنانچہ اسی ڈکشنری میں

اسی جگہ [Anything shaped like + ar x] اشارہ صلیب The sing
of the cross صلیب نما چیلیا نما (ایضاً، ص: ۱۱)

کراس (cross) کے تعلق سے حتمی فیصلہ صادر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

”منجملہ ٹائی مکمل [کراس] ہے، مع شے زائد ہے، اس میں پھانسی کا پھندا بھی
ہے، اسی پر [Bowti] کو قیاس کر لیجئے، اس کے گلے میں بندھے سے بھی کراس کی شکل
بنتی ہے، جیسا کہ اس شکل سے ظاہر ہے، کراس اور شبیہ کراس عیسائیوں کا مذہبی نشان ہے،
تو ٹائی کو [کراس] مانو [شبیہ کراس] مانو، بہر صورت وہ عیسائیوں کا مذہبی شعار ہے اور جو
چیز کافروں کا مذہبی شعار ہو، وہ ہرگز روانہ ہوگی، گرچہ معاذ اللہ کیسی ہی عام ہو جائے“
اہل بصیرت کو تو خود ٹائی کی شکل سے اس کا حال معلوم ہو گیا، مگر اس کی عیسائیوں کے
یہاں اتنی اہمیت ہے کہ مردہ کو بھی ٹائی پہناتے ہیں، تو ضرور یہ ان کا مذہبی شعار ہے، جو
مسلم کے لئے حرام اور باعث عار و نار ہے (ٹائی کا مسئلہ، ص: ۱۲، ۱۳)

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اپنے قول کو مستحکم کرنے کے لئے حضور مفتی اعظم ہند
علیہ الرحمہ کے اس فتویٰ کو سپرد قسط کرتے ہیں: ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دیئے
جانے کی کفری یادگار (ٹائی) ہے، ٹائی پھانسی کا پھندا اور کراس مارک یہ نشان + سولی ہے،

حالانکہ ان کے مصلوب ہونے کا عقیدہ کفری ہے، اور قرآن وحدیث کے صریح خلاف ہے۔

جو شعار کفری ہے، اس کا حکم کبھی نہیں بدلے گا، ہمیشہ کفر رہے گا، چاہے اس کا استعمال کفار کے ساتھ خاص رہے یا معاذ اللہ مسلمان بھی اس کو استعمال کرنے لگے، یہاں بھی عموم بلوی یا حرج کی بات کرنا لغو ہے، اور اسی قسم کے شعار کفری میں ہے، ہندوؤں کا زنا باندھنا اور تشقہ لگانا، ٹائی کا قیاس پتلون وغیرہ پر کرنا درست نہیں کہ ٹائی کفری شعار ہے، اور پتلون وغیرہ اور دیگر فاسقانہ وضع کے لباس، جو شعار قومی ہیں، حرام یا ممنوع ہیں (ایضاً، ص: ۱۹) حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ سیدنا مجدد اعظم امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی خدمت عالی میں عرض کیا گیا کہ ایسا لباس پہننا جس سے فرق کافر و مسلمان کا نہ رہے، شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟ تو حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا:

”حرام ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من تشبه بقوم فهو منهم (جس نے کسی قوم کی مشابہت کی وہ انہیں میں سے ہے) بلکہ اس میں بہت صورتیں کفر ہیں، جیسے زنا باندھنا بلکہ شرح الدر للعلامة النابلسی عبد الغنی بن اسماعیل رحمہما اللہ تعالیٰ میں ہے ”صحیح مذہب یہ ہے کہ فرنگیوں کی وضع پہنا کفر ہے“، فتویٰ خلاصہ میں ہے ”کسی عورت نے اپنی کمر میں رسی باندھی اور کہا کہ یہ جینو ہے کافر ہو گئی، واللہ تعالیٰ اعلم“ (فتاویٰ رضویہ، ج: ۱۰، ص: ۱۹۰)

بعض حضرات نے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی خدمت بابرکت میں یہ اعتراض کیا کہ ”ٹائی“ کا استعمال شعار کفری میں سے ہے تو نصاریٰ کی عبادت گاہ کو رب کی بندگی کے لئے استعمال کرنا کیوں کر درست ہے کہ وہاں حضرت مریم و حضرت عیسیٰ کا مجسمہ ہوتا ہے جبکہ صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ”کنیسہ“ میں نماز پڑھی ہے، اس بابت آپ کیا فرماتے ہیں، حضرت اس کا اطمینان بخش جواب عنایت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

بخاری شریف میں ہے ”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اگر جاگھر میں نماز پڑھتے تھے، مگر اس گرجا میں نہیں، جس میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت مریم رضی اللہ عنہما کے مجسمے ہوں،“ مزید ”یعنی جلد رابع“ کا حوالے سے لکھتے ہیں:

”امام بغوی علیہ الرحمہ نے جو جعديات میں اتنا زیادہ کہا کہ اگر کنیسہ میں تصویریں ہوتیں تو اس سے نکل جاتے اور بارش ہی میں نماز پڑھتے۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ خلاصہ کلام پیش کرتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں: ”حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بارش کی وجہ سے بحالت مجبوری کنیسہ میں نماز پڑھی، اور جب کنیسہ میں تصاویر پائیں تو کنیسہ سے باہر تشریف لائے اور بارش میں نماز ادا فرمائی۔ اور بحالت اضطراب اپنا پسندیدگی کے ساتھ کنیسہ میں جانا مومن ہی کی شان ہے اور برضا رغبت کنیسہ میں جانا کافروں کا کام ہے، اور یہ کفری شعار ہے، اور اس میں کفار کی موافقت باجماع مسلمین کفر ہے (ایضاً، ص: ۲۱، ۲۲)

ٹائی کے تعلق سے حرف آخر کے طور پر ارشاد فرماتے ہیں ”بہر حال ٹائی کا استعمال حرام اشد حرام بد کام بد انجام ہے، اور باندھنے والے پر عند الفقہاء حکم کفر ہے اگرچہ احتیاطاً محض باندھنے پر محققین کے نزدیک تکفیر نہیں کی جائے گی۔“ (ایضاً، ص: ۲۷)

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے تحقیقی معنویت اور تعمق نظر سے بھرپور اس رسالہ کو اپنے مرشد اجازت مخدوم گرامی سرکار احسن العلما علامہ سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن فتوری برکاتی محدث مارہروی علیہ الرحمہ کی خدمت عالی جاہ میں نظر ثانی کے لئے پیش کیا، تو خاندان برکات کے چشم و چراغ حضور احسن العلما اس تحقیقات عالیہ پر یوں گویا ہوئے:

”فقیر برکاتی نے اس رسالہ احادیث قبالہ (ٹائی کا مسئلہ) کو اپنے ٹوٹے پھوٹے علم کے مطابق لگ بھگ بالاستیعاب دیکھا، اس مسئلہ پر عزیز موصوف (حضور تاج الشریعہ) زید مجدہم نے بڑے اچھے اور سلجھے ہوئے انداز میں تحقیق فرماتے ہوئے اس کے سارے

پہلوؤں کو سامنے رکھ کر نہ صرف یہ کہ خود اپنی کاوش سے دلائل شرعی و فقہی کی روشنی میں حکم شرعی کو واضح فرمایا، بلکہ اس موضوع پر حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان اور ان کے والد ماجد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے جو کچھ فرمایا تھا، اسے بھی ناظرین کے سامنے شرح و بسط سے بیان کر دیا ہے (ایضاً: ص: ۳) اس رسالے کی افادیت کے پیش نظر حضور احسن العلماء بطور نصیحت برائے امت مسلمہ ارشاد فرماتے ہیں:

”خلاصہ تحریر یہ کہ علامہ مسلمین کے لئے اپنے موضوع پر یہ رسالہ اس قابل ہے کہ ہم سب اس میں جو احکام شرعیہ بیان کئے گئے ہیں خدا توفیق دے تو ان پر سچے دل سے عمل کرتے ہوئے اپنی صورت و سیرت، قول و فعل، ظاہر و باطن غرض اپنی زندگی کے ہر موڑ پر سچے پکے مسلمان بنیں اور یہود و نصاریٰ وغیرہ جملہ کفار و مشرکین و مرتدین و مبتدعین کے ہر قول و فعل کو برا حبانیں اور حتی الوسع خود اس سے دور و نفور رہیں، اور اسی تعلیم کی تلقین اپنے گھر والوں اعزہ و اقارب کو بھی کریں (ایضاً: ص: ۳)“ اس کتاب کی تحقیقی معنویت پر جماعت اہل سنت کے اجلہ مشائخ و مفتیان عظام و علما کرام نے اپنی مہر ثبت فرما کر اس کی صوری و معنوی حیثیت کو مزید اجاگر کر دیا۔

اجلہ مشائخ کی تصدیقات:

- ۱۔ احسن العلماء مفتی سید مصطفیٰ حیدر حسن برکاتی (مارہہ شریف)
- ۲۔ امین شریعت علامہ سبطین رضا خاں رضوی (بریلی شریف)
- ۳۔ صدر العلماء علامہ تحسین رضا خاں رضوی (بریلی شریف)
- ۴۔ رئیس الفقہا مفتی سید ظہیر الدین زیدی (علی گڑھ)
- ۵۔ شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی (گھوسی)
- ۶۔ فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی (بستی)
- ۷۔ ماہر اصول و فروع مفتی عاشق الرحمن چیمبی (الہ آباد)
- ۸۔ شیخ القرآن علامہ عبداللہ خان عزیز (حمد اشاہی)
- ۹۔ محمود ملت مفتی محمود احمد سلامی برہانی (جبل پور)

- ۱۰۔ شہزادہ صدر الشریعہ مفتی بہاء المصطفیٰ امجدی (بریلی شریف)
 - ۱۱۔ مشاہد ملت علامہ مفتی مشاہد رضا خاں حشمتی (پیلی بھیت)
 - ۱۲۔ استاذ الفقہ مفتی قاضی عبدالرحیم محدث بستی (بستی)
 - ۱۳۔ اشرف العلماء علامہ مفتی مجیب اشرف رضوی (ناگپور)
 - ۱۴۔ شیخ العلماء علامہ شبیبہ القادری رضوی (سیوان)
 - ۱۵۔ شاہد ملت علامہ سید مفتی شاہد علی رضوی جمالی (رام پور)
- مفتیان عظام و علمائے کرام کی تصدیقات:
- ۱۔ استاذ العلماء مفتی محمد جہانگیر احمد رضوی (بریلی شریف)
 - ۲۔ بقیۃ السلف مفتی حبیب رضا خاں بریلوی (بریلی شریف)
 - ۳۔ مفتی زماں مفتی محمد صالح رضوی (بریلی شریف)
 - ۴۔ خواجہ علم و فن علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی پورنوی (پورنیہ)
 - ۵۔ رئیس العلماء مفتی سید عارف حسین رضوی (بہرائچ)
 - ۶۔ علامہ محمد غفران صدیقی رضوی (امریکہ)
 - ۷۔ رئیس التحریر علامہ ارشد القادری رضوی (جمشید پور)
 - ۸۔ مفتی اعظم مہاراشٹر مفتی غلام محمد رضوی (ناگپور)
 - ۹۔ عارف حق علامہ شاہ تراب الحق قادری (کراچی)
 - ۱۰۔ مفکر اسلام علامہ قمر الزماں خاں اعظمی رضوی (لندن)
 - ۱۱۔ مفتی اعظم بنارس مفتی محمد یامین رضوی (بنارس)
 - ۱۲۔ مفتی اعظم گجرات مفتی عزیز احسن رضوی (گجرات)
 - ۱۳۔ شہزادہ محبوب ملت علامہ منصور علی خاں محبوبی (ممبئی)
 - ۱۴۔ مولانا احمد حسین برکاتی (نیپال)
 - ۱۵۔ مفتی نقی امام علی خاں رضوی (حیدرآباد)

حضور تاج الشریعہ کی تحقیقی کتاب الصحابۃ نجوم الہتداء پر ایک نظر

مولانا زاہر احمد امجدی از ہری

حضور تاج الشریعہ جانشین مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی ذات بابرکت یقیناً مختلف الجہات ذات تھی، آپ ایک ممتاز عالم دین و فقیہ تھے، زہد و تقویٰ آپ کا طرہ امتیاز تھی، آپ ایک نیک اور باشرع پیر ہونے کے ساتھ ساتھ بے مثال ناصح و خطیب بھی تھے، ان تمام اوصاف حمیدہ کا جامع ہونے کے باوجود بھی سب سے خاص بات جو آپ کے اندر تھی وہ یہ تھی کہ آپ کو درس و تدریس میں مہارت تامہ حاصل تھی، آپ فقہ و فتاویٰ میں ید طولی رکھتے تھے، فن حدیث میں بھی آپ کی مہارت کا جواب نہیں تھا، آپ متعدد کتابوں کے مصنف بھی تھے، آپ نے متعدد کتابوں کی تعریف کا اہم کام بھی بخوبی انجام دیا، آپ کی تحقیق و تدقیق بڑی عمدہ ہوتی تھی؛ یہی وجہ ہے کہ آپ کی تحقیقی کاوش کو عرب و عجم میں بنظر تحسین دیکھا جاتا تھا، ایسی شخصیت کسی زمانے والوں کو بڑے نصیب سے ملا کرتی ہے، آج اسی شخصیت کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے کی کوشش کر رہا ہوں، آپ کی شخصیت کی ہر جہت پر اس تھوڑے وقت اور چند صفحات میں گفتگو کرنا ممکن نہیں؛ اس لیے میں یہاں پر صرف آپ کی تصنیف کردہ ایک کتاب 'الصحابۃ نجوم الہتداء' جو فن حدیث کا عظیم شاہکار ہے، اس پر روشنی ڈالنے کی کوشش کروں گا، و ما توفیقی إلا باللہ علیہ

تو کلت وِالیہ اُنیب -

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ نے غالباً اپنے مطالعہ کے درمیان اُشفاء کے حاشیہ کو ملاحظہ فرمایا کہ کسی حدیثی نے اس کتاب میں مذکور حدیث: ((أصحابی کالنجوم بأیہم اقتدیتم اہتدیتم)) کو موضوع قرار دیا، آپ نے اپنے وسیع مطالعہ کی وجہ سے اول وبلہ میں سمجھ لیا کہ یہ حدیث موضوع نہیں ہے؛ اس لیے آپ نے اس عنایت دعویٰ اور کج روی سے عام مسلمانوں کو اپنی تحقیق کی روشنی میں آگاہ کرنے کا ارادہ کر کے اس کو بحمد اللہ پایہ تکمیل تک پہنچایا، آپ نے پہلے حدیثی کی دلیل پیش کی پھر اس کے بعد اس کی دلیل کا منصفانہ جائزہ لیا، آپ اس حدیثی کی دلیل ملاحظہ فرمائیں:

”یہ حدیث موضوع ہے، ذہبی نے اسے جعفر بن عبد الواحد ہاشمی کے ترجمہ میں ذکر کیا ہے، جعفر کے بارے میں دارقطنی نے فرمایا: یہ حدیث گڑھتا ہے اور ابو زرعہ نے کہا: کچھ احادیث روایت کی ہے، جن کی کوئی اصل نہیں، یہ حدیث اسی راوی کی بلا سے ہے، مزید کے لیے ابن حجر کی تلخیص الخیر اور ابن حزم کی ال احکام دیکھی جائے۔“ (الصحابۃ نجوم الاہتداء، تاج الشریعہ رحمہ اللہ، ص ۱۷، تحقیق: ابوسہل نجاح عوض، ط: المکتب للنشر والتوزیع، قاہرہ، مصر)

ہمارے ممدوح گرامی حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: اس حدیث کے موضوع ہونے کا دعویٰ محل نظر بلکہ نادرست ہے، موضوع ہونے کا دعویٰ کیوں نادرست ہے ملاحظہ فرمائیں:

اولاً: ”امام علی قاری نے خود ذکر کیا کہ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی تخریج ’الفضائل‘ میں کی اور امام ابن عبد البر رحمہ اللہ نے اس کو تخریج کرنے کے بعد فرمایا: ”اس حدیث سے حجت قائم نہیں ہوگی۔“

نیز امام دارقطنی رحمہ اللہ نے المدخل میں فرمایا: ”اس حدیث کا متن مشہور ہے اور اس کی ساری اسانید ضعیف ہیں۔“ (الصحابۃ نجوم الاہتداء، ص ۱۸)

اور جب امام حلی رحمہ اللہ نے امام قاضی عیاض رحمہ اللہ پر اعتراض کرتے ہوئے کہا

کہ اس حدیث کو انہیں اپنی کتاب 'الشفاء' میں صیغہ جزم کے ساتھ نہیں ذکر کرنا چاہیے تھا؛ تو اس کا جواب دیتے ہوئے امام علی القاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”یہاں اس بات کا احتمال ہے کہ امام قاضی عیاض رحمہ اللہ کے نزدیک اس حدیث کی کوئی سند ثابت ہو یا یہ کہ آپ نے کثرت طرق کی وجہ سے اس حدیث کو حسن کے درجہ میں رکھا ہو، مزید یہ کہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل کرنے کی گنجائش ہے؛ اس لیے ان پر اعتراض مناسب نہیں۔“ (الصحابۃ نجوم الاہتداء، ص ۱۸)

ہمارے مدوح گرامی حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ درمیان گفتگو اس حدیث کے صرف ضعیف ہونے پر مزید ناقدین کے متعدد اقوال ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

”امام علی القاری رحمہ اللہ کے کلام سے چند باتیں سامنے آئیں:

(۱) امار قطنی رحمہ اللہ نے خود اس حدیث کو روایت کیا اور اس پر موضوع ہونے کا حکم نہیں لگایا، اگر امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہوتا؛ تو امام علی القاری رحمہ اللہ ان کے قول کو ضرور نقل فرماتے۔

(۲) امام ابن عبد البر رحمہ اللہ اور دیگر ائمہ کرام نے اس حدیث کے متعلق جو الفاظ استعمال کیے ان کا مفاد صرف اتنا ہے کہ یہ حدیث موضوع نہیں بلکہ ضعیف ہے، نیز امام دارقطنی رحمہ اللہ کے قول سے: ”اس حدیث کا متن مشہور ہے اگرچہ اس کی ساری اسانید ضعیف ہیں“ ایک اور فائدہ حاصل ہوا کہ اس حدیث کو تعلق بالقبول کا درجہ حاصل ہے؛ جس کی وجہ سے کثرت طرق کے ساتھ اس حدیث کی قوت میں مزید اضافہ ہو گیا۔

نیز علامہ شہاب خفاجی رحمہ اللہ نے بھی امام دارقطنی رحمہ اللہ سے حکایت بیان کی کہ آپ نے اس حدیث کو روایت کیا ہے لیکن یہ ذکر نہیں کیا کہ خاص اس حدیث پر آپ نے موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے؛ لہذا صرف امام دارقطنی رحمہ اللہ کے قول: ”راوی جعفر حدیث گڑھتے ہیں“ کے پیش نظریہ استنبہا نہیں کیا جاسکتا ہے کہ زیر بحث حدیث موضوع

ہے۔ (الصحابۃ نجوم الاہتداء، ص ۱۹)

ثانیاً: ”امام ابو زرعہ رحمہ اللہ کے قول: ”جعفر نے کچھ احادیث روایت کی ہے جس کی کوئی اصل نہیں“ سے بھی استنبہا دتا نہیں؛ کیوں کہ یہ حکم وضع میں صریح نہیں اور اس پر سب سے بڑی دلیل وہ کلام ہے جس کو امام ابن حجر رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ’لسان المیزان‘ میں نقل کیا ہے کہ سعید بن عمرو بروعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے ابو زرعہ رحمہ اللہ سے بعض احادیث کے بارے میں مذاکرہ کیا جسے انہوں نے جعفر بن عبد الواحد سے سنا تھا؛ تو آپ نے ان کا انکار کیا اور فرمایا: ان کی کوئی اصل نہیں اور بعض کے بارے میں فرمایا: یہ باطل و موضوع ہیں۔

امام ابو زرعہ رحمہ اللہ کا ابتدا میں جعفر کی بعض احادیث کے متعلق یہ کہنا کہ ان کی کوئی اصل نہیں، یہ حدیث کے موضوع ہونے کا فائدہ نہیں دیتا؛ کیوں کہ اس کے فوراً بعد ہی آپ نے ان کی بعض احادیث کے بارے میں فرمایا کہ وہ باطل و موضوع ہیں، اس کا واضح مفاد یہ ہے کہ آپ کے قول: لا أصل له اور موضوع و باطل کے درمیان فرق ہے، پہلے قول میں سند پر حکم ہے متن پر نہیں، نیز آپ کا قول: لا أصل له، آپ کے اپنے علم کے اعتبار سے ہے اور اس پر قرینہ آپ کا ان کی احادیث کا انکار کرنا ہے۔ (الصحابۃ نجوم الاہتداء، ص ۲۰)

ثالثاً: ”جعفر کے ترجمہ میں جو کہا گیا ہے کہ وہ ایسی احادیث روایت کرتے ہیں جن کی کوئی اصل نہیں، ثقافت سے مناکیر روایت کرتے ہیں، ان پر سند کے گڑھنے اور احادیث چوری کرنے کی بھی تہمت لگائی گئی ہے، یہ تمام باتیں سند کے وضع کرنے پر دال ہیں اور اسی وجہ سے کبھی کسی حدیث کے بارے میں صرف سند کے اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ حدیث موضوع ہے، یہ حکم صرف سند پر ہی منحصر ہوگا اور متن تک تجاوز نہیں کرے گا۔“

پھر ہمارے مدوح گرامی حضور تاج الشریعہ رحمہ اللہ جرح مفسر اور غییر مفسر کے بارے امام ابن صلاح رحمہ اللہ کا قول فیصل ذکر کرنے کے بعد دوبارہ امام ابو زرعہ رحمہ اللہ کے قول کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

رابعاً: ”امام ابو زرہ رازی رحمہ اللہ نے راوی جعفر کی بعض احادیث کے بارے میں جو یہ کہا کہ یہ موضوع ہیں، اس سے کوئی دھوکا نہ کھائے؛ کیوں کہ اس حکم میں یہ احتمال بہر حال ہے کہ ان احادیث کا دار و مدار انہیں راوی جعفر پر ہو؛ اس لیے ان کے متہم کا لحاظ کرتے ہوئے احادیث کے موضوع ہونے کا حکم لگایا، جس کا مآل وضع کا حکم باعتبار ظن ہے اور یہ اس بات کو مستلزم نہیں کہ جو بھی راوی جعفر نے روایت کیا سب موضوع ہے؛ اس لیے خاص اس زیر بحث حدیث کے متعلق یقین نہیں کیا جاسکتا بلکہ گمان کی بھی گنجائش نہیں کہ یہ حدیث موضوع ہے۔“ (الصحابۃ نجوم الالہتداء، ص ۲۱)

خامساً: ”یہ حدیث کیسے موضوع ہو سکتی ہے جب کہ امام ابن حجر رحمہ اللہ اسی حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں: یہ حدیث ضعیف ہے، نیز فرماتے ہیں: بلکہ ابن حزم سے مروی ہے کہ انہوں نے اس حدیث کے موضوع و باطل ہونے کا قول کیا ہے، مگر امام ابن حجر رحمہ اللہ نے ابن حزم کے اس حکم کو قبول نہیں کیا، چنانچہ اس کے بعد آپ مزید فرماتے ہیں: لیکن امام بیہقی رحمہ اللہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: بے شک مسلم شریف کی حدیث: ستارے آسمان کے امین ہیں۔۔۔ الحدیث، اس زیر بحث حدیث کے بعض معنی کو ادا کرتی ہے، پھر امام ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام بیہقی رحمہ اللہ نے سچ فرمایا، یہ حدیث صحابہ کرام کو ستاروں سے تشبیہ کی مؤید ہے، ہاں اقتدا کے بارے میں تائید ظاہر نہیں، البتہ ممکن ہے کہ ستاروں کے ذریعہ ہدایت کے معنی کا اعتبار کرتے ہوئے اقتدا کا معنی حاصل ہو جائے، امام علی القاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ظاہر یہ ہے کہ اقتدا کی فرع ہے۔“ (الصحابۃ نجوم الالہتداء، ص ۲۱)

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ”اس کلام سے بالکل واضح ہو گیا کہ امام ابن حجر رحمہ اللہ نے ابن حزم کے دعویٰ موضوع کو قبول نہیں کیا اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے جس حدیث کو نقل کیا ہے اس کے ذریعہ زیر بحث حدیث کے معنی کی تائید کی ہے، یہیں سے حدیثی نے جو ابن حجر رحمہ اللہ کی طرف رجوع کرنے کا مشورہ دیا تھا اس کا بھی جواب مل گیا اور وہ یہ کہ ابن حجر

رحمہ اللہ نے اس حدیث کو موضوع و باطل قرار نہیں دیا اور ابن حزم کے دعویٰ کو بھی قبول نہیں کیا بلکہ امام بیہقی رحمہ اللہ کے قول کو باقی رکھا اور زیر بحث حدیث تائید کی حالاں کہ آپ نے شروع کلام میں فرمایا تھا: یہ حدیث ہے۔ (الصحابۃ نجوم الاہتداء، ص ۲۲)

سادسا: ”امام ابو زرہ رحمہ اللہ نے جو اس حدیث کے بارے میں فرمایا: یہ حدیث جعفر کی بلا سے ہے، یہ اپنے ظاہر پر محمول نہیں؛ کیوں زیر بحث حدیث کی تائید صحیح مسلم کی حدیث سے ہو رہی ہے اور اس حدیث کا مدار صرف جعفر بن عبد الواحد پر نہیں بلکہ یہ حدیث متعدد طرق کے ذریعہ حضرت عمر، جابر، ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے، نیز امام ابو زرہ رحمہ اللہ کا یہ قول حدیث کے ان الفاظ کے بارے میں ہے جس کو انہیں سے ’المیزان‘ میں نقل کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے: ((أصحابی کالجموم من اقتدی بشیء منها اہتدی)) قارئین واضح طور پر ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ یہ وہ حدیث نہیں جس کو الشفاء اور ’المشکاۃ‘ وغیرہ میں ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا گیا: ((بأیہم اقتدیتم اہتدیتم)) لہذا اگر مان بھی لیا جائے کہ امام ابو زرہ رحمہ اللہ نے اس حدیث کے متن پر وضع کا حکم لگایا ہے؛ تو یہ حکم اسی لفظ کے ساتھ خاص ہوگا جس کا ذکر ’المیزان‘ میں ہوا اور ان کا یہ حکم حدیث کے دوسرے الفاظ پر صادق نہیں آئے گا۔ (الصحابۃ نجوم الاہتداء، ص ۲۵)

پھر حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ امام ابن حجر رحمہ اللہ کی ’التقریر والتخیر‘ کے حوالہ سے گفتگو کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

”امام ابن حجر رحمہ اللہ نے راوی جعفر کے بارے میں جس کلام کے ذریعہ اپنی بات ختم کی ہے، اس سے بے توجہی نہیں برتی جاسکتی، وہ کلام یہ ہے: مسلمہ بن قاسم نے فرمایا: راوی جعفر کا مقام ثغر ۲۴۸ھ میں انتقال ہوا، یہ بصری ثقہ ہیں، ان سے امام ابو داؤد نے روایت کی ہے اور اسی طرح ابوعلی جیان نے بھی انہیں شیوخ ابو داؤد میں شمار کیا ہے۔“

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ”اور یہ امام ابن حجر رحمہ اللہ کی جانب سے راوی

جعفر کے بارے میں صریح توثیق ہے اور جو راوی جعفر کے بارے میں دوسروں کی جانب سے کلام کیا گیا ہے، وہ محتمل ہے؛ اس لیے راوی جعفر کے بارے میں توثیق ہی مقدم ہونی چاہیے۔ پھر جو ناقد ہوتا ہے وہ غیر کی رائے کے ساتھ مقید نہیں ہوتا ہے اور امام قاضی عیاض رحمہ اللہ یقینی طور پر عظیم ناقد اور حدیث کی علل کو جاننے والے ہیں، اس طرح کے جو لوگ ہوتے ہیں، انہیں اس بات کا حق ہوتا ہے کہ جس راوی کو وہ قابل قبول سمجھیں، ان سے روایت کریں، اگرچہ دوسروں کے نزدیک وہ قابل قبول نہ ہو۔ (الصحابۃ نجوم الاہتداء، ص ۲۸)

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اپنے اس دعویٰ پر صحیح البخاری، مسلم اور ابوداؤد کے بعض متکلم فیہ راویوں کی مثال پیش کرنے کے بعد ابن حزم کی رائے کی طرف اپنی نوک قلم کے ذریعہ متوجہ ہوتے ہیں، آپ فرماتے ہیں:

سابعاً: ”ابن حزم اپنے دعویٰ میں تمام لوگوں سے متفرد ہیں اور ان کا تفرد ہمیں کوئی ضرر نہیں دے سکتا۔۔۔ ابن حزم زیر بحث حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

”اور روایت: اصحابی کالنجوم، یہ روایت ساقط ہے۔“ پھر سند ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ”ابو وہب شقفی اور سلام بن سلیمان موضوع احادیث روایت کرتے ہیں اور زیر بحث حدیث بلا شک انہیں موضوعات میں سے ہے؛ لہذا یہ روایت ساقط ہے جس کی اسناد ضعیف ہے۔“

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ ان کے اس قول کا تنقیدی تعاقب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ابن حزم کا قول: ”یہ روایت ساقط ہے۔“ یہ حکم صرف سند پر صادق آئے گا، اس پر قرینہ ابن حزم کی عبارت کے اخیر میں یہ قول ہے: ”لہذا یہ روایت ساقط ہے جس کی اسناد ضعیف ہے۔“ اس لیے یہ حکم صرف سند پر ہی منحصر ہوگا اور اس حکم کا متن سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔“

پھر اپنے جد امجد اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت نور اللہ مرقدہ کی کتاب: ’الہاد الکافی

أحكام الضعاف کا حوالہ دینے کے بعد ابن حزم کے دعویٰ کا رد اور ان کے تناقض کو اجاگر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اور گفتگو کے درمیان ابن حزم کا یہ کہنا: ”یہ حدیث انہیں موضوعات میں سے ہے“ قابل قبول نہیں؛ کیوں کہ یہ دعویٰ دلیل سے خالی و عاری ہے اور ساتھ ہی یہ دعویٰ ان کے ضعف سند کے اقرار کے منافی ہے؛ کیوں کہ ضعف سند، متن کے ضعیف ہونے کے مستلزم نہیں چہ جائے کہ حدیث کے موضوع ہونے کو مستلزم ہو“۔ (الصحابۃ نجوم الاہتداء، ص ۳۰) پھر حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ ابن حزم کا بعض دیگر ناقدین کے اقوال سے استدلال جیسے متروک، مجہول اور عدم صحت کا علمی و تنقیدی جائزہ لینے کے بعد فرماتے ہیں:

”ابن حزم کا ان اقوال کو ذکر کرنے کے بعد یہ کہنا: ”یہاں سے ظاہر ہو گیا کہ یہ روایت بالکل ثابت نہیں، بلاشبہ یہ روایت جھوٹی ہے“۔ دعویٰ بلا دلیل ہے اور اندازہ سے حکم لگانا ہے جو بہت سخت ہے، نیز تعجب کی بات تو یہ ہے کہ ابن حزم زیر بحث حدیث کی سند کے بارے میں گفتگو کر کے سند کے ضعیف ہونے کا اقرار کرتے ہیں، امام بزار رحمہ اللہ کا ایسا قول ذکر کرتے ہیں جو ضعیف ہونے کا بھی فائدہ نہیں دیتا، پھر متن کے بارے میں یقینی طور پر مکذوب و موضوع ہونے کا حکم لگا دیتے ہیں!“۔ (الصحابۃ نجوم الاہتداء، ص ۳۱)

اس کے بعد جانشین مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے آیات کریمہ سے ابن حزم کا بے محل استدلال اور ان کی کج روی بیان کرتے ہوئے وضاحت فرائی کہ اس طرح کے بے محل استدلال اور فکری انحراف کی وجہ سے تقلید سے منع کرنا، سارے صحابہ کے اقوال کو رد کرنا، صحیح احادیث کو قبول نہ کرنا بلکہ قرآن کریم کو نہ تسلیم کرنا اور ہر کس و نا کس کے لیے اجتہاد کا باب کھولنے جیسی مہلک خرابیاں لازم آئیں گی۔

نیز ابن حزم نے جو بلا دلیل امام بخاری اور راوی ہشام کے درمیان انقطاع کا دعویٰ کر کے حرمت معارف کے بارے میں وارد حدیث کو رد کرنے کی کوشش کی ہے، اس

دعویٰ کو بھی جانشین مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے اپنے علمی وسعت کے پیش نظر قبول نہیں کیا اور بتایا کہ یہ دعویٰ بالکل غلط ہے؛ کیوں کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی راوی ہشام سے ملاقات اور سماعت دونوں ثابت ہے اور یہ بھی بتایا کہ اس بے جا استدلال، بلا دلیل دعویٰ اور کج روی سے واضح ہو گیا کہ ابن حزم نے اپنے نفس اور خواہش کی اتباع کرنے کی مذموم کوشش کی ہے، اس پر سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ ابن حزم نے عام راوی تو عام راوی، صحابی رسول حضرت ابو طفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ کو بھی اپنی بے جا تنقید و طعن کا نشانہ بنایا اور کہا کہ یہ مقدوح ہیں، یہ طعن صرف ایک صحابی رسول کے بارے میں نہیں ہے بلکہ اس متفق علیہ اعتقاد کے بھی مخالف ہے کہ سارے صحابہ عدول ہیں؛ کیوں کہ کسی صحابی رسول کی عدالت کو طعن کر کے ساقط کرنا، تمام صحابہ کی عدالت کو ساقط کرنا ہے۔

پھر حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ نے ان بعض احادیث جن کی وجہ سے راوی جعفر کو متہم قرار دیا گیا، ان کا نفی و تنقیدی جائزہ لیا اور ان کے بارے میں بتایا کہ یہ احادیث ایسی نہیں ہیں کہ جن کی وجہ سے انہیں متہم قرار دیا جاسکے بلکہ اس میں سے تو بعض حدیث متواتر یا کم از کم حسن لغیرہ یا صحیح لغیرہ کو پہونچی ہوئی ہیں، اس کے باوجود ان احادیث کو روایت کرنے کی وجہ سے انہیں جرح و قدح کا نشانہ بنانا عجیب و غریب ہے۔

اس کے بعد حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ اپنی قیمتی گفتگو کو سمیٹتے ہوئے اپنے جد امجد حضور اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت علیہ الرحمۃ کا قول فیصل پیش کرتے ہیں:

”عقل شاہد ہے کہ حدیث ضعیف اس طرح کے مقام میں مقبول ہے، اس کے بعد

فرماتے ہیں:

”میں کہتا ہوں: جب عقل سلیم شاہد ہے کہ حدیث ضعیف ایسے مقام پر معتبر ہے؛ تو سند میں خواہ کتنا ہی کیوں نقص نہ ہو، اس حدیث کے باطل ہونے پر یقین نہیں کیا جاسکتا؛ کیوں کہ زیادہ جھوٹ بولنے والا بھی کبھی سچ بولتا ہے، ممکن ہے کہ اس کے سوا دوسری سند

کے ذریعہ صحیح طریقہ سے حدیث روایت کی گئی ہو۔ (الصحابۃ نجوم الالہتداء، ص ۴۰)

پھر آپ نے اپنے اس دعویٰ پر متعدد ناقدین و علما کے اقوال پیش کر کے اپنے دعویٰ کو مزید محکم اور مضبوط بنایا نیز یہ بھی وضاحت فرمائی کہ کبھی حدیث سند کے اعتبار سے تو ضعیف ہوتی ہے مگر اہل کشف کے نزدیک وہ صحیح ہوتی ہے جیسے امام اکبر ابن عربی اور خاتم الحفاظ جلال الدین سیوطی رحمہما اللہ نے متعدد احادیث کو کشف کے ذریعہ صحیح قرار دیا ہے۔

اس کے بعد آپ نے اخیر میں ایک مفید مثال پیش کی، وہ مثال یہ ہے:

”ایک آدمی نے طبعی حرارت میں کمی محسوس کی؛ تو زید نے اس سے کہا: فلاں ماہر ڈاکٹر نے اس مرض کے لیے ایک دوا تجویز کی ہے کہ سونے کے اوراق کو بید مشک کے عرق کے ساتھ ہا وون دستے میں سونے کے کوٹنے والے اوزار سے کوٹ کر یا اسے تھیلی میں شہد کے ساتھ رگڑ کر خوب باریک کر کے پی لیا جائے۔

اب مریض کو یہ تجویز معلوم ہونے کے بعد عقل سلیم کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ مذکور دوا کو حرام جانے جب تک کہ ڈاکٹر تک صحیح سند کے ذریعہ اس نسخہ کی حیثیت معلوم نہ ہو جائے، یہاں پر اس کے استعمال کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ طبی اصول کے مطابق اس کے استعمال میں کوئی خرابی نہیں، ورنہ بعید نہیں کہ وہ نسخہ کی صحت کتابوں میں تلاش کرتا پھرے، راویوں کی ثقاہت کی تحقیق کرے اور اپنی بے وقوفی کی وجہ سے اس دوا کے منافع سے محروم ہو جائے اور بیمار کو وقت پر نافع دوا نہ مل پائے۔ (الصحابۃ نجوم الالہتداء، ص ۴۴)

اس کے بعد اپنی اس بات کو بطور نتیجہ اس فکر انگیز قول کے ذریعہ اختتام کو پہنچایا، ملاحظہ فرمائیں:

”فضائل اعمال کی حدیث کا بھی یہی حال ہے کہ ہمارے کانوں تک اس طرح کی کوئی مفید حدیث پہنچی جس سے شریعت مطہرہ نے منع نہیں فرمایا قانون اسلام سے متصادم نہیں؛ تو ہمارے لیے محدثین کے طریقہ کار پر حدیث کی تحقیق ضروری نہیں، اگر حدیث صحیح ہے تو خوب، ورنہ ہماری اچھی نیت کی وجہ سے ہمیں بہترین ثمرہ ملے گا، اللہ

تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿هَلْ تَرَبُّصُونَ بِنَا إِلَّا أَحَدَى الْحُسَيْنَيْنِ﴾ (التوبة: ۹،

آیت: ۵۲) (صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وبارک

وسلم۔) (الصحابیہ نجوم الالہیۃ، تاج الشریعہ رحمہ اللہ، ص ۵۴، تحقیق: ابوہل نجاح عوض، ط: ۱، المقطم للنشر والتوزيع، قاہرہ، مصر)

حضور تاج الشریعہ جانشین مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے اپنی اس علمی، تحقیقی و تنقیدی گفتگو

میں مندرجہ ذیل پیغام امت مسلمہ کو پہنچانے کی بہترین کوشش فرمائی ہے، ملاحظہ فرمائیں:

(۱) ایک ناقد و محقق کے لیے مناسب نہیں کہ کسی کی تحقیق خاص کر کسی حدیثی کی تحقیق کو دیکھ کر مرعوب ہو جائے اور بلا تحقیق و تفتیش آمنا و صدقنا کہے۔

(۲) اہل سنت و جماعت کے عوام پر لازم ہے کہ وہ اپنے ہر معاملہ خاص کروہ معاملہ جس کا تعلق دین متین سے ہے، اس میں ضرور اپنے علمائے اہل سنت ہی کی طرف رجوع کریں تاکہ حق سے انحراف کی کوئی سبیل پیدا نہ ہو۔

(۳) زیر بحث حدیث کے متعلق حدیثی محقق کی تحقیق قابل قبول نہیں؛ کیوں کہ اس نے جن علما و ناقدین کے اقوال سے استدلال کیا تھا وہ خود خاص اس حدیث کے موضوع ہونے کے قائل نہیں، البتہ ابن حزم نے اس حدیث کو موضوع کہا ہے مگر خود ان کا استدلال ان کے دعویٰ کا ساتھ نہیں دے رہا ہے؛ اس لیے ان کی رائے قابل اعتماد نہیں۔

(۴) اس حدیث کے راوی جعفر نے بعض احادیث روایت کی جس کی بنا پر بعض لوگوں نے ان پر جرح و قدح کیا مگر چوں کہ یہ احادیث اصول شرع سے متصادم نہیں بلکہ ان میں سے بعض متواتر یا صحیح ہیں؛ اس لیے ان احادیث کی بنا پر جرح اور دیگر مبہم و محتمل جرح محل نظر ہے، خاص کر اس صورت میں کہ بعض ناقدین نے آپ کی توثیق بھی کی ہے۔

(۵) اس حدیث کے متعلق جو اکثر اقوال ہیں وہ یہی بتاتے ہیں کہ حدیث موضوع نہیں بلکہ ضعیف ہے بلکہ بعض رجحان کے مطابق اس حدیث کے حسن بغیرہ ہونے کا پتہ چلتا ہے۔

(۶) ابن حزم نامی شخصیت نے آیات سے بے محل استدلال کیا جو بہت ساری شرعی خرابیوں کی جامع اور بعض اوقات یہ جرح و قدح میں بہت سخت ثابت ہوئے ہیں یہاں تک کہ صحابی رسول ابو طفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ کو بھی اپنی جرح و قدح کا نشانہ بنایا جو تمام صحابی کی جرح و قدح کے مترادف ہے۔

(۷) کشف کے ذریعہ بھی احادیث کی صحت ثابت ہوتی ہے؛ اسی لیے بعض اوقات محدثین کرام بعض احادیث کو موضوع یا ضعیف قرار دیتے ہیں مگر اہل کشف کے نزدیک وہ حدیث صحیح ہوتی ہے۔

(۸) راوی کتنا بھی ضعیف ہو، اس کی روایت کردہ حدیث کے متعلق موضوع ہونے کا یقین نہیں کیا جاسکتا؛ کیوں کہ کبھی بہت جھوٹ بولنے والا بھی سچ بولتا ہے اور یہی مذہب محتاط ہے۔

(۹) اگر برسبیل تنزل زیر بحث حدیث کو ضعیف مان لیا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں؛ کیوں کہ اس طرح کی حدیث فضائل کے باب میں معتبر اور قابل عمل ہے، نیز کوئی ایسی حدیث جس کی سند قوی نہیں بلکہ ضعیف یا شدید ضعیف ہے اور وہ اصول شرع سے متصادم نہیں تو اس پر بھی عمل کرنا جائز ہے۔

اللہ تعالیٰ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ کی قبر انور پر رحمت و انوار کی بارش فرمائے، ہمیں ان کے علمی و عملی فیوض و برکات سے مالا مال کرے، ہم سب کو باطل سے بچنے، حق بولنے اور حق قبول کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے، آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

از ہار احمد امجدی ازہری

فاضل جامعہ ازہر، مصر، شعبہ حدیث، ایم اے

خادم: مرکز تربیت افتاء، اوجھا گنج، بستی، یوپی، انڈیا

۳۰/۳ ذوالقعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۲/اگست ۲۰۱۸ء

حضور تاج الشریعہ کی فقہی بصیرت

”العطاء یا الرضویہ فی فتاویٰ الازہریہ المعروف ازہر الفتاویٰ“ کی روشنی میں

مفتی شمیم اختر مصباحی (اڑیسہ)

سلطان الفقہاء، اکمل الفضلا، فقیہ اعظم ہند، شیخ الاسلام، قاضی القضاۃ فی الہند، مرجع الفتاویٰ، مقتداۃ اہل سنت، فخر ازہر، شیخ طریقت، مرشد کامل، مرد حق آگاہ، غواص بحر شریعت و معرفت، وارث علوم اعلیٰ حضرت، مظہر حجۃ الاسلام، جانشین مفتی اعظم، سیدنا، سندنا، مرشدنا، تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خان قادری ازہری علیہ الرحمہ شمالی ہندوستان کے مشہور علمی خانوادہ مہبط علم و دانش، مرکز معرفت و شریعت اور مخزن رشد و ہدایت خانوادہ رضا کے چشم و چراغ، سچے جانشین اور علمی یادگار تھے۔

حضور تاج الشریعہ کو علوم اعلیٰ حضرت سے حظ وافر ملا، آپ علوم و معارف کے ایسے آفتاب تھے جس کی ضوفشاں کرنوں سے ایک جہاں مستنیر ہوئی اور ہورہی ہے۔ آپ بیک وقت محدث، مفسر، شارح، مجتہد، متکلم، اصولی، محقق، مصنف، مترجم، مدرس، ناقد، ادیب، شاعر، مرشد، خطیب، مفتی شرع اور فقیہ اعظم جیسے اوصاف و کمالات کے حامل ہیں، مگر ان تمام خوبیوں میں تفقہ فی الدین، فتاویٰ نگاری اور شان فقاہت جو خانوادہ رضا کا برسوں سے طرہ امتیاز رہا، آپ کی ذات بابرکات میں نمایاں و امتیازی طور پر نظر آتا ہے۔ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی فقہی بصیرت، شان تفقہ، علم فقہ میں گیرائی و گہرائی اور فقہی

جزیات کا استخراج دیکھنا ہو تو فقہی موضوعات پر آپ کی گراں مایہ تصانیف ”ٹائی کا مسئلہ“، ”تین طلاقوں کا شرعی حکم“، ”جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ہلال کے ثبوت کی شرعی حیثیت“ اور خصوصاً ”المواہب الرضویہ فی الفتاویٰ الازہریہ“ کا مطالعہ فرمائیں، یقیناً آپ فقہ و افتا کے میدان میں حضور تاج الشریعہ کو مظہر علوم اعلیٰ حضرت و جانشین مفتی اعظم پائیں گے۔

علم فقہ دین کی سمجھ و فہم کا نام ہے، یہ علم سعادت ابدی و سرمدی کا ذریعہ ہے، اسی کے ذریعہ انسان کو ان چیزوں کی معرفت حاصل ہوتی ہے جن سے نفع و نقصان وابستہ ہے، اسی علم کے طفیل حلال و حرام کے درمیان تمیز ہوتی ہے بلکہ علم فقہ پر ہی قرآن و حدیث کا سمجھنا موقوف ہے، اور علم فقہ کے تعلق سے کہا جاتا ہے ”الأمة الاسلامیة لا حیاة لہا بدون الفقہ“ یعنی امت اسلامیہ کی حیات و بقا فقہ کے بغیر نہیں، کیوں کہ یہ شریعت اسلامیہ کے مقاصد اور قرآن و حدیث کے مطالب بیان کرتا ہے جس سے انسان کی فلاح و نجات وابستہ ہے۔ اس علم شریف کا ایک مہتمم بالشان شہید افتا و فتویٰ نویسی ہے۔ افتا حکم شرع بیان کرنے سے عبارت ہے، اس کے لیے کیا شرائط ہیں؟ کن اوصاف کا حامل ہونا ہے؟ ہم اس تعلق سے فتاویٰ رضویہ سے مندرجہ ذیل اقتباس ہدیہ ناظرین کر رہے ہیں۔ فقہات کے تعلق سے امام اہل سنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

”فقہ یہ نہیں کہ کسی جزئیہ کے متعلق کتاب سے عبارت نکال کر اس کا لفظی ترجمہ سمجھ لیا جائے، یوں تو ہر اعرابی ہر بدوی فقیہ ہوتا کہ ان کی مادری زبان عربی ہے بلکہ فقہ بعد ملاحظہ اصول مقررہ و ضوابط محررہ و وجوہ تکلم و طرق تفاہم و تنقیح مناط و لحاظ انضباط و مواضع یسر و احتیاط و تجنب تفریط و افراط و فرق روایات ظاہرہ و نادرہ و تمیز در آیات غامضہ و ظاہرہ و منطوق و مفہوم و صریح و محتمل و قول بعض و جمہور و مرسل و معلل و وزن الفاظ و سیر مفتیین و سیر مراتب ناقلین و عرف و خاص و عادات بلاد و اشخاص و حال زمان و مکان و احوال رعایا و سلطان و حفظ مصالح دین و دفع مفاسد مفسدین و علم و وجوہ تخریج و اسباب ترجیح و منہاج

توفیق و مدارک تطبیق و مسالک تخصیص و مناسک تقیید و مشارع فتیوہ و شوارع مقصود و جمع کلام و نقد مرام فہم مراد کا نام ہے کہ مطلع تام و اطلاع عام و نظر دقیق و فکر عمیق و طول خدمت علم و ممارست فن و تہیظ وافی و ذہن صافی و معاد تحقیق مؤید توفیق کا کام ہے، اور حقیقت وہ نہیں مگر ایک نور کہ رب عز و جل بحض کرم اپنے بندہ کے قلب میں القافر ماتا ہے:

وما یلقھا الا الذین صبروا وما یلقھا الا ذو حظ عظیم، اور یہ دولت نہیں ملتی مگر صابروں کو، اور اسے نہیں پاتا مگر بڑے نصیب والا۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج: ۱۶، ص: ۳۷۶، ۳۷۷)

ان مذکورہ بالا فقاہت کی تعریف حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ذات پر حرف بحرف صادق آتی ہے اور جب ہم آپ کی جولان گاہ تحقیق و تدقیق اور مجموعہ فتاویٰ پر نظر دوڑاتے ہیں تو قرآن و احادیث سے مزین آپ کے علمی جواہر پارے گوہر آبدار کی طرح چمکتے و دکتے نظر آتے ہیں۔ ہم ذیل میں اصول افتا و رفتاوی از ہریہ کی روشنی میں آپ کی فقہی بصیرت کا مختصر سا جائزہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

کثرت مراجع

فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ مفتی پر واجب ہے کہ جو بھی حکم شرع بیان کرے، اس کا حوالہ ضرور دے کہ کس سے وہ حکم نقل کر رہا ہے اور صرف ایک یاد و کتاب پڑھ کر کے حکم شرع نقل نہ کرے۔

علامہ شامی اپنی مایہ ناز کتاب ”شرح عقود رسم المفتی“ میں علامہ ابن حجر عسقلانی کے فتاویٰ سے نقل فرماتے ہیں:

لا یجوز لہ أن یفتی من کتاب ولا من کتابین

ترجمہ: مفتی کے لیے ایک کتاب یا دو کتاب (پڑھ کر) فتویٰ دینا

جائز نہیں۔ (شرح عقود رسم المفتی، ص: ۸۷، دار لنور للتحقیق و

التصنیف کراچی)

چنانچہ آپ اپنے فتاویٰ میں ایک ایک مسئلہ کی تحقیق میں متعدد کتابوں سے کثیر فقہی جزئیات پیش فرماتے ہیں۔ چند نمونے ملاحظہ فرمائیں۔

مثال نمبر (۱): ”آپ سے ”وحدة الوجود“ کے متعلق سوال ہوا تو آپ نے اس کے جواب میں ”قرآن کریم“، ”المواہب اللدنیة للامام قسطلانی، رعاية الانصاف والاعتدال فی صوفیة الاعتقاد من ارباب الحال و اصول الطريقة لكشف الحقيقة للشيخ عبد الحق المحدث الدهلوی، الروض المجد للعلامة فضل حق الخیر آبادی“، ”الفتاویٰ العزیزیہ للمحدث عبد العزیز الدهلوی“، ”رسالہ وحدة الوجود از حاجی امداد اللہ مہاجرکی“ اور ”فتاویٰ رضویہ از امام اہل سنت امام احمد رضا قادری“ سے تقریباً بیس نصوص ذکر فرمائے ہیں۔ (فتاویٰ تاج الشریعہ، ج: ۱، ص: ۱۸۳، باب عقائد متعلق باری تعالیٰ)

مثال نمبر (۲): اکثر بد مذہبوں کی جانب سے یہ سوال ہوتا ہے کہ ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ کا لاحقہ صرف صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ خاص ہے لیکن سنی حضرات اس کا استعمال اولیائے کرام اور اپنے پیروں کے ساتھ بھی کر دیتے ہیں، چنانچہ اس بابت آپ سے استفتا ہوا تو آپ نے مدلل انداز میں اس کا نہایت ہی شافی جواب عطا فرمایا کہ اولیائے کرام کے اسم مبارک کے ساتھ ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ کا لاحقہ جائز ہے، ممنوع نہیں اور اس میں آپ نے ان کی کتابوں سے بھی ثبوت فراہم کیا۔ اس فتوے میں آپ نے ان کتبوں ”قرآن کریم“، ”المقاصد الحسنۃ از امام سخاوی علیہ الرحمہ“، ”تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق از امام زیلعی علیہ الرحمہ“، ”تفسیر بیضاوی از امام بیضاوی علیہ الرحمہ“، ”در مختار از علامہ حصکفی علیہ الرحمہ“، ”رد المحتار علی در المختار از علامہ ابن عابدین شامی علیہ

الرحمہ“، ”الحدیقة الندیقة شرح الطریقة المحمدیة از علامہ عبد الغنی نابلسی علیہ الرحمہ“، ”نہایة الزین“، اور ”تذکرۃ الرشید از مولوی رشید احمد گنگوہی“ کے تقریباً بیس نصوص سے استدلال فرماتے ہوئے تحقیقی فتویٰ صادر فرمایا۔

(فتاویٰ تاج الشریعہ ج: ۱، ص: ۱۷۱، باب عقائد متعلقہ اولیائے کرام)

حق کی اتباع، خوف خدا اور بے نیازی

فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ مفتی حکم شرع بیان کرنے میں حق کی اتباع کرے اور کسی ملامت اور مخالفت سے نہ گھبرائے بلکہ ہمیشہ خوف خدا دل میں رکھے اور خواہشات طبع کو یکسر دل میں جگہ نہ دے۔ علامہ شامی علیہ الرحمہ شرح عقود میں فرماتے ہیں:

ولا یتکلم فیہا جزافاً بجاہلہ لمنصبہ و حرمتہ ولیخش اللہ تبارک و تعالیٰ و یراقبہ فانہ أمر عظیم لایتجاسر علیہ الا جاہل شقی ترجمہ: اور مفتی اپنے منصب کی عزت و حرمت (بچانے کی خاطر) اندازے سے حکم شرع بیان نہ کرے اور اس کا خیال رکھے کہ وہ عظیم کام ہے اس پر کئی جاہل بد بخت ہی جسارت کر سکتا ہے۔ (شرح عقود رسم المفتی، ص: ۱۶۳، ۱۶۴، دار النور للتحقیق و التصنیف)

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے ایک زمانے تک ایک عادل، ثقہ، معتمد، معتبر اور ماہر مفتی کی حیثیت سے افقا کی ذمہ داری نبھائی، کبھی بھی آپ نے حکم شرع بیان کرنے میں کسی کی مخالفت و ملامت کی پرواہ نہیں کی خواہ وہ نجدی حکومت ہو یا حکومت وقت ہو یا کوئی تنظیم یا جماعت یا بااثر شخص ہو بلکہ دیکھا تو یہاں تک گیا کہ اگر خاندان کے افراد کی جانب سے شریعت کی نافرمانی ہوتی تو بروقت تنبیہ فرماتے اور اس میں کسی جانب داری کا پاس و لحاظ نہیں فرماتے، آپ کو اپنے حق گوئی و بے باکی کی وجہ سے مخالفت کا سامنا کرنا پڑا، آپ نے اس کی بالکل پرواہ نہیں کی، چاہے آپ کو مخالفین جس نام سے یاد کریں، کیوں کر

کرتے؟ فیضان سرکار اعلیٰ حضرت کی شکل میں توفیق الہی و تائید ایزدی آپ کی رفیق و ہمد رہی۔ آئیے اپنی حقیقت آشنا نگاہوں سے اس کے کچھ نمونے ملاحظہ فرمائیں۔

مثال (۱): سلسلہ قدیری کے ایک پیر پہلی بھیت میں رہتے تھے اور ان کے مریدین انھیں ”اللہ میاں“ کہتے تھے۔ اس بابت آپ سے استفتا ہوا کہ کسی کو ”اللہ میاں“ کہنا کیسا ہے؟ آپ نے دلائل کی روشنی میں حکم شرع واضح فرما دیا کہ ”اللہ“ ذات باری تعالیٰ کا علم خاص ہے، اس کا اطلاق کسی پر ہرگز جائز نہیں، آپ نے یہ نہیں دیکھا کہ یہ پیر صاحب ہیں، البتہ آپ نے ان کی ذاتیات سے لاعلمی اظہار فرمایا اور دلوں کو انداز میں حکم شرع بیان فرما دیا، آپ نے چار وجوہ سے اس کے اطلاق کو باطل فرمایا۔

اولاً: آپ فرماتے ہیں کہ کسی کو ”اللہ میاں“ کہنا حرام ہے، یہ لفظ شرعاً و عرفاً خدائے پاک کے لیے خاص ہے، ”اللہ“ ذات باری تعالیٰ کا علم خاص ہے جس میں اشتراک لفظی کا کہیں پتہ نہیں اور معنی تو معبود برحق ولا شریک لہ ہے اس کا ادنیٰ وہم و گمان کفر ہے۔

ثانیاً: آپ فرماتے ہیں کہ اس لفظ کا ذات باری تعالیٰ کے لیے مخصوص ہونا ضروریات دین میں ایسا اجلی ہے کہ عالم تو عالم، جاہل پر مخفی نہیں بلکہ کافر بھی جانتا ہے کہ یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے لیے بولا جاتا ہے اور جب ضروریات دین کی تصدیق کا نام ایمان اور کسی ضرورت دینی کا انکار کفر ٹھہرا تو کسی ضرورت دینی سے جہل بھی منافی ایمان ہے کہ ایمان کا مدار علم پر ہے۔ اسی لیے ہمارے علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخری نبی نہ جانے تو کافر ہے؛ اس لیے کہ یہاں ایک اہم ضرورت دینی سے جہل لازم آ رہا ہے۔

ثالثاً: آپ فرماتے ہیں کہ فقہائے کرام نے صراحۃً فرمایا کہ کسی بندے پر ”رحمن“ کا اطلاق کفر ہے، جب بندے کو ”رحمن“ کہنا بوجہ خصوصیت بذات خدا کفر ٹھہرا تو ”اللہ“ کہنا بدرجہ اولیٰ کفر ہوگا کہ اللہ علم ذات باری تعالیٰ ہے اور اس کی خصوصیت ذات باری تعالیٰ سے اظہار و اشہر ہے۔

رابعاً: آپ فرماتے ہیں کہ اس قول کے کفری ہونے کی ایک وجہ اور ظاہر تر یہ ہے کہ

کسی بندہ کو اللہ کہنا اس کے لیے ادعائے الوہیت کی صورتِ ظاہرہ واضحہ رکھتا ہے۔

نہایت آپ فرماتے ہیں کہ لفظ اللہ خاصہ ذات باری تعالیٰ اور اس کا اطلاق غیر پر حرام بلکہ کفر ہے، قائل پر توبہ اور احتیاطاً تجدید ایمان و نکاح ناگزیر یہ حکم اس کا ہے جو براہ نادانی و عدم علم کہہ دے، اور جو اسے جائز مان کر کہے وہ قطعاً کافر و ضروریات دین کا منکر ہے۔ اس فتویٰ پر مندرجہ ذیل اکابر مفتیان کرام کی تصدیقات ہیں:

تاج دار اہل سنت، شہزادہ اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ و مولانا مصطفیٰ رضا خاں، استاذ الفقہ مفتی عبدالرحیم بستوی، صدر العلماء علامہ تحسین رضا خان، مولانا سید اعجاز علی عارف رضوی، مفتی تقدس علی رضوی اور مفتی صالح القادری۔ (فتاویٰ تاج الشریعہ، ج: 1، ص: ۲۰۳ تا ۲۰۸ باب عقائد متعلقہ ذات باری تعالیٰ)

مثال (۲): اہل سنت و جماعت میں ایک مشہور و معروف اور بافیض بزرگ حضرت زندہ شاہ مدار علیہ الرحمہ گزرے ہیں اور ان کے تبعین مداری کہلاتے ہیں۔ یہ نہایت ہی غالی، بد زبان، جھگڑالو اور بداخلاق ہیں۔ یہ لوگ پرتپاک انداز میں ”مدار العالمین“ کا نعرہ لگاتے ہیں اور حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضرت مدار شاہ علیہ الرحمہ کو فضیلت دیتے ہیں، اس بابت آپ سے استفتا ہوا اور آپ نے صاف انداز میں حکم شرع بیان فرمایا۔

چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں: ”فی الواقع سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت علما و اولیا کے درمیان مسلم ہے اور ان کا ”قدحی هذه على رقبة كل ولي الله“ یعنی میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے فرمانا اور اولیائے کرام کا اسے اپنے مقامات پر دنیا میں اور برزخ میں قبروں میں لینا کتب معتمدہ مثلاً ہجۃ الاسرار، زبدۃ الآثار، قلند الجواہر و فتاویٰ حدیثیہ وغیرہا میں منقول و مشہور ہے۔ مدار یہ کا اس میں اختلاف محض نامعتبر ہے اور غوث پاک کی اہانت کا مرتکب ہونا سخت محرومی ہے۔ مدار العالمین کہنا مدار شاہ صاحب کو شرعاً جائز نہیں کہ سرکار ابد قرار علیہ الصلاۃ والسلام کا لقب اقدس رحمۃ للعالمین ہے تو مدار

جملہ عالم ہونا انھیں کا خاصہ ہے (فتاویٰ تاج الشریعہ، ج: ۱، ص: ۴۶۹، ۴۷۰ باب عقائد متعلقہ اولیا کے کرام)

حضرت مدار شاہ علیہ الرحمہ کی خلافت اور اس سلسلے میں بیعت ہونے کے بارے میں بھی استفتا ہوا تو آپ نے بحوالہ ”سبع سنابل“ ارشاد فرمایا کہ شاہ مدار علیہ الرحمہ کا سلسلہ منقطع ہے؛ اس لیے اس سلسلے میں بیعت ہونا جائز نہیں، کیوں کہ بیعت کے جملہ شرائط میں سے اتصال سلسلہ بھی ہے اور یہ یہاں مفقود ہے۔ ان فتاوے کی وجہ سے مدار یوں نے آپ کی ذات پر ریک حملے بھی کیے اور اس کو غلط رخ دینے کی ناپاک کوششیں بھی کیں مگر آپ اپنے فیصلے پر اٹل رہے اور حکم شرع بیان کرنے میں کسی کی مخالفت کی پروہ نہیں کی۔

ماہر مفتی کی صحبت

علم فتویٰ صرف پڑھنے سے نہیں آتا ہے بلکہ مفتی کے لیے ضروری ہے کہ مفتیان کامل سے علم حاصل کیا ہو، ایک زمانے تک ان کی بانیض صحبت میں رہ کر فتویٰ نویسی سیکھا ہو، اور جب اس کی خطا کی نسبت اس کے تحریر کردہ فتاوے زیادہ صحیح ہوں۔ علامہ شامی علیہ الرحمہ فتاویٰ ابن حجر سے نقل فرماتے ہیں: ”سئل فی شخص یقرأ ویطالع فی الکتب الفقہیۃ بنفسہ ولم یکن لہ شیخ ویفتی ویعتمد علی مطالعۃ فی الکتب، فهل یجوز لہ ذلک أم لا؟ فأجاب بقولہ: لا یجوز لہ الا فتاء بوجہ من الوجوہ؛ لانہ عامی جاہل لا یدری ما یقول بل الذی يأخذ العلم عن المشائخ المعتبرین“ (شرح عقود رسم المفتی، ص: ۸۷)

ترجمہ: ایک شخص کے متعلق سوال ہوا کہ خود سے کتب فقہیہ کا مطالعہ کرتا ہے، اس نے کسی شیخ سے علم فقہ حاصل نہیں کیا، فتویٰ دیتا ہے اور اپنے مطالعہ کتب پر اعتماد کرتا ہے، کیا اس کے لیے فتویٰ دینا جائز ہے یا نہیں؟ علامہ ابن حجر ہیتمی جواب دیتے ہیں: اسے کسی طرح فتویٰ دینا جائز نہیں؛ اس لیے کہ وہ عامی جاہل ہے، وہ نہیں جانتا ہے جو کہتا ہے، ہاں (اس

کے لیے افتا جائز ہے) جو معتمد مفتیان کرام سے اکتساب علم کا شرف رکھتا ہو۔

امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: ”اور علم الفتوی پڑھنے سے نہیں آتا جب تک مدتہا کسی طبیب حاذق کا مطب نہ کیا ہو، مفتیان کامل کے بعض صحبت یافتہ کے ظاہری درس و تدریس میں پورے نہ تھے مگر خدمت علمائے کرام میں اکثر حاضر رہتے اور تحقیق مسائل کا شغل ان کا وظیفہ تھا فقیر نے دیکھا ہے کہ وہ مسائل میں آج کل کے صد ہا فارغ التحصیلوں بلکہ مدرسوں بلکہ نام کے مفتیوں سے بدرجہا زائد تھے۔“ (فتاویٰ رضویہ مترجم، ج: ۲۳، ص: ۶۳۹)

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ جب جامعہ ازہر مصر سے لوٹ کر آئے تو درس و تدریس کے ساتھ افتا نویسی کا بھی آغاز فرمایا۔ آپ نے مدینہ منورہ سے آئے ہوئے ایک استفتا کا شاندار جواب تحریر فرمایا، آپ نے پہلے بحر العلوم مفتی افضل حسین مونگیری علیہ الرحمہ کو دیکھایا، حضرت نے تحسین فرمائی اور کہا اپنے نان جان کو دکھائیے۔ حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ نے دلائل و براہین سے مزین فتوے کو دیکھ کر اظہار مسرت فرمایا اور حوصلہ افزائی فرمائی۔

حضور تاج الشریعہ خود اپنی فتویٰ نویسی کی ابتدا اور اس کی مشق و ممارست کے تعلق سے فرماتے ہیں: ”میں بچپن سے ہی حضرت (مفتی اعظم ہند) سے داخل سلسلہ ہو گیا ہوں۔ جامعہ ازہر سے واپسی کے بعد میں نے اپنی دلچسپی کی بنا پر نستوی کا کام شروع کیا۔ شروع شروع میں مفتی افضل حسین صاحب علیہ الرحمہ اور دوسرے مفتیان کرام کی نگرانی میں یہ کام کرتا رہا۔ اور کبھی کبھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر فتویٰ دکھایا کرتا تھا، کچھ دنوں کے بعد اس کام میں میری دلچسپی زیادہ بڑھ گئی اور پھر میں مستقل حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے لگا، حضرت کی توجہ سے مختصر مدت میں اس کام میں وہ فیض حاصل ہوا کہ جو کسی کے پاس مدتوں بیٹھنے سے بھی نہ ہوتا۔“ (سوانح تاج الشریعہ بحوالہ حیات تاج الشریعہ، ص: ۳۲)

حضور تاج الشریعہ نے تقریباً پینتالیس سال فقہ و افتا کے میدان میں گراں قدر خدمت دی ہے، آپ حضور مفتی اعظم کے انتقال کے بعد سے مسلسل مرجع الفتاوی

رہے، آپ کے نوک قلم سے بے شمار علمی و تحقیقی فتاوے صادر ہوئے، ان میں سے کچھ طباعت سے آراستہ ہو چکے اور کچھ ابھی تشنہ طباعت ہیں۔ آپ کو یہ امتیازی شان حاصل رہا کہ آپ تینوں زبان اردو، عربی اور انگریزی زبان میں فتویٰ تحریر فرماتے تھے۔

عرف و عادت اور لوگوں سے واقفیت

اصولین مفتی کے لیے اس بات کی شرط لگاتے ہیں کہ عرف و عادت اور ان کے احوال سے گہری واقفیت رکھے کیوں کہ فقہائے کرام نے صد ہا ایسے مسائل اپنی کتابوں میں تحریر فرمائے جن کے احکام عرف و عادت کے بدلنے کی وجہ سے بدل گئے ہیں۔ لوگوں کے احوال سے واقفیت بھی مختلف ہوا کرتے ہیں جیسے بعض الفاظ بعض جگہ معانی قبیحہ رکھتے ہیں اور کہیں معانی صحیحہ رکھتے ہیں تو ایک مفتی کے لیے ضروری ہے کہ زمانے کے عرف و عادت سے کامل معرفت رکھے۔

علامہ شامی علیہ الرحمہ شرح عقود رسم المفتی میں لکھتے ہیں: ”لا بد له من معرفة عرف زمانه وأحوال اہله، ليس للمفتی ولا للقاضی ان یحکم علی ظاہر المذہب ویترک العرف“ (شرح عقود رسم المفتی، ص: ۲۲۲)

ترجمہ: مفتی کے لیے اپنے زمانے کے اور لوگوں کے احوال کی معرفت ضروری ہے، مفتی اور قاضی کے لیے یہ روا نہیں کہ ظاہر مذہب کے مطابق فیصلہ کرے اور عرف و عادت کو ترک کر دے۔ امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں: ”مفتی و حاکم پر دونوں پر لازم کہ جہاں کی نسبت حکم یا فتویٰ دیں، خاص وہاں کے رسم و رواج پر لحاظ کریں دوسرا رواج کیسا ہی عام ہو۔ وہاں کے اپنے رواج کا معارض نہیں ہو سکتا۔“ (فتاویٰ رضویہ، ج: ۱۸، ص: ۳۵۱)

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں ایک سوال آیا کہ ”قربان، فدا، نیچہ اور عاشق، معشوق، حاضر ناظر، لا ابالی، صاحب، میاں، لفظ شکایت، اور ہوس تھی دید کی، معراج کا بہانہ تھا، اور شوق ہے، اے خدا میں بھی اور میرے باپ بھی تیری لونڈی اور غلام ہیں“ کا اطلاق باری تعالیٰ کی شان میں درست ہیں یا نہیں۔

آپ جواب تحریر فرماتے ہیں: ”معاذ اللہ رب العلمین جلت عظمۃ وعزتہ کی شان رفیع میں قربان فدا نہ چھا اور جن الفاظ سے متبادر و عرف جاری ہیں بلکہ محض دلالت لفظ سے محبوب پر مر مٹ جانے، فنا ہو جانے کا اطلاق ہو جناب باری تعالیٰ میں حرام حرام اسد حرام بلکہ اپنے معانی ظاہرہ متبادرہ کی بنا پر کفر میں صریح اور اگر معاذ اللہ سامعین نے یہی معنی مراد لیا جو اس سے متبادر ہیں تو کفر متعین اور قائل و سامع دونوں پر تو بتجدید ایمان و تجدید نکاح بیوی والوں پر بہر کیف لازم، لا ابالی کا اطلاق سوء ادب و کفر ہے اور صاحب کا اطلاق نہ چاہیے یونہی میاں کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر بھی منع ہے اور اللہ تعالیٰ سے شکایت کرنا حرام ہے اور ہوس و بہانہ کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے لیے کفر کفر ہے جس سے توبہ و تجدید ایمان و تجدید نکاح لازم ہے اور اللہ تعالیٰ کے لونڈی و غلام کہنے میں حرج نہیں جبکہ بمعنی مملوک کہے اور بندہ اور کنیز کہنا بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم“

(فتاویٰ تاج الشریعہ ج ۱ ص ۱۷۰/۱۷۱ باب عقائد متعلقہ ذات و صفات باری تعالیٰ)

محترم قارئین کرام! جب مذکورۃ الصدر اصول کی روشنی میں فتاویٰ تاج الشریعہ کا مطالعہ کریں گے تو آپ حضرت کی ذہانت و ذکاوت، استحضار جزئیات پر عبور، فقہ و فقہانیت میں کامل مہارت، مختلف زبانوں خصوصاً اردو، عربی اور انگریزی زبان و ادب پر قدرت کاملہ اور عرف و عادت کی معرفت تامہ کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ اصول افتا کے جامع تھے۔ یوں تو رب تبارک و تعالیٰ آپ کو بہت سی خوبیوں سے نوازا مگر ان تمام خوبیوں میں تفقہ فی الدین اور فتاویٰ نگاری آپ کا امتیازی وصف ہے جو آپ کو رب قدیر کے خزانہ عامرہ سے خوب خوب عطا کیا گیا۔ ہم نے اصول افتا کی روشنی میں چند شواہد ہدیہ ناظرین کرنے سعی کی ہے، جس سے آپ کی فقہی بصیرت اور علم فتاویٰ میں گیرائی و گہرائی کا ماتھے کی نگاہوں سے مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ فیضان تاج الشریعہ سے مالا مال فرمائے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ آمین

بخاری شریف پر حواشی: ایک علمی جائزہ

از: محمد محفوظ عالم رضوی علمی (ملکتہ)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ، اما بعد
 شیخ العلماء زبدۃ العرفاء وارث علوم اعلیٰ حضرت جانشین حضور مفتی اعظم شہزادہ حضور
 مفسر اعظم شیخ الاسلام والمسلمین حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد اختر
 رضا خان قادری از ہری رحمۃ اللہ علیہ کی شہرہ آفاق شخصیت گونا گوں فضائل و کمال کی جامع
 تھی، اس دور قحط الرجال میں آپ علوم اعلیٰ حضرت کے امین صادق اور سچے وارث تھے
 جن کی علمی و روحانی تجلیات سے بڑے بڑے فصحاء و بلغاء اور افاضل دہر و امثال عصر خوشہ
 چینی اور اکتساب فیض کرتے نظر آتے تھے۔

کج کلاہان دہر! دیکھو ادھر
 جلوہ گاہ رضا یہی تو ہے

آپ جہاں علم و فضل کے ہر زاویے میں انفرادی شان کے ساتھ جلوہ گر نظر آتے
 ہیں متعدد علوم و فنون میں آپ کے کامل رسوخ اور تبحر کا ایک زمانہ معترف ہے اور آپ کے
 رشحات قلم جس پر برہان صادق ہیں زیر نظر مضمون میں صحیح البخاری پر آپ کے بیش قیمت
 تعلیقات اور گراں مایہ علمی افادات کا ایک سرسری جائزہ مقصود ہے اس حاشیہ کے مطالعہ
 سے واضح ہوتا ہے کہ علم حدیث و فن اسماء الرجال میں آپ اپنی نظیر آپ ہیں۔

تعلیقات زاہرہ

اس عالم رنگ و بو میں کتاب اللہ کے بعد سب سے معتبر اور مستند کتاب شیخ الحدیث

محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی صحیح البخاری ہے جس کا پورا نام الجامع الصحیح المسند من حدیث رسول اللہ و سننہ و ایامہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

علمائے حدیث نے مختلف زاویے سے بخاری شریف کو اپنی فکر و نظر کا محور بنایا ہے علوم حدیث میں تبحر رکھنے والے علماء نے اس کی شرحیں لکھیں کسی نے تلخیص و تجرید کا کام کیا کسی نے راویوں کو ضبط تحریر لانے کا کارنامہ انجام دیا کسی نے امام بخاری کی شرطوں پر دیگر احادیث کو ضبط تحریر میں لانے کی سعی محمود کی غرض علماء نے اپنی اپنی بساط اور ذوق کے مطابق اس پر کام کیا یوں ہی بے شمار محدثین نے اس پر حاشیہ قلمبند فرمایا ہیں ان ممتاز اور قدآور نفوس قدسیہ میں جانشین حضور مفتی اعظم حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کو انفرادی حیثیت حاصل ہے۔ ضعف و نقاہت، مصروفیت و علالت، ترویج مذہب و مسلک کی شانہ روز کو شش، قومی ملی الجھٹھے ہوئے مسئلوں کی گتھیوں کو سلجھانا، شرعی کونسل کی سرپرستی و نگرانی، احباب و مریدین، مجاہدین و معتقدین کی ہنگامہ آرائیوں کی مشغولیت، جامعۃ الرضا بریلی شریف و دیگر مدارس اور تنظیموں کی سرپرستی کے باوجود آپ کا یہ ایک شاہکار کارنامہ ہے کہ آپ نے مکمل فقیہانہ و محدثانہ شان کے ساتھ تعلیقات زاہرہ کو تحریر فرمایا راقم السطور مصروفیتوں کے ہجوم میں اس کو آپ کی کرامت تعقید کرتا ہے۔ سچ ہے

لیس علی اللہ بمستنکر ان یجمع العالم فی واحد

آپ نے اپنی تعلیقات میں محض احادیث مبارکہ کے مفاہیم و مطالب کے بیان پر اکتفاء نہیں فرمایا بلکہ اسماء الرجال، جرح و تعدیل، عقائد اہلسنت و فقیہی مذاہب پر بصیرت افروز قیمتی افادات رقم فرماتے ہیں علاوہ ازیں معمولات اہلسنت کو احادیث مبارکہ و اقوال صحابہ کی روشنی میں مبرہن فرمایا ہے، جملہ فرقہ باطلہ بالخصوص وہابیہ کے عقائد و ذیلہ کی پردہ دری کی ہے بعض مواقع پر بخاری شریف کے محشی علامہ احمد علی سہارنپوری کا علمی محاسبہ بھی فرمایا ہے مذکورہ دعوؤں کو ثابت کرنے کے لئے ذیل میں چند جھلکیاں نظر قارئین ہیں۔

حدیث انما الاعمال بالنیات کے تحت حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

کہ ”یہ حدیث دین کے ستر ابواب میں داخل ہے“ اس سے بعض طلبہ حدیث کو یہ وہم ہو سکتا تھا کہ یہاں تعداد معین عدد کے طور پر ہو یعنی مذکور حدیث دائرہ کار ستر ابواب ہی میں منحصر ہے حالانکہ نفس الامر اس کے خلاف ہے اس کی وضاحت فرماتے ہوئے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں قال الامام الشافعی ان هذا الحديث يدخل في سبعين بابا من الدين يريد الامام المذكور بهذا ان لهذا الحديث مدخلا عظيما في الدين وليس يريد ان الحديث انما يدخل في سبعين بابا فقط، بل مقصوده المبالغة و افادة كثيرة نفوذ الحديث و الافان الحديث يدخل في اكثر من سبعين بابا لان العبادات و المعاملات و العادات اقسامها لا تعدو و لا تحصى (تعلیقات زاہرہ ص ۶۳)

یعنی حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ اس حدیث کو دین میں بڑی اہمیت حاصل ہے اور اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ حدیث مبارک محض ستر ابواب ہی میں دخل ہے بلکہ تعداد سے مقصود مبالغہ اور کثرت فوائد ہے ورنہ تو حدیث مبارک کا دخل ستر ابواب سے زائد میں ہے کیونکہ عبادات، معاملات، عادات اور ان کے اقسام لا تعداد ہے جن کو شمار نہیں کیا جاسکتا ہے۔

”عقائد و ہابیہ کی بخیہ دری“

وہابیہ اپنے کفریہ عقائد پر ملح سازی کرنے کے لئے معمولات اہلسنت پر شرک و بدعت کا فتویٰ جڑتے ہیں اور جملہ بدعات کو بدعت سیئہ گردانتے ہیں۔ حضور تاج الشریعہ ان کے ہنوات باطلہ و ہذیانات عاطلہ کو تار عنکبوت کی مانند بکھیرتے ہوئے حدیث انما الاعمال بالنیات کے تحت ارشاد فرماتے ہیں لم ينقل عن النبي صلى الله تعالى عليه و سلم و لا عن الصحابة الكرام التللف بالنية غير ان اكثر الصلحاء قالوا باستحبابه لجمع العزيمة كما تقدم فالتلفظ بالنية بدعة حسنة من هنا علم انه لا تنحصر البدعة في السيئة بل تكون البدعة حسنة ايضا، فزعم الوهابية ان كل بدعة

سیئۃ لا دلیل علیہ و هو عدوان علی المسلمین عظیم (تعلیقات زاہرہ ص ۶۲)
 حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے زبان سے نیت کرنا
 منقول نہیں ہے اس کے باوجود اکثر صالحین فرماتے ہیں کہ الفاظ نیت کا زبان سے جاری کرنا مستحب
 ہے اس سے معلوم ہوا کہ زبان سے نیت کرنا بدعت حسنہ ہے، نیز یہ واضح ہوا کہ بدعت صرف سیئہ ہی
 نہیں ہوتی بلکہ حسنہ بھی ہوتی ہے لہذا وہابیہ کا یہ گمان کرنا کہ ہر بدعت سیئہ ہوتی ہے یہ ایسا گمان ہے
 جس پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں اور ان کا ہر بدعت کو سیئہ قرار دینا مسلمانوں پر ظلم عظیم ہے۔

وہابیوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو دوست، مددگار، حاجت روا، مشکل کشا اور دافع
 البلاء کہنا شرک ہے خواہ ذاتی طور پر کہا جائے یا اللہ کی عطا سے بہر صورت شرک ہے اور وہ
 قرآن کریم کی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں و ما لکم من دون اللہ من ولی و
 لا نصیر (العنکبوت ۲۲) اور اللہ تعالیٰ کے مقابل نہ تمہارا کوئی دوست ہے اور نہ مددگار۔

اٹلی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے

دے آدمی کو موت پر یہ بداداد نہ دے

حالانکہ قرآن کریم ہی میں ہے انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین
 آمنوا (المائدہ ۵۵) تمہارا ولی تو اللہ ہے اور اس کا رسول ہے اور مومنین صالحین
 ہیں۔ و اجعل لنا من لدنک ولیا و اجعل لنا من لدنک نصیرا (النساء ۷۵)
 اے اللہ اپنی طرف سے ہمارے لئے ولی بنا اور اپنی طرف سے ہمارے لئے مددگار
 بنا۔ و تعاونوا علی البر و التقویٰ و لا تعاونوا علی الاثم و العدوان
 (المائدہ ۲) اور تم نیکی اور پرہیزگاری میں باہم ایک دوسرے کی مدد کرتے رہو اور گناہ
 اور ظلم میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔

خود بدلتے نہیں ستر آں کو بدل دیتے ہیں

ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے تو فسیق

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خاں قدس سرہ اہل سنت کے موقف کو یوں بیان فرماتے ہیں۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی
لا اورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بُٹی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ اسی کی ترجمانی فرماتے ہوئے اپنے تعلیقات میں باب التماس الوضوء اذا حانت الصلوة کے تحت فرماتے ہیں فیہ ان الصحابة كانوا يلجئون اليه صلى الله عليه وسلم في كل ما يهملهم يفتزعون اليه في شدا ئدهم يتوسلون به الى الله تعالى في دفع البلاء عنهم وكانوا يجدون ببركته مطلوبهم وكان صلى الله عليه وسلم يعينهم ويقضى حوائجهم وجرى على اولياء الله تعالى في شدا ئدهم ويغاثون ويكشف الضر عنهم ببركتهم وليس هذا من الشرك الذي تتهم به الوهابية المسلمين، بل هو من باب التوسل المجمع عليه المتوارث من زمنه عليه الصلوة والسلام الى هذا الزمان وما تزعم الوهابية من الشرك وترمى به الامة المرحومة لا يخلو منه احد كما هو ظاهر حتى الوهابية تورطوا في نفس ما ذموا به الامة باجمعها (تعلیقات زاہرہ ص ۷۰)

ان کا قول فاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوضوء میں اس بات کی دلیل ہے کہ جب بھی صحابہ کرام مصائب و آلام سے دوچار ہوتے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب مراجعت فرماتے اور دفع بلاء کے لئے آپ سے توسل کرتے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے انہیں ان کا مطلوب حاصل ہو جاتا حضور اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم ان کی مدد فرماتے اور ان کی ضروریات پوری فرماتے۔ صحابہ کرام کے زمانہ کے بعد سے لے کر آج تک مسلمانوں کا یہی عمل رہا ہے۔ مسلمان آج بھی اللہ کے ولیوں کی بارگاہ میں اپنی پریشانیوں کو لے کر حاضر ہوتے ہیں اور ان سے استعانت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے نیک اور برگزیدہ بندوں کی برکت سے ان کی پریشانیوں کو دور فرما دیتا ہے اور یہ شرک نہیں ہے جیسا کہ وہابیہ مسلمانوں پر تہمت باندھتے ہیں بلکہ یہ باب تو سل سے ہے جس پر عہد رسالت سے لے کر عہد حاضر کے مسلمانوں کا اجماع ہے اور رہا وہابیوں کا امت مسلمہ کو مشرک گردانا تو اس طرح احاطہ شرک سے کوئی بھی خارج نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ وہابیہ بھی اس حکم شرک سے امان نہیں پاسکتے۔

وہابیہ مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض و حسد کے بناء پر ایسے مرض میں مبتلا ہیں کہ سوائے موت کے اس مرض کا کوئی علاج نہیں۔ حضرت شیخ سعدی شیرازی فرماتے ہیں ے

بمیر تا برہی اے حسود کیں رنجیست

کہ از مشقت او جز بمرگ نتواں رست

اے حاسد مر جا تا کہ تو اس مصیبت سے آزاد ہو سکے کہ اس مصیبت سے سوائے موت کے کوئی چھٹکارہ نہیں۔

اس مذہب غیر مہذب کا بنیادی مقصد معمولات اہلسنت پر بیجا اعتراض کر کے ملی و مذہبی شیرازہ بندی کو تار تار کرنا ہے مگر ان کے سارے ہفتوات پر حسن بن ہانی کا یہ شعر کافی ہے۔

یا ناطح الجبل العالی لتکلمہ

اشفق علی الراس لا تشفق علی الجبل

اے پہاڑ سے سر ٹکرانے والے تا کہ پہاڑ کو پھوڑ دے اپنا سر پھٹ جانے سے ڈر پہاڑ کی فکر نہ کر ان کے نزدیک عبدالنبی اور عبدالرسول نام رکھنا شرک ہے۔ حضور تاج الشریعہ ان کے عقائد ضالہ اور افکار فاسدہ کے تانے بانے بکھیرتے ہوئے ان کا ردِ تبلیغ بھی فرماتے ہیں

اور اس تحریر میں محدث سہارنپوری کا علمی اور فکری محاسبہ بھی ہے۔ چنانچہ محدث سہارنپوری باب کراہیۃ التطاول علی الرقیق و قوله عبدی و امتی پر طویل حاشیہ نگاری کے بعد آخری میں لکھتے ہیں فعلى هذا لا ينبغي التسمية بنحو عبد الرسول و عبد النبى و نحو ذلك مما يضاف العبد فيه الى غير الله تعالى (بخاری شریف جلد اول ص ۳۶۶ حاشیہ ۹)

یہاں پر محشی سہارنپوری صاحب نے اس موقف کو اختیار فرمایا کہ عبد الرسول اور عبد النبی نام رکھنا مناسب نہیں ہے اور اسی طرح ہر وہ نام رکھنا جس میں لفظ عبد کی اضافت غیر اللہ کی طرف ہو غیر مناسب ہے۔

حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ ان کا فکری تعاقب فرماتے ہوئے رقمطراز ہے افصح المحشى عن توهبه هنا حيث منع التسمية بعبد الرسول و عبد النبى وكان من الواجب على ان يجيب عن الآيات و الاحاديث التى ورد فيها اضافة العبد الى غير الله سبحانه وتعالى (تعلیقات زاہرہ ص ۱۰۷)

یعنی محشی کا یہ بیان و ہایت سے متاثر معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ انہوں نے عبد الرسول اور عبد النبی نام رکھنے سے منع کیا جب کہ ان پر تو آیات و احادیث کی توجیہ و تاویل کرتے ہوئے جواب دینا واجب تھا جس میں عبد کی اضافت غیر اللہ کی طرف کی گئی ہے۔ یہ چند کوزے تعلیقات زاہرہ کے بحر خار سے میں نے قارئین کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے جس سے آپ کی فقہی بصیرت اور محدثانہ صلاحیت ابھر کر سامنے آتی ہے اللہ رب العزت میرے مرشد برحق کی تربت اقدس پر ابر رحمت کا نزول فرمائے۔

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے

حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

فتاویٰ تاج الشریعہ میں حزم و احتیاط کے پہلو

مفتی اعجاز احمد مصباحی راج محلہ

خادم التدریس والاقتادار العلوم مجاہد ملت
دھام نگر شریف، بھدرک، اڑیسہ

وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین مفتی اعظم ہند حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں قادری ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان، اہل سنت و جماعت کے ممتاز عالم دین، جلیل القدر محدث، بلند پایہ محقق، ماہر مدرس، تدبر آشنافقیہ اور دقیقہ رس مفتی تھے۔ تقریباً چالیس علوم و فنون پر آپ کو ملکہ حاصل تھا۔ ایک بالغ نظر فقیہ و مفتی کے لیے جن علوم کی ضرورت ہوتی ہے وہ سارے علوم آپ کو حاصل تھے۔ عصر حاضر میں آپ کی ذات فقہ و افتاء کے حوالے سے سند کا درجہ رکھتی تھی اور ملک و بیرون ملک آپ کے فتاویٰ اعتماد و استناد کی نگاہوں سے دیکھے جاتے ہیں۔

ایک مفتی کے لیے جہاں اصول و قواعد سے آگاہی، اجتہادات فقہا سے واقفیت، مصداق شرعیہ پر کامل دسترس، احوال زمانہ سے باخبری، فقہ کے متون و شروح اور فتاویٰ کے جزئیات پر استحضار ضروری ہے۔ وہیں یہ بھی لازم ہے کہ خوف خدا اور عشق رسول سے اس کا سینہ آراستہ ہو، خلوص و للہیت اور امانت و دیانت کا خوگر ہو۔ ان صفات کو مدنظر رکھتے ہوئے جب ہم تاج الشریعہ کے فتاویٰ کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ آپ کے فتاویٰ ان تمام صفات اور خوبیوں کے جامع ہیں۔

مستند فتاویٰ کے لیے جن خصوصیات کا ہونا ضروری ہے وہ ساری خصوصیات ”فتاویٰ تاج الشریعہ“ میں موجود ہیں۔ مدارج احکام کی رعایت بھی ہے، احوال زمانہ کا لحاظ بھی ہے، احتیاطی پہلو کا پاس بھی ہے، عزیمت و دیانت پر عمل کی تاکید بھی ہے، جائز متبادل کی نشان دہی بھی ہے، احکام شرعیہ کی حکمت و مصلحت کا بیان بھی ہے، لغزش و خطا پر تنبیہات بھی ہیں مختلف اقوال و احکام میں تطبیق و ترجیح کی جلوہ افشانی بھی ہے۔

راقم الحروف کے مقالے کا عنوان ”فتاویٰ تاج الشریعہ میں حزم و احتیاط کے پہلو“ ہے اس لیے دیگر خصوصیات سے قطع نظر صرف اسی پہلو پر روشنی ڈالی جائے گی۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ میدان فقہ و افتا میں تاج الشریعہ کا قلم بڑا محتاط رہا، کافی غور و فکر اور تحقیق و تنقیح کے بعد ہی کوئی فیصلہ صادر فرماتے، اس پر درجنوں شہادتیں پیش کی جاسکتی ہیں مگر ہمارا مقصود احاطہ و استیعاب نہیں اور نہ ہی مقالے کے محدود صفحات اس کی اجازت دیتے ہیں۔ اس لیے سر دست صرف تین شواہد پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔ انہیں پڑھیے اور تاج الشریعہ کی شان حزم و احتیاط کی داد دیجئے۔

(۱) کفر کا معاملہ بہت نازک ہے اور اسی لیے کسی پر حکم کفر لگانے میں سخت احتیاط کی ضرورت ہے۔ چنانچہ اصول افتا میں یہ امر ایک قاعدے کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے کہ کوئی قول بظاہر کفریہ ہو مگر اس کی کوئی صحیح توجیہ و تاویل ہو سکتی ہو تو اگرچہ وہ تاویل بعید ہی کیوں نہ ہو، قائل کی تکفیر میں توقف کیا جائے گا۔ اسی طرح کوئی ایسی بات کہی گئی جو بعض اصحاب فقہ و افتا کے نزدیک کفر ہے اور بعض کے نزدیک کفر نہیں، جب بھی قائل کی تکفیر سے اجتناب کیا جائے گا۔ جیسا کہ علامہ شامی لکھتے ہیں: ”والذی تحرر انہ لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ اختلاف و لورواۃ ضعیفہ“ (شرح عقود رسم المفتی ص: ۸۳)

لیکن افسوس کہ عصر حاضر میں بعض لوگوں کی بے اعتدالی اور شدت پسندی کی وجہ

سے تکفیر نے ایک فتنے کی صورت اختیار کر لی ہے۔ مگر تاج الشریعہ کا قلم حق رقم اس بارے میں حد درجہ محتاط ہے۔ چناں چہ

(۱) ایک امام صاحب نے ایک شخص کی نماز جنازہ پڑھائی اور ایک مہینہ بعد کسی مفتی صاحب نے بغیر ثبوت شرعی میت کو کافر قرار دیتے ہوئے امام صاحب پر یہ جبروتی حکم نافذ کیا کہ امام صاحب نے کافر کی نماز جنازہ پڑھائی ہے۔ اس لیے امام صاحب توبہ کریں اور صرف اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ اپنی حیثیت عرفی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے بالجبر امام صاحب سے توبہ بھی کرائی اور جا بجا اس کا پرچار کرایا۔

تو امام صاحب نے پوری صورت حال قلمبند کر کے ایک استفتاء تاج الشریعہ کی بارگاہ میں بھیجا اور جواب کے طالب ہوئے۔ اس سوال کے جواب میں ایک دیدہ و رفیقہ نے جو قیمتی افادات تحریر فرمائے۔ انہیں پڑھئے اور موصوف کے حزم و احتیاط کی درخشاں کرنیں اپنے ماتھے کی آنکھوں سے ملاحظہ کیجئے۔

آپ فرماتے ہیں: ”اس مسئلہ کا جواب مرکزی دارالافتا سے پہلے ہی چاچکا اور وہ یہ کہ صورت مسئلہ میں سائل پر کوئی الزام نہیں اسے توبہ کا حکم دینا صحیح نہ تھا کہ جب وہ ناواقف تھا تو اسے نماز جنازہ پڑھنا حرام نہ تھا بلکہ اگر اس جگہ پر وہی صالح وقت بل امامت تھا تو امامت کے لیے وہی متعین تھا لہذا اسے امامت کرنا واجب تھا تو یہ کہنا کہ بہر حال نماز جنازہ پڑھنا حرام تھا، یہ غلط اور محض جرنیلی حکم ہے۔ مفتی مذکور فی السوال پر لازم تھا کہ مدعیان کفر سے متوفی کے کفر پر پیدہ شرعیہ طلب فرماتے پھر شرکائے نماز جنازہ پر حکم شرعی نافذ کرتے۔

پھر یہ امر بھی غور طلب ہے کہ مدعیان کفر متوفی ایک ماہ تک کس لیے خاموش رہے اگر اس کی کوئی وجہ شرعی نہ تھی تو حکم کفر شرکائے نماز جنازہ پر ہی نہیں بلکہ مدعیان پر بھی متعدی ہوگا کہ الرضا بالکفر کفر، کفر سے رضا خود کفر ہے۔ کیا مفتی صاحب نے ان

مدعیان کو بھی کوئی حکم شرعی بعد تحقیق حال دیا سوال ہذا اور پچھلے سوال میں اس کا کوئی ذکر نہیں، پھر یہ حکم کہ آپ حرام سے توبہ کیجیے، پھر سائل کی وہ توبہ جو بقول سائل محض دفع نزاع کے لیے تھی نہ کہ ثبوت جرم کے بعد اسے متوفی کی علت و وجہ تکفیر بتانا بہت عجیب ہے۔

بالجملہ بے ثبوت شرعی کافر کہنا اور اس کی تشہیر کرنا شرعاً سخت ناروا ہے اور یہاں سوال سائل سے آشکار ہے کہ مفتی مذکور نے انہیں صرف حرام سے توبہ کرنے کو کہا تھا تو یہ تشہیر و پرچار ان کے نادان ہوا خواہوں کا کام ہے، بہر حال وہ لوگ سخت ملزم ہیں ان پر توبہ لازم ہے اور تجدید ایمان وغیرہ بھی کریں اور مفتی صاحب پر لازم ہے کہ ان لوگوں کو ایسے پرچار سے باز رکھیں۔“ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ تاج الشریعہ، جلد ثانی، ص: ۵۰ و ۵۱)

(۲) ایک صاحب نے آیت کریمہ ”ان اللہ و ملائکة یصلون علی النبی“ پڑھتے ہوئے ”یُصَلُّونَ“ کے بجائے ”یَصْلُونَ“ پڑھ دیا۔ تالیٰ قرآن کو جیسے ہی اپنی غلطی کا احساس ہوا فوراً اس نے توبہ و رجوع کر لیا۔ اس کے باوجود ایک مولانا صاحب نے ”اپنی علمی قابلیت“ کا جوہر دکھاتے ہوئے قاری قرآن پر کفر کا فتویٰ لگا دیا (شاید انہوں نے اسے تحریف قرآن سمجھا) اور توبہ بھی کرائی۔ اس سلسلے میں شرعی حکم معلوم کرنے کے لیے تاج الشریعہ کی بارگاہ میں رجوع کیا گیا، موصوف نے انتہائی جامعیت اور اختصار کے ساتھ حکم شرع کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”بر تقدیر صدق سوال تالیٰ نے آیت کریمہ اگر سہوً یا ازراہ جہالت عن غلط پڑھی ہو قصداً غلط نہ پڑھی ہو تو اس پر حکم کفر نہیں۔ بلکہ صرف توبہ و رجوع کافی ہے۔ جبکہ ازراہ جہالت و ناواقفی غلطی ہوئی ہو اور وہ توبہ کر چکا تو اس پر الزام دینا مطلقاً صحیح نہیں بلکہ تحریف قصداً ثابت ہونے پر منحصر اور وہ یہاں منشی تو حکم کفر نہیں۔ جس نے حکم کفر دیا، غلط کیا۔ اس پر توبہ و رجوع لازم ہے۔“ وھو تعالیٰ اعلم (فتاویٰ تاج الشریعہ، جلد اول، ص: ۳۹۴)

(۳) نعت کا ایک شعر ہے:

حَبَان وَاِیْمَان وَاِصْل اِیْمَانِمْ

سجدہ سوئے تو یا رسول اللہ ﷺ

ایک صاحب نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہا: ”یہ کھلم کھلا شرک ہے، اگر تو بے کیے بغیر قائل کا وصال ہوا ہے تو اللہ بہتر جانے کہ بخشش ہو یا نہ ہو“۔ شعر مذکور، اس کے قائل اور اس پر اعتراض کرنے والے کے بارے میں حکم شرع دریافت کرنے کے لیے ایک استفتا تاج الشریعہ کی بارگاہ میں روانہ کیا گیا۔ تاج الشریعہ نے جو تحقیقی اور مدلل جواب رقم فرمایا اسے پڑھیے اور موصوف کے محتاط قلم کی خوشبوؤں سے اپنے مشام جاں کو معطر کیجیے۔

”شعر مذکور میں سجدہ حقیقی ہر گز مراد نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے۔ غیر خدا کے لیے سجدہ بہ نیت عبادت کفر و شرک ہے اور بہ نیت تعظیم ہماری شرع میں حرام ہے۔ اس کا مرتکب کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوگا مگر شرک نہ ہوگا۔ شخص مذکور نے اپنی جہالت سے یا تو سجدہ کو سجدہ عبادت سمجھ لیا اور مولانا علیہ الرحمہ پر حکم شرک جڑ دیا یا سجدہ تعظیم ہی کو بہ تقلید و ہابیہ شرک جانا اور سجدہ سے مجرد تعظیم مراد ہونا اس کے خیال میں نہ آیا حالانکہ عرف میں سجدہ سے کبھی مجرد تعظیم بھی مراد ہوتی ہے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی تفسیر عزیزی میں ایک گروہ اولیا کے متعلق فرماتے ہیں:

”مبسود خلأ نق گشتہ اند“ ملخصاً

(تفسیر عزیزی پارہ عم، سورۃ الم نشرح، ص

۳۲۲، مطبع مسلم بک ڈپولال کنواں دہلی)

اب کیا شاہ صاحب کو بھی مشرک کہا جائے گا؟ نہیں اور یہی وجہ ہر شخص موافق و مخالف بیان کرے گا کہ یہاں مجازی معنی مراد ہیں۔ اور جب یہاں شاہ صاحب کی عبارت میں مجازی معنی مراد ہوئے تو اس شعر میں حقیقت مراد ہونے کا علم کیسے ہو گیا مگر

ہے یہ کہ وہابیہ بڑی ہٹ دھرم قوم ہے۔ جو بات دوسروں کے لیے شرک وہی بات اپنوں کے لیے عین ایمان ہو جاتی ہے۔ پھر بالفرض اگر حقیقی معنی ہی مراد تو محض اتنی بات پر حکم شرک کیسے دے دیا؟

ہنوز سجدہ حقیقی میں دو قسموں کا احتمال ہے، تعظیمی اور تعبدی۔ پہلا حرام ہے، دوسرا شرک ہے۔ اسے پھلانگ کر یہ دوسرا ہی کیوں پکڑا۔ مگر یہ کہ وہابیہ کو شرک گری کی ہوس ہے۔ کہاں ان مقہورین کے یہ بڑے بول اور کہاں ہمارے علمائے اہل سنت کا یہ بلند پایہ احتیاط کہ فرماتے ہیں:

”لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ او فعلہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ خلاف“۔

یعنی مسلمان کے قول و فعل کو محمل حسن پر رکھنا جب تک ممکن ہو یا اس کے کفر میں خلاف ہو اس کے کفر کا فتویٰ نہ دیا جائے گا۔

(الدر المختار، ج ۶، ص ۳۶۷، باب المرتد، مطبع دار الکتب العلمیہ، بیروت)

پھر شرک کا وہ جرنیلی حکم اور اس پر یہ کہنا کہ ”اگر بغیر توبہ کے وصال ہو تو اللہ تعالیٰ بہتر جانے کہ بخشش ہو یا نہ ہو“ طرفہ عجب ہے۔ گویا کھلا مشرک جس کا خاتمہ شرک پر ہو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت ہے، چاہے بخشے چاہے عذاب دے۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ... (الایۃ)

اللہ شرک کو معاف نہ فرمائے گا۔

یہ کہنا آیت کریمہ اور عقیدہ ضروریہ دینیہ کا انکار ہے جو کفر ہے اور اس قول سے اس پر توبہ و تجدید ایمان لازم ہے اور بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی لازم ہے اور تجدید بیعت بھی اس کو چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ تاج الشریعہ، جلد اول، ص: ۲۲۳ تا ۲۲۵)

مذکورہ بالا اقتباسات سے جہاں تاج الشریعہ کی شان حزم و احتیاط اجاگر ہوتی ہے

وہیں اس الزام کی قلعی بھی کھل جاتی ہے جو کئی دہائیوں سے مسلسل علمائے اہل سنت و جماعت پر عائد کیا جا رہا ہے کہ مجدد اعظم امام علم و فن اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان اور ان کے متبعین کا قلم تکفیر مسلم (اہل قبلہ) کے باب میں بہت بے باک اور انتہائی غیر محتاط واقع ہوا ہے۔ معترضین و معاندین کے اندر اگر انصاف و دیانت کی کوئی رمق باقی ہے تو تاج الشریعہ کے مذکورہ بالا شبہ پاروں کو بغور پڑھیں اور اپنے خود ساختہ اور اختراعی الزام پر نظر ثانی کریں ہاں یہ ضرور ہے کہ جن بد نصیب دشمنان دین نے تاج دار کون و مکاں، محسن انسانیت ﷺ کی شان میں شدید گستاخیاں اور زبان درازیاں کیں، امام اہل سنت اور ان کے پیروکار علما نے ان کی تکفیر کی اور یہی ایک مومن کا شیوہ حیات اور اپنے آقا سے پر خلوص محبت کا واضح ثبوت ہے۔



تین طلاق کا شرعی حکم: ایک تحقیقی جائزہ

حضرت مولانا محمد اصغر علی قادری صاحب

دارالعلوم مجاہد ملت (دھام نگر شریف بھدرک)

تین طلاق کا شرعی حکم یہ کتاب اس عظیم عبقری شخصیت کی ہے جس کے علم کی دھمک عرب و عجم میں ہے اور جس کی مقبولیت کا عالم یہ ہے کہ ”کان جدھر لگائیے تیری ہی داستان ہے“ جسے زمانہ وارث علوم اعلیٰ حضرت، رہبر شریعت، مرجع الفتاویٰ، منبع العلم حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری نور اللہ مرقدہ معروف بہ حضور تاج الشریعہ کے نام سے جانتا اور پہچانتا ہے۔ یہ کوئی مستقل کتاب نہیں ہے بلکہ حقیقت میں ہے ایک سوال کا جواب ہے لیکن جواب اتنا طویل اور مدلل ہے کہ الگ سے افادہ عام کی خاطر اس کو کتاب کی شکل میں شائع کیا گیا ہے، تین طلاق کا شرعی حکم کیا ہے؟ خواص تو جانتے ہیں لیکن عوام اس میں غلط فہمی کے شکار ہو جاتے ہیں حضور تاج الشریعہ نے بڑے سلیس انداز میں تین طلاق کا حکم عند الشرع کیا ہے اسے دلائل و براہین سے مزین کیا ہے۔

۱۴۱۰ھ / ۱۹۸۹ء میں پاکستان سے کسی غیر مقلد کا ایک کتابچہ اور اس کے ساتھ کچھ

سوالات بغرض جواب حضور تاج الشریعہ کی بارگاہ میں آئے۔ آپ نے فوری طور پر جواب قلم بند فرما دیا سوال کا ما حاصل یہ ہے کہ کیا بیک وقت تین طلاق دینے سے ایک ہی طلاق واقع ہوگی یا تین؟ کتابچہ میں غیر مقلد نے لکھا کہ ایک ہی واقع ہوگی اور اس پر چند

احادیث کو بطور استدلال نقل کیا حضور تاج الشریعہ نے مفصل و مدلل طور پر غیر مقلد کی بہتان طرازی، ذہنی اختراع اور متقدمین کی کتابوں سے کتر بیونت اور اس کی خبیانتوں سے پردہ چاک فرمایا اور آپ نے قرآن کریم، احادیث رسول، خلفائے راشدین ائمہ کرام اور علمائے سلف و خلف کے اقوال و اعمال سے یہ ثابت فرمایا کہ یکبارگی تین طلاق دینے کی صورت میں بیوی پر تین ہی طلاق واقع ہوں گی اور جن احادیث کو غیر مقلد نے بطور دلیل پیش کیا ہے حضور تاج الشریعہ نے ان ہی احادیث سے یہ ثابت کیا ہے کہ اس سے تو جماعت اہل سنت کے مسلک کی تائید ہوتی ہے نہ کہ غیر مقلد کے مذہب کی اور آپ کی قوت استدلال اور طرز بیان کو دیکھ کر سیدی سرکار اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت حضرت علامہ شاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے جس طرح سے سرکار اعلیٰ حضرت خداداد علم و فضل سے جب کسی کے استدلال پر ایراد قائم فرماتے تو اولاً، ثانیاً، ثالثاً کئی اعتراضات قائم فرما دیتے ٹھیک اسی طرح حضور تاج الشریعہ نے اس کتاب میں غیر مقلد کے استدلال پر کئی طرح سے ایراد قائم فرمایا ہے اور اس کی تضاد بیانی کی ایسی گرفت فرمائی ہے کہ غیر مقلدین زمانہ کا اس گرفت سے نجات پانا محال ہے نجات کی صرف یہی صورت ہے کہ وہ اپنے باطل افکار و نظریات سے تائب ہو جائیں۔

علامہ موصوف غیر مقلد کے سوال کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ فی الواقع ائمہ اربعہ و جماہیر اہل سنت کا سلفاً و خلفاً اس امر پر اجماع ہے کہ یکبارگی تین طلاقیں دینے کی صورت میں بیوی پر تین ہی واقع ہوگی اس امر میں کسی معتد بہ کا اختلاف نہیں البتہ ظاہری اور آج کے غیر مقلدین گمراہ بے دین جن کا اختلاف شرعاً کسی گنتی و شمار میں نہیں ہے ضرور مخالف ہیں اور وہ خارق اجماع مسلمین، مفارق مومنین، مخالف دین، و منکر شرع مبین، صراط مستقیم سے دور اور نشہ ضلالت میں چور ہیں۔ غیر مقلد نے اپنے

کتابچے میں دو ازکار باتوں سے صفحات قرطاس کو سیاہ کیا ہے اور اس کو ملاحظہ کرنے سے ظاہر و آشکار ہے کہ مصنف نے کوئی دلیل صریح اس دعویٰ پر قائم نہ کی کہ جب تین طلاقیں یکبارگی دی جائیں گی تو ہمیشہ ہر زمانے میں ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور یہ حکم اس کے طور پر اہل ناقابل تغیر ہر زمانے میں واجب العلم ہے جن احادیث کو مصنف نے بطور دلیل پیش کیا ہے ان احادیث سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہ تو صرف غیر مقلد کی ایجاد و اختراع ہے ہاں حدیث سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم و سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد کرامت اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوائل دور خلافت میں عرف یہ تھا کہ تین طلاقیں یکبارگی بول کر ایک ہی طلاق مسردا لیتے تھے اور دوسری تیسری بار لفظ طلاق بولنے سے جملہ اولیٰ کی تاکید مراد ہوتی تھی پھر جب تبدل زمانہ سے عرف بدلا اور لوگ قصداً و ارادۃً سے تین طلاقیں ازراہ عجلت یکبارگی دینے لگے تو سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عرف حادث اور دستور جدید کا اعتبار فرمایا اور تینوں طلاقیں دینے کا حکم دیا اور اس پر اسی عہد مبارک میں تمام اہل علم کا بلا نکیر منکر اتفاق ہو گیا اس پہ ظاہر ہے کہ یہ قرار داد مجمع صحابہ میں ہوئی اور کسی صحابی کا انکار منقول نہ ہوا بلکہ تابعین عظام پھر ائمہ مجتہدین کے زمانے میں بھی یہ حکم محکم مقرر رہا اور یہی ائمہ اربعہ کا مذہب قرناً فقرناً متوارث چلا آ رہا ہے جس سے یہ روشن ہوا کہ اس پر ہر زمانے کے ائمہ مجتہدین کا اجماع ہے اور یہی سواد اعظم ہے جس کی پیروی کے حوالے سے حدیث میں حکم فرمایا گیا ہے اب غیر مقلدین سواد اعظم سے ہٹ کر ایک الگ مسلک بنانے کی کوشش کر رہے ہیں اور جو سواد اعظم سے ہٹ جاتا ہے اس کے تعلق سے حضور تاج الشریعہ اپنی اس کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ سواد اعظم سے ہٹنا اجماع امت کو توڑنا اور صراط مستقیم سے منحرف ہونا اور جہنم کی راہ لینا اور گمراہی و ضلالت ہے۔ اس پر آپ نے قرآن کریم سے استدلال قائم فرمایا: قال اللہ تعالیٰ و من یشاقق الرسول من

بعد ما تبین له الهدی و يتبع خير سبيل غير سبيل المؤمنين نوله ما نوله و نصليه جهنم و ساءت مصيراً یعنی جو سیدھی راہ روشن ہونے کے بعد رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ضد باندھے گے اور عام مسلمانوں سے ہٹ کر الگ راہ چلے ہم اسی طرف اس کو پھیر دیں گے، جدھر کو اس نے منھ کیا اور جہنم میں ڈھکیل دیں گے اور وہ بڑا ٹھکانہ ہے۔

غیر مقلد نے کتابچے میں اپنے دعوے کے ثبوت میں نسائی کی یہ حدیث نقل کی ہے۔
 سلیمان بن دائود عن ابن وهب قال اخبرنا محرمۃ عن ابیہ قال سمعت
 محمود بن عبید قال اخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن رجل طلق
 امرأته ثلاث تطليقا جميعا فقام غضبانا ثم قال أيلعب بكتاب الله وانا
 بين اظهركم حتى قام رجل وقال يا رسول الله الا اقتله غير مقلد کے
 استدلال کو دیکھ کر جانشین حضور مفتی اعظم حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں کہ غیر مقلد نے کم
 فہمی بلکہ کم عقلی کی حد کر دی کیوں کہ اس حدیث سے اس کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا بلکہ ہم اہل
 سنت کا مدعی ثابت ہوتا ہے کہ آدمی اگر قصد اُداوارۃ تین طلاقین دفعۃ دے تو تین ہی
 پڑے گا گرچہ ایسا کرنا شرعاً مذموم و گناہ ہے اس حدیث میں یہ کہیں نہیں ہے کہ ایک ہی
 طلاق واقع ہوگی جیسا کہ غیر مقلدین کا عقیدہ و نظریہ ہیں۔

اب حضور تاج الشریعہ کا طرز استدلال دیکھئے اور ان کی دقت نظر اور فقیہی مہارت کو داد
 دیجئے آپ تحریر فرماتے ہیں کہ اگر تین طلاق سے ایک ہی طلاق واقع ہوئی جیسا کہ غیر
 مقلدین کا خیال ہے تو اس پر چند ایرادات ہیں اولاً: اگر ایسا ہوتا تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم غصہ کیوں
 فرماتے اور کتاب اللہ سے کھیلنا کیوں قرار دیتے کہ ایک طلاق دینا منع نہیں۔ ثانیاً: اب
 متعین ہو گیا کہ اس شخص نے قصد تین ہی دی تھیں اور یکبارگی تین طلاق دینا گناہ ہے اس
 لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غضب فرمایا۔ ثالثاً: سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

غضب سے دلالت ظاہرہ ہوئی کہ جو قصداً تین طلاقیں دے تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ رابعاً: سرکار ابد قرار ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر اور اوائل دور فاروقی ہیں جو ایک طلاق شمار کی جاتی تھی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ یہ اسی صورت میں تھا جب کہ قائل نے دوسری تیسری طلاق سے پہلی کی تاکید مراد لی ہو ورنہ بصورت ارادت تاسیس و قصد تین طلاق زمن نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں تین طلاقیں کے وقوع کا حکم ہوتا تھا۔ اس کتابچہ میں غیر مقلد نے اپنی عادت قبیحہ کے مطابق حدیث نقل کرنے میں خیانت سے کام لیا ہے اور جس حدیث سے اس نے اپنے دعویٰ پر دلیل قائم کی حضور تاج الشریعہ نے اپنی کتاب میں اس دلیل کے پرچے اڑا دیئے اور جب اس نے خیانت کر کے عوام الناس کو دھوکہ دینے کی ناپاک کوشش کی تو حضور تاج الشریعہ نے اس کی خیانت کو بھی طشت از بام کیا، آپ فرماتے ہیں کہ اسی نسائی میں اسی حدیث کے متصل امام نسائی نے باب الرخصة فی ذیك باندھ کر بوقت ضرورت تین طلاقیں دفعۃً دینے کی رخصت کے سلسلے میں حدیث لکھی ہے جسے غیر مقلد نے اصلاً ذکر نہ کیا اس حدیث کا ترجمہ یہ ہے عویمر عجلاً فی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بواسطہ حضرت عاصم بن عدی پھر خود حضور اقدس ﷺ سے انہوں نے براہ راست سوال کیا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی اجنبی کو دیکھے تو اسے قتل کر دے تو مسلمان اسے قتل کر دیں گے آیا وہ کیا کرے حضور نے حضرت عاصم بن عدی کے اس سوال کو ناپسند فرمایا انہوں نے حضرت عویمر کو سرکارِ دو عالم ﷺ کی ناپسندیدگی کی خبر دے دی پھر حضرت عاصم نے صحابہ کے درمیان خدمت اقدس میں حاضر آکر سوال کیا تو حضور نے فرمایا کہ تمہارے بارے میں اور تمہاری بیوی کے بارے میں حکم الہی نازل ہوا ہے تم اپنی بیوی کو لے آؤ حضرت سہل فرماتے ہیں تو عویمر اور ان کی بیوی نے باہم لعان کیا اور میں صحابہ حضور کی خدمت میں حاضر تھا تو عویمر فارغ ہوئے بولے یا رسول اللہ میں نے اپنی بیوی پر جھوٹ باندھا اگر میں اس کو رکھ لوں تو انہوں نے اپنی بیوی کو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم دینے سے پہلے تین طلاقیں دے دیں۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ یکبارگی تین طلاقیں شرعاً تین ہی قرار پائیں گی جب کہ تاکید کی نیت نہ ہو بلکہ تجدید و استیناف کا قصد ہو اور یہ کہ حالت مقتضی ہو تو یکبارگی تین طلاق دینے کی رخصت بھی ہے کیوں کہ حضور عویمیر پر انکار نہ فرمایا پھر تاکید کے ارادہ کی صورت میں ایک طلاق اور استیناف کے قصد کی صورت میں تین طلاق کا حکم اس وقت ہے جبکہ تین طلاقیں متفرق جملوں میں دے اور اگر ایک ہی جملہ میں تین طلاقیں دے دے تو لا محالہ تین ہی پڑے گی۔

حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں کہ صدر اول میں عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرارداد سے قبل لوگوں کی عادت تھی کہ وہ متفرق جملوں میں تین طلاقیں دیتے تھے اسی لئے امام نائی نے مذکورہ بالا حدیث کے بعد ایک باب یوں باندھا باب الثالث المتفرقة قبل الدخول بالزوجة اس باب کے تحت وہی حدیث نقل کی جس سے غیر مقلد نے استدلال کیا ہے لہذا امام نائی نے اپنے اس طرز سے صاف بتا دیا کہ پہلے یہ دستور تھا کہ تین طلاقیں متفرق جملوں میں ادا کرتے تھے اور چونکہ جمہور ائمہ کا مذہب یہ ہے کہ یکبارگی تین طلاقیں دینے کی صورت میں تین ہی واقع ہوں گی اور یہ حدیث بظاہر اس مذہب کے خلاف ہے لہذا انہوں نے اس باب میں اس کی تاویل کی طرف اشارہ فرما دیا کہ تین طلاقیں ایک طلاق اس وقت قرار پائے گی جب کہ عورت غیر مدخولہ ہو اور اسے شوہر تین طلاق متفرق طور پر دے لیکن اب لوگوں کا عرف بدل گیا ہے اور جب وہ تین طلاق دیتے ہیں تو وہ تین ہی مراد لیتے ہیں لہذا تین واقع ہوں گی اس پر دلالت واضحہ حضرت فاروق اعظم کا یہ ارشاد ہے کہ ”ان الناس قد استعجلوا امر كانت لهم فيه اناة“، یعنی لوگوں نے ایسے کام میں عجلت شروع کر دی جس میں ان کو مہلت تھی۔ اس فقرہ سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عمر کے زمانے میں لوگ ہر جملہ سے نئی طلاق مراد لیتے تھے، ابھی تو وہ جلد بازی کے مصداق ہوئے۔

غیر مقلدین یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ارشاد رسول کو بدل دیا ہے لہذا ہم ارشاد رسول پر عمل کریں گے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اس ایراد کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ پر ارشاد رسول کے تبدیل کرنے کا الزام عائد کرنا یہ غیر مقلد کی کم عقلی ہے کیوں کہ حضرت عمرؓ نے حکم رسول کو نہ بدلا بلکہ لوگوں کے عرف میں تبدیلی کی وجہ سے ان پر خود حضور ہی کا وہ فیصلہ نافذ ہوا جو خود حضور نے ان لوگوں کے حق میں منسرمایا جنہوں نے قصداً تین طلاقیں متفرق جملوں میں یکبارگی بہ نیت استیناف دیں اور جب حضرت عمرؓ نے حکم اقدس ﷺ نہ بدلا بلکہ حسب تقاضائے حال خود حضور کا دوسرا حکم نافذ فرمایا تو حضرت عمرؓ پر چوٹ کرنا اور انہیں حکم رسول کا بدلنے والا ٹھہرانا اور بے محل آیت ”وَمَا كَانَ لِهَمٍّ الْخَبْثَاءُ“ وغیرہ پڑھنا غیر مقلد کی دریدہ دہنی و جرات ہے۔

مختصر یہ کہ یہ کتاب اپنے موضوع پر مدلل و مفصل ہے یہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی اس کتاب اور دیگر کتابوں کو پڑھنے کے بعد ہر ذی شعور قاری یہ کہنے پر مجبور ہو جائے گا کہ واقعی علامہ اختر رضا وارث علوم اعلیٰ حضرت ہیں اور آپ کا علم علم وہی ہے اللہ تبارک و تعالیٰ حضور تاج الشریعہ کے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین عرس چہلم کے موقع پر خلیفہ امین شریعت حضرت مولانا محمد اشرف رضا قادری صاحب قبلہ سہ ماہی امین شریعت (بریلی شریف) کا ”تصانیف تاج الشریعہ نمبر“ شائع کر رہے ہیں اللہ انہیں دارین کی برکتوں سے مالا مال فرمائے، میں مبارک بادی پیش کرتا ہوں سہ ماہی امین شریعت بریلی شریف کے ایڈیٹر اور ارکان کو جنہوں نے اپنے کاندھے پر اتنا عظیم بار اٹھایا ہے، آخر میں ایک بات مشورۃً ہیں خاص کر میں مدیران ماہنامہ سے اور بالعموم سارے عقیدت مندان تاج الشریعہ سے کہنا چاہوں گا کہ اس کے بعد آپ حضرات تاج الشریعہ کی وہ تصنیفات جو غیر مطبوعہ ہیں زیور طباعت سے آراستہ فرما کر قوم مسلم تک پہنچانے کی کوشش فرمائیں تاکہ حضور تاج الشریعہ کے علمی فیضان سے ساری قوم مالا مال ہو۔

تاج الشریعہ کا رسالہ ”تین طلاقوں کا شرعی حکم“: ایک مطالعہ

محمد ولی اللہ قادری

حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی شاہ محمد اسماعیل رضا خاں المعروف بہ علامہ اختر رضا خاں ازہری مدظلہ کی ذات گرامی تعارف کی محتاج نہیں، حضرت نصف صدی سے علمی و روحانی خدمات انجام دے رہے ہیں، یہی وجہ ہے کہ آپ کی شخصیت ہمہ گیر ہے۔ درس و تدریس کے ساتھ خطابت اور رشد و ہدایت کا فریضہ پانچ دہائیوں سے انجام دے رہے ہیں، مزید برآں تصنیفات و تالیفات کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ شعروشاعری کا ذوق اور فتویٰ نویسی خاندانی وراثت میں ملی ہے۔ تاج الشریعہ ان ہی خصوصیات اور امتیازات کی بنیاد پر عرب و عجم میں یکساں مشہور و معروف ہیں۔

تاج الشریعہ جیسی ہمہ گیر علمی و آفاقی شخصیت کا احاطہ کسی ایک مضمون میں ممکن نہیں، بایں سبب راقم الحروف نے اپنی گفتگو کا مرکز تاج الشریعہ کے ایک علمی رسالہ ”تین طلاقوں کا شرعی حکم“ کو بنایا ہے۔ اس نام سے دیگر علمائے اہل سنت کی کاوشیں ملتی ہیں، اس لیے عنوان میں ہی راقم نے واضح کر دیا کہ ہماری گفتگو تاج الشریعہ کے رسالہ پر ہی ہوگی۔ تاج الشریعہ کا متذکرہ رسالہ دراصل ایک استفتا کے جواب پر بنی ہے جیسا کہ مولانا

محمد شہاب الدین رضوی کی تحریر سے واضح ہوتا ہے۔ رسالہ کے اختتام پر تاج الشریعہ کے دستخط کے نیچے حضرت مفتی قاضی عبدالرحیم بستوی علیہ الرحمہ کا تصدیقی دستخط ہے، جس سے اس رسالے کی اہمیت خود بہ خود واضح ہو جاتی ہے۔ قاضی عبدالرحیم بستوی علیہ الرحمہ کے دستخط کے ساتھ ۲۲ / محرم الحرام ۱۴۱۰ھ درج ہے، اس لحاظ سے یہ رسالہ ۲۶ / سال قبل کی ایک علمی یادگار ہے۔ یہ رسالہ تاج الشریعہ کی فقہی بصیرت و انفرادیت کو واضح کر رہا ہے۔ مولانا محمد شہاب الدین رضوی کی تحریر کے مطابق یہ رسالہ پہلی دفعہ ۱۹۹۵ء میں شائع ہوا۔ مولانا رضوی ”حرف مدعا“ کے تحت لکھتے ہیں:

”۱۴۱۰ھ / ۱۹۸۹ء میں پاکستان سے غیر مقلد کا ایک کتابچہ اور اس کے ساتھ کچھ سوالات بغرض جواب جانشین مفتی اعظم کی خدمت میں آئے۔ آپ نے فوری طور پر جواب قلم بند فرما دیا۔ ان جوابات کو کتابی شکل میں پیش کیا جا رہا ہے، مگر افسوس کہ ذخیرہ ڈاک میں وہ سوالات گم ہو گئے۔ کافی تلاش و جستجو کے بعد بھی دستیاب نہ ہو سکے۔ ان سوالات کا لب لباب یہ ہے کہ، کیا بیک وقت تین طلاقیں دینے سے ایک ہی طلاق واقع ہوگی یا تین؟ کتابچہ میں غیر مقلدین نے لکھا کہ ایک ہی واقع ہوگی، جانشین مفتی اعظم نے مفصل و مدلل طور پر غیر مقلد کی بہتان طرازی، ذہنی اختراع، آیات و تفسیر، احادیث نبویہ اور متقدمین کی کتابوں سے کتر بیونت اور اس کی خیانتوں سے نقاب کشائی کی ہے۔“ (ص ۳)

پیش نظر اقتباس سے کتاب کی وجہ تالیف واضح ہو رہی ہے، مگر تاج الشریعہ اور تحقیق کے طالب علم کو حد درجہ افسوس ہو رہا ہے کہ غیر معمولی اہم سوالات کو بھلا دیا گیا۔ چار پانچ سالوں کے اندر میں تاج الشریعہ کے مستفتی کا جب یہ حشر ہو سکتا ہے تو یقیناً یہ ہمارے لیے لمحہ فکر یہ ہے۔ محمد شہاب الدین رضوی قابل صد ستائش بایں ہیں کہ انہوں نے تاج

الشریعہ کی ایک علمی یادگار کو محفوظ کر لیا، ورنہ سوالات کی طرح تاج الشریعہ کا جواب بھی نہ جانے کہاں چلا جاتا۔ مولانا رضوی کا یہ اقتباس ہمیں دعوت درس بھی دے رہا ہے کہ آج ہم تاج الشریعہ یا دیگر اکابرین کی عقیدت کو جو دعویٰ کرتے ہیں وہ تحریری لحاظ سے غلط ہے۔ یہ تحریر دار افتاء کے نظام پر بھی سوالات کھڑا کر رہی ہے۔ دارالافتاء میں سوال و جواب رجسٹر میں نقل کرنے کی جو روایت اکابرین سے چلی آرہی ہے کیا یہ روایت ختم ہو رہی ہے؟ اگر یہ روایت ختم ہو رہی ہے تو ہماری جماعت کے لئے یہ بہت بڑا المیہ ہے۔ مولانا رضوی کی تحریر پڑھنے کے بعد راقم الحروف یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ تاج الشریعہ کی زندگی میں ان کے مستفتی کی علمی تحریر کا یہ حال ہے تو تاج الشریعہ کے وصال کے بعد ان کے عقیدت مند علما کی تحریری خدمات کا کیا حشر ہوگا، اس کا اللہ ہی محافظ ہے۔ بہر کیف بیس سالوں کے بعد منذکرہ رسالہ کا دوسرا ایڈیشن نومبر ۲۰۱۵ء میں منظر عام پر آیا۔ راقم الحروف کے پیش نظر یہی دوسرا ایڈیشن ہے لہذا راقم اسی کے تناظر میں چند باتیں عرض کرنے کی جسارت کرے گا۔

۷۲ صفحات پر مشتمل اس رسالے کا آغاز صفحہ ۵ سے ہوتا ہے۔ اس سے قبل مولانا محمد شہاب الدین کا پیش لفظ بہ عنوان ”حرف مدعا“ ہے جو دو صفحات پر محیط ہے۔ اخیر میں بھی مولانا موصوف کا ایک مضمون تین صفحات کا احاطہ کرتا ہے۔ اس لحاظ سے تاج الشریعہ کی تحریر صفحہ ۵ سے صفحہ ۲۹ تک پھیلی ہوئی ہے اور اپنی علمی چمک اور فکری خوشبو سے قاری کے قلوب و اذہان کو معطر کر رہی ہے۔ یوں تو راقم الحروف حسیا کم علم تاج الشریعہ جیسی آفاقی شخصیت کی علم تحریر بالخصوص رسالہ ”تین طلاقیں کا شرعی حکم“ جیسی خالص فقہی تحریر میں کسی طرح کی رائے پیش کرنے کا ہرگز اہل نہیں، لیکن اراکین سمینار اور تاج الشریعہ کی عقیدت نے قلم اٹھانے پر مجبور کیا ہے۔

تاج الشریعہ کے مذکور بالا رسالہ کے مطالعہ کے دوران حضرت کا اسلوب تحریر و

تنقید ہمیں خاص طور سے متاثر کرتا ہے۔ حضرت کا اسلوب تحریر نہ صرف قابل تحسین ہے بلکہ قابل تقلید بھی۔ فی زمانہ مذہبی اور تنقیدی کتابیں شائع ہو رہی ہیں، اس کے مطالعے کے بعد تاج الشریعہ کے اسلوب تحریر کی عصری معنویت اور اس کی ضرورت خود بہ خود واضح ہو رہی ہے۔ پورے رسالے میں تاج الشریعہ نے غیر مقلد کے کتابچہ کا جنازہ نکال دیا اور غیر مقلدین کے نظریات پر آخری کیل ٹھوک دی ہے، مگر مؤلف کتاب کا نام تک درج نہیں کیا اور نہ ہی اس ذات پر ایک جملہ لکھا ہے جب کہ اس کی بہتان طرازی اور غیر علمی اعتراضات کا ایسا محاسبہ فرمایا ہے کہ غیر مقلدین کو علم کا ذرہ برابر بھی پاس ہوگا تو تاج الشریعہ کے نتائج پر، جو قرآن و حدیث کے مطابق ہیں، رجوع کرنے میں دیر نہ ہوگی۔ تاج الشریعہ نے غیر مقلدین کا ہر طرح سے روبرو کرنے کے باوجود مؤلف کتابچہ کو ”صاحب“ لکھا ہے۔ تاج الشریعہ کے اس انداز مخاطب سے جہاں خوشی ہوتی ہے وہیں ان لوگوں پر افسوس ہوتا ہے جنہوں نے علمی اختلافات کو ذاتیات پر یکچڑا چھالنے کا ذریعہ سمجھ لیا ہے۔ اس سلسلے میں تاج الشریعہ کی عقیدت کا دم بھرنے والے اور ان کے نام پر اپنی دکان چلانے والے قلم کاروں کا رویہ بھی دل خراش ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ تاج الشریعہ کے اسلوب تنقید کو نہ صرف اپنایا جائے بلکہ ان کو اپنانے کی تحریک چلائی جائے، اس سے اہل سنت کو بڑا فائدہ ہوگا اور عصر حاضر میں اہل سنت کے علما کے درمیان جو فروغ و تنازع ہے، اس پر مکمل کنٹرول ہو سکے گا۔ انشاء اللہ

تاج الشریعہ نے اپنے اس رسالے میں خاص علمی و فقہی گفتگو فرمائی ہے اور مخالفین کے ہر ایک اعتراض کا نہایت سنجیدہ اور متانت سے جواب رقم فرمایا ہے۔ علم تفسیر، علم حدیث، فقہ اور اصول فقہ کے سلسلے میں تاج الشریعہ نے اپنی صلاحیت کا جو مظاہرہ کیا وہ تاج الشریعہ، جیسے لقب کا جواز پیدا کر رہا ہے۔ تاج الشریعہ نے یہاں فقہائے اسلام کے ساتھ ابن قیم کے اقوال کو سامنے لا کر عصر حاضر کے غیر مقلدین کو آئینہ دکھایا ہے۔ تاج

الشریعہ نے اپنے رسالہ میں غیر مقلدین کے فکری تضاد کو بھی طشت از بام کیا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ صحابہ کرام بالخصوص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان میں کی گئی غیر مقلدین کی گستاخیوں کو بھی سامنے لادیا ہے۔ الزامی جواب کا رخ اختیار فرماتے ہوئے تاج الشریعہ نے غیر مقلدین سے جو سوالات طلب کیے ہیں وہ بہت خوب ہیں۔ غیر مقلدین سے تاج الشریعہ کے سوالات یہ ہیں:

(۱) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اقدام کو اپنے مذہب کی دلیل بنانا شریعت میں ناجائز تصرف کیوں ہے، حالانکہ امیر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کرنے والے نہ تھے الخ۔

(۲) جب آپ ہی کے بقول حضرت عمر خود اپنے دور خلافت میں نبوی فیصلے پر کاربند تھے اور اسی کے مطابق فیصلہ کرتے تھے، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہ اقدام (تین طلاق نافذ کرنا) حکم نبوی کے موافق ہے یا مخالف۔

(۳) حکم نبوی کے موافق ہے جیسا کہ اقرار غیر مقلد صاحب سے ظاہر ہے تو اسے نہ ماننا آپ تمام غیر مقلدوں کی حکم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے سرتابی اور اجماع مسلمین کو توڑنا ہے کہ نہیں ہے اور ضرور ہے۔

(۴) مخالف ہے تو یہ امر کون سی حدیث صریح غیر محتمل تاویل سے معلوم ہوا۔

(۵) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہ اقدام حکم خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالف ہوتا تو صحابہ نے انکار کیوں نہیں کیا۔

(۶) کیا اس تقدیر پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کی مخالفت کا طعن بلکہ تمام صحابہ پر یہ الزام آیا کہ نہیں۔ آیا اور ضرور آیا اور غیر مقلد صاحب نے جملہ صحابہ کو حکم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف پر اجماع کرنے والا ٹھہرا دیا۔ (کیوں)

(۷) متعہ بھی عہد رسالت و دور خلافت صدیق میں حلال تھا پھر سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے منع فرمایا اور تمام صحابہ نے مانا کما مر عن فتح الباری۔ یہ اقدام بھی بہ ظاہر نبوی فیصل کے خلاف ہے، پھر غیر مقلد صاحبان ان کے اس اقدام کو اپنے مذہب کی دلیل بناتے ہیں؟ (۴۹ ص ۵۰)

تاج الشریعہ نے اپنے اس رسالے میں نکاح متعہ اور نکاح حلالہ پر تفصیلی گفتگو فرمائی ہے۔ دونوں کے سلسلے میں تاج الشریعہ نے جو توضیحات و تشریحات پیش کیں ہیں، وہ بہت کارآمد ہے۔ تاج الشریعہ نے نکاح متعہ کے حرام ہونے پر ایسی دل افروز گفتگو اور اہم نکات سے قاری کی ضیافت فرمائی ہے کہ اس سے ایمان و عقیدہ اور اعمال میں پاکیزگی آتی ہے۔ یہاں بھی تاج الشریعہ نے اپنی حدیثی و فقہی صلاحیت کا دریا بہاتے ہوئے غیر مقلدین کے دلائل کا روایا فرمایا ہے کہ غیر مقلدین کے دلائل کے اثرات سے فتاری محفوظ ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر تاج الشریعہ کی اس تحریر کی زیارت کریں:

”اپنے کتابچے میں غیر مقلد صاحب نے جا بجا نکاح حلالہ کو مطلقاً حرام اور ابن قیم کے حوالے سے متعہ سے بدتر حرام کہا ہے اور اس دعویٰ میں نہ صرف قرآن کی پرواہ کی ہے اور نہ ہی احادیث صریحہ کا خیال کیا، اور کچھ احادیث ذکر کیں جن سے صراحۃً حرمت ثابت نہیں ہوئی، بلکہ ترمذی کی اس حدیث سے نکاح حلالہ کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ اس لئے کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا لعن اللہ المحلل و لمحلل لہ۔ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اس پر جو عورت کو دوسرے کے لئے حلال کرے اور اس پر جس کے لئے حلال کی گئی۔ الفاظ حدیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کی رو سے بھی نکاح حلالہ صحیح ہے۔ تو یہ حدیث آیت کریمہ اور دوسری احادیث کے معارض نہیں ہے اس لئے کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شوہر ثانی کو محلل

فرمایا یعنی حلال کرنے والا۔ یہ اس پر دلالت صریحہ ہے کہ دوسرے مرد سے نکاح صحیح ہے ورنہ اسے محلل نہ فرماتے۔ غایت درجہ یہ ہے کہ نکاح محض تحلیل کے ارادے سے کرنا برا ہے تو اس حدیث سے اس کی خاست و قباح کا اظہار مراد ہے نہ کہ حقیقت لعنت مراد ہو۔“ (ص ۶۵)

تاج الشریعہ اپنے افکار اور تنقید کو مزید با وقار بناتے ہوئے لکھتے ہیں:

”کیا نہیں دیکھتے کہ حدیث میں فرمایا ’ابغض الحلال الی اللہ الطلاق‘ سب حلال چیزوں میں خدا کے نزدیک مبغوض تر طلاق ہے۔ بالجملہ یہ حدیث نکاح حلالہ پر شاہد ہے جس طرح کہ دوسری حدیثیں اس پر نص ہیں اور اس سے حرمت نکاح حلال سمجھنا جہالت و ضلالت ہے۔ زیادہ سے زیادہ اس سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ یہ فعل باوجود حلت شرعاً ناپسندیدہ ہے یا اس پر محمول ہے کہ زیباں سے تحلیل کی شرط کر لی جائے۔“ (ص ۶۶)

مذکورہ بالا اقتباسات بار بار دعوت مطالعہ دے رہے ہیں اور تاج الشریعہ کی حدیثی و فقہی بصیرت کی شہادت پیش کر رہے ہیں۔ تاج الشریعہ نے غیر مقلدین کی سب سے بڑی دلیل کا اس عالمانہ و فاضلانہ انداز میں رد فرمایا ہے کہ غیر شعوری طور پر بھی اعلیٰ حضرت کا یہ شعر ذہن میں گردش کرنے لگتا ہے ۔

وہ رضا کے نیزہ کی مار ہے کہ عدد کے سینہ میں غار ہے

کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

تاج الشریعہ نے ”تین طلاقیں کے شرعی حکم“ میں کسی حدیث سے غیر مقلد کا رد ہی نہیں کیا ہے بلکہ اس کی تشریح اور وقت ضرورت ایسی تاویل فرمائی ہے کہ پڑھنے کے بعد تاج الشریعہ کی عقیدت ہی کا اظہار نہیں ہوتا بلکہ ان کی صلاحیت اور علمی شخصیت بھی آشکار ہو جاتی ہے۔ حضرت عمر بن نافع سے روایت کردہ حدیث (جو نکاح حلالہ پر دلیل ہے)

ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

”یہاں سے ثابت ہوا کہ نکاح حلالہ نیت خیر و قصد اصلاح سے حرام نہیں بلکہ امر جائز و خوب ہے اور حدیث میں ذم کا محمل وہی ہے جب کہ قصد محض حصول لذت کے بعد چھوڑ دینا اور حرمت اس صورت میں بچ کہ وقت نکاح تحلیل کی شرط کر لے۔“ (ص ۶۸)

حاصل کلام یہ کہ یہ رسالہ اپنے موضوع کا بھرپور احاطہ ہی نہیں کرتا ہے بلکہ اس موضوع پر علمی مواد کا ایک ذخیرہ ہے۔ ”تین طلاقوں کا شرعی حکم“ غیر مقلدین کو سنجیدگی سے اپنے نظریات (ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک ماننا) سے رجوع کرنے پر مجبور کر رہا ہے۔ البتہ کمپوزنگ کی غلطی اور پروف کی خامی نے اس باوقار رسالے کا مزہ اچھا کر دیا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ آئندہ کے ایڈیشنوں میں اس بات پر خصوصی توجہ دی جائے تاکہ حضور تاج الشریعہ کے عقیدت مندوں کی عقیدت مجروح نہ ہو جائے اور معاندین تاج الشریعہ کو کسی طرح کی شکایت کا موقع دستیاب نہ ہو سکے۔



استاد شعبۂ اردو، گورنمنٹ انظر کالج

(ضلع اسکول) چھپرہ (بہار)

موبائل نمبر: 9852234311

تاج الشریعہ کی کتب اسلاف پر عمیق نگاہ

خلیفہ تاج الشریعہ

مفتی محمد مقصود ضیائی صاحب (کرناٹک)

اجتہادی شان کے مالک رہے

وقت کے نعمان تھے اختر رضا

حضور تاج الشریعہ محقق بریلوی قدس سرہ ایک ہمہ گیر و ہمہ جہت شخصیت کا نام ہے جنہوں نے اپنی حیات دنیوی کے ۷۵ برس میں علوم و فنون، فکر و عمل کے جو جوت جگائے وہ آپ ہی کا حصہ ہے جب آپ کا اشہب قلم میدان تحقیقات و تدقیقات میں سر پٹ دوڑنے لگا تو دلائل و براہین کی ایک دنیا آباد ہو گئی، توضیحات و تشریحات کا گلشن مسکرانے لگا، زبان و ادب کی زلفیں سنور گئیں، جرح و تعدیل کا بائبلین جاگ اٹھا، نقد و نظر کے گلستان میں ہریالیاں آگئیں، فقہی جزئیات و کلیات کا بحر بیکراں موجیں مارنے لگا، محدثانہ عظمت و رفعت اور جاہ و جلال کی قدیلیں روشن ہو گئیں، مفسرانہ جاہ و حشمت اور شان و شوکت کا آفتاب طلوع پذیر ہو گیا، شاعرانہ حسن و جمال کے جلوے بکھرنے لگے، حکمت و دانائی کی چاندنی تبسم ریز ہو گئی، فلسفیانہ و منطقیانہ اسرار و رموز کے دیپک جل اٹھے، تحریکات و تعمیرات کا چمن مرغ زار بن گیا، بیعت و ارادت کے گل بوٹے لہلہانے لگے، عشق و عرفان کا جام چھلکنے لگا، کیف و مستی اور شعور و آگہی کی وادیاں شاداب ہو گئیں، ولایت و کرامت کے آبشار پھوٹنے لگے، تصنیفات و تالیفات کے باغات میں بہار آگئی، دعوت و تبلیغ، رشد

وہدایت کے ستارے جگمگانے لگے، فکر و تدبیر کا انجمن سبجے لگا، فہم و ادراک، عقل و دانشمندی کے آفتاب و مہتاب خط استوار پر جلوہ بار ہونے لگے، بصارت و بصیرت کے چشمے میں ابال آگیا، علوم اسلامیہ کی زلف برہم میں جو پچیدگیاں درآئیں تھیں اس کی گتھیاں سلجھنے لگیں جن کو دیکھ کر اصحاب علم و دانش، ارباب فکر و نظر، اہل درک و بصیرت یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری، حاضرین میں بدرالطریقہ، نجم المعرفت، رفیع الدرجت، سرچشمہ علم و حکمت، آشنائے رمز حقیقت، محافظ دین و شریعت، و تاطع کفر و بدعت، دافع جہل و ضلالت، پاسبان ناموس رسالت، مینارہ رشد و ہدایت، رہنمائے قوم و ملت، مصلح خیر امت سیدنا تاج الشریعہ حضور اختر رضا خان ازہری میاں محقق بریلوی علیہ الرحمۃ و الرضوان جیسا نکتہ داں فقیہ باریک بین قاضی القضاۃ، ماہر محدث، راسخ مفسر، خلیق مدرس، شفیق شیخ، عمدہ معمار، حاذق مصلح، بالغ نظر، مدبر و مفکر، نبض شناس مبلغ، و تادرا الکلام شاعر، حاضر جواب مناظر، نکتہ رس متکلم، کہنہ مشوق قلم کار، خوش طبع مقرر و واعظ، شیریں مقال داعی، طلیق الوجہ مقتدی و پیشوا، واضح الادب و القوی مصنف و مؤلف، ذکی النفس صوفی، لا جواب مؤرخ، بے مثال منطقی و فلسفی نادر المثل محقق و مدقق جامع العلوم و الفنون جیسا پورے عالم اسلام میں دور دور تک نظر نہیں آتا ہے۔

علم و فن شعر و سخن کے تاجور

نازش عرفان تھے اختر رضا

شش جہات خدمات پر محیط ذات کے اس ایک پہلو کا مختصر طور پر تجزیہ کرتے ہیں کہ حضور تاج الشریعہ بدرالطریقہ کی نگاہ کتب اسلاف پر کتنی گہری تھی جس سے ان کی علو مرتبت شخصیت کا آفتاب اوج ثریا کی بلندیوں سے پرے نظر آئے گا۔

ٹائی کے مسئلہ کی تحقیق انیق فرماتے ہوئے محقق اعظم ارشاد فرماتے ہیں کہ آخر میں سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتاویٰ سے چند کلمات تبرکاً پیش ہیں اس کے بعد

فتاویٰ رضویہ ج ۱۵۰/۱۰ کا اقتباس رقم فرماتے ہیں۔ (ثانی کا مسئلہ ۱۴) اس کے بعد آسمان علم و فن کے تاجدار حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ مفتی اعظم ہند کے اس فتویٰ کو رقم فرماتے ہیں جس سے انہوں نے محقق علی الاطلاق محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے فتویٰ کی تصدیق فرمائی تھی۔ حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں کہ حضور مفتی اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ افادہ فرمایا کہ کفار کا شعار مذہبی ہمیشہ کفر ہی رہے گا۔ (ثانی کا مسئلہ ۱۵)

حضور تاج الشریعہ کی باریک بینی کا اس سے اندازہ کیجئے کہ آپ فرماتے ہیں اس جگہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے استناد جس میں وارد ہوا ہے: کان ابن عباس یصلی فی البیعة لا البیعة فیہا تماثیل (بخاری شریف ج ۱۶۲/۱) یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اگر جائیں نماز پڑھتے تھے مگر اس میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام و حضرت مریم رضی اللہ عنہما کے مجسمے نہیں ہوتے اصلاً مفید نہیں اور اس سے مفہوم شعار میں وہ قید ثابت نہیں ہوتی بلکہ اس جگہ شعار مذہبی کا تحقق ہی محل منع میں ہے کہ کنیسہ میں باختیار و رغبت جانا منع ہے اور وہی کفار کا طریقہ اور ان کا شعار ہے حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کنیسہ میں جانا باختیار نہ تھا بلکہ بحالت اضطراب واقع ہوا، عینی میں اس حدیث کے تحت ہے: وزاد فیہ (فان کان فیہا تماثیل خرج فصلی فی المطر۔ عینی ج ۱۹۲/۴) یعنی بخوی نے جدیدات میں اتنا زیادہ کیا کہ اگر کنیسہ میں تصویریں ہوتیں تو اس سے نکل جاتے اور بارش ہی میں نماز پڑھتے۔ حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بارش کی وجہ سے بحالت مجبوری کنیسہ میں نماز پڑھی۔ اس کے برعکس حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ ہم تمہارے کنیسوں میں داخل نہیں ہوتے۔ دونوں میں بظاہر تضاد ہے اس کو دور فرما دیا کہ داخل ہونا عذر شرعی کے باعث ہے اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا انکار بارضا و رغبت ہے اس کو بھی دور فرما دیا۔ (عینی ج ۴/۱۹۲) کیونکہ اضطراب میں جانا مومن کی شان ہے اور خوشی سے جانا کافروں کا کام ہے اور

یہ کفری شعار ہے اور اس میں کفار کی موافقت باجماع المسلمین کفر ہے (ثانی کا مسئلہ ۲۱)

نیر العلوم والفنون حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی نگاہ کتب اسلاف پر کتنی گہری ہے کہ معترض جس حدیث کے تحت اعتراض کر سکتا تھا اس کو لا کر مزید علامہ عینی علیہ الرحمہ کی تصنیف عینی سے دو جزئیہ پیش فرما کر اعتراض کے دروازے کو بند فرما دیا اور مسئلہ کی تنقیح فرما کر واضح کر دیا کہ کفری شعار ہر حاجت میں کفری شعار ہی رہے گا اگرچہ وہ عام تام ہو جائے اور اس کے کفری شعار ہونے کی نشانیاں مفقود ہو جائیں پھر بھی اس کا حکم کفر برقرار رہے گا۔ اس سے حدیث دانی اور جزئیات پر گرفت کا جہاں اندازہ ہوتا ہے وہیں اس بات کا بھی پتہ چلتا ہے کہ اسلاف کرام کی کتب پر آپ کی تعمق نظر اوج ثریا کی بلندیوں سے پرے ہے۔ اس پر کئی گوشوں سے بحث فرماتے ہیں کبھی مسند امام احمد بن حنبل سے حوالہ نقل فرماتے ہیں تو کبھی شامی و بحر الرائق کے جزئیات سے استدلال فرماتے ہیں (ثانی کا مسئلہ ۲۳) اس طرح اسلاف کرام کی بے شمار کتب کا تذکرہ آپ کی تصنیفات میں ملتا ہے اور اس کے حوالجات کی نیر باریاں نظر آتی ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارح ہے یا آزر؟ اپنی تصنیف تحقیق ان ابا سیدنا ابراہیم علیہ السلام تارح لا آزر میں کثرت سے اسلاف کرام کی کتب کا ذکر جمیل فرماتے ہیں اور قرآن و احادیث اور اسلاف کرام کی کتب کی عبارت سے استدلال کرتے ہوئے اپنے دعوے کا اثبات فرماتے ہیں کہ والد کا نام تارح ہے آزر نہیں اور یہی جمہور کا فیصلہ ہے لسان العرب، آیت قرآنیہ، اہل نسب کا متفقہ فیصلہ، حضرت مجاہد کا قول، ابواسحاق جو الیقی، زجاج وغیرہ کے اقوال پیش فرماتے ہوئے قول کے ذریعے متحقق فرماتے ہیں بل قد سبقہ جماعة من الصحابة والتابعین سر دھم الامام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ فی رسالۃ الحافلۃ، مسالک الحنفاء، فہا ہوذا قائلانما نصہ (وہذا القول اعنی ان آزر لیس ابا ابراہیم ورد عن جماعة من

السلف (تاریخ لا آزر ۶۹) جس کا خلاصہ یہ ہے کہ صحابہ کرام اور تابعین کی ایک جماعت اس بات کی قائل ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر نہیں ہے اور اسلاف کرام کی ایک جماعت سے بھی یہی منقول ہے جس کا ذکر امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب مسالک الخفاء میں کیا ہے اس کے بعد احادیث پیش فرمایا ہے اور کثرت سے اسلاف کرام کی کتب احادیث و تفاسیر اور فقہ سے عبارت نقل فرمایا ہے جس کو پڑھ کر ان کی تعمق نظریہ تعجب ہوتا ہے۔

محقق زمن قطب الارشاد حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی تصنیف آثار قیامت کا مطالعہ کیا تو وہاں بھی کتب اسلاف پر ژرف نگاہی کا وہی غفوان شباب پایا اور ان کے تعمق نظری پر عیش کر اٹھا بطور تمثیل کتابوں کا نام نظر قارئین ہے: کنز العمال، الملفوظ، بخاری شریف، طبرانی اوسط، مجمع الزوائد، تفسیر خازن، ابوداؤد و ترمذی، اللآلی المصنوعہ، فیض القدر، کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدرہم، آیات قرآنیہ، مسند احمد بن حنبل، اتقان فی علوم القرآن، شرح المہذب، حاکم مستدرک، الترغیب والترہیب، حقوق والدین، درمختار، رد المحتار، مجمع بہار الانوار، تفسیر کبیر، تبیین الحقائق، فتاویٰ رضویہ، عنایہ، جوہر نیہ، اشعۃ اللمعات، مشکوٰۃ، جامع الصغیر، احکام القرآن۔ (آثار قیامت) ان کتابوں کی عبارتوں سے اپنی تصنیف آثار قیامت کے صفحات کو لالہ زار بنایا ہے جس سے آپ کی ژرف نگاہی و تعمق نظری کے ماہ و نجوم کتب اسلاف پر تبسم ریز نظر آتے ہیں آپ کی علمی وقعت، فنی گہرائی، استدلالی عبقریت، تحقیقی مہارت اور دعوے کی اثباتی پہلو کی رفعت و عظمت کا اندازہ بھی ہو جاتا ہے، ایک زمانہ ایسا بھی آیا کہ خود کتب بینی سے دور ہو گئے اس کے باوجود درس دیتے رہے اور سارے جہاں کو مسائل بتاتے رہے علما و فقہاء، محدثین و مفسرین، ارباب دانش و دبہنش، دانشگاه عصریات کے مدبرین و مفکرین، ماہرین قانون داں رجوع کرتے رہے علوم و فنون کے ماہ تاباں، فکر و فن کے آفتاب درخشاں نے دلائل و براہین کا دریا بہا یا در بے بہا یا۔

دین و ملت کے محقق ہادی و قطب زماں

تا ابد تجھ پر رہے گا رحمت حق کا نزول

نجم المحدثین حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اپنی تصنیف 'الصحابۃ نجوم الاہتدی' میں ۷۷ کتابوں کا ذکر فرمایا ہے، اور حدیث اصحابی کا نجوم باہم اقتدیہم اہتدیتم پر کامل گفتگو فرمایا ہے ان لوگوں کا رد کیا جنہوں نے اس کو موضوع قرار دیا ہے البتہ ضعف کا تذکرہ فرماتے ہوئے ثابت کیا کہ ضعیف حدیث متعدد طرق سے بیان ہو تو وہ درجہ حسن کو پہنچ جاتا ہے، اقوال سے بیان کرتے ہیں کہ: تقرر فی الاصول ان الضعیف یتقوی بکثرة الطرق فیرتقی الی درجۃ الحسن (الصحابۃ نجوم الاہتدی) اس کتاب کا جو بھی مطالعہ کرے گا آپ کی حدیث دانی فن جرح و تعدیل، بلکہ علوم حدیث کا بحر بیکراں ماننے اور نجم المحدثین کہنے پر مجبور ہو جائے گا وہیں کتب اسلاف پر ژرف نگاہی و تعمق نظری کا معترف ہوگا، اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارح ہے آزر نہیں تقریباً ۴۲ کتابوں سے اس کو ثابت کیا ہے۔

علم و فن کا بحر نا پیدا کنار

مظہر سلمان تھے اختر رضا

تاج الاسلام و المسلمین حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ نے محقق علی الاطلاق امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی تصنیف عطایا القدر فی حکم التصویر، فقہ شہنشاہ، شمول الاسلام، الامن والعلی، قوارع القہار اور الہادی الکاف کی تعریف و تحقیق کی اس میں بھی کئی کتابوں کا ذکر فرمایا، نیر العین، حجاز البحرین، سبحان السبوح، النہی الاکید کی بھی تعریف و تحقیق اور تعلیق کا کام انجام دیا۔

سلطان المحدثین حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ ۱۸ ذی الحجہ ۱۴۳۱ مطابق ۲۰ نومبر ۲۰۱۰ء میں مدینۃ المنورہ وارد ہوئے تو وہاں کسی نے اطلاع دی کہ ایک شخص پیر کے روز ابو لہب کی تخفیف عذاب والی حدیث کا منکر ہے اور اس کو کذب پر محمول کرتا ہے تو وہیں آپ

نے نہایۃ الزین فی التخفیف عن ابی لہب یوم الاثنين رقم کیا جس میں ۱۲ دلائل اور ۱۷ کتابوں سے اس کی صحت کا اثبات فرمایا آپ فرماتے ہیں: ان الحدیث اصل وقد تلقی بالقبول وان ما ثبت بالآیات والاجماع (نہایۃ الزین) بدر الحقیقین حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ نے دفاع کنز الایمان رقم فرمایا اور کنز الایمان پر وہابیہ کی جانب سے کئے گئے اعتراض کا دندان شکن جواب دیا اس میں بھی بے شمار حوالے اسلاف کی کتابوں سے نقل فرمایا بطور استشہاد عقائد باطلہ کے حاملین کی کتابوں کے حوالوں کا التزام فرمایا۔

البحر الہمام، فخر المملۃ والدین حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ نے اپنی تصنیف فضیلت شیخین میں احادیث کی کتابوں سے تقریباً تیس کتب کا حوالہ نقل فرماتے ہیں اور کثرت دلائل وبراہین کے ذریعے ثابت فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد روئے زمین پر سب سے افضل شیخین کریمین ہیں۔ مؤید ملت طاہرہ، صاحب حجت قاہرہ حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ نے اپنے مقالہ افتراق امت والی حدیث میں جو بہتر کے جہنمی ہونے کا ذکر ہے آپ خلود فی النار کا تعین اور دخول فی النار کی نفی فرماتے ہیں اور وہاں بھی اسلاف کرام کی کتابوں سے حوالے نقل فرما کر ان لوگوں کا سخت رد فرماتے ہیں جو بہتر کے دخول فی النار کا قول کرتے ہیں وہاں جو فنی بحث آپ نے فرمایا ہے وہ قابل دید ہے۔

کاسر الفتنة وناصر السنة حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ نے تعلیقات الازہری علی الصحیح البخاری تالیف کی اپنی تعلیق میں بھی آپ نے اسلام کی کتب سے جا بجا عبارتیں پیش کی ہیں۔ فرید الدہر، وحید العصر حضور تاج الشریعہ اپنی تصنیف شرح حدیث الاخلاص یعنی انما الاعمال بالنیات پہ جامع کلام فرمایا ہے اور کثرت سے اکابرین کی کتب کی عبارتیں پیش کی ہیں، اس حدیث کو کن کن محدثین نے اپنی کن کن کتابوں میں ذکر کیا ہے اس کے علاوہ اسلاف کرام کے کتابوں کا ذکر اور ان کے حوالے موجود ہیں، شمس العرفان، قطب الزمان حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب طلاق ثلثہ میں بھی حدیث کی کتاب محدثین کی کتابوں کی

عبارتیں اور فقہی جزئیات سے اپنے دعوے کا اثبات فرماتے ہیں اس مقام پر بھی اکابرین کی کتابوں کی عبارتیں منقول ہیں۔ سنو اور چپ رہو نامی کتاب میں فقیہ الاسلام تاج الدین والشریعت حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ نے کئی سوالوں کے جوابات دیئے ہیں تلاوت کے وقت چپ رہنے اور سننے کا حکم صادر فرمایا ہے وہاں بھی اکابرین کی کتابوں سے بکثرت حوالے منقول ہیں، حقیقۃ البریلویہ میں تقریباً ۵۰ کتب سے حوالے منقول ہیں اس کے ذریعہ اعتراضات والزامات وہابیہ احسان الہی ظہیر کا دندان شکن جواب دیا ہے اور دلائل وبراہین سے اپنے دعوے کا اثبات فرمایا ہے اور اکابرین علماء کی کتب سے تعلیقات، انگلش، عربی اور اردو تینوں زبانوں میں تقریباً ۵۲ یا ۶۲ ہیں، جس میں دلائل وبراہین کا کامل التزام ہے اسلاف کی کتب سے کثرت کے ساتھ حوالے منقول ہیں جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ آپ کی نگاہ کتب اسلاف پر بڑی گہری تھی، ژرف نگاہی و تعمق نظری کا کوئی جواب نہیں ان امور کے مشاہدہ کے بعد زمانے نے امام المسلمین، سلطان المحققین، سید المفکرین، شیخ المتکلمین، جامع الکمالات، ماہر اللسانیات، سراج التنقید و التحقیق، مصباح التفتیح و التدقیق، جبر المصنفین، مخزن المؤلفین، نصیر الدین، معین الاسلام، عماد المبلغین، قامع اساس المحدثین، حامی سنن، ماہی فتن، صدر الامثال، فخر الافاضل، نور چشم الفتا، زینت بزم اولیا، شہباز الطریقتہ، محافظ الشریعت کہا یقیناً آپ ان القابات وخطابات کے لائق تھے وہ علم و عمل کا شہنشاہ فکر و فن کا بادشاہ ۱۷ ذیقعدہ ۱۴۳۹ مطابق ۲۰/ جولائی ۲۰۱۸ء کو اس دار فنا سے دار بقا کی طرف کوچ کر گیا جس کے غم میں عالم اسلام اشک بار ہے۔

ابر رحمت تیری مرقد پہ گہر باری کرے

حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے



عرفانیا

حضور تاج الشریعہ اور درس بخاری

موضوع: قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا ناجائز ہے۔

مفتی شمشاد احمد مصباحی

جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

حضور تاج الشریعہ شروع ہی سے درس و تدریس، تصنیف و تالیف، تحقیق و تدقیق، ترجمہ و تعریب، فقہ و افتاء جیسے اہم علمی کاموں میں مصروف رہے، بین الاقوامی مبلغ اور عالمی شہرت یافتہ پیر ہونے کے سبب دنیا کے بیشتر ممالک میں بیعت و ارشاد کی خاطر تبلیغی سفر کرنے کے باوجود لکھنے پڑھنے کا سلسلہ کبھی منقطع نہیں ہوا، صحت کی نامساعدت اور حالات کی ستم ظریفی کے باوجود سفر و حضر ہر جگہ دین کی نشر و اشاعت بالخصوص دنیا بھر سے آئے ہوئے دینی سوالوں کے جوابات، درس بخاری و دیگر کتب کی تدریس و تعریب کا سلسلہ صاحب فراش ہونے تک جاری رہا۔ گزشتہ دنوں حضور تاج الشریعہ کے درس بخاری کی ایک آڈیو کیسٹ بعض کرم فرماؤں کے ذریعہ مجھ کو ملی جس میں حضور تاج الشریعہ نے بخاری شریف کا درس دیتے ہوئے مذکورہ بالا موضوع پر ایک تحقیقی اور علمی بحث ریکارڈ کرائی ہے، یہ بحث کئی گھنٹوں پر محیط ہے، دلائل و براہین کی کثرت، قوت استنباط، طرز استدلال، دیکھ کر امام ابن الہمام کی یاد تازہ ہو جاتی ہے، تاج الشریعہ نے جس طرح حدیث کی تشریح و توضیح، مختلف مذاہب اور ان کے دلائل کی

تفصیل، حل لغات، اعراب کی مختلف صورتوں کی وضاحت، متعارض احادیث میں تطبیق، اور اسمائے رجال پر محققانہ بحث فرما کر مذہب حنفی کی ترجیح فرمائی ہے اسے دیکھ کر ہر منصف مزاج محقق یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائے گا کہ حضور تاج الشریعہ کا پایہ علم فقہ کی طرح علم حدیث میں بھی بہت بلند اور ارفع و اعلیٰ ہے۔ حضور تاج الشریعہ کے درس بخاری کی ایک جھلک میں آپ حضرات کے سامنے پیش کرتا ہوں تاکہ مسطورہ بالا جملوں کی صداقت کا آپ خود اندازہ کر سکیں۔ بخاری شریف ج ۱ ص ۲۶ پر امام بخاری نے ایک باب باندھا ہے ”باب لا تستقبل القبلة بغائط أو بول الا عند البناء جدار أو نحوه“ پھر اس کے تحت درجہ ذیل حدیث سند کے ساتھ بیان کی، حدثنا آدم قال: ثنا ابن ابی ذئب قال: ثنا الزهري عن عطاء ابن يزيد الليشي عن ابی أيوب الأنصاري قال، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا أتى أحدكم الغائط فلا يستقبل القبلة ولا يؤلها ظهره شرفوا أو غربوا۔

حضور تاج الشریعہ نے حدیث کو ذکر کرنے کے بعد، غائط اور بول کی تقدیم و تاخیر کے اعتبار سے مختلف نسخوں کا ذکر کیا پھر باسانید مختلف حدیث کہاں کہاں مذکور ہے اس کو بیان فرمایا، پھر حدیث کی تشریح، بیان لغات و اعراب، حل مغلفات کے بعد فرمایا کہ اس مسئلہ میں کل چار مشہور و معروف مذاہب ہیں۔

پہلا مذہب:

مطلقاً عدم جواز چاہے صحراء ہو یا بنیان۔ یہ مذہب ہے امام اعظم ابو حنیفہ، مجاہد، ابراہیم نخعی، سفیان ثوری کا اور ایک روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل کا بھی یہی مذہب ہے اور خود روایتی حدیث حضرت ابو ایوب انصاری کا بھی یہی مذہب ہے جیسا کہ حدیث ابو ایوب کا یہ جملہ اس پر روشن دلیل ہے ”فقد منا الشام فوجدنا مراحيض قد بُنيت نحو الكعبة فكنا ننحرف عنها ونستغفر الله تعالى“ اگر انہوں

نے ممانعت کو عام نہ سمجھا ہوتا تو مکان میں قضائے حاجت کے وقت انحراف اور استغفار کی کوئی ضرورت نہ تھی۔

دوسرا مذہب:

فضا اور صحراء میں ناجائز بنیان اور اماکن میں جائز۔ یہ مذہب ہے امام شعی، امام شافعی، اور امام احمد بن حنبل کا۔ ان حضرات کی دلیل مروان اصفہر سے مروی وہ حدیث ہے جس کی ابو داؤد نے تخریج کی ”رأیت ابن عمر أنا خراج حلتہ و جلس یبول الیہا فقلت: أبا عبد الرحمن ألیس قد نہی عن هذا؟ قال: بلی انہ نہی عن ذالک فی الفضاء فاذا کان بینک و بین القبلة شیء یسترک فلا بأس“

ابن خزیمہ، حاکم، دارقطنی، بیہقی نے بھی اس کی تخریج کی۔ ان کی دوسری مستدل حدیث بھی عبد اللہ ابن عمر ہی کی ہے جس میں انہوں نے فعل رسول کی حکایت کی ہے، ابن عمر فرماتے ہیں: ”رقیث یوماً علی بیت أختی حفصة فرأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقضی حاجتہ مستقبل الشام مستدبر القبلة“ اس حدیث کو بخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی ابن ماجہ اور دارمی وغیرہ نے روایت کیا، حضور تاج الشریعہ نے اس مقام پر انتہائی محققانہ اور محدثانہ انداز میں کلام فرمایا ہے اور کثیر وجوہ سے ابو ایوب کی حدیث کو ترجیح دی، ان میں سے کچھ یہ ہیں (۱) ابن عمر کی پہلی حدیث موقوف ہے اور ابو ایوب کی حدیث مرفوع اس لیے حدیث ابو ایوب کو ترجیح ہوگی (۲) ابن عمر کی دوسری حدیث اگرچہ مرفوع ہے مگر وہ فعل رسول کی حکایت ہے اور حدیث فعلی ہے اور ابو ایوب کی حدیث، حدیث قولی، اس لیے حدیث قولی کو ترجیح ہوگی۔ (۳) ابو ایوب کی حدیث حرمت اور ممانعت پر دلالت کرتی ہے اور ابن عمر کی حدیث حلت و اباحت پر اور شریعت کا قاعدہ ہے ”اذا اجتمع الحلال والحرام رجع الحرام“۔ (۴) اگر مکان میں رخصت اس وجہ سے ہے کہ شرم گاہ اور قبلہ کے درمیان دیوار وغیرہ حائل ہے تو جنگل اور صحراء میں بھی

رخصت ہونی چاہیے کہ وہاں بھی پہاڑ وغیرہ حائل ہے مگر آپ وہاں حرمت کے قائل ہیں تو یہاں کیوں نہیں؟ (۵) راوی حدیث ابوایوب انصاری نے بھی ممانعت کو عام سمجھا۔ تاج الشریعہ نے اس مقام پر اصول حدیث، اصول فقہ، فن جرح و تعدیل، اور اسمائے رجال کی روشنی میں ایسی زبردست بحث فرمائی ہے کہ مذہب حنفی آفتاب و ماہتاب کی طرح منور و مجلی ہو جاتا ہے۔

تیسرا مذہب:

صحراء اور اماکن میں استقبال قبلہ ناجائز اور استدبار قبلہ جائز۔ ہدایہ میں اسے ان الفاظ میں نقل فرمایا گیا ”والاستدبار یکرہ فی رواۃ لمافیہ من ترک العظیم، ولایکرہ فی رواۃ لان المستدبر فرجہ غیر مواز للقبلة وما ینحط منه ینحط الی الارض بخلاف المستقبل لان فرجہ مواز لہا وما ینحط منه ینحط الیہا۔ اس مذہب کی بنیاد بھی ابن عمر کے اسی قول پر ہے جس میں انہوں نے فعل رسول کی حکایت کی۔ ابن عمر کی حدیث پر تفصیلی گفتگو مذہب ثانی کے ضمن میں گزر چکی ہے۔ اور حدیث ایوب کا رائج ہونا بیان کیا جا چکا ہے۔

چوتھا مذہب:

مطلق اباحت۔ اباحت کے قائلین میں بعض وہ حضرات ہیں جنہوں نے حدیث میں تعارض دیکھ کر ”اذ تعارض تساقط“ کے تحت اصل کی طرف رجوع کیا اور وہ اباحت ہے ان حضرات نے ابن عمر کی حدیث مذکور نیز ابن ماجہ کی اس حدیث کو جسے عراق نے حضرت عائشہ سے روایت کیا حضرت ابوایوب کی حدیث کے معارض گمان کیا اور تعارض کے سبب اصل اباحت کا قول کیا، عراق کی حدیث یہ ہے ”عن عائشة قالت: ذکر عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم قوم یمکروہون ان یستقبلوا بفرجہم القبلة فقال: اراہم قد فعلوہا استقبلوا بمقعدی القبلة“ اس حدیث کو بیہقی طرابلسی، دارقطنی

، وغیرہ نے بھی روایت کیا، بہت سے محدثین نے اس کو ضعیف قرار دیا مگر تاج الشریعہ نے نصب الراية سے امام زیلعی کا یہ قول پیش کیا، قال: الزیلعی: قال ابن دقیق العید: قال الأثرم: قال احمد: احسن ما فی الرخصة حدیث عائشة وان كان مرسلًا، فإنَّ مَنْحَوْجَه حسن“ تاج الشریعہ نے فرمایا کہ اس کو مرسل کہنے کی بنا اس پر ہے کہ عراق نے حضرت عائشہ سے سماعت نہیں کی پھر تاج الشریعہ نے فتح القدیر کے حوالے سے فرمایا کہ ممکن ہے کہ عراق نے حضرت عائشہ سے سماعت کی ہو کیوں کہ عراق کا حضرت ابو ہریرہ سے سماعت ثابت ہے، اور حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عائشہ کا وصال ایک ہی سال ہوا۔ اس لیے عراق کا حضرت عائشہ سے سماعت بعید نہیں جبکہ دونوں ایک ہی شہر میں تھے۔

تاج الشریعہ نے اس مقام پر عراق کی دو حدیثیں ذکر کیں پہلی حدیث کو مسلم نے تخریج کی، دوسری کو دارقطنی نے، دارقطنی کی حدیث میں تحدیث کی صراحت ہے۔ مسلم کی حدیث یہ ہے، عراق نے کہا: عن عائشة جاءتنی مسکينة تحمل ابنتين لها“ دارقطنی کی حدیث یہ ہے۔ عراق نے کہا: حدثتني عائشة رضى الله عنها انه صلى الله عليه وسلم لما بلغه قول الناس أمر بمقعده فاستقبل بها القبلة۔ اباحت کے قائلین میں سے بعض حضرات نے نسخ کا دعویٰ کیا، ان میں عسروہ ابن زبیر، ربیعۃ الرأی، اور ابوداؤد ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ احادیث ممانعت منسوخ ہو چکی ہیں اور نسخ مجاہد کی وہ حدیث ہے جو حضرت جابر سے مروی ہے ”نہا نارسل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نستقبل القبلة او نستدبرها ببول، ثم رأيتہ قبل ان يقبض بعام يستقبلها“ اس حدیث کو ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابن حبان، اور حاکم نے روایت کیا۔ امام حاکم نے فرمایا: یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے، مگر امام بدرالدین عینی نے فرمایا کہ حاکم کا مسلم کی شرط پر صحیح کہنا صحیح نہیں، کیوں کہ امام مسلم نے أبان بن صالح جو حدیث مجاہد عن جابر کے راوی ہیں انکی کوئی روایت مسلم میں تخریج ہی نہیں کی پھر مسلم کی شرط پر

صحیح کیسے ہوگی؟۔ ابن حبان کی روایت میں یہ الفاظ ہیں ”کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد نہانا ان نستقبل القبلة او نستدبرها بفرو جہا اذا ہر قنا الماء ثم رأیتہ قبل موتہ بعام بیول الی القبلة“ اس حدیث کے راوی ابان ابن صالح ہیں، ان کو یحییٰ ابن معین، ابوزرعہ، ابوحاتم نے ثقہ قرار دیا، امام ترمذی نے ”علک کبر“ میں فرمایا: سألت محمد ابن اسماعیل: یعنی البخاری عن هذا الحديث فقال: صحيح، والأحوط المنع، لان الناسخ لا بد أن يكون في قوة المنسوخ وهذا وان صح لا يقاوم ما تقدم مما اتفق عليه الستة وغيره مما أخرج كثير، مع أن الذي فيه حكاية فعله وهو ليس صريحاً في نسخ التشريع القولي لجواز الخصوصية۔

تاج الشریعہ نے اس مقام پر طحاوی، فتح القدیر بنایہ، نصب الراية اور عینی وغیرہ کے حوالے سے ایک تحقیقی گفتگو فرمائی اور دلائل سے یہ ثابت فرمایا کہ یہ حدیث، حدیث ایوب کی ناسخ نہیں ہو سکتی، یہ حدیث اگر صحیح بھی ہو تو صحت میں حدیث ابویوب کے برابر نہیں جس کی تخریج پرائمۂ ستہ کا اتفاق ہے، نیز اس میں فعل رسول کی حکایت ہے جو حدیث قولی کے منسوخ ہونے پر دلیل نہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ خصائص نبوت سے ہو اس لیے نسخ پر استدلال نہ صرف ظاہر کے خلاف ہے بلکہ سخت ضعیف ہے۔ تاج الشریعہ نے چاروں مذاہب اور ان کے دلائل بیان کرنے کے بعد مذہب حنفی کی تائید و ترجیح میں ایک تفصیلی گفتگو فرمائی اور کثیر دلائل سے واضح فرمایا کہ اس باب میں امام اعظم کا مسلک ہی رائج اور محتاط ہے اسی پر عمل کرنے سے بہر صورت کعبہ کی تعظیم اور اکرام قبلہ کا حق ادا ہو سکتا ہے۔ تاج الشریعہ نے اس مقام پر جو احادیث ذکر کیں ان میں سے بعض پیش کی جاتی ہیں۔ پہلی حدیث عبد اللہ ابن حارث کی ہے، ”أنا أول من سمع النبي صلی اللہ علیہ وسلم يقول: لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ“ دوسری حدیث معقل ابن ابی معقل کی ہے۔ ”نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نستقبل القبلتین ببول

وغائط“ تیسری حدیث حضرت سلمان فارسی کی ہے۔ ”لقد نهانا ان نستقبل القبلة بغائط أو بول“ چوتھی حدیث ابو ہریرہ کی ہے ”انما أنا لكم بمنزلة الوالد أعلمكم“، فاذا أتى احدكم الغائط فلا يستقبل القبلة ولا يستدبرها“ تاج الشریعہ نے مسلم، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ کی مذکورہ بالا حدیثوں کے عموم و اطلاق سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ ”نھی“ عام ہے اس لیے صحرا ہو یا مکان قضائے حاجت کے وقت استقبال واستدبار دونوں ناجائز و حرام ہوگا۔

تاج الشریعہ نے حدیث کے آخری حصہ ”شَرَفُوا أَوْ غَرَبُوا“ پر ایسی معرکتہ الآرا بحث کی ہے کہ طبیعت باغ باغ ہو جاتی ہے، میں بخوف طوالت اس پر تبصرہ ترک کرتا ہوں اور نفس مفہوم پر اکتفا کرتا ہوں۔ تاج الشریعہ نے اس کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ خطاب اہل مدینہ، اہل شام، اہل یمن، اور ان حضرات سے ہے جن کا قبلہ نہ جہت مشرق ہے نہ مغرب، اور جن کا قبلہ جہت مشرق یا مغرب ہو ان کے لیے حکم یہ ہے کہ قضائے حاجت کے وقت وہ شمال یا جنوب کی طرف منہ یا پیٹھ کریں۔ تاج الشریعہ نے درس بخاری کے دوران حضرت ابو ایوب انصاری کے حالات بھی بیان کیے جس میں ان کا نام، کنیت، قبیلہ، خاندان حضور سے رشتہ داری، عقیدت و محبت، میزبان رسول بننے کا شرف، غزوات میں شرکت، قسطنطنیہ میں وصال اور دفن کا تفصیل سے تذکرہ فرمایا۔ تاج الشریعہ نے درس بخاری کے درمیان حدیث بخاری پر ”مالہ وما علیہ“ بحث کے بعد آداب خلا سے متعلق بھی بڑی مفید گفتگو فرمائی اور تفصیل سے بیان کیا کہ کس چیز سے استنجا کرنا چاہیے اور کس چیز سے استنجا ممنوع ہے، اس مقام پر یہ مسئلہ بھی بیان فرمایا کہ جس طرح بالغ کے لیے قضائے حاجت کے وقت استقبال قبلہ یا استدبار قبلہ ناجائز ہے اسی طرح اس کے لیے یہ بھی ناجائز ہے کہ بچوں کو قبلہ رخ بیٹھا کر پیشاب، پاخانہ کرائے، اس پر مزید یہ افادہ فرمایا کہ اگر بھول کر قبلہ رخ بیٹھ گیا تو بقدر امکان گھوم جائے اور اخراف

کرے ثبوت میں آپ نے درج ذیل جزئیات کا حوالہ دیا اور زبانی پڑھکر سنا بھی دیا، عالمگیری میں تبیین سے ہے ”وکرہ استقبال القبلة بالفرج فی الخلاء واستدبارھا وان غفل وقعد مستقبل القبلة یتحب لہ ان ینحرف بقدر الامکان کذا فی التبیین۔“ ویکرہ للمرأة ان تمسک ولدها للبول والتغوط نحو القبلة کذا فی السراج الوہاج۔“ (عالمگیری ج ۱ ص ۵۰) فتح القدیر میں ہے ”ولو نسی فجلس مستقبلاً فذکر یتحب لہ الانحراف بقدر ما یمکنہ لما اخرجه الطبری مرفوعاً من جلس یبول قبالة القبلة فذکر فتحرف عنها اجلاً لہا لم یقم من مجلسہ حتی یغفر لہ وکما یکرہ للبالغ ذالک یکرہ لہ ان یمسک الصبی نحوہا لیبول (ج ۱ ص ۵۹)

بلاشبہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کا درس بخاری جس کی آڈیو کیسٹ میں نے سنی، علوم و معارف کا انمول خزانہ ہے۔ تاج الشریعہ نے مذہب حنفی کے اثبات و اظہار میں دلائل و براہین کے انبار لگا دیے ہیں، جو کچھ فرمایا اصول روایت و درایت کی روشنی میں فرمایا ہے۔ ہر بات کو مستند حوالوں سے مزین کیا ہے۔ کتابوں کو دیکھے بغیر محض ایک مرتبہ سن کر لمبی لمبی حدیثوں کے متن کو بیان کرنا۔ اس کے راویوں پر جرح و تعدیل کی روشنی میں کلام کرنا، شارحین حدیث کے اقوال کو سامنے رکھ کر فنی اور اصولی انداز میں بحث کر کے ترجیح راجح کو ظاہر کرنا اور پھر درجنوں کتابوں میں پھیلی ہوئی دقیق اور طویل بحثوں کو سمیٹ کر آسان الفاظ میں پیش کرنا کوئی معمولی کام نہیں یہ کام وہی کر سکتا ہے جو تجر علمی، کمال استحضار، مجتہدانہ بصیرت اور فقیہانہ شان رکھتا ہو۔ اللہ رب العزت حضور تاج الشریعہ کی تربت پر رحمت و انوار کی برسات فرمائے اور ان کا علمی و روحانی فیضان ہمیشہ جاری رکھے۔ امین

تاج الشریعہ کے چند معرکہ آراء فتاویٰ کا انتخاب

از: (مفتی) عبدالحنان قادری رضوی مصباحی

(خلیفہ حضور تاج الشریعہ) بنارس

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اس وسیع و عریض رقبہ زمیں پر بے شمار خاصانِ خدا آئے اور چلے گئے اور گردش لیل و نہار کے ساتھ تاقیامت یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ بنی نوع انسان کا یہ نورانی کاررواں باہمی احتیاج کی بنیادوں کی طرف رواں دواں ہے۔ مگر انہیں میں کچھ ایسی عبقری شخصیتیں آتی رہی ہیں۔ جن کی علمی و عملی، دینی و ملی، تعلیمی و روحانی، تصنیفی و تالیفی، افتاء و فتویٰ نویسی اور تبلیغی خدمات کا سارا زمانہ اعتراف کرتا ہے۔ اور تشنہ کام افراد جن کے نقوش فکر و عمل میں اپنے درخشاں مستقبل کو تلاش کرتے ہیں۔

ایسی ہی ہمہ گیر، ہمہ جہت، انقلاب آفریں برگزیدہ یکستائے روزگار شخصیتوں میں درنایاب کی حیثیت رکھنے والی ذاتِ نبیرہ امامِ اہلسنت و ارث علومِ اعلیٰ حضرت، جانشین حضورِ مفتی اعظم ہند، مرجعِ عالم، فقیہِ اعظم، یادگارِ حجۃ الاسلام، جگر گوشہ مفسرِ اعظم، شیخ الاسلام و المسلمین، سیدِ المحققین، رئیسِ المحدثین، تاج الاسلام و تاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری قدس سرہ العزیز کی ہے۔ جن کی مقناطیسی شخصیت عالم اسلام خصوصاً برصغیر ہند و پاک میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ ہر جہت سے اپنے آباء و اجداد کے سچے وارث اور جانشین تھے۔ علم و فضل، زہد و تقویٰ، تفقہ فی الدین،

اور پاسداری شرع میں اپنے اسلاف کے عکس جمیل تھے۔ چمنستان رضا کی ہر مہکتی ہوئی کلی کو یہ طرہ امتیاز حاصل ہے کہ جہاں اپنے اپنے دور میں تبلیغ و ارشاد اور دعوت و اصلاح کے ذریعہ مسلمانان عالم کے ایمان و عقیدہ کی حفاظت و صیانت کی ہے وہیں یکے بعد دیگرے اپنے عہد زریں میں افتاء و قضا کے ذریعہ نہ صرف مسلمانوں کی کامل رہنمائی فرمائی ہے بلکہ دین و ملت کی رہنمائی کے لئے اپنے گلستان علم و فضل سے ایسی ایسی کلیوں کو جنم دیا ہے جنہوں نے پھول بن کر اپنے فیضان سے ایک عالم کو معطر و معبر کر دیا۔

خانوادۃ تاج الشریعہ:

میں فتاویٰ نویسی کی ایمان افروز روایت تقریباً (۱۷۸) سال سے چلی آرہی ہے۔ دنیا میں بہت کم خاندانوں کو ایسی لازوال سعادت نصیب ہوتی ہے کہ ایک ہی خاندان اور ایک ہی نسل میں کئی صدیوں تک علم و فضل کا دریا موجزن رہے اور دس نسلوں تک بھی اس کے تسلسل کی کوئی کڑی ٹوٹنے نہ پائے۔ علم و فضل کا یہ دریا بلار کے حضور تاج الشریعہ تک بہتا رہا اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ آپ کے نانا جان تاجدار اہلسنت شبیہ غوث اعظم، مفتی اعظم ہند حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنی بے پناہ خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر احیاء سنت و امامت بدعت اور دین و ملت پر ہونے والے طاغوتی حملوں کے دفاع کا جو عظیم کارنامہ انجام دیا ہے دنیاے سنیت اس سے بے خبر نہیں۔ سند تبلیغ و ارشاد ہو یا حلقہٴ اصلاح و ہدایت، معرکہٴ مجاہدہ و ریاضت ہو یا خلق خدا کی خدمت، حیات مقدسہ کا کوئی ایسا گوشہ نہیں جو طالبان حق کیلئے مشعل ہدایت نہ ہو۔ کچھ ایسی صلاحیتوں اور خوبیوں کے حامل آپ اپنے مستقبل کے جانشین کو دیکھنا چاہتے تھے۔ جو صحیح معنوں میں آپ کی جانشینی کا حق ادا کر سکے۔ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان جب اس نظریہ سے اپنے اطراف و جوانب کی طرف نظر دوڑاتے تو آپ کی نظر انتخاب حضور تاج الشریعہ پر آکر مرکوز ہو جاتی۔ کیونکہ آپ اہل علم

وفضل اور صاحب فتویٰ ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب تقویٰ بھی تھے۔ چنانچہ ایک موقع پر حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے حضور تاج الشریعہ قدس سرہ النورانی کو اپنی ملی و مذہبی وراثت خصوصاً افتاء و قضا جیسی اہم ذمہ داری سونپتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”اختر میاں اب گھر بیٹھنے کا وقت نہیں، یہ لوگ جن کی بھیڑ لگی ہوئی ہے سکون سے بیٹھنے نہیں دیتے اب تم اس کام کو انجام دو۔ اسے تمہارے سپرد کرتا ہوں۔“ (پھر حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا) آپ لوگ اب اختر میاں سلمہ سے رجوع کریں۔ انہیں کو میرا قائم مقام اور جانشین جانیں۔“

(فتاویٰ مرکزی دارالافتاء بریلی شریف)

لیکن کیا تھا خلق خدا آپ کی دیوانی ہوتی چلی گئی، اہل علم و دانش آپ کی زلف علم و فضل کے اسیر ہوتے چلے گئے اور آپ نے فتاویٰ نویسی، تصنیف و تالیف، تقریر و تحریر اور تبلیغ و ارشاد کے ذریعہ علوم و معارف کے وہ دریا بہائے کہ لوگ عیش و عشرت کراٹھے، آج بڑے بڑے قداور علماء اور دانشوران قوم و ملت آپ کی شوکت علمی کا لوہا مانتے ہیں اور ہستی دنیا تک آپ کے علمی و فکری کارناموں کو سنہرے حرفوں میں لکھا جاتا رہے گا اور کیوں نہ لکھا جائے کیونکہ آپ ہی علوم و فضائل حقیقی وارث و امین اور حضور مفتی اعظم ہند کے سچے وارث بنکر اکناف عالم کے گوشے گوشے کو اپنی علمی ضیاء باریوں سے تاحین حیات روشن و تابناک کرتے رہے، اور پوری دنیا کے علماء و فضلاء عوام و خواص اپنے پیچیدہ اور لایاخل مسائل کی مشکلات کے حل کیلئے رجوع فرماتے اور آپ انہیں اپنے فتاویٰ سے قرآن و احادیث کی روشنی میں اطمینان بخش جوابات مرحمت فرماتے کہ پھر اسکے بعد کسی مفتی کی طرف حل مسائل کیلئے رجوع کی ضرورت ہی نہیں پیش آتی۔ اسی مرجع الفتاویٰ، راس العلماء و الفضلاء قاضی القضاۃ فی الہند کے چند معرکہ آراء فتاویٰ قارئین کی نذر ہیں۔

معرکہ آراء فتاویٰ:

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ النورانی کی

حیات طیبہ ہی میں ۱۹۶۷ء سے فتویٰ نویسی کا کام آغاز کر دیا تھا اور تا دم حیات ۵۱ سال تک آپ مفتی دارالافتاء پھر قاضی القضاۃ کی حیثیت سے زینت دارالافتاء بنکر دنیا بھر کے استفتاؤں کے مدلل و مبرہن جوابات اردو، عربی، فارسی اور انگریزی زبان میں تحریر فرماتے رہے، اس عرصہ داز میں آپ کے نوک قلم سے بہت سے معرکہ آراء فتاویٰ لکھے گئے جیسا کہ:

(۱) ٹائی کا مسئلہ:

یہ فتویٰ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی ایک مستقل تصنیف بھی ہے اور معرکہ آراء فتویٰ بھی جس کو شہنشاہ صحافت حضرت مولانا محمد شہاب الدین صاحب رضوی نے استفتاء کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

”کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام کہ ٹائی کا باندھنا کیسا ہے؟ اور اس سلسلہ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز اور تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند علامہ الشاہ مصطفیٰ رضا خاں نوری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے کیا فتاویٰ دیئے۔ تفصیل سے واضح کریں۔“

المستفتی: محمد شہاب الدین رضوی

اس استفتاء کا جواب حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے نہایت ہی سلیجے ہوئے انداز میں تحقیق فرماتے ہوئے اسکے سارے پہلوؤں کو سامنے رکھ کر نہ صرف یہ کہ صرف اپنی کاوش سے دلائل شرعی و فقہی کی روشنی میں حکم شرعی کو واضح فرمایا ہے بلکہ اس موضوع پر حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان اور ان کے والد ماجد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کچھ فرمایا تھا اسے بھی ناظرین کے سامنے شرح و بسط سے بیان کر دیا ہے۔ یہ تصنیف لطیف ”ٹائی کا مسئلہ“ اکاؤن جید علماء کرام و مفتیان عظام کی تصدیقات سے مزین ہے۔

ٹائی کے بارے میں حضور مفتی اعظم ہند کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں: حضرت

اقدس (مفتی اعظم ہند قدس سرہ) کی خدمت میں رہنے والوں کا بارہا مشاہدہ ہوتا ہے کہ کسی کو ٹائی پہنتے دیکھتے سخت برہمی کا اظہار کرتے اور ٹائی اتروا دیتے تھے اور ٹائی کو عیسائیوں کا شعار بتاتے تھے، حضرت اقدس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فتویٰ چند وجوہ سے مؤید ہے۔ (ٹائی کا مسئلہ ص ۱۰)

نیز آگے مذکورہ کتاب (ص ۱۳) پر حضور تاج الشریعہ ٹائی کا حکم بیان فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں: عیسائیوں کے یہاں (ٹائی کی اتنی اہمیت ہے کہ مردہ کو بھی ٹائی پہناتے ہیں تو یہ ضرور ان کا مذہبی شعار ہے جو مسلم کیلئے حرام اور باعث ننگ و عار و نار ہے۔ مسلمانوں کو اس کی ہرگز اجازت نہیں ہو سکتی ان کے اوپر لازم ہے کہ اس سے شدید احتراز کریں، اور شرٹ پتلون وغیرہ بھی نہ پہنیں کہ صلحاء اور دینداروں کا لباس نہیں۔ الخ، اللہ رب العزت کا وعدہ ہے کہ یا ایہا الذین امنوا ان تنصر اللہ ینصرکم اے ایمان والو! اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ (پارہ ۲۶/ سورہ محمد آیت ۸)

(۲) نسبندی کی حرمت پر فتویٰ: حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے فقہی کمالات اور معرکہ آراء فتویٰ نویسی کی سب سے بڑی مثال وہ فتویٰ ہے جس نے ایوان اقتدار کو لرزہ برانداز کر دیا گیا تھا۔ زمانہ ۱۹۷۵ء کا تھا۔ قیام بنگلہ دیش کی تحریک میں اخلاقی اور فوجی مدد اور سقوط ڈھاکہ نے اس وقت کی وزیراعظم آنجہانی اندرا گاندھی کے حوصلے بلند کر دیئے تھے۔ پورے دیش میں ایمر جنسی لاگو کر دیا، اس ایمر جنسی کے کریلے پر سنجے گاندھی کا نیم چڑھا تو حالات اور دیگر گوں ہو گئے اسی وقت حساندانی منصوبہ بندی کا بخار حکومت کے سرچڑھ گیا آبادی پر کنٹرول کا ایک نادر منصوبہ ہاتھ آ گیا، حکم دے دیا گیا کہ مردوں کی نسبندی کر دی جائے۔ نس بندی ایک آپریشن جو مردانہ عضو تناسل کی چند مخصوص رگوں کا ہوتا ہے اور جس آپریشن کے بعد مردانہ مادہ منویہ کی تولید کی طاقت کو گنوا دیتا ہے۔ حکومت کے اشارے پر یہ کام دھڑلے سے شروع کر دیا گیا، بزور وقت اس سفاکانہ عمل کی انجام دہی پر دارالعلوم دیوبند کے مہتمم قاری محمد طیب کے جواز کا

فتویٰ گنجہ کو ناخن کے مصداق ہو گیا۔ ایسے افراد فقیہ کے ماحول میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے نس بندی کو از روئے شرع حرام قرار دیا۔ اس فتویٰ کے آتے ہی حکومت کی کارروائی کے خلاف رد عمل شروع ہو گیا، حکومت پریشان ہو گئی، چند بار سوخ لوگ بھیجے گئے تاکہ فتویٰ واپس لے لیا جائے مگر۔

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی

اللہ کے شیروں کو آتی نہیں رو باہی

آپ نے فتویٰ واپس لینے سے انکار کر دیا کسی دھمکی کی پرواہ نہیں کی بلکہ صاحبان اقتدار کو تنبیہ کی کہ ظلم اپنی انتہا کو پہنچ کر ختم ہو جاتا ہے۔ ۱۹۷۷ء کا جنرل الیکشن ان کی پیش گوئی کا ثبوت بن گیا پورے ملک سے کانگریسی اقتدار کا خاتمہ ہو گیا حتیٰ کہ اپنے آپ کو درگا کی اوتار سمجھنے والی اندرا گاندھی کو راج نرائن جیسے اوسط درجے کے لیڈر نے شرمناک شکست دی اور بعد میں مرکز کو کانگریس کی واپسی ہوئی مگر بعض صوبوں میں تو آج تک واپسی نہیں ہوئی، اور موجودہ دور میں جو کانگریس کی کسمپرسی والی حالت ہے وہ کسی پر مخفی نہیں ہے۔ (بحوالہ تجلیات تاج الشریعہ)

(۳) تصویروں کا شرعی حکم: جاندار کی تصویروں سے متعلق حضور تاج

الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کا ایک مستقل کتابچہ ہی ہے جو ۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے لکھنے کی وجہ خود حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

”ماہنامہ المیزان مجریہ ممبئی کا شمارہ بابت ماہ فروری ۱۹۷۶ء دفتر مرکز اہلسنت منظر اسلام محلہ سوداگران میں آیا فقیر سراپا تفسیر گدائے آستانہ قادری و رضوی کی نظر سے بھی یہ شمارہ گذرا۔ اس شمارہ میں نہایت حیرت انگیز امر جس نے سب کو چونکا دیا اور جس پر تمام اصحاب فکر بلکہ ہر دینی شعور رکھنے والے کی نظریں جم گئیں وہ عکسی تصاویر کے متعلق ایک استفتاء ہے۔ جو صورتاً استفتاء ہے مگر اپنے انداز و اطوار کے اعتبار سے گویا فتویٰ ہے

افسوس تو یہ ہے کہ غازی ملت حضرت ہاشمی میاں صاحب صاحبزادہ گرامی حضرت محمد محدث اعظم کچھوچھوی کی طرف اسکی نسبت کی گئی ہے۔“
چند سطور کے بعد آگے تحریر فرماتے ہیں کہ:

”ہمیں تو افسوس یہ ہے کہ ایسا مضمون حضرت مدنی میاں صاحب کی سرپرستی میں چھپا جنہیں شیخ الاسلام کہا جائے۔ بہر کیف دعوت دی گئی ہے تو ہم بھی حسب الحکم اس استفتاء کا جواب لکھنے پر مجبور ہیں۔
تصویر حرام:

خطبہ مسنونہ کے بعد آپ تحریر فرماتے ہیں:
”بے شک جاندار کی تصویریں بنانا، کھینچنا، کھینچوانا، خواہ دستی، خواہ عکسی، چھوٹی ہو یا بڑی، معظم ہو یا غیر معظم، اونچائی پر ہو یا فرش پر ہر انداز میں حرام حرام اشد حرام بد کام بد انجام ہے، اس کی حرمت پر متعدد دلائل قائم ہیں۔“
اس حکم حرمت پر اولاً آپ نے آیت قرآن اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْآخِرَہِ وَ اَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا مُّہِیْنًا۔ سے استدلال کیا۔ (بے شک جو اللہ و رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ نے ان پر دنیا و آخرت میں لعنت فرمائی اور ان کیلئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے)

آیت کریمہ کے ذیل میں حضرت عکرمہ کی حدیث سے استدلال فرما کر تحریر کرتے ہیں کہ آیت کریمہ میں مراد وہ لوگ ہیں جو تصویر بناتے ہیں۔ نیز اور بھی ۷ معتبر احادیث کریمہ سے اپنے موقف پر مختلف رواۃ حدیث کے حوالہ سے خصوصاً شیخین یعنی بخاری و مسلم اور ترمذی شریف کی احادیث سے استدلال پیش کرتے ہیں۔

اخیر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ”الحمد للہ احادیث سابقہ سے خوب مبرہن ہوا کہ تصویر ذی روح کی بنانا مطلقاً حرام اور احادیث واقوال صحابہ سے صاف ظاہر ہوا کہ حرمت بعد

زمانہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی باقی ہے اور اس حکم حرمت سے کسی تصویر کا بنانا مستثنیٰ نہیں، نہ ہرگز کسی حدیث سے کسی تصویر کو بنانے کی اجازت ثابت ہے۔“ (بحوالہ تصویروں کا شرعی حکم)

(۴) رویت ہلال کے ثبوت کی شرعی حیثیت:

جدید مسائل میں رویت ہلال سے متعلق موبائل، ٹیلیفون، فیکس، ای میل کے معتبر ہونے کا مسئلہ سرفہرست ہے، مفتیان کرام نے اس میں اپنے اپنے موقف کی روشنی میں الگ الگ احکام بیان کئے، کچھ جگہوں پر اسے جائز ثابت کرنے کیلئے سمینار بھی منعقد ہوئے، بعض مفتیان کرام نے ماہانہ رسائل و جرائد میں اپنے اپنے مضامین بھیج کر اپنا موقف بھی بیان کیا انہیں میں سے ایک حضرت علامہ مفتی عبید الرحمن صاحب قبلہ مدظلہ النورانی کی ذات بھی ہے جنہوں نے جواز کے قول کا موقف ماہنامہ اشرفیہ میں چند سالوں قبل چھپوایا اس موقف کے برخلاف اس حقیر و فقیر سراپا تقصیر نے بھی ایک مضمون تحریر کیا جو عدم جواز کا موقف ہے اسے ماہنامہ سنی آواز ناگپور نے نومبر ۲۰۱۳ء کے شمارہ میں شائع کیا۔ پھر چند مہینوں کے بعد اس سلسلہ میں مرشد گرامی سیدی وسندی حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کا کتابچہ نگاہوں سے گزرا جسمیں حضرت نے نہایت ہی شرح و بسط کے ساتھ مدلل و مبرہن جواب تحریر فرمایا کہ:

”رویت ہلال سے متعلق اجمیر شریف سے ہونے والے سمینار کے کچھ

مقالات ملاحظہ ہوئے سرفہرست ایک مکتوب پڑھوا کر سنا، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی جگہ سے اگر چند موبائل کے ذریعہ اگر رویت ہلال کی خبر پہنچے تو یہ خبر مستفیض ہے۔ جس پر عمل ضروری ہے اور یہ کہ یہ شہادت کے قبیل سے نہیں بلکہ خبر ہے لہذا مخبر کا حاضر ہونا ضروری نہیں۔ مخبر اگر دور ہو اور اس کی خبر کسی لہ کے ذریعہ سنی جائے تو بھی یہ خبر ہے اور اگر مخبر چند ہوں مثلاً چار، چھ، نو، بارہ تو خبر مستفیض ہے یہ خط کے تمہیدی کلمات اور اخیر جملوں کا مفاد ہے۔“

اب سوال یہ ہے کہ آیا ٹیلیفون وغیرہ کا اعتبار دربارہ رویت ہلال ہے یا نہیں اور اگر متعدد ٹیلیفون کسی شہر سے آجائیں کہ فلا جگہ رویت ہوئی تو یہ بمنزلہ استفاضہ ہوگا یا نہیں؟ ظاہر ہے کہ استفاضہ اعلیٰ درجہ کی خبر صحیح ہے اس مقام پر درج ذیل امور کا لحاظ ہونا چاہئے تھا جو نہیں ہوا صحت خبر کا مدار محض سماع پر نہیں بلکہ منجملہ شرائط معتبرہ کا اتصال بھی درکار ہے، اتصال بے ملاقات متصور نہیں۔ اسی لیے امام بخاری نے بالفعل ملاقات کو حدیث کی صحت کے لئے شرط قرار دیا اور امام مسلم نے امکان ملاقات کی شرط رکھی یعنی انھوں نے اس پر محمول کیا کہ راوی کی مروی عنہ سے بوجہ معاصرت ملاقات ہوئی ہوگی، اور جہاں روای اور مروی عنہ کے درمیان سیکڑوں واسطے ہوں تو بدیہی ہے کہ دونوں کا اتصال نہ ہو تو خبر متصل نہیں بلکہ منقطع ہے اور جب خبر منقطع ہے تو ہرگز بمنزلہ استفاضہ نہیں ہو سکتی اگرچہ متعدد منقطع باہم مل جائیں جب بھی وہ خبر متصل نہیں ٹھہر سکتی۔

یہاں سے ظاہر ہوا کہ شیخ مصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے استفاضہ کی جو تعریف

بایں الفاظ کی:

”معنی الاستفاضۃ ان تاتی من تلك البدة جماعات متعددة و

کل منهم یخبر عن اهل تلك البلدة انهم صاموا عن روية“۔

تحقیق استفاضہ کی شرط ہے نہ یہ کہ تحقق کی مختلف صورتوں میں ایک صورت کا بیان

ہے کہ اتصال بے ملاقات متصور اور ملاقات کے لئے جماعتوں کا آنا ضروری۔“

صاحب مکتوب نے غالباً یہ دیکھا کی علامہ رحمۃ کی عبارت مکتوب میں درج

باتوں کی صریح مخالف ہے تو اسکے تدارک کی یوں سعی کی:

”خبر مستفیض کی تشریح جو علامہ رحمۃ قدس سرہ نے کی ہے اپنے عہد کے لحاظ

سے کی ہے اسلئے کہ اس عہد میں ایک جگہ سے دوسری جگہ خبر پہنچانے کیلئے

اسکے سوا کوئی صورت نہیں تھی کہ جماعت آکر خبر دے (الی ان قال) خبر

مستفیض کی تشریح علامہ رحمۃ نے اپنے عہد کے لحاظ سے فرمائی ہے اور یہ خاکسار اس کی تشریح اپنے عہد کے لحاظ سے کر رہا ہے (اس مقام پر یہ ذہن نشین رہے کہ اس خاکسار کی تشریح علامہ موصوف کی تشریح کو باطل نہیں قرار دیتی بلکہ خبر مستفیض کی ایک دوسری شکل کی نشاندہی کرتی ہے) انتہی کلامہ“

ان کلمات کے پیش نظر صاحب مکتوب سے یہ پوچھا جائے کہ خبر مستفیض کی تقریر جو آپ نے پیش کی اس میں آپ منفرد ہیں یا آپ سے پہلے فقہاء و محدثین میں سے کسی نے خبر مستفیض کی ایسی تقریر کی۔ صاحب مکتوب نے خود اعتراف کر لیا کہ اس تقریر میں کوئی ان کا سلف نہیں جس کے وہ متبع ہوں بلکہ جناب نے بزم خود خبر مستفیض کی ایک دوسری شکل کی نشان دہی کی جس کا نام و نشان کتب فقہ میں نہیں، البتہ صاحب مکتوب سے اس دعوے پر سند کا مطالبہ ضرور ہے لہذا سند پیش کرنا لازم یا تو وہ یہ بتائیں کہ محل بحث میں آپ کی بات بے سند قابل قبول ہے یا یہ سب کے نزدیک بدیہیات و واضحات کے قبیل سے ہے کہ محتاج دلیل نہیں۔ بہر حال جبکہ یہ امر نزاعی ہے ہرگز بدیہی نہیں، مدعی کو دلیل قائم کرنا ضروری ہے ہاتوا برہانکم۔

بعدہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے استفاضہ شریعہ کی تحقیق انیق پیش فرمائی لیکن مضمون کی طوالت سے بچتے ہوئے ماسبق جواب ہی پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

(۵) چلتی ٹرین پر فرض و واجب نمازوں کی ادائیگی کا حکم:

مندرجہ بالا موضوع پر مجلس شرعی کے اس فیصلہ کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے جس میں یہ طے کیا گیا ہے کہ ”موجودہ ریلوے نظام کے تحت چلنے والی ٹرینوں میں جب وہ چل رہی ہوں اس وقت بھی فرض و واجب نمازوں کی ادائیگی جائز و صحیح ہے اور بعد میں ان کا اعادہ نہیں“ اس فیصلہ کے اثبات میں دو دلیل ذکر کی گئیں۔

پہلی دلیل: اس کی ایک دلیل خود اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی مذکورہ بالا عبارت ہے اس لئے کہ حنفیہ کے نزدیک مفہوم مخالف نصوص کتاب و سنت میں اگرچہ معتبر نہیں مگر عبارت فقہاء و کلام علماء میں ضرور معتبر ہے۔

”(ٹرین) انگریزوں کے کھانے وغیرہ کے لئے روکی جاتی ہے اور نماز کیلئے

نہیں تو منع من جھتہ العباد ہوا۔“ (فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۴۴، ہنی دارالاشاعت مبارکپور)

اس عبارت سے واضح ہے کہ اول کے لئے روکنے اور دوم کیلئے نہ روکنے کے سبب منع من جھتہ العباد ہونے کا حکم ہے اس کا مفہوم یہ ہوا کہ اگر دونوں کیلئے روکی جائے تو سرے منع ہی نہیں اور اگر دونوں کے لئے نہ روکی جائے تو منع من جھتہ العباد نہیں۔“

خود اسی عبارت سے مفہوم میں مستفاد ہوا کہ اب ٹرین چونکہ کسی فرد یا افراد کے کام کیلئے نہیں روکی جاتی تو منع من جھتہ العباد بالہذا چلتی ٹرین پر ادائے نماز کے بعد اعداء نماز کا حکم بھی نہ رہا۔ (نقل فیصلہ مجلس شرعی مطبوعہ ماہنامہ اشرفیہ جولائی ۲۰۱۳ء)

حضور تاج الشریعہ نے اعلیٰ حضرت کی عبارت کے مفہوم مخالف سے استدلال کرنے پر کئی جہتوں سے مضبوط گرفت فرمائی اور یہ واضح فرمایا کہ یہاں مفہوم مخالف ہے ہی نہیں اور مفہوم موافق چھوڑ کر مفہوم مخالف کے پیچھے دوڑنا کسی کے نزدیک صحیح نہیں، اس عبارت کا مفہوم موافق یہ ہے کہ ٹرین روکنا اس محکمہ کے اختیار میں تھا تو انگریزوں کے معمولی کام کے لئے روکنا اس محکمہ کے اختیار میں تھا تو انگریزوں کے معمولی کام کیلئے ٹرین روکتے تھے اور مسلمانوں کے دینی فریضے کیلئے نہیں روکتے تھے اور یہی صورت حال آج بھی ہے۔ یعنی ٹرین کا روکنا اپنے اختیار میں ہے، قانون اسی اختیار سے بنے ہیں، نماز کیلئے ٹرین نہ روکنا اسی اختیار سے ناشی ہے یہ نہیں کہ ٹرین کوئی شریر چوپایہ ہے جسے اپنے قابو میں کرنا دشوار ہے۔ منع من جھتہ العباد ہونے کے لئے یہ کب ضروری ہے کہ خاص فرد یا افراد کے حق میں ممانعت ہو، اگر ممانعت عام ہو تو منع من جھتہ العباد نہ رہے؟ کتب اصول

سے یہ دکھایا جائے کہ منع عام اگرچہ منع من جھتہ العبد ہو تو عذر مکتسب نہ ٹھہرے گا۔

حضور تاج الشریعہ نے فتاویٰ رضویہ کی درج ذیل عبارت ”ریل میں ہے اور اس درجہ میں پانی نہیں اور دروازہ بند ہے، تیمم کرے لانا کا لمحبوس فی معنی العجز مگر ۵۶/۱ سے یہاں تک ان پانچوں صورتوں میں جب پانی پائے، طہارے کر کے نماز پھیرے۔ لان المانع من جھتہ العباد (ج: ۱ ص: ۶۱۴ باب التیمم) سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ دروازہ بند ہونے سے جدوقت درپیش ہے کیا صرف ایک فرد خاص کو ہے باقی ضرورت مندوں کو دقت درپیش نہیں، ظاہر ہے کہ دوسروں کو بھی اس سے دقت ہو سکتی ہے، تو یہ دوسرے کے حق میں بھی مسلمان ہو خواہ کافر عام دقت کا باعث ہے تو کیا اس وجہ سے عذر سماوی ہو جائے گا؟ یہ کہاں ہے کہ منع من جھتہ العبد جہی ہوگا جب ایک فرد خاص یا چند افراد کے حق میں ہو اور اگر آدمی اپنے اختیار سے عام ممانعت کرے تو منع سماوی ہو جائے گا یہ محتاج نقل ہے اس پر صریح جز یہ درکار ہے۔

حضور تاج الشریعہ کے استدلال کا حاصل یہ ہے کہ عام ممانعت کے ضمن میں بھی خاص نماز سے روکنا اگر پایا جائے تو یہ منع من جھتہ العباد ہے اور اس صورت میں بھی حکم یہی ہے کہ چلتی ٹرین پر حسب امکان نماز پڑھ لے پھر بعد میں اعادہ کرے جیسا کہ اعلیٰ حضرت کی عبارت منقولہ بالا سے ظاہر ہے اور یہی صورت حال موجودہ ریلوے نظام کے تحت چلنے والی ٹرینوں میں بھی ہے کہ نہ نماز کیلئے روکی جاتی ہے نہ کسی کے کھانے کیلئے یہاں بھی عام ممانعت کے ضمن میں نماز سے روکنا پایا جا رہا ہے اس لئے یہاں بھی حکم وہی ہوگا جو اوپر مذکور ہوا یعنی حسب امکان ادائیگی پھر بعد میں اعادہ۔

(چلتی ٹرین پر فرض و واجب نمازوں کی ادائیگی کا حکم)

(۶) تین طلاقوں کا شرعی حکم:

تین طلاق کا شرعی حکم بھی حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کا معرکتہ

الاراء فتاویٰ میں سے ایک ہے جو ایک کتابچہ کی شکل میں شائع ہو چکا ہے۔ ۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۱۰ھ میں پاکستان سے غیر مقلد کا ایک کتابچہ اور اس کے ساتھ کچھ سوالات بغرض جواب حضور تاج الشریعہ کی خدمت میں آئے، آپ نے فوری طور پر جواب قلمبند فرمادیا، ان سوالات کا لب لباب یہ ہے کہ کیا بیک وقت تین طلاقیں دینے سے ایک ہی واقع ہوگی یا تین؟ کتابچہ میں غیر مقلد نے لکھا کہ ”ایک ہی واقع ہوگی“، جانشین حضور مفتی اعظم نے مفصل و مدلل طور پر غیر مقلد کی بہتان طرازی، ذہنی اختراع، آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ اور متقدمین کی کتابوں سے اسکی کتر بیونت اور اس کی خیانتوں سے نقاب کشائی کی ہے۔ اور آپ نے قرآن کریم، احادیث مبارکہ، خلفاء راشدین، ائمہ مجتہدین اور علماء سلف و خلف کے اقوال و اعمال سے یہ ثابت کیا ہے کہ یکبارگی تین طلاقیں دینے کی صورت میں بیوی پر تین ہی واقع ہوں گی۔ مزید برآں جانشین مفتی اعظم ہند قدس سرہ العزیز نے ان کی تضاد بیانیوں پر مضبوط گرفت فرمائی ہے اور غیر مقلدین پر سوالات بھی قائم کئے ہیں جو انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک ان کے سروں پر شمشیر برہنہ کی طرح لٹکتے رہیں گے اور وہ جواب دینے سے عاجز و قاصر رہیں گے۔ اس جواب کو ہم مختصراً قارئین کی نذر کرتے ہیں۔

”الجواب اللہم ہدایۃ الحق والصواب“

فی الواقع ائمہ اربعہ و جماہیر اہلسنت کا سلفا و خلفا اس امر پر اجماع ہے کہ یکبارگی تین طلاقیں دینے کی صورت میں بیوی پر تین ہی واقع ہوں گی اس امر میں کسی معتد بہ کا اختلاف نہیں، البتہ ظاہری اور آج کے غیر مقلد گمراہ بیدین جن کا اختلاف شرعاً کسی گنتی و شمار میں نہیں ضرور مخالف ہیں اور وہ خارق اجماع مسلمین، مفارق مومنین، مخالف دین و منکر شرع مبین صراط مستقیم سے دور نشہ ضلالت میں چور ہیں۔

(۷) ٹی وی ویڈیو کا آپریشن اور شرعی حکم:

ٹی وی، اور ویڈیو کے سلسلے میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان اور

حضرت علامہ سید محمد مدنی میاں اشرفی جیلانی کے درمیان جواز و عدم جواز پر سوال و جواب قائم ہوئے اور علامہ سید محمد مدنی میاں مدظلہ النورانی نے اپنے دلائل و براہین کی روشنی میں ٹی وی اور ویڈیو کی تصاویر کو اصل تصویر نہیں مانا صرف اسے کرن مانا اور کرن کی کوئی صورت میں نہیں ہوتی۔ لیکن جانشین حضور مفتی اعظم ہند وارث علوم اعلیٰ حضرت نے غایت درجہ آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے علامہ موصوف کے دلائل کو رد فرمایا اس میں سے صرف ایک اقتباس کو ہم قارئین کی نذر کرتے ہیں، حضور تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ علامہ موصوف کے ایک اقتباس کو نقل کر کے اس پر اپنی بات کو رد میں پیش کرتے ہیں۔

”علامہ موصوف رقم طراز ہیں کہ: ”ہر صاحب علم نجوبی واقف ہے جن نصوص میں جاندار کی تصاویر و تمثال کی حرمت مذکور ہے اس میں اس کے سربریدہ کر دینے، ٹکڑے کر دینے اور پامال کر دینے کی ہدایات بھی ہیں اور اگر وہ جائے اہانت میں ہوں تو ان کو رکھ چھوڑنے کی رخصت بھی ہے۔ اس سے اندازہ لگتا ہے۔ کہ تصاویر ممنوعہ وہی ہیں جو حقیقی معنوں میں تصاویر ہوں یعنی پائیدار ہوں، جنہیں سربریدہ بھی کیا جاسکے، جن کے عضو مٹائے بھی جاسکیں، جن کے ٹکڑے ہو سکیں اور جنہیں موضع اہانت میں رکھا بھی جاسکے“ (ٹی وی ویڈیو کا آپریشن ص ۶)

علامہ موصوف کے جواز کے استدلال پر حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان معارضہ قائم کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

(۱) ”اس پر گزارش ہے کہ جناب کے قول ”اندازہ لگتا ہے“ سے صاف ظاہر ہے کہ یہ جناب کا محض اندازہ ہے جس پر خود جناب کو یقین نہیں بلکہ یہ محض جناب کا گمان ہے۔ ورنہ جناب یوں فرماتے ہیں ”کہ یقین ہوتا ہے“ اور نصوص کا عموم جو خود جناب کو مسلم یقینی ہے۔ اور یقین شک سے زائل نہیں ہوتا، بلکہ اس کے لئے اسی کے مشل یقین کی حاجت ہے کما تقرر فی الاصول، تو محض اندازہ سے یہ نتیجہ نکالنا کہ حرمت تصاویر کے

نصوص کے عموم میں سرے سے ناپائیدار عکس داخل ہی نہیں، الخ شک سے یقین کو زائل کرنا ہے کہ نہیں، ضرور ہے، اور شک سے یقین کو زائل کرنا نادرست ہے۔

(۲) آپ مدعی ہیں کہ تصویر کی وضع پائیدار صورت کیلئے ہے جیسا کہ آپ کے کلمات سے ظاہر ہے، مگر اس دعویٰ کا ثبوت اندازہ لگتا ہے سے نہیں ہو سکتا، بلکہ لازم ہے کہ لغت سے یا شرع سے اس دعویٰ کا ثبوت دیجئے۔ اور شرع سے ثبوت دینا آکد و الزم ہے، کہ گفتگو حرمت تصاویر میں ہے اور حلت و حرمت احکام شرعیہ ہیں۔ اس طرح کے تقریباً دس اعتراضات حضور تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ نے علامہ سید محمد مدنی میاں اشرفی مدظلہ النورانی پر قائم فرمائے ہیں اور ٹی وی اور ویڈیو گرافی کو ناجائز و حرام قرار دیا ہے۔ اور حرمت کی دلائل تقریباً وہی ہیں جو راقم السطور نے تصاویر کی حرمت پر اس بیان میں رقم کیا ہے۔

لیکن افسوس برصغیر کا وہ مرشد گرامی و قاری شیخ طریقت، رہبر شریعت، وارث علوم اعلیٰ حضرت جانشین حضور مفتی اعظم ہند، نور دیدہ مفسر اعظم، سید المحققین، شیخ الحدیثین، اعلم العلماء، افقہ الفقہاء، مرجع المشائخ والفضلاء، تاج الاسلام و تاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری نور اللہ تعالیٰ مرقدہ وجعل الجنة مثواه جیسی نابغہ روزگار شخصیت نے مورخہ ۲۰ جولائی ۲۰۱۸ء مطابق ۷ ذی القعدہ ۱۴۳۹ھ بروز جمعہ بوقت نماز مغرب بحالت وضو لبہائے مبارک سے اللہ اکبر اللہ اکبر کی صداؤں کو جاری رکھتے ہوئے اپنے مریدین، متوسلین، معتقدین، اہل خانہ اعزہ و اقرباء کو، یہی نہیں بلکہ پوری دنیائے سنیت کے لاکھوں کروڑوں افراد کو روتا، بلکتا اور سسکتا چھوڑ کر داعی اجل کو لبیک کہہ کر ہمیشہ کیلئے داغ مفارقت دے گئے اور اپنی عزیز جان، جان آفریں کے سپرد فرمائی۔

ابر رحمت تیرے مرقد پر گہر باری کرے

حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری

خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کاررواں تجھ پر

لیکن جب تک کہ وہ دامن کے محلی سبزہ زار اور کوہسار و آبشار کی دلفریباں قائم رہیں
گی۔ گنگ و جمن کی جل ترنگ اور کوکب و انجم کی انجمن باقی رہے گی۔ دنیا اس یکتائے
روزگار کے علم و تحقیق، تصنیف و تالیف، فقہ و افتاء، نقد و نظر، بحث و مناظرہ، مذہب و مسلک
کی حفاظت و اشاعت، علمی و جاہت، علوم قرآن و حدیث پر استحضار و تبحر علمی، جود و نوال،
حسن و جمال، کو یاد رکھے گی۔

کتبہ: ابوالحسن احقر عبدالحنان قادری رضوی مصباحی

استاذ مدرسہ مجیدیہ سرائے ہڑیا بنارس

مورخہ یکم اگست ۲۰۱۸ء مطابق ۱۸ ذی القعدہ ۱۴۳۹ھ بروز بدھ۔



فتاویٰ تاج الشریعہ میں چند اصلاحی گوشے

عتیق الرحمن رضوی، نوری مشن، مالگائوں

دبستان بریلی شریف بالخصوص خانوادہ رضویہ اپنی دینی، علمی، روحانی، فقہی اور ملی قیادت اور خدمات کے حوالے سے محتاج تعارف نہیں۔ اس حائمان نے انگریزی سامراج کی مخالفت میں جہاں مجاہدانہ کردار ادا کیا، وہیں ہر معاملے و ہر محاذ پر ملت اسلامیہ کی قیادت و رہبری کا فریضہ انجام دیا۔ حضرت مولانا مفتی اعظم خاں علیہ الرحمتہ، مفتی کاظم علی خاں، مفتی رضا علی خاں، مولانا مفتی نقی علی خاں، امام احمد رضا خاں، حجتہ الاسلام مفتی حامد رضا خاں، مفتی اعظم علامہ مصطفیٰ رضا خاں، مفسر اعظم مفتی ابراہیم رضا جیلانی میاں، مولانا ربیعان رضا خاں رحمانی میاں علیہم الرحمتہ والرضوان اور ہمارے ممدوح سیدی سرکار تاج الشریعہ بدرالطریقہ، وارث علوم اعلیٰ حضرت، مظہر جمال حجتہ الاسلام، جانشین مفتی اعظم، شہزادہ مفسر اعظم، شیخ الاسلام والمسلمین علامہ مفتی اختر رضا خاں قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ تک علوم اسلامیہ، وخدمات دینیہ اور بالخصوص افتاء و فتویٰ نویسی کا ایک روشن باب ہے۔

مذکورہ بالا شخصیات میں اکثر کے علمی شہ پارے زیور طباعت سے آراستہ ہیں، یہاں دبستان بریلی کے مرکزی دارالافتاء کے گیارہویں مفتی (درج بالا ترتیب کے اعتبار سے) حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمتہ کے فتاویٰ سے چند اصلاحی گوشوں کو نقل کیا جاتا ہے۔ جن سے ہمارے فکر و اعمال اور نظریات کی اصلاح ہوتی ہے۔

علم پاک رسول ﷺ ناپنے والوں کی اصلاح:

سوال ہوا: جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کتنا علم دیا ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب ہو اور جو یہ عقیدہ رکھے کہ حضور کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں وہ کیسا ہے؟ اور جو چوپائے سے مشابہت دے وہ کون سا فرقہ ہے؟ کیا وہ مسلمان رہے گا؟ جو بدعتیہ کی کوفروغ دے اور پرچار کرے کیا وہ مسلمان ہے؟

ان سوالات کا مدلل قرآن و حدیث سے جواب ارشاد فرمائے اور علم غیب رسول ﷺ پر دلائل و براہین کے حوالے پیش کرتے ہوئے منکرین علم مصطفیٰ ﷺ کے باطل نظریات کی اصلاح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”یہ عقیدہ اہل سنت ہے اور جو مطلقاً علم غیب کی نفی حضور اکرم ﷺ سے یا کسی نبی علیہ السلام سے کرے وہ کافر ہے اور یہ کہنا کہ حضور کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں اہانت و نفی علم غیب میں صریح ہے، تو اس قول کے کفر ہونے میں کیا شبہ ہے اور چوپایوں سے علم نبی کو تشبیہ دینا بے شک کفر اور تاقابل اور اس کے ہم نوا اور اسے مسلمان جاننے والے سب کافر و مرتد بے دین ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم، بدعتیہ کی جو حد کفر کو پہنچی ہو اس کا مبلغ کافر ہے مسلمان نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم“

(فتاویٰ تاج الشریعہ، کتاب العقائد، ص ۱۶-۱۶۸، مطبوعہ جامعۃ الرضا بریلی شریف)

اللہ جل مجدہ، رسول اکرم ﷺ اور غوث پاک کے مابین جاہلانہ تقابل کی اصلاح:

ایک جگہ سے سوال آیا کہ کہ زید ایک محلہ کا چودھری ہے اور محلہ کے ہر مقدمہ کا فیصلہ انہیں کیا جاتا ہے وہ یہ کہتا ہے کہ خداوند قدوس کو ہر چیز کا علم ہے مگر ایک چیز سے غافل ہے لوگوں نے ان سے دریافت کیا کہ کس چیز سے خداوند قدوس غافل ہے؟ تو زید نے جواباً کہا کہ میاں بیوی کی صحبت سے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی بیوی نہیں ہے نیز زید یہ بھی کہتا ہے ہمارے بزرگانِ دین نے جو کام کر دکھائے ہیں ہمارے نبی نہیں کر سکے ہیں پوچھنے پر جواب دیا کہ مثلاً غوث پاک نے مردے کو زندہ کیا ہے مگر ہمارے نبی کر سکے۔

سائل کے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے زید کی جہالت اور کفریات کا رد و

اصلاح اس انداز میں فرماتے ہیں:

”اس شخص کی دونوں باتیں کفری ہیں اور اللہ عز وجل اور نبی ﷺ کی سخت اہانت و تنقیص پر مشتمل ہے اس پر فرض ہے کہ توبہ و تجدید ایمان کرے اور شادی شدہ ہو تو تحبید نکاح بھی کرے ورنہ ہر واقف حال مسلمان پر فرض ہے کہ اسے چھوڑے کہ مجبور ہو کر توبہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ تاج الشریعہ، کتاب العقائد، ص ۱۶۷-۱۶۸، مطبوعہ جامعۃ الرضا بریلی شریف)

کفار کی مجالس میں جانے والوں کی اصلاح:

ایک جگہ رام کچھن کی کہانی اور واقعات کو سننے سنانے سے متعلق سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

”ہنود کے پرکھوں کی کہانی اور واقعات سننا حرام بد کام بد انجام ہے اس کے مرتکب پر توبہ فرض ہے اور تجدید ایمان بھی کرے، ہدیۃ المہتدین چلی میس ہے: ”موافقة الکفار فی اقوالہم و افعالہم ایامہم الخاصة کفر۔“ (ہدیۃ المہتدین چلی مع اثبات النبوة) پھر آگے فرماتے ہیں:

”اور اگر ان واقعات کو سننا تحسین کے ساتھ ہے تو دوسری وجہ اس کے کفر کی ہے جو اشد و اشنع ہے۔ ہندیہ میس ہے: ”و تحسین امر الکفار اتفاقاً۔۔۔ الخ“ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ تاج الشریعہ، کتاب العقائد، ص ۱۶۹-۱۶۸، مطبوعہ جامعۃ الرضا بریلی شریف)

کچھ ناموں سے متعلق اصلاح:

ایک موقع پر عاشق الرحمن، اور معشوق اللہ، عاشق الہی نام رکھنے سے متعلق اصلاح پر جواب میں ارشاد فرمایا: ”درست ہے۔“ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ تاج الشریعہ، کتاب العقائد، ص ۱۷۰، مطبوعہ جامعۃ الرضا بریلی شریف)

واعظ کی اصلاح:

ایک جگہ ایک مقرر نے اللہ تعالیٰ کے تعلق سے مسئلہ حاضر و ناظر پر کچھ اس طرح کلام کیا کہ اللہ جل مجدہ اور رسول اکرم ﷺ کا تقابل کر بیٹھے، جو حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ سے سوال ہوا تو آپ نے قرآنی آیت سے واعظ کی اصلاح کرنے کے بعد رقم طراز ہیں:

”بلکہ کتاب و سنت و اجماع سے جو اسماء الہیہ ثابت ہیں انہیں پر اختصار واجب ہے۔ واعظ مذکور نے صاف صاف خدا پر حاضر و ناظر کا اطلاق کیا جو ناز ہے اور بعض جگہ حاضر و ناظر مان کر عقیدہ اہل سنت کے خلاف کامر تکب ہوایہ خود بہت سخت ہے پھر یوں سب طور تقابل کہ کہا کہ اللہ تعالیٰ بہت سی جگہوں میں حاضر و ناظر نہیں ہے اور نبی اکرم ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں، یہ صریح تنقیص کا کلمہ ہے جس سے توبہ و تجدید ایمان و تجدید نکاح چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ تاج الشریعہ، کتاب العقائد، ص ۷۷، مطبوعہ جامعۃ الرضا بریلی شریف)

نعت نگاری کی اصلاح:

بارگاہ تاج الشریعہ میں کسی نے ایک نعت پاک پیش کیا اور ساتھ یہ سوال کیا کہ نعت پاک کس انداز میں لکھنا چاہیے۔ سائل کے جواب میں حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں:۔
”نعت پاک میں دو باتوں کا خیال بہت ضروری ہے ایک تو یہ کہ حضور سرور عالم ﷺ کو مقام نبوت سے اونچا کر کے انہیں خدائی حد تک نہ بڑھایا جائے، اور دوسری یہ کہ ان کی شان رفیع کے خلاف کوئی کلمہ نہ لکھے۔

(فتاویٰ تاج الشریعہ، کتاب العقائد، ص ۲۹۳-۲۹۲، مطبوعہ جامعۃ الرضا بریلی شریف)

تبلیغ کے لیے ویڈیو بنانے والوں کی اصلاح:

افریقہ سے سوال ہوا کہ زید عالم ہے اور اعلیٰ حضرت کے مشن کو عام کرنے کے لیے ویڈیو بنانے کو جائز کہتا ہے اور دلیل یہ دیتا ہے کہ لوگ فلمیں دیکھتے ہیں تو اس سے بہتر ہے کہ علما کی ویڈیو دیکھیں گے۔ احادیث مبارکہ سے جواب ارشاد فرمانے کے بعد اس

طرح اصلاح فرماتے ہیں:

”سب سے زیادہ عذاب کے مستحق حکم الہی میں وہ ہیں جو فوٹو ذی روح کا کھینچتے کھنچواتے ہیں، اور تبلیغ کے لیے حرام کو ذریعہ بنانا حرام ہے۔ تبلیغ دین کچھ اس پر منحصر نہیں کہ ویڈیو پر علما و مشائخ وغیرہم کی تصویریں اتاری جائیں بلکہ یہ سرے سے تبلیغ دین ہی نہیں، یہ دین کو تماشا بنانا ہے، جو نری تصویر کشی سے زیادہ سخت ہے۔ ہم نے خود اعلیٰ حضرت کے کلمات سے ثابت کیا ہے کہ اس مقصد کے لیے بھی ویڈیو کا استعمال ہرگز جائز نہیں۔ ہمارا رسالہ ’ٹی وی۔ ویڈیو کا آپریشن‘ دیکھیں۔“

(فتاویٰ تاج الشریعہ، کتاب العقائد، ص ۲۹۵، مطبوعہ جامعۃ الرضا بریلی شریف)

نماز میں پیر کا تصور:

سوال ہوا زید کہتا ہے کہ وہ نماز میں صرف اپنے پیر کا تصور کرتا ہے کسی اور کا نہیں، اس کے جواب میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں:

”نماز میں حق تعالیٰ کی طرف توجہ رکھے پیر کا تصور کرنے کا حکم نہیں ہے، زید کو احتراز چاہیے، واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ تاج الشریعہ، کتاب العقائد، ص ۲۹۵، مطبوعہ جامعۃ الرضا بریلی شریف)

منکرین بیعت کی اصلاح:

بھولے بھالے مسلمان وہابیہ کے جالِ مکر و فریب کا شکار ہو جاتے ہیں، اور معمولات اہل سنت سے متعلق کشمکش کا شکار ہو جاتے ہیں اور کم علمی کے سبب وہابیہ کے دام فریب میں پھنستے چلے جاتے ہیں، اسی قسم پر کسی نے اعتراض کیا پیری مریدی کوئی چیز نہیں یا مرشد کی کوئی شرعی حیثیت نہیں وغیرہ یا ان کی کوئی حاجت و ضرورت نہیں، اس تعلق سے حضور تاج الشریعہ سے سوال ہوا تو آپ نے معترضین کے ہی معتمد اکابرین کے اقوال سے ان کا جواب یوں دیا:

”بیعت ہونا بلاشبہ جائز و مستحسن ہے اور خود قرآن عظیم سے ثابت ہے، قال تعالیٰ وابتغوا الیہ الوسیلۃ (سورہ مائدہ: ۳۵)۔ اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ زید (معتز) کے ہم خیال لوگوں کے مستند و معتمد خرم علی باہوری نے شاہ عبدالرحیم صاحب جو امام الوہابیہ کے دادا ہی کا قول بواسطہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی (امام الطائفہ کے چچا) سے نقل کیا کہ آیت میں بیعت سے مرشد مراد ہے۔ شفاء العلل ترجمہ القول الجلیل، مصنفہ خرم علی باہوری۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ تاج الشریعہ، کتاب العقائد، ص ۳۲۸، مطبوعہ جامعۃ الرضا بریلی شریف)

سرکارِ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے صیغہ تصغیر استعمال کرنے والوں کی اصلاح:

اکثر میلاد خوان غیر محتاط شعرا کے کلام میلاد کی محافل میں پڑھ دیتے ہیں جن میں ”کملی والے“ وغیرہ جیسے قابل گرفت اور غیر محتاط الفاظ سے سرکارِ صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کیا جاتا ہے اس تعلق سے سرکارِ تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان سے ایک شعر ے

کالی کسلی والے تم پر لاکھوں سلام

امت کے رکھوالے تم پر لاکھوں سلام

کے ساتھ استفسار ہوا تو آپ نے یوں رہنمائی فرمائی:

”کملی تصغیر کا لفظ ہے اور سرکارِ ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منسوب کسی چیز کی تصغیر

اگر چہ ازراہ محبت ہو، بوجہ ایہام و سوء ادب جائز نہیں ہے، پھر نعت میں وہ وصف بیان ہونا چاہیے جو ثابت ہو اور تعظیم و احترام پر شعر بنی ہو، کالی کملی لفظ محل کلام ہے اور اس شعر میں احترام بھی نہیں لہذا اس سے احتراز کریں۔“

(فتاویٰ تاج الشریعہ، کتاب العقائد، ص ۳۵۶، مطبوعہ جامعۃ الرضا بریلی شریف)

تعزیر کے سامنے فاتحہ:

محرم میں جاہل عوام تعزیر کے سامنے منتیں مانتے اور فاتحہ و چڑھا وغیرہ کا کام کرتے

ہیں، مروجہ تعزیریہ داری کے تعلق سے مسلک اہل سنت کا موقف روز روشن کی طرح عیاں ہے، تعزیریہ کے سامنے فاتحہ کے تعلق سے حضور تاج الشریعہ سے استفسار ہوا تو آپ نے برجستہ فرمایا: ”نفس فاتحہ و ایصال ثواب جائز و مستحسن ہے مگر تعزیریہ کے سامنے منع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔“ (فتاویٰ تاج الشریعہ، کتاب العقائد، ص ۱۷۳، مطبوعہ جامعۃ الرضا بریلی شریف)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گستاخوں کی سرکوبی:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق سوال ہوا کہ ہمارے علاقے کے کچھ لوگ ہیں جو آپ کی شان پاک میں نازیبا کلمات (جو اسقفیہ کے ساتھ تحریر ہے) کہتے ہیں، اور سوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کسی پیر کے تعلق سے ہے، اس پر تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

”حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی رسول علیہ السلام ہیں اور بشارت عظمیٰ: کلا وعد اللہ الحسنی [سورہ نساء: ۹۵] یقیناً آ بھی داخل ہیں ان پر ایسا تبرا کرنے والا خود مذہب قرآن مبین و کافر بے دین ہے، اور قرآن پر افترا کرنے والا ہے جو یہ کہتا ہے کہ معاذ اللہ قرآن کے مطابق۔۔ الخ [سوال میں مذکورہ جملہ] بلکہ ایسوں کے متعلق قرآن منسرماتا ہے: لیغیظ بہم الکفار [سورہ فتح: ۲۹] یعنی اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ سے کافروں کو جلاتا ہے اور واقعی صحابہ سے جلتے ہیں تو محض صحابہ سے جلن ہی ان کے کافر ہونے کے لیے کافی ہے ان پر تبرامزید دین و اسلام سے ان کی تبری و بے راہ روی کی دلیل ہے ایسا شخص جب تک توبہ و تجدید ایمان نہ کرے مسلمان نہیں۔ اور اگر کسی سے بیعت تھا تو بیعت فسخ ہو گئی اور نکاح بھی زائل ہو گیا اور پیرا اگر ایسا عقیدہ فاسدہ پر ہے تو اس سے تبری و بیزاری ضروری۔ اور اس سے

بیعت خود فسخ ہوگئی۔ اسے پیر جاننا منافی ایمان ہے اور ان لوگوں پر جو ایسے عقیدہ

والے کو پیر جانیں تجدید ایمان و تجدید نکاح فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔“

(فتاویٰ تاج الشریعہ، کتاب النکاح، ص ۴۲۲-۴۲۱، مطبوعہ جامعۃ الرضا بریلی شریف)

حضور تاج الشریعہ کے مجموعہ فتاویٰ پہلی جلد سے یہاں سرسری مطالعہ سے بطور نمونہ چند اصلاحی گوشے سپرد قلم کر دیے گئے، اگر تمام فتاوؤں کا باریک بینی و عرق ریزی سے مطالعہ کے بعد لکھا جائے تو اس موضوع پر بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مرشد کے فیضانِ علم و عمل کا صدقہ عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبحق غوث
الاعظم محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔



مواعظ حضور تاج الشریعہ کی تحریری تشکیل: ضرورت اور تقاضے

وسیم احمد رضوی
نوری مشن مالینگاؤں

یہ زمین ہدایت و رہنمائی سے کبھی خالی نہیں رہی، ہادی و رہنما ہمیشہ رہے ہیں۔ تاریخ انسانی کے پہلے بشر جناب آدم علیہ السلام کی شکل میں پہلے نبی بھی تھے۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے ساتھ ہی نبوت کا دروازہ بند ہو گیا۔ اور ہدایت و قیادت، سیادت و امامت اور رہنمائی کی ذمہ داری وارثین انبیاء کے سپرد ہوئی۔

علمائے اسلام و اولیائے کرام نے ہر دور میں اسلام اور احکام اسلام کی ترویج و اشاعت اور تحفیظ و تبلیغ کا فریضہ انجام دیا۔ تحریر و تقریر کے ذریعے اصلاح عقائد و اعمال و احوال، تزکیہ نفس، تصفیہ قلب، تربیت فکر و نظر، پرورش لوح و قلم کے ساتھ ساتھ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کیا۔ صوفیائے کرام کے قول و فعل اور کردار و عمل کی یکسانیت نیز خلوص و للہیت کے باعث ان کی باتیں دلوں کی تسخیر کا باعث ہوئیں۔

دورِ حاضر میں جانشینِ حضور مفتی اعظم، حضور تاج الشریعہ، بدر الطریقہ، سیدی و سندی و مرشدی، آقائی و مولائی حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری علیہ الرحمۃ، ان پاک باز ہستیوں میں سے تھے، جنہوں نے اپنی پوری زندگی اعلاء کلمۃ الحق اور احقاقِ حق و ابطالِ باطل

میں گزاری۔ آپ کی کتاب حیات کا ہر صفحہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے عبارت ہے۔ تحریر و تقریر، درس و تدریس، وعظ و نصیحت کے ذریعے آپ نے اپنے عہد میں بلا مبالغہ لاکھوں دلوں کو مسخر کیا اور حقیقی اسلام مسلکِ اہلِ سنت یعنی مسلکِ اعلیٰ حضرت کی پاسبانی کی۔

حضور تاج الشریعہ دبستانِ بریلی کے عظیم و جلیل نمائندہ اور گلشنِ اعلیٰ حضرت کے گل سرسبد تھے۔ آپ نے جہاں امام اہلِ سنت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کی اردو کتابوں کی تعریف فرمائی اور عربی کتب و رسائل کو اردو کے قالب میں ڈھال کر عرب و عجم کے تشنگانِ علوم و متلاشیانِ حق کی تسکین کا سامان کیا، وہیں متعدد اہم موضوعات پر علمی و ادبی، تحقیقی و تنقیدی اور اصلاحی کتب و رسائل تحریر فرما کر دورِ جدید میں تعلیماتِ اسلام کی حقیقی روح سے آشنا کیا اور تصلب فی الدین کی راہوں کو واضح کرتے ہوئے عزیمت و استقامت کی مثالیں قائم کیں۔ نیز وعظ و ارشاد کے ذریعے دین و سنّت کی ترویج و اشاعت کا فریضہ احسن انداز میں ادا کیا۔ آپ کی تصانیف، تراجم، حواشی و تعلیقات وغیرہ برصغیر کے علاوہ یورپ و افریقہ اور عرب میں مسلسل اشاعت پذیر ہیں۔ اور اہل علم و دانش ان سے استفادہ کر کے آپ کی علمی و فقہی جلالت کے معترف ہو رہے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ کی حیات طیبہ کا روشن و تابناک پہلو آپ کا صوفیانہ و قلندرانہ اور ناصحانہ و قائدانہ کردار بھی ہے۔ آپ کے رشحاتِ قلم کے ساتھ ساتھ آپ کی گفتگو، ملفوظات اور مواعظِ حسنہ اپنے اندر موضوعات و عناوین کا ایک جہان آباد کیے ہوئے ہیں اور اس دور میں آپ کے کردار و عمل اور قول و فعل کی یک رنگی، اثر آفرینی کا وصف پیدا کر دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی زبانِ مبارک سے نکلنے والے الفاظ دل میں گھر کر جاتے اور عقائد و اعمال کی تصحیح کا سامان کرتے ہیں۔ جس کے سیکڑوں نظائر ہم نے خود ملاحظہ کیے۔

ٹیکنالوجی کے عروج اور سائنسی ایجادات کے جدید دور میں جہاں اسلام کے مسئلہ اصول اور قوانین میں حالاتِ زمانہ کی رعایت کرتے ہوئے تغیر و تبدل کی باتیں کی جا رہی

ہیں، اور رخصت کے نام پر بے راہ روی کا راستہ کھولا جا رہا ہے۔ ایسے دور میں حضور تاج الشریعہ نے جدید ٹیکنالوجی اور سائنسی ایجادات کے حد شرعی میں استعمال کی نہ صرف تاکید کی، بلکہ عملی طور پر جدید وسائل و ایجادات کو شرعی حدود میں استعمال کر کے رخصت پسندوں کے لیے عزیمت کی مثال قائم کر دی۔ ہر ہفتہ مقررہ وقت پر آن لائن سوال و جواب کے سیشن کے ذریعے دنیا بھر سے آئے ہوئے سوالات کے جوابات دے کر رہنمائی کرتے رہے۔ یہ سلسلہ اخیر عمر تک جاری رہا۔ کئی سالوں پر محیط ان علمی و فقہی مجالس کو بطور ملفوظات جمع و ترتیب کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ مرتب شدہ چند مجالس کے ملفوظات ”انوار تاج الشریعہ“ کے نام سے www.thesunniway.com پر اپلوڈ کیے جا چکے ہیں۔ مگر اس میں مرتب کے نام کی صراحت نہیں۔

جس طرح سوال و جواب کے سیشن کے ذریعے حضور تاج الشریعہ نے عالم اسلام کی رہنمائی فرمائی، اسی طرح اپنے تبلیغی دوروں اور اجلاس کے ذریعے بلا مبالغہ کروڑوں لوگوں سے آپ نے خطاب فرمایا اور دین و سنیت کے پیغام کا ابلاغ کیا۔ مختلف ممالک کے بلاد و مزار کے دورے کیے۔ وہاں کی دینی ضرورت، حالات اور تقاضوں کے مطابق اہل اسلام کی رہنمائی فرمائی۔ اجلاس عام کے علاوہ مخصوص علمی و فقہی محافل و مجالس، سمینارز اور کانفرنسز میں شرکت کی اور خطاب بھی فرمایا۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ان مواعظ و خطبات کو قلم بند کر کے منظر عام پر لایا جائے۔ جس سے نہ صرف یہ کہ حضور تاج الشریعہ کی قائدانہ عظمت و مفکرانہ بصیرت کا ایک اور روشن باب وا ہوگا، بلکہ عالم اسلام کو دینی و فقہی، علمی و فکری، معاشرتی و معاشی، تعلیمی و تربیتی اور روحانی و اعتقادی غرض مختلف اور اہم موضوعات پر محیط گنج گراں مایہ میسر آئے گا، جو یقیناً اسلام پسندوں کے لیے کسی نعمت سے کم نہیں۔ اس لیے کہ حضور تاج الشریعہ کے مواعظ قرآن و حدیث اور فقہی استدلال سے مزین ہوا کرتے تھے اور ساتھ ساتھ کسی اہم نکتہ کو سمجھانے کے لیے

منطقی انداز بھی اختیار فرماتے تھے تاکہ تفہیم و ترسیل حق میں آسانی ہو۔ آپ کے مواظ و خطبات کو سننے والے اہل علم زبان و بیان پر آپ کی مہارت کے قائل ہیں۔

آج کا دور جہاں علم و استدلال کا دور کہلاتا ہے، وہیں فکری انحطاط اور سہل پسندی نے قوم مسلم کو جس قعر مذلت میں ڈھکیل دیا ہے، وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ جب منبر و محراب کے وارثین روایتی اور غیر معتبر تقریری کتابوں سے چند صفحات رٹ رٹا کر منصبِ قیادت کو رسوا کر رہے ہوتے ہیں تو دل خون کے آنسو روتا ہے۔ وقت اور حالات کے تقاضوں کو سمجھے بغیر روایتی بلکہ رٹی رٹائی تقریریں کر کے قوم کامالی و ذہنی اور جذباتی استحصال آج عام ہو رہا ہے۔ البتہ کچھ محتاط علما کے مستند و مدلل خطبات تحریری شکل میں دست یاب ہیں اور کچھ کتا ہیں خطابت کے لیے مستند روایات پر مشتمل مارکیٹ میں پائی جاتی ہیں، مگر یہ آٹے میں نمک کے برابر ہیں۔ جب کہ غیر مستند روایتی اور بے فائدہ تقریروں کی کتابوں کے ساتھ ساتھ بد مذہبوں کے کئی خطبا کے دروس و خطبات کی کئی کئی جلدیں مارکیٹ میں موجود ہیں۔ ایسے میں اور بھی ضروری ہو جاتا ہے کہ اکابر کے دروس و خطبات کو قلم بند کر کے منظر عام پر لایا جائے۔

اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے راقم نے عالمی مبلغ اسلام ترجمان حقیقت حضرت مولانا پیرزادہ محمد رضا ثاقب مصطفائی نقشبندی (بانی ادارۃ المصطفائی انٹرنیشنل) کے اصلاحی دروس و خطبات کی تحریری تشکیل کا ارادہ کیا اور کئی دروس ترتیب پا بھی چکے ہیں اور مختلف رسائل و جرائد اور اخبارات میں شائع بھی ہو چکے ہیں۔ اور اطلاع کے مطابق متعدد شہروں اور مساجد کے علما و خطبا ان دروس سے استفادہ کرتے ہیں۔ ان دروس کی ترتیب کا اہم مقصد جہاں اہل سنت کے اصلاحی خطبات کے خلا کو کچھ حد تک پُر کرنا ہے، وہیں ہماری جماعت کے مزاج و انداز کو سنجیدہ و مدلل خطبات کی طرف پھیرنا بھی ہے۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ کے خطبات اور دروس کی تحریری تشکیل و ترتیب کی جانب نوری مشن مالیکاؤں کے اہم رکن برادر م عتیق الرحمن رضوی نے توجہ کی۔ اور اس

کے لیے سب سے پہلا مرحلہ حضور تاج الشریعہ کے خطبات کی ریکارڈنگ حاصل کرنا تھا۔ انہوں نے تگ و دو سے حضور تاج الشریعہ کے ایک ہزار کے قریب خطبات کی ریکارڈنگز جمع کیں، اور کام کا آغاز کیا۔ کچھ خطبات ترتیب دے بھی چکے ہیں اور مزید بلکہ تمام (دستیاب) خطبات اور دروس علمی مجالس کو بھی تحریری شکل دینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ مگر یہ کام ٹیم ورک اور اکیڈمک طرز کا متقاضی ہے۔ ہماری خواہش تو یہ تھی کہ ”خطبات تاج الشریعہ“ حضور تاج الشریعہ کی حیات ہی میں مکمل ہو کر عام ہو جاتی۔ مگر ع

مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ کے عرس چہلم پر متعدد رسائل و جرائد نے تاج الشریعہ سے منسوب خصوصی نمبر نکالنے کا اعلان کیا۔ کچھ مقامات سے حضور تاج الشریعہ کی کتب و رسائل کی اشاعت کا اعلان بھی ہوا۔ یقیناً یہ قابل تحسین اقدام ہے۔ اسی کے ساتھ اے کاش! ایسا بھی ہو کہ حضور تاج الشریعہ کے عرس چہلم اور سیدی اعلیٰ حضرت کے صد سالہ عرس کے بعد سے لے کر حضور تاج الشریعہ کے پہلے عرس تک علما و محرک افراد کی ایک ٹیم تشکیل دی جائے۔ جو حضور تاج الشریعہ کے خطبات، علمی مجالس، ختم و افتتاح بخاری شریف کی محافل اور ان کے علاوہ حضور تاج الشریعہ کے جو بھی دروس و گفتگو، رکارڈنگ کی شکل میں میسر آئیں، انہیں موضوع کے اعتبار سے تقسیم کیا جائے اور تحریری شکل میں ترتیب دے کر حوالہ جات کی تخریج اور صحت کتابت کے ساتھ شائع کیا جائے۔ یقیناً یہ کام تھوڑی سی توجہ اور لگن سے پایہ تکمیل کو پہنچ سکتا ہے۔ کیوں کہ غلامانِ حضور تاج الشریعہ میں باصلاحیت اور محرک و مخلص افراد کی کمی نہیں۔ اور اگر یہ کام ہو گیا تو میری نظر میں ہم غلامانِ حضور تاج الشریعہ کی طرف سے بارگاہِ حضور تاج الشریعہ میں بہت بڑا خراج عقیدت بھی ہوگا اور جملہ اہل سنت بالخصوص کروڑوں عاشقانِ حضور تاج الشریعہ پر احسان بھی۔

تاج الشریعہ کی تصانیف کی فہرست

محمد عطاء اللہ حسینی مصباحی ابوالعلائی
ناظم جامعۃ المدینہ فیضانِ رضا، بریلی شریف

ملک ہندوستان کے صوبہ اتر پردیش کے شہر بریلی شریف میں خانوادہ رضا ایک نہایت ہی مشہور و معروف خانوادہ ہے جس کی خصوصیات ماوشا کیا بیان کر پائیں لیکن ان خصوصیات کی جھر مٹ میں تین خصوصیات امتیازی حیثیت رکھتے ہیں:

(۱) عشقِ رسول مقبول ﷺ (۲) فقہ و فتاویٰ (۳) تصنیف و تالیف۔

عشقِ رسول مقبول ﷺ کا جائزہ لینا ہو تو اس خانوادے کے افراد کی تمام زندگی کو چھوڑ صرف ان کے نعتیہ دیوان ہی دیکھ لیا جائے تو بات اظہر من الشمس ہو جائے گی۔ رئیس المتکلمین علامہ نقی علی خان کا کوئی نعتیہ دیوان تو نہیں لیکن اگر آپ کا عشقِ رسول ﷺ دیکھنا ہو تو آپ کی صرف ایک تصنیف ”تفسیر الم نشرح“ دیکھیے۔

امام اہل سنت کے تعلق سے بیان کرنے کی کوئی ضرورت تو نہیں پھر بھی اگر کسی کو دیکھنا ہو تو صرف ”حدائقِ بخشش“ کا ایک نظارہ کر لے۔ استاذِ زمن کے عشقِ رسول ﷺ کی جھلک دیکھنے کے لیے ”ذوقِ نعت“ دیکھا جاسکتا ہے، حضورِ جتہ الاسلام کی محبتِ رسول ﷺ کے لیے ”بیاضِ پاک“ ملاحظہ کیا جاسکتا ہے، حضورِ مفتی اعظم ہند کیسے عاشقِ رسول ﷺ تھے؟ جاننے کے لیے صرف ”سامانِ بخشش“ پر ایک نظر کر لیا جائے، ریحانِ ملت

محبت رسول میں کیسے سرشار تھے؟ اس کے لیے ”ریحان بخشش“ کا مطالعہ کافی ہے۔

فقہ و فتاویٰ میں اس خانوادے کی کارکردگی کی بھی ایک جھلک دیکھیے:

”حضرت مولانا رضا علی خاں کی فتویٰ نویسی کا آغاز 1246ھ/1831ء انجام
1282ھ/1865ء، امام احمد رضا کی فتویٰ نویسی کا آغاز 1286ھ/1869ء، انجام
1340ھ/1921ء حجت الاسلام مفتی محمد حامد رضا خاں کی فتویٰ نویسی کا آغاز 1312ھ/
1895ء، انجام 1362ھ/1942ء مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا نوری کی فتویٰ نویسی کا
آغاز 1338ھ/1910ء انجام 1402ھ/1981ء۔ (ماہنامہ فیض الرسول براؤں
ص 28/ بابت جمادی الاولیٰ، 1410ھ/ دسمبر 1989ء شمارہ جلد ۱۷ مضمون از علامہ
محمد ابراہیم خوشتر صدیقی رضوی افریقی)

تصنیف و تالیف کے میدان میں بھی اس خانوادے کا کوئی ثانی نہیں ایک نظر ذرا
اس پر بھی کیجیے:

خاتم المحققین امام المتکلمین علامہ نقی علی خان علیہ الرحمہ نے تقریباً ۴۰ کتابیں قوم و
ملت کو عطا فرمائی (بحوالہ تاریخ مشائخ قادریہ، ج: ۲، ص: ۲۹۶)۔ امام اہل سنت مجدد
دین و ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری رضی اللہ عنہ نے ۱۰۵ علوم و فنون پر مشتمل
علم و حکمت سے لبریز تقریباً ۱۰۰۰ کتابوں سے اہل سنت کو شاد کام کیا (بحوالہ امام احمد رضا
کی نعتیہ شاعری، ص: ۵۹)۔ استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خان علیہ الرحمہ نے ۶
کتابیں نذر اہل سنت کیں، حجت الاسلام حضرت علامہ حامد رضا خان علیہ الرحمہ کے نوک قلم
سے ۱۴ تصنیفات معرض وجود میں آئیں (بحوالہ تذکرہ جمیل، ص: ۱۸۴)۔ حضور مفتی
اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ نے بھی ملت اسلامیہ کو ۴۰ کتابوں کا تحفہ
دیا (فتاویٰ مصطفویہ، ص: ۱۷۷-۲۴)۔

درج بالا مختصر تجزیہ کے بعد اب لاکھوں دلوں کی دھڑکن اور آنکھوں کی ٹھنڈک حضور

تاج الشریعہ کا بھی مذکورہ خصوصیات کا ایک مختصر جائزہ دیکھتے چلیے۔ حضور تاج الشریعہ کی محبت رسول ﷺ ”سفینہ بخشش“ سے عیاں ہے، آپ نے فقہ و فتاویٰ کا سلسلہ ۱۹۶۷ء میں شروع فرمایا اور تاحین حیات کسی نہ کسی طرح یہ سلسلہ جاری رہا، گویا آپ کے فقہ و فتاویٰ کی خدمات کا دائرہ تقریباً پچاس سالوں کو محیط ہے اور آپ کی تصنیفات و تالیفات کی تعداد مفتی یونس رضا ویسی صاحب قبلہ کی تیار کردہ فہرست کے مطابق ۶۱/ ہیں۔

اس مختصر جائزہ کے بعد سر دست اب حضور تاج الشریعہ کی تصانیف کی فہرست اور تقریباً یک جملہ تبصرہ پیش خدمت ہے:

آثارِ قیامت:

”علامات صغریٰ“ سے متعلق ”کنز العمال“ کی ایک ایسی حدیث پر مشتمل جو تقریباً قیامت کی ۷۲ نشانوں کو محیط ہیں۔

ٹائی کا مسئلہ:

ٹائی کے عدم جواز پر مدلل و مبرہن نہایت معرکہ الآرا کتاب۔

ہجرت رسول:

سیرت رسول مقبول ﷺ کا ایک انقلاب آفریں حصہ ”ہجرت رسول ﷺ“ پر روشنی ڈالتی کتاب۔

تصویروں کا حکم:

تصاویر کی حرمت پر احادیث مبارکہ اور اقوال علمائے کرام سے مزین ایک قابل مطالعہ کتاب۔

حضرت ابراہیم کے والد کا نام:

حضرت ابراہیم کے والد محترم کا اسم گرامی کیا تھا؟ آذر یا تارح؟ اس تعلق سے

نہایت اہم تحقیق۔

دفاع کنز الایمان، ۲ جز:

۱۹۷۶ء میں دیوبندی مولوی امام علی قاسمی رائے پوری کی شائع ہونے والی گمراہ کن

کتاب ”قرآن پر ظلم“ کا ردِ بلخ۔

شرح حدیث نیت: حدیث نیت کی ایک شاندار تشریح و توضیح۔

تین طلاقوں کا شرعی حکم:

طلاق ثلاثہ کے تعلق سے ایک مدلل کتاب، شاندار لب و لہجہ اور فصیح و بلیغ اردو کی

چاشنی کے ساتھ۔

ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن:

ٹی وی پر دینی پروگرام دیکھنا، دکھانا اور دینی پروگرام کی ویڈیو بنانا جائز ہے یا ناجائز

؟ پر مشتمل ایک تحقیقی کتاب۔

چلتی ٹرین میں فرض و واجب نمازوں کا حکم:

مجلس شرعی کے فیصلے کے ہر حصہ پر گرفت اور ان کے دلائل کا مختلف حیثیتوں سے

منصفانہ جائزہ۔

جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ہلال کے ثبوت کی شرعی حیثیت:

متعدد ٹیلیفون اور موبائل سے حاصل شدہ خبر، خبر مستفیض نہ ہونے پر مشتمل۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری سے امام اہل سنت کی محبت و

عقیدت اور بعض کی طرف سے لگائے گئے بے بنیاد الزامات کا جواب۔

سنو چپ رہو:

مسئلہ ”حق نبی“ ﷺ عند القراءۃ پر تحقیقی کتاب۔

المعتقد المعتقد اور المستند المعتمد بناء نجاۃ الابد مترجم:

علم کلام میں ایک معرکہ الآرا کتاب اور اس کے حاشیے کا عمدہ ترجمہ ہے۔

انوار المنان فی توحید القرآن:

یہ علم کلام کے موضوع پر حضور سیدی اعلیٰ حضرت کی لاجواب کتاب کا اردو ترجمہ جو

کلام لفظی اور کلام نفسی کی تحقیق پر مشتمل ہے۔

القول الفائق بحکم اقتداء بالفاسق:

داڑھی حد شرع سے کم رکھنے والے شخص کی امامت کی عدم اہلیت پر ایک مختصر مگر قابل مطالعہ۔

الفردۃ فی شرح البردۃ:

مدحت رسول مقبول ﷺ میں امام عشق حضرت علامہ امام بوسیری مشہور و معروف

کتاب ”قصیدۃ البردۃ“ کی اب تک کی شروحات میں سے رضوی و ازہری قلم سے ایک

بہترین شرح۔

فضائل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق:

فضائل صدیق اکبر پر سیدی اعلیٰ حضرت کی عربی تصنیف ”الزلال الانتی من بحر سبقتہ

الاتقی“ کا محاورہ اردو ترجمہ۔

ترجمہ قصیدتان رائعتان:

سیف اللہ المسلمول علامہ فضل رسول بدایونی کی بارگاہ میں اعلیٰ حضرت کی طرف

سے ۱۳۱۳ اشعار پر مشتمل خراج عقیدت و محبت کا اردو ترجمہ۔

المواہب الرضویۃ فی الفتاویٰ الازہریہ معروف بہ فتاویٰ تاج الشریعہ:

حضور تاج الشریعہ کے فتاویٰ کا مجموعہ جو تقریباً ۵۱ جلدوں میں شائع ہوگی اور اب

تک اس کی دو جلدیں شائع ہو چکی ہے۔
سفینہ بخشش:

یہ حضور تاج الشریعہ کا شعری دیوان جو اردو کے علاوہ عربی اور فارسی اشعار پر مشتمل ہے۔
تعلیقات الازہری علی صحیح البخاری وعلی حواشی المحدث السہارنفوری:
بخاری شریف اور محدث سہارن پوری کے حاشیہ پر قیمتی تعلیقات۔

حقیقۃ البریلویہ المعروف بہ مرآۃ النجدیہ:

بدنام زمانہ مصنف ”احسان الہی ظہیر“ کی ہفوات و اتہامات سے لبریز بدنام زمانہ کتاب ”البریلویہ“ اور اس کے مقدمہ نگار ”قاضی عطیہ محمد سالم“ کی طرف سے مصنف کی بے جا تعریف اور اہل سنت پر غلط الزامات سے بھری تقدیم کا نہ صرف ردِ تبلیغ ہے بلکہ منہ توڑ جواب بھی ہے۔

تحقیق أن أبا ابراہیم ”تاریح“ لا ”آزر“:

”معرب من الکلام الاعجمی علی حروف المعجم“ پر شیخ احمد شاہ کی تعلیق میں ہونے والی ایک لغزش کا رد۔

فقہ شہنشاہ وان القلوب بیدالمحبوب بعطاء اللہ:

لفظ ”شہنشاہ“ کا مفہوم اور نبی کریم ﷺ کے لیے لفظ ”شہنشاہ“ کے استعمال اور محبوبانِ خدا کا بعطاء الہی دلوں پر قبضہ کے اثبات پر مشتمل امام اہل سنت کے رسالہ کا عربی ترجمہ۔

الامن والعلی لنا عتی لمصطفی بدافع البلاء:

نبی کریم ﷺ کے دافعِ بلاء، حاجت روا، مشکل کشا اور صاحبِ عطا ہونے پر اعلیٰ حضرت کے رسالہ کی تعریف۔

شمول الإسلام لأصول الرسول الكرام :

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء و امہات حضرت عبد اللہ و آمنہ سے حضرت آدم و حوا تک کے اہل اسلام و توحید ہونے کے اثبات پر اعلیٰ حضرت کے رسالے کی تعریف۔

الصحابۃ نجوم الاهتداء:

حدیث پاک ”اصحابی کالنجوم بأیہم اقتدیتم اہتدیتم“ کو موضوع قرار دیے جانے کا کامل رد۔

الحق المبین:

ابوظہبی سے ایک شائع ہونے والا مجلہ ”الہدی“ میں مذہب حقہ کے خلاف نظریات کی شاندار تردید۔

عطایا القدیر فی حکم التصویر:

حرمت تصاویر پر امام اہل سنت کی نہایت اہم کتاب کی تعریف۔

الہاد الکاف فی حکم الضعاف:

اذان میں کلمہ اشہدان محمداً رسول اللہ سن کر انگوٹھے چومنے آنکھوں سے لگانے کے جواز سے متعلق امام اہل سنت کے رسالہ کی تعریف۔

قوارع القہار علی مجسمۃ الفجار:

قرآن مجید کی آیات متشابہات پر آریہ اعتراضات کے تحقیقی جواب اور جسمیت باری تعالیٰ کے قائل فاجروں پر قہر فرمانے والے (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے سخت مصیبتیں ڈھانے والا یہ رسالہ کی تعریف۔

سدالمشارع فی الرد علی من یقول ان الدین یتغنی عن الشارع:

مذہب اسلام کا شارع علیہ السلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے نیاز ہونے کے

باطل نظریہ کی بزبان عربی تردید۔

تیسیر الماعون للسکّن فی الطاعون:

طاعون کے خوف سے مقام خوف سے فرار ہونے سے متعلق امام اہل سنت کے رسالے کی تعریف۔

شرح حدیث الاخلاص:

حدیث ”انما الاعمال بالنیات“ کی تشریح و توضیح کرتا ہوا ایک انوکھا رسالہ۔

اہلاک الوہابیین علی توہین قبور المسلمین:

وہ مسائل جن کی اشاعت شیخ عبدی محمد بن عبد الوہاب نے کی اس کی تردید پر مشتمل امام اہل سنت کے رسالے کی تعریف۔

برکات الامداد لاہل الاستمداد:

اہل اللہ سے مدد طلب کرنا ایک جائز امر ہے نہ کہ شرک۔ اس تعلق سے امام احمد رضا

خان کے رسالے کا عربی ترجمہ

تقدیم تجلیۃ المسلم فی مسائل من نصف العلم:

اعلیٰ حضرت کی اردو تصنیف ”تجلیۃ المسلم“ پر حضور تاج الشریعہ کی بڑی زوردار تقدیم۔

النہی الاکید عن الصلوۃ وراء عدی التقليد:

اعلیٰ حضرت کی اردو تصنیف کی ازہری قلم سے تعریف۔

نہایۃ الزین فی التحفیف عن ابی لہب یوم الاثنين:

یہ عربی زبان میں ہے سرکارِ دو عالم ﷺ کے پیر کے دن ولادت پر خوشی میں ابو

لہب کا اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کرنے کی تکذیب کی تردید پر حضور تاج الشریعہ کی عربی

تصنیف و تحقیق۔

العطا یا الرضویہ بالفتاویٰ الازہریہ:

عربی زبان میں ہونے والے سوالات کے عربی جوابات۔

ملفوظات تاج الشریعہ:

حضور تاج الشریعہ علمی شہ پارے جن کا تعلق فرمودات و ارشادات سے ہیں۔

نبذة حياة الامام احمد رضا:

سیدنا امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کی سوانح عمری بڑے مختصر انداز اور عربی زبان میں۔

سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح، دامن باغ سبحان

السبوح، القمع البین لآمال الکذبین

یہ تینوں کتابیں اعلیٰ حضرت کی تصنیف لطیف ہیں جن کی تعریف و تحقیق حضور تاج

الشریعہ کے قلم سے۔

نمودج حاشیہ الازہری علی صحیح البخاری:

بخاری شریف پر محشی احمد علی صاحب محدث سہارن پوری بعض عبارت پر گرفت کا

ایک حصہ۔

ازہر الفتاویٰ، ۳ جز:

یہ فتاویٰ بھی انگلش زبان میں ہے اور ان سوالوں کے جوابات درج ہیں جن کا تعلق

بیرون ممالک کے مسائل سے ہیں۔

A JUST ANSWER TO THE BASED
AUTHOR:

یہ انگلش میں شاندار کتاب ہے جو علم کلام و عقائد کے موضوع پر ہے اور اس میں ایمان

کفر، اور تکفیر کے مباحث دلائل و براہین کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ نوح حامیم کیلر کے

چند اٹھائے گئے بے جا اعتراض کا علمائے حرین کے حوالے سے عمدہ تعاقب بھی ہے۔

FEW ENGLISH FATWA:

حضور تاج الشریعہ سے بعض انگلش میں پوچھے گئے سوالات کے جوابات۔

FATWA ON WEARING OF THE TIE:

ٹائی کے عدم جواز اور عیسائی کے مذہبی شعار ہونے پر انگلش زبان میں ایک تحقیقی رسالہ۔
 راقم کو حضور تاج الشریعہ کے حاصل ہونے والے برقی کتب و رسائل (یعنی پی ڈی ایف) اور دیگر اہل قلم کے تبصرہ سے ماخوذ حضور تاج الشریعہ کے کتب و رسائل کا مختصر تبصرہ
 سپرد قسط اس کرنے کی سعادت حاصل کی گئی۔ مزید بھی لکھا جاسکتا تھا لیکن وقت اور
 صفحات کی قلت نے صرف قلم سے مجبور کر دیا۔



حضرت تاج الشریعہ کہیں شبہم تو کہیں طوفاں

سید عبدالمسجود حبیبی

بھدرک، اڑیسہ

اقبال نے کہا ہے:

اے رہرو فرزانہ رستے میں اگر تیرے

گلشن ہے تو شبہم ہو صحرا ہے تو طوفاں ہو

انسان دنیا میں آکر آنکھیں کھولتا ہے۔ دنیا کے حسن و جمال کو دیکھتا ہے۔ کوئی دنیا کی رنگینیوں میں ایسا گم ہو جاتا ہے کہ اسے خبر نہیں رہتی کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے اور ہم کیا کر رہے ہیں۔ لاکھ اسے مہینز لگاؤ لیکن وہ جاگتا نہیں ہے۔ اسے نشیب و فراز کی تمیز رہتی ہے نہ اسے اندھیرے اجالے کا فرق نظر آتا ہے۔ سورج کب نکلے اور غروب ہو گیا، شام کیا بہار دکھا گئی، صبح اپنے حسین چہرے میں کیا رونق بکھیر رہا ہے، اسے کچھ پتہ نہیں چلتا۔ لیکن کچھ ہستیاں حساس ہوتی ہیں وہ دنیا اور دنیا والوں کو بڑے غور سے دیکھتی ہیں۔ اس کے حسن و قبح کو خوب سمجھتی ہیں۔ دنیا میں اپنا ہر قدم سنبھل کر ڈالتی ہیں کہ کہیں کچھ سے داغدار نہ ہو جائے۔ وہ سمجھتی ہیں اگر ہمارا دامن داغدار ہو گیا تو دنیا ہنسے گی۔ ایسی ہستیاں خوب سمجھتی ہیں کہ ایک شخص پہاڑ سے گر کر تو سنبھل سکتا ہے لیکن لوگوں کی نظروں سے گر کر سنبھلنا اس کے لئے آسان نہیں ہے۔ ایسے لوگوں کی زندگی دوسروں کے لئے قابلِ عبرت ہوتی ہے۔ ان کے چہرے کو دیکھ کر لوگ متاثر ہوتے ہیں۔ ان کے کردار و عمل سے لوگ نصیحت پکڑتے ہیں۔ ان کی زندگی کا ہر حصہ دوسروں کے لئے نمونہ ہوتا ہے۔ یہ لوگ نفسِ امارہ کے غلام نہیں ہوتے۔ ان کی

زندگی دوسروں کے لئے وقف ہوتی ہے۔ کانٹوں سے الجھتے ہیں اور نہ پھولوں کو مسلتے ہیں۔

اقبال مذکور شعر میں دنیا کے عقلمندوں سے کہتے ہیں کہ اس دنیا کی زندگی میں سفر کرنے والوں کو کبھی گلشن تو کبھی صحرا سے سابقہ پڑتا ہے۔ گلشن میں ہزاروں پھول کھل رہے ہیں۔ ان کے حسن و جمال کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی قدرت سمجھ میں آتی ہے۔ کبھی انہیں نقصان پہنچانے کی کوشش مت کرنا۔ ان کے لئے شبنم بن کر ان کی زندگی کو تازگی بخشنا، تازہ پھول اپنے خالق کی تسبیح پڑھ کر اسے یاد کرتے ہیں۔ تم انہیں اجاڑنے کی کوشش مت کرنا۔ انہیں تازہ رکھنے کی طرف دھیان دینا۔ اسی میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے۔ عام انسانوں کا مفاد اسی میں ہے۔

اگر تمہاری زندگی کے سفر میں صحرا و بیاباں آجائیں جہاں تیز ہوائیں چلتی ہیں۔ ان تیز ہواؤں کی زد میں جو بھی آتا ہے اسے اٹھا کر پھینک دیتی ہیں۔ ان کا مقابلہ کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے۔ ان تیز ہواؤں کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمت اور عزم مصمم کی ضرورت ہے۔ وہاں نرمی سے کام لینا نہیں ہے۔ ان سے مقابلہ کرنے کے لئے طوفان بنا پڑے گا۔ طوفان بننے کی صورت میں ہی منزل مل سکتی ہے۔ صحرا کی تیز ہوائیں نقصان پہنچانا چاہتی ہیں۔ ان کا مقابلہ کرنا بڑے دل گردے کی بات ہے۔ تیز ہواؤں کا مقابلہ کرنے کے لئے مشکلات سے ٹکرانا ہے اور مصیبتوں کو گلے لگانا ہے۔

اقبال کہتے ہیں کہ اس دنیا میں کامیابی سے ہمکنار ہونے کے لئے کبھی شبنم تو کبھی طوفان بننا پڑے گا۔ جہاں شبنم ہونا چاہئے، وہاں شبنم ہو جاؤ اور جہاں طوفان ہونا ہے وہاں طوفان بننے میں ہی عافیت ہے۔ وہاں شبنمی کردار ادا کرنا اصول کا خون کرنا ہے۔

اب چلیں حضرت تاج الشریعہ کی زندگی کو دیکھیں، کہاں آپ شبنم بن کر اسلام کے پودوں کو تازگی بخشتے ہیں اور کہاں طوفان بن کر سوراخ سے نکلنے والے زہر یلے سانپ کا رخ موڑ دیتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ یہاں اللہ تعالیٰ کی نیک مخلوق کو اپنی چمک دمک سے فریب دے کر مت ڈنساؤ و تم وہ نہیں ہو جو تم اپنے آپ کو پیش کرتے ہو۔

حضرت تاج الشریعہ کو دیکھا گیا ہے کہ جب وہ اپنے کسی خلیفہ سے مطمئن ہو جاتے ہیں

کہ آں جناب کے ذریعہ اصلاح معاشرت کے کام ہو رہے ہیں۔ ان سے دینی امور بخسن خوبی انجام پارہے ہیں، اہلسنت کے مفاد میں کام جاری ہے۔ ان کی ذات سے قوم کو بڑی امیدیں وابستہ ہیں۔ آں جناب کے علم و چرب زبانی سے باطلوں کی سرکوبی ہو رہی ہے۔ وہ شخص قوم کے ایک مخصوص طبقے میں اپنا ایک مقام رکھتا ہے۔ ایک جماعت اس کے پیچھے چل رہی ہے۔ مستقبل میں مزید کام ہونے کی امیدیں نظر آ رہی ہیں۔ تو اسے بڑھاوا دیتے ہیں، اسے اور آگے بڑھنے میں لب کشائی فرماتے ہیں۔ آں جناب سے بڑی محبت و شفقت سے پیش آتے ہیں۔ اسے قریب کر کے قوم کو یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ یہ مستقبل کے معمار ہیں۔ قوم کی کمزور کشتی کو پار لگا سکتے ہیں۔ ان کے شامیانے تلے رہنے والے شخص کی زندگی سرخروئی سے ہمکنار ہو سکتی ہے۔ اس سے دین کا بول بالا ہوگا اور اہل سنت کی محفل میں اجالا ہوگا۔ رضویت کی شمع روشن ہوگی اور گمراہی سرنگوں ہوگی۔ کبھی آپ یہاں تک فرما دیتے ہیں کہ ہماری عدم موجودگی میں، لوگ آں جناب کو ہی میرا نائب سمجھیں۔ اور ان سے جملہ مذہبی امور میں رابطہ رکھیں۔ یہ صاحب میری کمی کو پوری کریں گے، یہ ہے حضرت تاج الشریعہ کا شبیہی کردار۔

اب آپ کا طوفانی کردار ملاحظہ فرمائیں۔ جب حضرت تاج الشریعہ اپنے کسی خلیفہ کو دیکھتے ہیں کہ وہ اصول سے ہٹ گیا ہے اور وہ گردن تک غلاظت میں ڈوبا ہوا ہے۔ اس کے غیر شرعی کاموں سے لوگ نالاں ہیں۔ اس کے کالے کرتوتوں اور ناشائستہ حرکتوں سے قوم بے زار ہے۔ لوگ اہلسنت پر انگلی اٹھانے لگے ہیں تو اس کے خلاف شرعی رائے پیش کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔ شریعت کی روشنی میں اس کی سرکوبی کرتے ہیں۔ پرانے تعلقات کا خیال رکھتے ہیں نہ انہیں اپنے نقصانات کی کوئی منکر لاحق ہوتی ہے۔ صرف شرعی رائے پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ اس کی خلافت منسوخ فرما کر قوم کی بے چینی کو دور فرماتے ہیں۔ یہ ہے حضرت تاج الشریعہ کا طوفانی کردار جو نااہل کے لئے تازیانے کا کام کرتا ہے۔ شریر کے شر کو اڑا کر اسے گمنامی کے کوڑے دان میں ڈال دیتا ہے۔

حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ وصال 20 جولائی 2018ء کو ہوا۔ اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم ہند علیہما الرحمہ کے بعد علم و تقویٰ کی بنیاد پر بڑی شہرت کے حامل رہے۔ آپ کا دنیاۓ اہلسنت میں ایک مقام تھا۔ آپ کی زندگی کے بہت سے گوشوں پر طویل گفتگو کی جاسکتی ہے۔ جب آپ کی زندگی پر کتاب آئے گی یا رسالے کا مخصوص نمبر نکلے گا تو مضامین لکھنے والے لکھیں گے اور خوب لکھیں گے پھر قارئین پڑھیں گے۔ نیاز مند نے دو ہی گوشے پر کچھ لکھا ہے، شہنمی اور طوفانی کردار۔ یہ کردار ان پیروں کے لئے عبرت رکھتا ہے جو اپنے خلیفہ کی ناجائز حرکتوں کو دیکھنے کے باوجود نہ ان کے قتل میں جنبش آتی ہے اور نہ زبان بولتی ہے۔

حضرات اہلسنت کے دلوں میں حضرت تاج الشریعہ سے کیسی محبت تھی، اس کا مظاہرہ اس وقت دیکھنے کو ملتا ہے۔ جب آپ کے وصال کے بعد جنازے میں شرکت کی غرض سے ایک بڑی تعداد بریلی پہنچتی ہے۔ غیر ممالک کے عقیدت مند بھی سینکڑوں کی تعداد میں بریلی آ جاتے ہیں۔ جنازے میں حاضر ہونے والوں نے بتایا کہ لگ بھگ ایک کروڑ کی تعداد تھی۔ ساکنان بریلی نے مہمان نوازی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اپنے لئے ایک دو کمرے رکھ کر باقی کمرے مہمانوں کے لئے چھوڑ دئے۔ بریلی کے ہندوؤں نے بھی مہمانوں کو ٹھہرایا۔ صرف یہی نہیں بلکہ مندروں کے برآمدے اور دالان میں ہندوؤں نے قیام کی جگہ دی۔ 15 کلومیٹر تک جدھر نگاہ اٹھائیے، لوگوں کے سر نظر آرہے تھے۔ حضرت تاج الشریعہ کے آخری دیدار کے لئے آٹھ آٹھ گھنٹوں تک لوگ قطار میں کھڑے رہے۔ ہندوستان کی تاریخ میں جنازے میں شریک ہونے والوں کا یہ دکش منظر قبل اس کے شاید لوگوں نے دیکھا ہو۔ خدائے قدیر سے دعا ہے کہ آپ کے عقیدت مندوں کو بدعت و خرافات سے دور رکھ کر مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم رکھے۔ آمین

اسلوبیات



فن ترجمہ نگاری میں حضور تاج الشریعہ کا انفرادی مقام

مولانا ڈاکٹر شفیق اجمل قادری
مہتمم جامعہ تاج الشریعہ، بنارس

حضور تاج الشریعہ، بدرالطریقہ، شیخ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خاں قادری از ہری قدس سرہ العزیز کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ آپ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی کے علوم کے وارث و امین، حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں قادری کے علم و فضل کے آئینہ اور حضور مفتی اعظم ہند حضرت مفتی مصطفیٰ رضا حناں قادری کے جانشین اور قائم مقام تھے۔ آپ کی ذات پوری جماعت اہلسنت کے لیے مرجع کی حیثیت رکھتی تھی۔ آپ ہر جہت سے اپنے آبا و اجداد کے حقیقی وارث و امین ہیں۔ علم و فضل اور زہد و تقویٰ میں اپنے اسلاف کے عکس جمیل ہیں۔ حضور تاج الشریعہ کی شخصیت کا بغور مطالعہ کرنے سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ آپ بیک وقت مفکر و مدبر ہونے کے ساتھ ساتھ علوم عقلیہ و نقلیہ پر مہارت تامہ رکھتے تھے۔ حضور تاج الشریعہ کی ولادت ۲۶ محرم الحرام ۱۳۶۲ھ مطابق ۱ فروری ۱۹۴۳ء کو محلہ سوداگران بریلی شریف میں ہوئی اور تقریباً ۷۵ سال کی عمر شریف میں ۲۰ جولائی ۲۰۱۸ء کو اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ ان کا وصال نہ صرف ہندوستان بلکہ پورے عالم اسلام کے لیے ناقابل تلافی نقصان ہے۔

حضور تاج الشریعہ کو نہ صرف تصنیف و تالیف بلکہ ترجمہ نگاری میں بھی ملکہ حاصل ہے۔

آپ نے امام احمد رضا محدث بریلوی کی متعدد اردو تصانیف کا عربی زبان میں اور عربی تصانیف کا اردو زبان میں ایسا فصیح و بلیغ ترجمہ فرمایا ہے کہ صاحب زبان و بیان بھی ان کی ترجمہ نگاری اور قادر الکلامی کے معترف نظر آتے ہیں۔ ترجمہ نگاری ایک مشکل فن ہے بلکہ بعض کے نزدیک تصنیف و تالیف سے زیادہ مشکل کام ہے کیونکہ اپنے مافی الضمیر کو اپنے انداز میں پیش کرنا آسان ہے جبکہ دوسرے کا مافی الضمیر اس کے اسلوب بیان کی رعایت کرتے ہوئے دوسری زبان میں منتقل کرنا نہایت ہی دشوار ترین مرحلہ ہے۔ اس لیے کم ہی لوگوں کو مضمون نویسی اور ترجمہ نگاری دونوں صنعتوں میں مہارت حاصل ہوتی ہے۔ ترجمہ نگاری میں اس بات کا لحاظ ضروری ہوتا ہے کہ جس زبان میں ترجمہ کیا جائے اسی کے اسلوب اور طرز میں کیا جائے کیونکہ ہر زبان کا اسلوب اور طرز جدا گانہ ہوتا ہے ساتھ ہی ساتھ لفظ اور معنی دونوں کی رعایت بھی ضروری ہوتی ہے۔ جہاں ان دونوں کی رعایت ناممکن ہو وہاں صرف عبارت کے معنی اور اس کی روح کو احتیاط اور دیانتداری کے ساتھ دوسرے الفاظ میں منتقل کر دیا جائے اور اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ ترجمہ کرتے وقت پہلی عبارت جیسی فصاحت و بلاغت اور سلاست و روانی باقی رہے۔ اگر باقی رہتی ہے تو یہ اعلیٰ قسم کا ترجمہ سمجھا جاتا ہے۔ حضور تاج الشریعہ کے ترجمے میں ہمیں یہ ساری خوبیاں بدرجہ اتم نظر آتی ہیں۔

ترجمے کی تعریف مختلف اصحاب فن نے مختلف انداز میں کی ہے۔ بعض اہل علم کا خیال ہے کہ کسی تحریر، تصنیف یا تالیف کو کسی دوسری زبان میں منتقل کرنے کا عمل ترجمہ کہلاتا ہے۔ بعض کی نظر میں کسی متن کو دوسری زبان میں منتقل کرتے ہوئے اس کی تعبیر پیش کرنا ہے۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ ایک علمی یا ادبی بیکر کو دوسرے بیکر میں ڈھالنے کا عمل ترجمہ ہے گو کہ ترجمہ کی تعریف مختلف انداز سے کی گئی لیکن اس بات پر سب متفق ہیں کہ ترجمہ نگاری کا عمل مشکل اور پیچیدہ عمل ہے۔ ترجمہ کہنے کو تو محض پانچ حرفی لفظ ہے لیکن عملی طور پر یہ فن جوئے شیر

لانے سے کم نہیں۔ پھر بھی ماضی قریب تک ترجمہ کو دوئم درجہ کا کام مانا جاتا تھا لیکن پچھلے کچھ عرصہ میں ترجمہ کے تئیں تعصب کی فضا کافی تبدیل ہوئی۔ ایک اچھے ترجمہ نگار کے لیے ضروری ہے کہ وہ دونوں زبانوں کے الفاظ، محاورے اور تراکیب پر گہری نظر رکھے۔ اس کے علاوہ دونوں ادب کے مخصوص مزاج اور اس کے مظہر کو بھی ملحوظ رکھے۔ ترجمہ نگار مصنف کی بات یا خیال کو ایک نئے انداز اور نئے اسلوب میں پیش کر کے گویا اپنی انفرادی شان پیدا کرتا ہے اس لحاظ سے دیکھا جائے تو ترجمہ نگار کو بیک وقت دوہری ذمہ داری سے گزرنا پڑتا ہے۔ حضور تاج الشریعہ بڑی کامیابی کے ساتھ ان مراحل سے گزرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ حضور تاج الشریعہ کی فن ترجمہ نگاری میں انفرادیت کے تعلق سے اہل علم کی رائے ملاحظہ فرمائیں:

محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری امجدی بانی جامعہ امجدیہ گھوسی، حضور تاج الشریعہ کی زبان دانی اور ترجمہ نگاری کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے آپ کو کئی زبانوں پر ملکہ خاص عطا فرمایا ہے۔ زبان اردو تو آپ کی گھریلو زبان ہے اور عربی آپ کی مذہبی زبان ہے۔ ان دونوں زبانوں پر آپ کو خصوصی ملکہ حاصل ہے جس پر آپ کی اردو اور عربی شاعری شاہد عدل ہے۔ آپ کے برجستہ اور فی البدیہہ اشعار فصاحت و بلاغت، حسن ترتیب اور نعت تخیل میں کسی کہنہ مشق استاد کے اشعار سے کم درجہ نہیں ہوتے۔ عربی زبان کے قدیم و جدید اسلوب پر آپ کو ملکہ راسخ حاصل ہے۔ آپ کی خطابت و شاعری اور ترجمہ نگاری کسی پختہ کار عربی ادیب کے دلی کارناموں پر بھاری نظر آتی ہے۔“ ۱

ڈاکٹر ممتاز احمد پاکستان آپ کی عربی دانی اور ترجمہ نگاری کی خوبیوں کو بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی تصنیف لطیف ”شمول الاسلام لاصول

الکرام، کافقیہ اعظم حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب کے ہاتھوں عربی ترجمہ آپ کی عربی زبان میں مہارت پر دلالت کرتا ہے اور کتاب پر لکھے ہوئے علمائے عرب کی تقریظات سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عربی زبان پر کس قدر مہارت عطا فرمائی ہے۔“ ۲

مولانا نفیس احمد مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور آپ کے ترجمہ نگاری کی خوبیوں کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

”جب ہم حضرت تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی شخصیت کو دیکھتے ہیں تو نہ صرف ضروری حد تک ان اوصاف و شرائط کا جامع پاتے ہیں بلکہ دونوں زبانوں میں زبردست مہارت اور کمال کا حامل پاتے ہیں۔ اردو تو ان کی مادری زبان ہی ہے اور عربی یا انگریزی میں وہ اہل زبان جیسی مہارت رکھتے ہیں۔ ان دونوں زبانوں میں بلا جھجک اور برجستہ لکھتے اور بولنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اسی لیے ترجمہ نگاری کے باب میں آپ کے نوک قلم سے کئی اہم اوشاندار کام عالم وجود میں آئے۔“ ۳

حضور تاج الشریعہ کے ترجمہ المعتقد المنتقد پر تبصرہ کرتے ہوئے حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

”حضرت تاج الشریعہ نے ان اہم مباحث کا سلیس اردو زبان میں ایسا برجستہ ترجمہ فرما دیا ہے کہ ترجمہ ہی سے مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔ حضرت تاج الشریعہ نے اردو زبان میں بہترین ترجمہ اور مشکل مقامات کی تشریح فرما کر طلبہ و مدرسین اور تمام قارئین کے لیے بہت آسان فرما دیا ہے۔“ ۴

علامہ ڈاکٹر آصف اشرف جیلانی پاکستان حضور تاج الشریعہ کے ترجمے کی خوبیوں کو بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”یہ حضرت تاج الشریعہ کا کمال ہے کہ آپ نے محض عبارت کا ترجمہ نہیں کیا

بلکہ ایک محرم راز کی حیثیت سے مضامین کی ترجمانی بھی کی ہے۔ آپ نے

محض الفاظ کا لفظی، لغوی تقاضا ہی پورا نہیں کیا بلکہ عبارت کے منشا اور مدلول کو

بھر پور انداز میں اجاگر کیا ہے۔“ ۵

کسی علمی و تحقیقی کتاب کا ترجمہ وہ ہی کر سکتا ہے جسے اس کے موضوع سے شغف ہو کیونکہ ترجمہ سمجھ لینے اور سمجھا دینے کا نام ہے جو شخص کسی متن کو خود نہیں سمجھتا وہ کسی کو سمجھانے میں کب کامیاب ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ مترجم کے لیے دونوں زبانوں سے خاصی واقفیت ضروری ہے۔ نہ صرف لفظی واقفیت بلکہ انشائی استعداد ضروری ہے ورنہ اصل کی روح ترجمے میں کبھی منتقل نہیں ہو سکے گی۔ علمی ترجمے میں سب سے بڑی مشکل مصطلحات سے متعلق ہے جب تک علم کی اس شاخ سے جس سے کتاب متعلق ہے۔ اصطلاحاتی شناسائی نہ ہو صحیح ترجمہ ممکن ہی نہیں۔ حضور تاج الشریعہ نے امام احمد رضا محدث بریلوی کی علمی کتابوں کا بڑی عمدگی کے ساتھ ترجمہ کیا ہے جس سے ان کی زبان دانی کے ساتھ ان علوم سے واقفیت بھی معلوم ہوتی ہے۔

حضور تاج الشریعہ نے اپنی دینی تبلیغی مصروفیات کے باوجود تصنیف و تالیف کی طرف بھی خصوصی توجہ فرمائی۔ آپ چونکہ وارث علوم اعلیٰ حضرت تھے اس لیے ان کے علم کی جھلک ان کی تحریروں میں نمایاں نظر آتی ہے۔ مفتی یونس رضا اویسی نے ”سوانح تاج الشریعہ“ میں مختلف علوم و فنون پر مشتمل حضور تاج الشریعہ کی ۶۱ کتابوں کا ذکر کیا ہے۔ جن میں ۲۰ کتابیں فن ترجمہ نگاری سے متعلق ہیں۔ یہ سبھی کتابیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی کی کتابوں کا ترجمہ ہیں (سوائے المعتقد المبتعد) ان میں ۱۴ کتابیں اردو زبان سے عربی میں منتقل کی گئیں اور ۶ کتابوں کا عربی سے اردو میں ترجمہ کیا گیا۔ جن کتابوں کا ترجمہ کیا گیا ان کے اسماء یہ ہیں:

- ۲۔ شمول الاسلام ” ”
- ۳۔ الہاد الکاف ” ”
- ۴۔ برکات الامداد ” ”
- ۵۔ عطا یا القدير ” ”
- ۶۔ الامن والعلی ” ”
- ۷۔ تیسر الماعون ” ”
- ۸۔ قوارع القہار ” ”
- ۹۔ سبحان السبوح ” ”
- ۱۰۔ القمع البمین ” ”
- ۱۱۔ النھی الکید ” ”
- ۱۲۔ حازر البحرین ” ”
- ۱۳۔ فقہ شہنشاہ ” ”
- ۱۴۔ فتاویٰ رضویہ جلد اول ” غیر مطبوعہ
- ۱۵۔ المعتقد المعتقد (ترجمہ اردو) مطبوعہ ” ”
- ۱۶۔ الزلال الاتقی ” ”
- ۱۷۔ انوار المنان ” ”
- ۱۸۔ تجلیۃ السلم ” ”
- ۱۹۔ قصیدتان رائعتان (عربی قصیدہ امام احمد رضا) ” غیر مطبوعہ
- ۲۰۔ فضیلت حضرت سیدنا ابو بکر صدیق ” مطبوعہ

کسی عربی کتاب کو اردو زبان میں ڈھالنا کتنا مشکل کام ہے اس کا اندازہ وہی لگا سکتا ہے جو اس میں طبع آزمائی کرتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی نے

امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضل و شرف اور عظمت و افضلیت پر عربی زبان میں عالمانہ و محققانہ کتاب تحریر فرمائی۔ اس کتاب کو اردو میں منتقل کرنا اور اسلوب و بیان کی عمدگی کا بھرپور خیال رکھنا کتنا مشکل کام تھا، اس کا صحیح اندازہ اہل علم ہی لگا سکتے ہیں۔ مذکورہ کتاب کو دیکھنے سے اس بات کا بخوبی پتہ چلتا ہے کہ حضور تاج الشریعہ اردو کے بہترین نثر نگار اور لائق و فائق ادیب ہیں۔ اس میں زبان کی سلاست و روانی بھی ہے اور بیان کی اثر انگیزی بھی۔ اگر صرف اردو عبارت پڑھی جائے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کتاب اردو زبان میں لکھی گئی ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

”ولقد کان یتبرک بالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویتوسل بہ الی اللہ تعالیٰ فی الدعاء کما یدل علیہ ما روئی العلماء من سنة قریش و حدیث الاستسقاء وقد حث الناس علی اتباعہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وأخبر عن أمور لم تقح، فصدق سبحانه و تعالیٰ ظنہ و وقع لمثل أخبارہ ولقد کان لہ موقع عظیم فی قلب النبی الکریم علیہ أفضل الصلاة والتسليم۔

ترجمہ: اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے برکت طلب کرتے اور دعائیں آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وسیلہ بناتے چنانچہ اس پر قریش کی قحط سالی اور سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے بارش طلب کرنے کا واقعہ جسے ان کے علماء نے روایت فرمایا ہے دلائل پر کرتا ہے اور بے شک ابوطالب نے لوگوں کو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع پر ابھارا اور ان باتوں کی خبر دی جو واقعہ نہ ہوئی تھیں تو ایسا ہی ہوا جیسا انہوں نے خبر دی اونہی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں ان کے لیے مقام عظیم تھا۔“ ۱

بطور نمونہ یہ ترجمہ بھی ملاحظہ فرمائیں:

”اقول فان قلت اذا اردتم بالنار أعظم النيران المخصوص بشقي

الاشقیاء فما معنی انذار سائر الناس عنه قلت المعنی ان شاء الله تعالى ان الاشقی انما بلغ ما بلغ من کمال الشقاء و سوء الجزاء، وجهد البلاء، بما ثابر علیه من الکفر والعناد والاصرار والاستکبار فاحذرو انتم ایها الناس ان لم تنیبوا الی الحق ودمتم کدوامه أن تعاد لوه فی الشقاء کمثل آثامه۔

ترجمہ: قول اب اگر تم کہو جب کہ آپ نے آیت میں مذکور نار سے دوزخ کی سب سے بڑی آگ مراد لی جو تمام اشقیاء سے بدتر شقی کے لیے مخصوص ہے تو سب لوگوں کو اس آگ سے ڈرانے کا کیا مقصد ہے۔ تو میں کہوں گا کہ مقصد ان شاء اللہ تعالیٰ یہ ہے کہ وہ سب سے بڑا شقی کمال شقاوت اور بری جزا اور سخت بلا کے جس درجہ پر پہنچا اس کا سبب وہی کفر و عناد ہے اور گھمنڈ ہے جس پر وہ قائم رہا تو اے لوگو تم ڈرو کہ اگر تم حق کو نہ مانو اور ناحق پر جے رہو جیسا کہ وہ بڑا بد بخت جمار ہا کہیں تم بد بختی میں اس کے برابر نہ ہو جاؤ تو اس کے عذاب جیسا عذاب پاؤ۔“ کے

اس عبارت سے ترجمہ کی عمدگی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے:

”قلت: بلی أن التقوی مقامها القلب وعن هذا قلنا ان الصدیق لما کان أنقى الأمة بأسرها و جب أن یكون أعرفها بالله تعالی لكن القلب أمیر الجوار فاذا استولی علیه سلطان شیء أذعنت له الجوارح طرا ولمعت علیها آثاره جهوراً وهذا مشاهد فی الحیاء والحزن والفرح والغضب و غیر ذلك من صفات القلب۔

ترجمہ: قلت: (میں جواب میں کہتا ہوں) ہاں بے شک تقویٰ کا مقام قلب ہے اور اسی وجہ سے ہم نے کہا کہ بے شک جب صدیق تمام امت سے زیادہ

پر ہیزگار ہوئے تو ضروری ہوا کہ وہ سب سے زیادہ اللہ کو جاننے والے ہوں لیکن قلب اعضاء کا امیر ہے تو جب قلب پر کسی شے کا سلطان غالب ہوتا ہے تو تمام اعضاء اس کے تابع ہو جاتے ہیں اور اعضاء پر اس کے آثار صاف جھلکتے ہیں اور حیا و غم خوشی و غضب وغیرہ صفات قلب میں اس کا مشاہدہ ہوتا ہے۔“ ۸

”المعتقد المعتقد“ اور ”المستند المعتمد“ علم کلام کے مسائل پر مشتمل نہایت عمدہ کتاب ہے۔ اس فن کے مباحث منطقیانہ اور فلسفیانہ ہونے کی وجہ سے اور کتاب کی زبان خالص عربی ہونے کی بنیاد پر بعض مسائل میں اہل علم کو بھی پیچیدگی معلوم ہوتی تھی اور کافی غور و فکر کرنا پڑتا تھا۔ طلبہ تو طلبہ علما کو بھی اس کی شرح اور ترجمہ کی ضرورت شدت سے محسوس ہوتی تھی۔ حضور تاج الشریعہ نے صاف و شستہ اور شائستہ اردو زبان میں ترجمہ کر کے ایک نئے باب کا اضافہ فرمایا۔ ترجمہ کی خوبی ملاحظہ فرمائیں:

”أي في المسائل التي يجب على المكلفين اعتقادها وهي متعلقة بالاله الحق مما يجب له ويمتنع عليه ويجوز في حقه تعالى۔
قالوا أول واجب يا يجاب الله علينا عرفان الله، أي معرفة وجوده وألوهيته وماله من الكمال، لا كنه ذاته وصفاته، لا متناعه عقلا وشرعا۔“ ۹

ترجمہ: یہ باب ان مسائل کے لیے موضوع ہے جن کا اعتقاد مکلفین پر واجب ہے اور ان کا تعلق خدائے برحق سے ہے۔ یعنی اس کی معرفت جو اس کے لیے واجب ہے اور جو اس کے حق میں محال ہے۔ اور جو اس کے حق میں ممکن ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ ان مسائل میں سب سے پہلا عقیدہ جو ہر مکلف پر واجب ہے وہ اللہ کی معرفت ہے اس وجہ سے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کو ہر مکلف پر واجب کیا۔ یعنی اس کے موجود ہونے کو اور خدائے برحق ہونے کو

اور جو اس کے لیے صفات کمال ہیں ان سب کو جاننا۔ نہ کہ اس کی حقیقت
ذات او نہ کہ صفات کی معرفت کہ یہ عقلاً اور شرعاً محال ہے۔ ۱۰۔
ایک عبارت کا ترجمہ اس انداز سے کرتے ہیں:

”یجب ان تعلم أن من آمن به و صدقه فيها أتى به يوجب عليه طاعته
صلی اللہ علیہ وسلم لأنه مما أتى به قال اللہ تعالیٰ: یا أيها الذین امنوا
اطيعوا اللہ رسولہ وقال: قل اطيعوا اللہ و اطيعوا الرسول وقال: وان
تطيعوه تهتدوا فجعل طاعة رسولہ طاعته، و قرن طاعته بطاعته،
و وعد عليه بجزيل الثواب، و أوعده على مخالفتہ بأليم العذاب،
ورغم أنف المشركين۔“ ۱۱۔

ترجمہ: واجب ہے کہ تم یہ جانو کہ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے
اور ان باتوں میں ان کو سچا جانے جو وہ لے کر آئے اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
طاعت واجب ہے۔ اس لیے کہ یہ حکم بھی انہیں باتوں سے ایک ہے جو حضور
صلی اللہ علیہ وسلم لائے، اللہ کا فرمان ہے: ”یا ایہا الذین امنوا اطيعوا اللہ و
رسولہ۔“ اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔
(کنز الایمان) اور اللہ نے فرمایا: ”قل اطيعوا اللہ و الرسول۔“ (سورۃ
النور، آیت ۵۴) تم فرماؤ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔ (کنز الایمان)
اور فرمایا: ”وان تطيعوه تهتدوا۔“ (سورۃ النور، آیت ۵۴) اور اگر رسول
کی فرمانبرداری کرو گے راہ پاؤ گے۔ (کنز الایمان) تو اللہ تبارک تعالیٰ نے
اپنے رسول کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا۔ اور اپنی اطاعت کو رسول کی
اطاعت سے ملایا اور اس پر بڑے ثواب کا وعدہ کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
مخالفت پر دردناک عذاب کی وعید سنائی اور مشرکوں کی ناک رگڑ دی۔ ۱۲۔

ایک اقتباس کا ترجمہ مزید ملاحظہ فرمائیں:

”و حقيقة المحبة ميل القلب الى ما يوافق، وأسبابها ثلاثة۔
استلذاذه يادراكه بمشاعره الحسية كحب الصور الجميلة
الأصوات الحسنة الأطعمة اللذيذة ونحوها مما كل طبع سليم
مائل اليها لموافقتهالہ۔“ ۱۳

ترجمہ: اور محبت کی حقیقت دل کا اپنے موافق چیز کی طرف میلان ہے اور محبت
کے اسباب تین ہیں آدمی کا اپنے مشاعرہ حسہ کے ذریعہ حسی نفسانی کیفیات کو
ادراک کر کے ان سے لطف اندوز ہونے کی چاہت، خوبصورت شکلوں اور
اچھی آوازوں اور لذیذ کھانوں اور ان جیسی چیزوں کی محبت جن کی طرف طبع
سليم ميلان رکھتی ہے اس لیے مذکورہ چیزیں اس کے موافق ہیں۔ ۱۴

اس کتاب کی عبارات کے مفہیم و مطالب کا ترجمہ کرتے ہوئے اردو قالب میں ڈھالنا
کسی عام انسان کے بس کی بات نہیں تھی۔ یہ حضور تاج الشریعہ کا کمال ہے کہ آپ نے محض
عبارات کا ترجمہ نہیں کیا بلکہ ایک محرم راز کی حیثیت سے مضامین کی ترجمانی بھی کی ہے۔ آپ
نے محض الفاظ کا لفظی، لغوی تقاضا ہی پورا نہیں کیا ہے بلکہ عبارات کی منشا کو بھی ملحوظ رکھا ہے۔

جہاں حضور تاج الشریعہ نے عربی کتاب کو اردو کا جامہ پہنایا وہیں امام احمد رضا
محدث بریلوی کی درجنوں کتابوں کی تعریب بھی فرمائی جن سے آپ کی عربی دانی کا بھی پتہ
چلتا ہے اور فن ترجمہ نگاری میں بھی امتیازی مقام کا۔ ترجمہ محض ایک زبان کے خیالات کو
دوسری زبان میں منتقل کر دینے کا نام نہیں ہے بلکہ خیالات اور احساسات کو اس ترتیب کے
ساتھ منتقل کرنے کا نام ہے کہ مصنف کی منشا کے اعتبار سے ترجمہ کیا جائے۔ ذیل میں کچھ
مثالیں پیش کی جاتی ہیں جس سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ حضور تاج
الشریعہ کا فن ترجمہ نگاری میں کیسا بلند اور منفرد مقام ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث

بریلوی کی کتاب ”اہلاک الوہابین“ کی ایک عبارت کا عربی ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

”بات یہ ہے کہ وہابیہ کی نگاہ میں قبور مسلمین، بلکہ خاص مزارات اولیائے کرام علیہم الرحمۃ والرضوان ہی کی کچھ قدر نہیں بلکہ حتی الوسع ان کی توہین چاہتے ہیں اور جس حیلے سے قابو چلے انہیں نیست و نابود و پامال کرنے کی فکر میں رہتے ہیں۔ ان کے نزدیک انسان مرا اور پتھر ہوا، جیسے وہ خود اپنی حیات میں ہیں کہ لا یسمع ولا یبصر ولا یغنی عنک شیئاً حالانکہ شرع مطہر ہیں مزارات اولیا تو مزارات عالیہ، عام قبور مسلمین مستحق تکریم و ممنوع التوہین۔ یہاں تک کہ علماء فرماتے ہیں: قبروں پر پاؤں رکھنا گناہ ہے کہ سقف قبر بھی حق میت ہے۔“ ۱۵

ترجمہ: والحقیقة انه لا حرمة فی عیون الوہابیة لقبور المسلمین، بل لا حرمة عندهم خاصة لأضرحة الأولیاء الکرام، علیہم الرحمۃ والرضوان، بل یریدون اهانتهما ما استطاعوا ویهتمون باعدامها و دو سہا با ی حيلة تمکنہم عندهم یحول الانسان حجر اکمامات کحال انفسہم فی حیاتہم لا یسمع ولا یبصر ولا یغنی عنک شیئاً مع ان اضرحة الأولیاء وقبور الأولیاء وقبور، عامة المسلمین تستحق التکریم، ویمنع توہینہا حتی أن العلماء قالوا: وضع القدم علی القبر موثم لأن سقف القبر حق للمیت۔

۱۶

حضور تاج الشریعہ نے اس ترجمہ میں اختصار اور جامعیت کا پورا خیال رکھا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی کی بارگاہ میں طاعون سے متعلق ایک سوال آیا تھا جس کے جواب میں آپ نے ایک رسالہ ”تیسر الماعون للاسکن فی الطاعون“

تحریر فرمایا۔ حضور تاج الشریعہ نے اس کا شاندار فصیح عربی میں ترجمہ فرمایا ہے۔ بطور نمونہ اس کی ایک عبارت پیش کی جاتی ہے:

”جن حکمتوں کی بنا پر حکیم کریم رؤف رحیم علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیم نے طاعون سے فرار حرام فرمایا ان میں ایک حکمت یہ ہے کہ اگر تن درست بھاگ جائیں گے بیمار ضائع رہ جائیں گے، ان کا نہ کوئی تیماردار ہو گا نہ خبر گیراں۔ پھر جو مریں گے ان کی تجہیز و تکفین کون کرے گا؟“ ۱۷

”ترجمہ: من جملة الحكم التي منع من أجلها الحكيم الكريم، الرؤف الرحيم عليه وعلى آلہ الصلوٰۃ والتسلیم۔ عن الفرار من الطاعون أنه لو فر الأصحاء لصاع المرضي، ولا يبقى من يمرضهم ولا من يتعهدهم، فمن يقوم بتجهيز الموتى وتكفينهم كما شاع في الوثنيين۔“ ۱۸

”الهاد الكاف في حكم الضعاف“ یہ کتاب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی کے تین رسالوں کے ترجمہ اور اس کے مجموعہ کا نام ہے جن کے اسماء یہ ہیں (۱) منیر العین فی حکم تقبیل الالبہا میں (۲) الہاد الکاف فی حکم الضعاف (۳) مدارج طبقات الحدیث۔ حضور تاج الشریعہ نے ان رسالوں کی اہمیت اور علمی قدر و قیمت کو محسوس کرتے ہوئے فصیح عربی میں ترجمہ فرمایا۔ مثال کے طور پر یہ عبارت ملاحظہ فرمائیں:

”اقوال کتابیں کہ بیان احادیث موضوعہ میں تالیف ہوئیں دو قسم ہیں ایک وہ جن کے مصنفین نے خاص ایراد موضوعات ہی کا الزام کیا جیسے موضوعات ابن الجوزی و اباطیل جوزقانی و موضوعات صفانی ان کتابوں میں کسی حدیث کا ذکر بلاشبہ یہی بتائے گا کہ اس مصنف کے نزدیک موضوع ہے جب تک صراحۃً نفی موضوعیت نہ کر دی ہو ایسی ہی کتابوں کی نسبت یہ خیال بجا ہے کہ

موضوع نہ سمجھتی تو کتاب موضوعات میں کیوں ذکر کرتے پھر اس سے بھی صرف اتنا ہی ثابت ہوگا کہ زعم مصنف میں موضوع ہے بہ نظر واقع عدم صحت بھی نہ ثابت ہوگا نہ کہ ضعف نہ کہ سقوط نہ کہ بطلان۔“ ۱۹

”ترجمہ: اقول: الكتب المؤلفة لبيان الموضوعات قسمان: أحدهما: ما التزم فيه المصنفون إيراد الموضوعات بخصوصها “موضوعات ابن الجوزي“ و ”أباطيل الجوزقاني“ و ”موضوعات الصغاني“، وذكر حديث في هذه الكتب انما يدل بلا شبهة أنه موضوع عند المصنف ما لم ينف الوضع بصراحة، والظن يمثل هذه الكتب أن المصنفين لو لم يروا تلك الأحاديث موضوعة، لم يذكروها في كتاب الموضوعات، ثم انما يثبت بهذا أن الحديث موضوع بزعم المصنف، وبالنظر الى الواقع لا يثبت عدم الصحة، فضلاً عن الضعف، فضلاً عن السقوط، فضلاً عن البطلان۔“ ۲۰

”عطایا القدیر فی حکم التصویر“ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی کی اردو تصنیف ہے۔ آپ کی بارگاہ میں یہ سوال پیش ہوا کہ کسی دینی معظم شخص کی تصویر بطور تبرک مکانوں میں رکھنا کیسا ہے؟ اس کے جواب میں آپ نے جاندار چیزوں کی تصویر کے حرام ہونے پر عالمانہ تحقیق پیش فرمائی۔ اس رسالہ کی علمی اہمیت کے پیش نظر حضور تاج الشریعہ نے رواں عربی میں اس کا ترجمہ پیش فرمایا ہے۔ مثال ملاحظہ فرمائیں:

”انبا علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر کون معظم دین ہوگا اور نبی بھی کون؟ حضرت شیخ الانبیاء خلیل کبریا سیدنا ابراہیم علی ابنہ الکریم وعلیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کہ ہمارے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام جہان سے افضل و اعلیٰ

ہیں۔ ان کی اور حضرت سیدنا اسمعیل ذبیح اللہ و حضرت بتول مریم علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تصویریں دیوار کعبہ پر کفار نے نقش کی تھیں، جب مکہ معظمہ فتح ہوا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہلے بھیج کر وہ سب محو کر دیں۔ جب کعبہ معظمہ میں تشریف فرما ہوئے بعض کے نشان کچھ باقی پائے، پانی منگا کر بہ نفس نفیس انہیں دھو دیا اور بنانے والوں کو ”قاتل اللہ“ فرمایا (اللہ انہیں قتل کرے)“ ۲۱

”ترجمہ: و من اعظم فی الدین من الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
و اٰی نبی ہذا شیخ الانبیاء خلیل المتفرد بالکبریا سیدنا ابراہیم
علی ابنہ الکریم و علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم الذی ہو افضل و
اعلیٰ بعد نبینا صلی اللہ علیہ و سلم من العلمین۔ کانت الکفرۃ
نقشوا صورتہ و صور سیدنا اسمعیل ذبیح اللہ و السیدۃ البتول
مریم علیہم الصلوٰۃ و السلام علی جدار الکعبۃ۔ لما فتحت مکۃ
بعث علیہ الصلوٰۃ و السلام سیدنا عمر مقدم فمحاها بامرہ علیہ
الصلوٰۃ و السلام و لما دخل الکعبۃ و جدد بقیۃ آثار لبعض الصور
فدعا بالماء و غسلها بنفسہ الرکیۃ و دعا علی من ضعها بقولہ
قاتلہم اللہ۔“ ۲۲

بلاشبہ ترجمہ ایک مشکل فن ہے کیونکہ مترجم ایک زبان سے دوسری زبان میں معیاری ترجمہ اسی وقت کر سکتا ہے جب تک کہ وہ دونوں زبانوں میں عبور نہ رکھتا ہو۔ ایسے ہی مترجم سے سلیس اور معیاری ترجمے کی امید کی جاسکتی ہے۔ ایک اہم بات یا خوبی جو مترجم میں ہونا چاہیے وہ زبان پر گرفت کے ساتھ اس موضوع پر بھی عبور حاصل ہو جس کا وہ ترجمہ کر رہا ہے۔ حضور تاج الشریعہ کو جہاں کئی زبانوں پر کامل مہارت حاصل ہے وہیں

آپ علوم اسلامیہ میں کامل دسترس رکھتے ہیں۔ آپ کے یہ تراجم جس کے بین ثبوت ہیں۔ یقیناً حضور تاج الشریعہ کو فن ترجمہ نگاری میں امتیازی مقام حاصل ہے۔

ماخذ و مراجع

- ۱۔ تجلیات تاج الشریعہ ص ۴۷ رضا اکیڈمی، ممبئی ۲۰۰۹ء
- ۲۔ ایضاً ص ۷۷
- ۳۔ ایضاً ص ۲۳۵
- ۴۔ المعتقد المعتقد (اردو) ص ۴۶ جامعۃ الرضا، بریلی شریف
- ۵۔ ایضاً ص ۵۴
- ۶۔ فضائل حضرت ابوبکر صدیق، تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا ازہری ص ۱۱۰ ادارۃ معارف، لاہور، ۲۰۰۷ء
- ۷۔ ایضاً ص ۱۱۶
- ۸۔ ایضاً ص ۱۵۱، ۱۵۰
- ۹۔ المعتقد المعتقد مع المستند المعتقد ص ۱۱۶ للمجمع الاسلامی، مبارک پورہ
- ۱۰۔ المعتقد المعتقد مع المستند المعتقد (اردو) ص ۱۱۴ جامعۃ الرضا، بریلی شریف، ۲۰۰۸ء
- ۱۱۔ المعتقد المعتقد مع المستند المعتقد ص ۱۳۳
- ۱۲۔ المعتقد المعتقد مع المستند المعتقد (اردو) ص ۲۸۰
- ۱۳۔ المعتقد المعتقد مع المستند المعتقد ص ۱۳۴
- ۱۴۔ المعتقد المعتقد مع المستند المعتقد (اردو) ص ۲۸۲
- ۱۵۔ اہلک الوہابین ص ۳۶، رضوی کتب خانہ، بریلی
- ۱۶۔ اہلک الوہابین (عربی مترجم) مشمولہ تعلیقات زاہرۃ علی صحیح البخاری ج ۱ ص ۹۸ مجلس برکات رضا، مبارک پور
- ۱۷۔ فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۲۶۲ رضا اکیڈمی، ممبئی
- ۱۸۔ تیسرے الماعون (مترجم عربی) مشمولہ تعلیقات زاہرۃ علی صحیح البخاری ج ۱ ص ۱۳۸
- ۱۹۔ فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۳۸۷
- ۲۰۔ الہاد الکافی فی حکم الضعاف، تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا ازہری ص ۱۵۲ دارالحاوی بیروت، لبنان ۲۰۰۹ء
- ۲۱۔ فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۳۸
- ۲۲۔ عطایا القدیر فی حکم التصویر (عربی) ص ۱۹ للمجمع الرضوی، بریلی شریف



ہجرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم: اسلوب بیان اور سیرت نگاری

غلام مصطفیٰ رضوی، نوری مشن مالگاوں

اسلافِ کرام نے اسوۂ حسنہ کے پہلوؤں کو اپنی حیاتِ تابندہ سے اُجاگر کیا۔ سنت نبوی پر عمل کا جذبہ بیدار کیا۔ اپنی عملی زندگی سے نبوی طریقے کی اشاعت کی۔ انھوں نے سیرت کو پڑھا، سیرت کو سمجھا، سیرت کے پہلوؤں کو زندگی کے شب و روز میں نمونہ عمل و مشعلِ راہ بنایا۔ اور خود بھی چمک گئے۔ تم نے خرید کر ہمیں اُن مول کر دیا۔ ایسے چمکے کہ بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق و ارادت نے جہان میں مقبول بنا دیا۔ ان کی وجہ عظمت بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستگی ہے۔ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سرشاری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی حیات سے جہاں وابستگی بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوہ دکھائی دیتا ہے وہیں ان کے رشحاتِ قلم سے بھی سیرتِ پاک کے ذکر میں کئی قرطاس چمکتے دکتے دکھائی دیتے ہیں۔ جن کی روشنی راہِ حق کو ظاہر کرتی ہے ع ترے دینِ پاک کی وہ ضیا کہ چمک اُٹھی رہ اصطفیٰ

امام احمد رضا قادری محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سیرتِ طیبہ کے ان پہلوؤں پر علم و تحقیق کے دریا بہائے جنھیں اعتراض و تنقید کا نشانہ بنایا جا رہا تھا۔ پہلوئے عظمت و شان کو قصداً نظر انداز کیا جا رہا تھا۔ امام احمد رضا کی تحقیقات و تدقیقات کے درجنوں شہ پارے سیرت کے ایسے عظیم گوشوں کا احاطہ کرتے ہیں۔ آپ نے جو لکھا تحقیق سے

لکھا۔ اور نقشِ عظمت دلوں پر جمادیا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلاف کی مقدس جماعت میں گزری دو تین صدیوں میں امام احمد رضا کی ذات نمایاں و ممتاز مقام پر فائز نظر آتی ہے۔ آپ کے علمی ونسبی و روحانی وارث حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا حنان قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ کی تقویٰ شعار زندگی، اتباع سنت، استقامت فی الدین اور عشق رسول میں سرشاری و وارفتگی کے اعتبار سے مثالی شان کی حامل ہے۔

حضور تاج الشریعہ نے جو قلمی ذخیرے قوم کو عطا کیے ان کی ایک خوبی معیار تحقیق و اسلوب کی سادگی و علوم و فنون کی جلوہ گری ہے۔ راقم کے پیش نظر آپ کا رسالہ ”ہجرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم“ ہے۔ جو مختصر رسالہ ہے لیکن ایمان افروز و ہمہ جہت خوبیوں کا آئینہ دار ہے۔ محسوسات قلبی و واردات کا خزینہ ہے۔ سیرت کے باب میں بڑا دل پذیر رسالہ ہے۔ اس کی اشاعت کا پس منظر مولانا عبد الرحیم نشتر فاروقی ان لفظوں میں بیان کرتے ہیں:

”زیر نظر رسالہ ”ہجرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم“ سیدی مرشدی تاج الشریعہ حضرت

علامہ الحاج الشاہ المفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری بریلوی دام ظلہ العالی کا

اپنی نوعیت کا اچھوتا اور دل پذیر رسالہ ہے، جسے آپ نے بہت عرصہ پہلے

تحریر فرمایا تھا مگر کسی وجہ سے طبع ہونے سے رہ گیا۔ خداوند قدوس کا ہزار ہا

شکر ہے کہ دارالافتاء کی جدید کاری کے دوران یہ رسالہ راقم کے ہاتھ لگ گیا

جسے راقم اپنی خوش بختی تصور کرتے ہوئے ترتیب اور تسہیل کے ساتھ قارئین

کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔“ [ہجرت رسول

صلی اللہ علیہ وسلم، عرض فاروقی، ص ۲، نوری مشن مالینگاؤں ۲۰۱۷ء]

رسالہ صرف ۲۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ جس کی اشاعت بریلی واورنگ آباد و

کراچی و مالینگاؤں سے عمل میں آئی۔ ہاتھوں ہاتھ لیا گیا۔ محبت و عقیدت سے پڑھا گیا۔

کثیر افراد نے مطالعہ کیا۔ دانش گاہوں میں پہنچا۔ علمی مجالس میں پہنچا۔ مالینگاؤں میں

نوری مشن نے شائع کیا۔ آناً فاناً ختم ہو گیا۔ رسالہ ایسا ہے کہ اسے مختلف زبانوں میں ترجمہ کر کے عام کیا جانا چاہیے۔ اس جانب ہمارے اشاعتی اداروں کو توجہ دینی چاہیے۔

اسلوب کی دل آویزی:

[۱] اس رسالے کی زبان بڑی سادہ، عام فہم ہے۔ بیانیہ نثر کا نمونہ ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ تمام واقعات و معجزات مشاہدہ کی نگاہ سے گزر رہے ہوں اور شعور کو تازگی مل رہی ہو۔ مطالعہ کرنے والا سیرت طیبہ کے دورِ ہجرت کے مبارک نظاروں میں محو ہو جاتا ہے۔

[۲] سیرت پاک کا کوئی لمحہ غیر محفوظ نہیں۔ ہر لمحہ محفوظ ہے۔ دلائل کے ساتھ ان کی شان ظاہر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہجرت پاک کے ہر لمحے اپنی عظمت کی دلیلیں بھی رکھتے ہیں اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مظہر بھی۔ جسے ہجرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بہت دل کش انداز میں تحریر فرمایا گیا ہے۔

[۳] آسان لفظوں کا انتخاب، سادگی اہم وصف ہے۔ حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”جب حضور سرور عالم، نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم اہل مدینہ سے اپنی نصرت و حمایت پر بیعت تمام فرما چکے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکی اصحاب کو مکہ میں رہنا اور مشرکین کی ایذا بیکراں کو سہناؤ شوار ہو گیا، تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کی زبان فیض ترجمان پر مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی رخصت عطا فرمائی۔“ [مرجع سابق، ص ۳]

نثر رواں دواں ہے۔ ثقالت بالکل نہیں۔ سادہ سادہ نثر۔ انداز بھی سادگی کا جمال لیے ہوئے ہے۔ پڑھتو پڑھتے چلے جاؤ۔ کہیں فضا بوجھل معلوم نہیں ہوتی۔ دل کشی ہی دل کشی ہے۔

سیرت نگاری کے جلوے:

[۱] سیرت طیبہ کے بیان میں حضور تاج الشریعہ نے یہ فکر دی ہے کہ ان دو مآخذ کی روشنی میں سیرت نگاری کی جائے: [۱] قرآن مقدس [۲] احادیث طیبہ

اس کے بعد آپ مفسرین و محدثین کی آرا بھی نقل کرتے ہیں۔ ہجرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کے جلوے ملتے ہیں۔ عموماً تاریخ کی کتابوں میں تحریف، یا تحقیق میں عدم اعتماد کا پہلو در آنے کا خدشہ ہوتا ہے۔ جس کے سبب روشن سیرتوں کو تاریخ کے غبار میں چھپانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہی کچھ مستشرقین نے کیا ہے۔ سیرت پر ان لوگوں نے جرأت و زبانتی کے لیے غیر محققانہ تاریخ کو مصدر بنایا ہے اور جگہ جگہ ٹھوکریں کھائی ہیں۔ پیغمبرانہ زندگی کی روشن راہیں مکمل طور پر محفوظ ہیں۔ قرآن وحدیث کے آئینے میں سیرت طیبہ کا مطالعہ ایمان کی تازگی کا باعث بنتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جن شخصیات نے کتاب وسنت کے حوالے سے سیرت پر اٹھنا شروع کیا وہ کامیاب بھی ہوئے اور ان کی نگارش دلوں میں بس گئی۔ قبولیت کی منزل پر فائز ہوئی۔

جنھوں نے ٹھوکریں کھائی ہیں اور ایمان کے لالے پڑ گئے، انھوں نے جھوٹے تاریخی حوالوں سے اپنے قلم کو آلودہ کیا ہے۔ یہی سبب ہے کہ ان کا قلم معجزات نبوی کی شان سمجھ نہ سکا۔ انھوں نے عقل خام کو قبلہ قرار دے لیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جہاں عظمتوں کے سوتے پھوٹتے دکھائی دیتے ہیں وہیں ان کو رچشموں کے دل و دماغ کے سوتے خشک ہو جاتے ہیں۔ ان کی عقل خام؛ نبوی علوم غیبیہ کے بیان سے عاجز نظر آتی ہے اور انکار کی فضائے کثیف ہم وار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسے سیرت نگاروں نے محبت والفت کے دیے بجھانے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ ہونے دیا۔

حضور تاج الشریعہ نے ہجرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں عظمتوں کے گن گائے ہیں۔ پہلوئے عظمت پر تحقیق کے دریا بہائے ہیں۔ کتاب وسنت سے ایسے دلائل و ثبوت ائم کیے کہ ایمان کو تازگی اور فکر و بصیرت کو روشنی ملتی ہے۔ تفسیری درک و استحضار علم کا انداز کتاب کے اس اقتباس سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ جس میں تفسیری بصیرت کے جلوے بھی ہیں اور نکتہ آفرینی کی منزلیں بھی۔ کفار کی ظاہری قوت؛ پیغمبرانہ شوکت کے آگے بے بس محسوس ہوتی ہے، سورہ یس، آیات ۱ تا ۹ درج کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

”ان آیتوں کا سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے یوں ترجمہ فرمایا:

”حکمت والے قرآن کی قسم! بے شک تم سیدھی راہ پر بھیجے گئے ہو، عزت والے

مہربان کا اتارا ہوا، تا کہ تم اس قوم کو ڈر سناؤ جس کے باپ دادا نہ ڈرائے گئے تو وہ

بے خبر ہیں بے شک ان میں اکثر پر بات ثابت ہو چکی ہے تو وہ ایمان نہ لائیں

گے، ہم نے ان کی گردنوں میں طوق کر دیے ہیں کہ وہ ٹھوڑیوں تک ہیں تو یہ اوپر کو

منہ اٹھائے رہ گئے اور ہم نے ان کے آگے دیوار باندی اور ان کے پیچھے ایک دیو

ار اور انھیں اوپر سے ڈھانک دیا تو انھیں کچھ نہیں سوچتا۔“ (کنز الایمان)

یہ آیتیں کفارِ مکہ کی اس وقت کی حیرت و پریشانی، خشیت و بے سروسامانی سب آں

(باوجود) ساز و سامانِ ظاہری کا منظر دکھا رہی ہیں، اور سروسامانِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

و اصحابہ و بارک و سلم کے اس موقع پر ان آیاتِ مذکورہ تلاوت کرنے سے بعید نہیں کہ یہ

دعویٰ کیا جائے کہ یہ آیات اسی موقع اور انھیں کافروں کے سبب نازل ہوئیں؛ اگرچہ عموم

لفظ ہر کافر کو شامل: فان العبرة للعموم اللفظ لا لخصوص السبب کما صرحوا۔

یہاں سے ظاہر ہوا کہ بزرگانِ دین سے جو نسبت رکھتے ہیں، وہ بطور تبرک ہے، اور اس

سے دفعِ بلا و حصولِ برکت ہوتا ہے۔ نیز یہاں سے یہ بھی واضح ہوا کہ دفعِ بلا کے لیے قرآنِ عظیم

کی آیات کی تلاوت جائز ہے اور حضرت ابن ابی اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ نبی کریم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و اصحابہ و بارک و سلم نے ”یس شریف“ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

”اگر ڈرنے والا یہ آیات پڑھے بے خوف ہو اور اگر بھوکا پڑھے تو سیر ہو جائے۔“

[مرجع سابق، ص ۷۷]

[۲] معجزات کے بیاں کا دل نشیں و اچھوتا اسلوب ملاحظہ کریں:

”راہِ ہجرت میں بہت سے عجیب و غریب واقعات ہوئے؛ ازاں جملہ یہ ہے کہ حضور صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و اصحابہ و بارک و سلم کا گزرا اپنے رفیقوں کے ساتھ ام معبذ خزاعیہ کے خیمہ سے

ہوا اور ان کی عادت یہ تھی کہ مسافروں کو کھلاتی پلاتی تھیں اور اس سال قحط تھا تو رفقاے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے گوشت یا دودھ مول لینے کا ارادہ کیا تو انھیں کچھ نہ ملا۔

اچانک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کی نظر مبارک ایک بکری پر پڑی؛ جسے کم زوری ولاغری نے بکریوں کے ساتھ چرنے کے قابل نہ رکھا تھا، تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ”ام معبد“ سے پوچھا:

”کیا اس بکری کے دودھ ہے؟“..... وہ بولی: ”یہ بکری دودھ دینے کے قابل کہاں!“..... حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ”کیا اسے دوہنے کی مجھے اجازت دیتی ہے؟“..... عرض کیا!..... ”جی ہاں“

تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بکری اور برتن طلب فرمایا؛ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم نے اسے باندھا اور اس کے تھن پر بسم اللہ پڑھ کر دست اقدس پھیرا تو وہ دودھاری ہو گئی۔ اب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے دوہا اور لوگوں کو دودھ پلایا اتنا کہ سیر ہو گئے، پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب کے بعد خود نوش فرمایا، پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے دوبارہ دوہا اور چھوڑ دیا۔ یہ بکری صبح وشام ان لوگوں کو دودھ دیتی رہی یہاں تک کہ خلافت فاروقی میں مر گئی۔“ [مرجع سابق، ص ۱۳-۱۴]

اس باب میں بھی مختلف روایات بھی نقل کی اور جہاں واقعات کے ذکر میں اختلاف کا شبہ گزرا وہاں تطبیق بھی دی اور فراست سے توضیح فرمائی۔

[۳] اہل مدینہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد کے منتظر تھے۔ انھیں اس صبح کا انتظار تھا جب جانب مکہ شریف سے رسول گرامی وقار صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ شریف لائیں گے۔ اس کا دل پذیر بیان دل نشیں انداز میں حضور تاج الشریعہ اس طرح فرماتے ہیں:

”ادھر مدینہ کے نادیدہ عاشقانِ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم؛ آپ کی آمد آمد کی خبر سن کر ایسے مشتاق دیدار ہوئے کہ ہر روز مدینہ سے کچھ دور نکل کر دوپہر تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کی راہ دیکھتے، تو ایک دن انتظار

کے بعد اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے کہ اچانک ایک یہودی جو کسی بلند جگہ پر چڑھا ہوا تھا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کو آتے دیکھ رہا تھا؛ پکارا اٹھا، یہ تمہارا نصیب ہے اے بنی قیلہ (یعنی اوس و خزرج) تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کے استقبال کو ہتھیر لیے نکل پڑے۔“ [مرجع سابق، ص ۱۶]

منظر کشی اور عشق و الفت کے جذبات سے پُر طرز تحریر ایمان افروز بھی ہے اور دل پذیر بھی جس سے ایمان کی حلاوت ملتی ہے۔ عقیدہ جلا پاتا ہے۔ عقیدت بڑھتی ہے۔ یہ چند نثری نمونے تھے۔ پوری کتاب ایسی ہے کہ کئی بار مطالعہ کو دل کرتا ہے۔ ہر بار نسیا لطف، نئی چاشنی اور لطافت و عقیدے کی پاکیزگی۔

چند اہم خصوصیات:

[۱] آپ نے سیرت کے بیابان میں اس بات کو فوقیت دی ہے کہ عظمت و شان کے گوشے خصوصی طور پر واضح کیے جائیں۔

[۲] مقصد و مدعا یہ ہے کہ ایک طرف مطالعہ سیرت زندگیوں میں خوش گوار انقلاب برپا کر دے تو دوسری طرف اس بات کو ترجیح دی ہے کہ عظمتوں کا نقش دلوں پر کندہ ہو۔

[۳] ایسے پہلوؤں کو نمایاں کیا جائے جس سے نبوی عظمت و شان و بلندی کا اظہار ہو۔

تفردات و اختصاصات سے قلب و نگاہ کی وادی سرسبز و شاداب ہو اور رسول گرامی و قاری صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثالی کے بیابان سے ایمان کا پہلو تر و تازہ رہے۔

[۴] دشمنانِ بارگاہ رسالت کی سرکوبی و ان سے نفرت بھی وفادارانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ رہا ہے۔ اس لیے جہاں ضرورت ہوئی وہاں دشمنوں کی تردید ضرور کی گئی۔

اسی درس کو آپ نے نثر کے ساتھ ساتھ نظم میں بھی ملحوظ رکھا ہے۔ فرماتے ہیں ۔

نبی سے جو ہو بیگانہ اسے دل سے جدا کر دیں

پدر، مادر، برادر، مال و جاں ان پر فدا کر دیں

انتقادیات

سفینہ بخشش میں باطل فرقوں کی سرکوبی: چند نظائر

کیف الحسن قادری

مدرس جامعہ قادریہ مقصود پور اورائی، ضلع مظفر پور بہار

فقیر اعظم جانشین مفتی اعظم وارث افکار و علوم اعلیٰ حضرت تاجدار فصاحت و بلاغت شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ فی الہند تاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج الشاہ المفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان (المتوفی ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق جولائی ۲۰۱۸ء) عالم اسلام کی وہ عبقری شخصیت ہیں، جن کے نادر روزگار کارناموں اور لائق تقلید خدمات کی ہمہ ہی و گہما گہمی سے ایک زمانہ فیضیاب و متاثر ہے۔ آپ کے گونا گوں فضائل اور متنوع کمالات کی ایک طویل فہرست ہے اور آپ نے علم و تحقیق کے ہر شعبے میں اپنی نمایاں اور درخشاں کارکردگی کے نقوش چھوڑے ہیں جن پر آپ کی بلند پایہ تصنیفات کا قابل ذکر ذخیرہ شاہد عادل ہے۔

حقائق و معارف سے لبریز آپ کی تحریری کاوشوں کے ملاحظہ و مطالعہ سے انکشاف ہوتا ہے کہ آپ میں احقاق حق و ابطال باطل کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ اور اس جذبے کی بہاریں جہاں آپ کے نثری شہ پاروں میں دعوتِ نظارہ پیش کر رہی ہیں وہیں اس کی شبنمی پھواروں نے آپ کی شعری زمین میں بھی عجیب گلکاریاں کی ہیں۔

آپ کے مجموعہ کلام ”سفینہ بخشش“ میں باطل فرقوں کی سرکوبی کا خوب خوب مظاہرہ ہوا ہے۔ سر دست چند نظائر نذر قارئین ہیں۔ جو مختلف عنوانات کو حاوی ہیں۔

فرقہ وہابیہ کی سرکوبی:

میرے پیش نظر ”سفینہ بخشش“ کا وہ حسین نسخہ ہے جو پاکستان سے اشاعت پزیر ہوا ہے۔ اس میں ایک جگہ آپ حضور سید عالم فخر آدم و بنی آدم نور مجسم جناب احمد محبتی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا اور تعریف و توصیف میں یوں رطب اللسان ہیں:

مصطفائے ذاتِ یکتا آپ ہیں
 یک نے جس کو یک بنایا آپ ہیں
 آپ جیسا کوئی ہو سکتا نہیں
 اپنی ہر خوبی میں تنہا آپ ہیں
 آپ کو رب نے کیا اپنا حبیب
 ساری خلقت کا خلاصہ آپ ہیں
 پیکرِ ہر شے میں جاں بن کر نہاں
 پردوں پردوں میں ہویدا آپ ہیں

(سفینہ بخشش ص ۱۳۲ تا ۱۳۴)

ان اشعار کے ذریعے صاحب سفینہ بخشش نے اس مفروضہ کی جڑ کاٹ کر رکھ دی ہے جس کا اظہار ”تقویۃ الایمان“ میں انتہائی بے باکی سے ہوا ہے۔ امام الوہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی کے الفاظ ہیں:

”جو بشر کی سی تعریف ہو سو وہی کرو۔ سوال میں بھی اختصار (کمی) ہی کرو“

(تقویۃ الایمان مطبوعہ لاہور ص ۱۳۶)

یعنی رسول کی اصلاً تعریف نہ کرو اور صرف بشر بولو۔

واضح ہو کہ سفینہ بخشش کا یہ حصہ مدح و ستائش قرآن و صاحب قرآن کے مقصود و منشا سے کتنا ہم آہنگ ہے۔ اس کی حقیقت کا اندازہ لگانے کے لئے ان شواہد پر ایک نظر ڈال لینا کافی ہے۔

(۱) ورفعنالک ذکرک

(الانفراج: ۴)

اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا

(کنز الایمان: ص ۸۶۹)

(۲) و رفع بعضہم درجات

(البقرہ: ۲۵۳)

اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا

(کنز الایمان: ص ۶۲)

(۳) ولسوف یعطیک ربک فترضی

(الضحیٰ: ۵)

اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے

(کنز الایمان: ص ۸۶۹)

بھلا اس ممدوح ربِّ العلمین کی مدح و ثنا کیوں نہ سعادت مندی کی معراج

ٹھہرے۔ تاج الشریعہ کا دل بھی عشقِ نبی میں تپ کر کندن ہو چکا تھا۔ اور وہ اپنے آقا کی
ستائش سے جلنے والوں کے دلوں کو جلانا خوب جانتے تھے، جیسا فرماتے ہیں:

میں وصفِ ماہِ طیبہ کر رہا ہوں
بلا سے گر کوئی چسپیں برجسبیں ہے
ذکرِ سرکار بھی کیا آگ ہے جس سے سنی
بیٹھے بیٹھے دلِ نجدی کو حبلِ احباب تے ہیں
تیز کیجئے سینہِ نجدی کی آگ
ذکرِ آیاتِ ولادت کیجئے

(سفینہ بخشش ص ۱۲۸)



وہابیہ نے حبیبِ پاک صاحبِ لولاک ﷺ کی الفت و عظمت کا چراغ دلوں سے

بجھا دینے کی راہ میں لاکھوں جتن کئے۔ نت نئے عقیدے ایجاد کئے تاکہ عاشقانِ مصطفیٰ کا

رشتہ محبوب خداوندی کے درِ رحمت سے منقطع ہو جائے۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی ان کے حلقے کی طرف سے پھیلا یا جانے والا یہ فتنہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ مانے اوروں کا ماننا خبط ہے۔ اللہ کے علاوہ اور کسی کو ماننے سے بہتر ہے کہ آدمی گناہوں کے دلدل میں پھنسا رہے اور اس کے اندر سے خیر و شر کی تمیز اٹھ جائے۔ چنانچہ تقویۃ الایمان میں مولوی اسماعیل دہلوی تلقین کرتا ہے:

”اللہ کے سوا کسی کو نہ مان“ (تقویۃ الایمان ص ۴۶)

”اوروں کا ماننا خبط ہے“ (تقویۃ الایمان)

”آدمی کتنا ہی گناہوں میں ڈوب جائے اور محض بے حیا ہی بن جائے اور پر ایسا مال کھا جانے میں کچھ قصور نہ کرے اور کچھ بھلائی برائی کا امتیاز نہ کرے۔ مگر تو بھی شرک کرنے سے اور اللہ کے سوا اور کسی کو ماننے سے بہتر ہے“

(تقویۃ الایمان ص ۹۸/۹۹)

یہ وہ خیالات ہیں جو سراسر قرآنی تعلیمات کے خلاف ہیں اور ایک سوچی سمجھی اسکیم کے تحت زبردستی مسلمانوں میں پھیلائے جاتے رہے ہیں۔ تاج الشریعہ نے اپنی شعری توانائی کے ذریعے مذکورہ خیالات کو حرفِ غلط بتاتے ہوئے یوں خرمنِ نجدیت پر برق باری کی ہے:

یہ کس کے در سے پھر ہے تو نجدی بے دیں
براہو تیرا ترے سر پہ گر ہی حبائے فلک

(سفینۂ بخشش ص ۷۷)

بارگاہِ خدا میں کیا پہنچے
گر گیا جو نبی کے زینے سے

(سفینۂ بخشش ص ۱۰۵)

ابتغوا فرما کے گویا رب نے یہ فرما دیا
بے وسیلہ نجدیو! ہرگز خدا ملت نہیں



وہابیوں کے دلوں میں پیغمبر اسلام ﷺ کا بغض کس درجہ راسخ ہو چکا ہے وہ تقویۃ الایمان کی درج ذیل عبارتوں سے نمایاں ہے:

”جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں“

(تقویۃ الایمان مطبوعہ لاہور ص ۸۹)

”ہمارا جب خالق اللہ ہے اور اس نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہئے کہ اپنے تمام کاموں پر اسی کو پکاریں، اور کسی سے ہم کو کیا کام؟ جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے، دوسرے بادشاہ سے نہیں رکھتا۔ اور کسی چوہڑے چمار کا تو ذکر کیا ہے!“

(تقویۃ الایمان مطبوعہ لاہور ص ۳۸)

”ہر مخلوق بڑا ہوا چھوٹا، وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے“

(تقویۃ الایمان ص ۴۱)

”سب انبیاء و اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں“

(تقویۃ الایمان ص ۱۱۹)

تاج الشریعہ نے وہابیوں میں پھوٹی اس وبائے عام کے علاج کے سلسلے میں نہایت کارگر نسخے تجویز کئے ہیں، جن کے ورود استعمال سے انہیں آج بھی شفاء عاجلہ کاملہ نصیب ہو سکتی ہے، وہ حیات بخش نسخے ”سفینہ بخشش“ میں دستیاب ہیں یہاں فقط ان کا ایک نمونہ دکھایا جا رہا ہے:

جہاں بانی عطا کر دیں بھری جنت ہبہ کر دیں
نبی مختار کل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کر دیں
جہاں میں ان کی چلتی ہے وہ دم میں کیا سے کیا کر دیں
زمین کو آسماں کر دیں، ثریا کو ثریٰ کر دیں

(سفینہ بخشش ص ۱۳۵)

جو مستغنی ہوا ان سے مقدر اس کا خبیثت ہے
خلیل اللہ کو ہنگام محشر ان کی حاجت ہے
زمیں میں وہ محمد ہیں، وہ احمد آسمانوں میں
یہاں بھی ان کا چرچا ہے وہاں بھی ان کی مدحت ہے

(سفینہ بخشش ص ۱۳۹)

حاسد ان شاہ دیں کو دیجئے اختر جواب
درحقیقت مصطفیٰ پیارے ہیں سلطانِ جمال

(سفینہ بخشش ص ۷۹)



جو نماز یا حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوب کر ادا ہوتی ہے، اس کی لطافت و لذت کا انداز ہی نہرالا ہوا کرتا ہے ورنہ اگر اس سے عاری ہو تو وہ نماز صاحب نماز کو مقبولیت و سرفرازی کا کوئی تمنغہ و دیعت نہیں کر سکتی بلکہ اس لائق ہے کہ اس کے منہ پر ماردی جائے۔ سفینہ بخشش میں اس پہلو کی نزاکت پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے، جس کا حامل ہر شعر انکشافِ حقیقت میں اپنا جواب نہیں رکھتا:

سر ہے سجدے میں خیالِ رخِ جاناں دل میں
ہم کو آتے ہیں مزے ناصیہ فرسائی کے
سجدہ بے الفتِ سرکارِ عبث ہے نجدی!
مہرِ لعنت ہیں یہ سب داغِ جبینِ سائی کے

(سفینہ بخشش ص ۱۰۶)

جبینِ وہابی پہ دل کی سیاہی
نمایاں ہوئی جیسے ہو مہرِ شاہی
کہ ایں سجدہ ہائے بغیرِ محبت

سہ ماہی یابند ہرگز قبول از الہی

(سفینہ بخشش ص ۲۰۸)

در حقیقت ان اشعار میں آپ نے اس باطل نظریے کی قلعی کھولی ہے جو فروتہ ضال و مضل و ہابیہ کی خباثت آمیز ذہنیت کی ناپاک اختراع ہے کہ نماز میں حضور کا خیال گاؤں و خر کے خیال سے بھی بدتر ہے۔ جیسا کہ مولوی اسماعیل دہلوی کا عقیدہ ہے:

”صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آں از معظمین گو جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم باشند بچندی مرتبہ بدتر از استغراق در صورتِ گاؤں و خر خود است“

(صراطِ مستقیم ص ۸۶)



و ہابیہ اپنی کجروی اور دریدہ دہنی میں اتنے جری واقع ہوئے ہیں کہ انہیں یہ کہتے ہوئے بھی ذرا جھک محسوس نہ ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرکز مٹی میں مل گئے۔ تقویۃ الایمان میں ”اینٹ کہیں کی کہیں کاروڑا۔۔۔ بھان متی نے کنبہ جوڑا“ کے مصداق ایک حدیث کے ترجمہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہوئے یہ فقرہ لکھ مارا:

”ف۔ یعنی میں (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) بھی ایک دن مرکز مٹی میں ملنے والا ہوں“

(تقویۃ الایمان مطبوعہ لاہور ص ۱۳۲)

درج بالا عبارت پر صاحب سفینہ بخشش کا ریمارک ملاحظہ کریں جس میں حقیقت کی تابانی پورے طور پر اپنا شباب بکھیر رہی ہے:

مر کے مٹی میں ملے وہ، نجد یو! بالکل غلط
حسب سابق اب بھی ہیں مرقد میں سلطانِ جمال

(سفینہ بخشش ص ۷۸)

نجدیوں کی تردید میں تاج الشریعہ نے ”حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم“ کا انتہائی بصیرت افروز عقیدہ اجاگر کیا ہے جس کی تائید میں بے شمار احادیث و آثار پیش کئے جا سکتے

ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: الانبیاء احياء فی قبورہم یصلون۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

”عن انس بن مالک قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: الانبیاء فی قبورہم یصلون“

(مسند ابی یعلیٰ الموصلی ۶: ۱۳۷ مطبوعہ بیروت)

امام سمہودی فرماتے ہیں:

لا شک فی حیاتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد وفاتہ و کذا
سائر الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام احياء فی قبورہم۔

(وفاء الوفا ۴: ۱۳۵۲)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات بعد الوفات میں کسی قسم کا شک نہیں اور اسی طرح دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی اپنی قبور میں زندہ ہیں۔



وہابیہ کو ضد ہے کہ شہر مدینہ کا احترام بجالانا بھی شرک سے خالی نہیں۔ چنانچہ ”تقویۃ الایمان“ میں ہے:

”گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنا یعنی وہاں شکار نہ کرنا، درخت نہ کاٹنا، یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے لئے اپنے بندوں کو بتائے ہیں، پھر جو کوئی کسی پیغمبر یا بھوت کے مکانوں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے تو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی تعظیم کے لائق ہیں، یا

یوں سمجھ کہ ان کی اس طرح کی تعظیم کرنے سے اللہ خوش ہوتا ہے، ہر طرح
شرک ثابت ہوتا ہے“

(تقویۃ الایمان ص ۳۳ تا ۳۵)

ایک طرف وہابیہ کی یہ چیخ و پکار ہے اور دوسری طرف کلام ربانی میں شہر مدینہ
کے لائق عزت ہونے کا کھلا اظہار ہے:

لا اقسام بهذا البلد وانت حل بهذا البلد

(البلد: ۲/۱)

مجھے اس شہر کی قسم! کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو

(کنز الایمان مطبوعہ دہلی ص ۸۶۶)

اس صراحت قرآنی پر ایک نظر ڈالنے والا ضرور شہر مدینہ کو ہر حال میں مقدس و معظم
جانے گا اور ”تقویۃ الایمان“ کے ذریعے لگائی جانے والی بندش بے جا کاشیش محسوس
چکنا چور کرتے ہوئے ایک مومن کی زبان میں یہی پکارے گا:

خدا یاد فرمائے سو گندِ طیب
زہے عظمت و افتخارِ مدینہ

(سفینۂ بخشش ص ۹۷)

یہ خاک کو چہ جاناں ہے جس کے بو سے کو
نہ جانے کب سے ترستے ہیں دیدہ ہائے فلک

(سفینۂ بخشش ص ۷۶)

میرے دل سے دھل جاتا داغِ فرقتِ طیبہ
طیبہ میں فنا ہو کر طیبہ ہی میں مسل جاتا

(سفینۂ بخشش ص ۶۷)

واقعی تاج الشریعہ وہ مومنِ کامل اور عاشقِ صادق ہیں جنہیں شہر حبیب کی گلیاں بھی
پیاری ہیں اور اس کے خار و صحرابھی:

بس انوکھی ہے مدینے کی بہار
رشتہ صد گل ہیں اسی گلشن کے حصار

(سفینۂ بخشش ص)



تقویۃ الایمان میں ہے:

”انسان سب آپس میں بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی
بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے“

(تقویۃ الایمان ص ۱۳۱)

”جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز
اور ہمارے بھائی، مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے“

(تقویۃ الایمان ص ۱۳۱)

تاج الشریعہ کی نگاہ سے وہابیہ کا کوئی بھی مکر پوشیدہ نہیں ہے۔ کلک رضا کا خنجر خوں
خوار لے کر جب آپ نکلتے ہیں تو تجدیت کا میدان کاٹنے لگتا ہے تقویۃ الایمان کی مذکورہ
بالا تحریر کے پرچے اڑانے والے چند اشعار دیکھیں:

وہی جو رحمتہ للعالمین ہیں حبانِ عالم ہیں
بڑا بھائی کہے ان کو کوئی اندھا بصیرت کا

(سفینۂ بخشش ص ۶۶)

وہ رگِ جانِ دو عالم ہیں بڑے بھائی نہیں
ہیں یہ سب پھندے برے تیرے بڑے بھائی کے

(سفینۂ بخشش ص ۱۰۷)



وہابیہ حجازِ پاک میں جب سے برسرِ اقتدار ہوئے ہیں۔ عشق و وفا کے سارے مظاہر
و مناظر ماند پڑ گئے ہیں لہذا اس پاک سرزمین سے ان کا انخلا وقت کا اہم تقاضہ ہے۔ اس

تعلق سے تاج الشریعہ کی حسرتِ دیرینہ آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہے:

نجدیوں کی چسیرہ دستی یا الہی! تاکے
یہ بلائے نجد یہ طیبہ سے جائے خیر سے

(سفینۂ بخشش ص ۱۲۴)

دفع ہو طیبہ سے یہ نجدی بلا
یا رسول اللہ! عجلت کیجئے

(سفینۂ بخشش ص ۱۲۷)

فرقہ دیا بنہ کی سرکوبی:

فرقہ دیا بنہ، فرقہ وہابیہ کی کوکھ سے جنم لینے والا ایک نوزائیدہ فرقہ ہے اور اسے بھی عامۃ المسلمین پر شرک و بدعت کا نشانہ سادھنے اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں ہفوات بکنے میں کوئی باک نہیں ہے۔ اس تحریک کو بڑھاوا دینے میں مولوی قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انیسٹھوی اور اشرف علی تھانوی پیش پیش نظر آتے ہیں جن کی متعدد تحریریں مسلمانوں میں انتشار و اختلاف کا باعث ہیں۔ تاج الشریعہ اپنے مجموعہ کلام ”سفینۂ بخشش“ میں بار بار ان کی آفتوں، سازشوں غیر اسلامی سرگرمیوں سے پردہ اٹھاتے ہیں۔ خامہ تاج الشریعہ کے ذریعے تھانوی جی کی سرکوبی کا ایک عبرت ناک منظر ملاحظہ ہو۔

عقل چوپایوں کو دے بیٹھے حکیم ہتھانوی
میں نہ کہتا تھا کہ صحبت دیو کی اچھی نہیں

(سفینۂ بخشش ص ۸۶)

مصرعہ اولیٰ میں اس ایمان سوز عبارت کی جانب اشارہ ہے جس میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسا علم غیب تو بہائم کو بھی حاصل ہے۔ مولوی اشرف علی تھانوی رقمطراز ہیں:

”اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو

زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے‘

(حفظ الایمان ص ۱۵)

درج بالا شعر کا دوسرا مصرعہ یہ انکشاف کر رہا ہے کہ علم غیب کے تعلق سے ایسا منحوس خیال اسلامی نقطہ نظر کے تحت نہیں بلکہ فکرِ شیطانی کے زیر اثر ابھر کر سامنے آیا ہے۔



اسی طرح اس جماعت سے تعلق رکھنے والے، حضور رحمۃ اللعالمین خاتم النبیین ﷺ کو آخری نبی نہیں مانتے ان کے خیال میں حضور کے بعد اور نبی کا آنا ممکن ہے۔ جیسا کہ مولوی قاسم نانوتوی کی کتاب ”تخذیر الناس“ سے ظاہر ہے، کلیجے پر ہاتھ رکھ کر ذرا یہ عبارت ملاحظہ کریں:

”عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں“

(تخذیر الناس ص ۵۴)

اسی کتاب میں ایک دوسرے مقام پر یہ عبارت بھی درج ہے:

”بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی حیاتِ تمیمتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے“

(تخذیر الناس ص ۵۴)

واضح رہے کہ تاج الشریعہ اس خانوادے کے چشم و چراغ ہیں جس نے ہمیشہ دین و شریعت اور ناموس رسالت کے خلاف اٹھنے والے فتنوں کا نہ صرف جواب دیا ہے بلکہ وقت کے ہر فتنہ پرداز کو کفرِ کردار تک پہنچا کر ہی دم لیا ہے۔

آپ کے جد امجد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان

نے قاسم نانوتوی کے اس خود ساختہ نظریہ و خیال پر شرعی ایراد قائم فرما کر حسرتِ ناموس رسالت کی پاسبانی کا جو خوش گوار فریضہ انجام دیا ہے وہ اہلسنت کی تاریخ کا روشن باب ہے۔

حسام الحرمین پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ علمائے عرب و عجم کی اکثریت نے اعلیٰ حضرت کی اس عظیم خدمت کو تیرہ دل سے خراج تحسین پیش کیا ہے۔ قاسم نانوتوی اور ان کے امثال کی قابلِ مواخذہ عبارتوں پر اعلیٰ حضرت نے جو شرعی حکم قلمبند کیا ہے اس پر محتاط اسلامی محققین و مفکرین کی جانب سے تائیدی و تقریظی کلمات سے سینکڑوں صفحات درخشندہ و تابندہ نظر آتے ہیں۔ کلکِ رضا کی یہی جولانی حضور تاج الشریعہ کی منظوم نگارشات میں بھی بدرجہ اتم موجود ہے۔ اس کی خوبصورت مثال وہ اشعار ہیں جو ”فرقہ قادیانی کی سرکوبی“ کے ذیلی عنوان کے تحت نقل ہوئے ہیں۔

سفینہ بخشش کے ان اشعار میں جہاں عقیدہ باطلہ کی شدید مذمت کی گئی ہے وہیں ان کے ذریعے فکر قرآنی کا خوبصورت دفاع بھی کیا گیا ہے جس سے قلب و نظر کا ہر دریچہ نورِ بصیرت کشید کر رہا ہے۔



یوں ہی محققین اسلام کے نزدیک یہ امر مسلم ہے کہ حضور جانِ رحمت ﷺ کی ذات سراپا نور ہے اور آپ کا جسم نازنین سایہ سے بے نیاز تھا مگر بعض حلقوں کو اس حقیقت سے بھی انکار ہے اور وہ گاہے گاہے اس مسئلہ پر بھی بے جا خیال آرائی کرتے رہے ہیں۔ صاحبِ سفینہ بخشش نے انہیں اس طرح آئینہ دکھایا ہے:

یہ سن لیں سایہ جسمِ پیمبر ڈھونڈنے والے
 بشر کی شکل میں دیگر ہے وہ پیکرِ پیمبر کا
 وہ ظلّ ذاتِ رحماں ہیں نبوت کے مہِ تاباں
 نہ ظل کا ظل کہیں دیکھا نہ سایہ ماہِ واختر کا

سایہ ذات کیوں نظر آئے

نور ہی نور ہے ضیا ہی ہے

(سفینہ بخشش ص ۱۵۰)



گروہ دیوبند کا حقیقی روپ دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا ”رسول دشمنی“ ہی سے اس کا خمیر تیار ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا بڑے سے بڑا سرغنہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں ”اہانت و بے ادبی“ کا کوئی چھوٹا سے چھوٹا موقع بھی ہاتھ سے جانے دینا پسند نہیں کرتا۔ اس جماعت کا ایک یہ بھی عقیدہ ہے کہ ”شیطان کا علم (معاذ اللہ) رسول اللہ ﷺ کے علم پاک سے زیادہ ہے۔“ چنانچہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اپنی کتاب ”براہین قاطعہ“ (مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی) میں لکھتا ہے:

”الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت (علم) نص (آیات و احادیث) سے ثابت ہوئی فخر عالم (رسول اللہ ﷺ) کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔“ (براہین قاطعہ ص ۵۵)

واقعہ یہ ہے کہ یہ عبارت بھی اہل علم و تحقیق کے نزدیک مردود قرار پا چکی ہے۔ اور با ضابطہ ”حسام الحرمین“ میں اس کا شرعی حکم بیان ہو چکا ہے۔ سفینہ بخشش سے اس کی تردید میں یہ اشعار پیش کئے جاسکتے ہیں:

بھلا دعوے ہیں ان سے ہمسری کے

سر عرش بریں جن کا قدم ہے

(سفینہ بخشش ص ۱۱۸)

کر کے دعویٰ ہمسری کا کیسے منہ کے بل گرا
مٹ گیا وہ جس نے کی تو بین سلطانِ جمال

(سفینہ بخشش ص ۷۹)



یکے از تر جمانانِ دیابنہ مولوی رشید احمد گنگوہی بھی باطل افکار و نظریات کی حمایت و اشاعت میں اپنے ہم خیال علما کے شانہ بشانہ نظر آتا ہے۔ اس نے اپنے فتاویٰ اور دیگر تحریرات کے ذریعے ملت اسلامیہ کا شیرازہ بکھیرنے میں اہم رول ادا کیا ہے اللہ و رسول کی شان میں ”اہانت و بے ادبی“ اس کا طرہ امتیاز ہے۔

”خدا جھوٹ بول سکتا ہے“ لکھ کر جہاں اس نے شانِ الوہیت میں ”عیب جوئی“ کی جسارت کی ہے، وہیں شانِ رسالت میں کئی توہین آمیز کلمات اس سے منسوب ہیں۔ مثال کے طور پر اس کے مجموعہ فتاویٰ ”فتاویٰ رشیدیہ“ کی یہ عبارتیں ملاحظہ فرمائیں:

سوال: انعقاد مجلس میلاد بدوں قیام بروایت صحیح ہے یا نہیں؟

جواب: انعقاد مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے۔ تداعی آمر مندوب کے واسطے منع ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ مکمل ص ۲۷۲)

سوال: محفل میلاد میں، جس میں روایات صحیح پڑھی جاویں اور لاف و گداز اور روایات موضوعہ اور کاذب نہ ہوں شریک ہونا کیسا ہے؟

جواب: ناجائز ہے بسبب اور وجوہ کے۔ (فتاویٰ رشیدیہ مکمل ص ۲۷۴)

”مجلس مولود شریف جس میں روایات موضوعہ کاذب نہ ہوں اس میں بھی شرکت منع ہے“۔ (فتاویٰ رشیدیہ)

”یہ ہر روز اعادہ ولادت تو منسل ہنود کے سانگ کنہیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں۔ معاذ اللہ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھہرا اور خود یہ حرکت قبیحہ قابلِ بوم و حرام و فسق ہے بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بڑھ کر ہوئے“ (فتاویٰ رشیدیہ)

”الحاصل یہ قیام صورتِ اولیٰ میں بدعت و منکر دوسری صورت میں حرام و فسق تیسری صورت کفر و شرک چوتھی صورت میں اتباعِ ہوئی اور گناہِ کبیرہ ہوتا ہے۔ پس کسی وجہ سے مشروع و جائز نہیں۔“ (فتاویٰ رشیدیہ)

فتاویٰ رشیدیہ کی اس طرح کی تحریروں پر عالمِ اسلام کی جانب سے ہمیشہ شدید ردِ عمل کا اظہار ہوتا رہا ہے، اس کی ایک جھلک سفینۂ بخشش میں بھی دیکھی جاسکتی ہے:

ذکرِ سرکار کرتے ہیں مومن
کوئی مرحبائے حبل کے کینے سے

(سفینۂ بخشش ص ۱۰۵)

یہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اہتمامِ میلاد سے گنگوہی جی کی اسی جلن کا نتیجہ ہے کہ انہوں نے ”کوا خوری“ میں ثواب کا پہلو ڈھونڈ نکالا، اور ایک سوال کے جواب میں بلا تامل یہ فتویٰ صادر کر دیا:

سوال: جس جگہ زراغ معروفہ کالا کوا کو کثر حرام جانتے ہوں اور کھانے والے کو برا کہتے ہوں تو ایسی جگہ اس ”کوا“ کھانے والے کو کچھ ثواب ہوگا یا نہ ثواب ہوگا نہ عذاب؟

جواب: ثواب ہوگا۔ (فتاویٰ رشیدیہ کمال مکتبہ رحمانیہ لاہور ص ۴۳)

(فتاویٰ رشیدیہ)

آج بھی کتنے صاحبانِ جبہ و دستار، گنگوہی جی کی اتباع میں مجلسِ میلاد کے منکر ہیں۔ تاج الشریعہ نے بزبانِ شعر ان کی بھی اچھی طرح خبر لی ہے، فرماتے ہیں:

جن کو شیرینی میلاد سے گھن آتی ہے
عقل کے اندھے انہیں کوا کھلاتے ہیں

(سفینۂ بخشش ص ۸۳)

جو جنونِ غلہ میں کوؤں کو دے بیٹھے دھرم
ایسے اندھے شیخ جی کی پیروی اچھی نہیں

(سفینۂ بخشش ص ۸۶)

قادیانی فرقے کی سرکوبی:

اقلیم ہند کی صدیوں پر محیط خالص اسلامی و روحانی فضا کو اپنے خود ساختہ خیالات و افکار سے متعفن کرنے والی جماعتوں کی فہرست میں مرزا غلام احمد قادیانی کا فرقہ بھی شامل ہے، جنہوں نے اپنی جھوٹی پیغمبری کا ڈھنڈورا پیٹ کر ”عقیدہ ختم نبوت“ کا مذاق اڑایا۔ ان کے ہفوات کے بدنام داغ دھبوں سے سینکڑوں صفحات کے دامن آلودہ دکھائی دیتے ہیں، بطور نمونہ چند تراشے حسب ذیل ہیں:

”مجھے وحی الہی اور امورِ غیبیہ کی نعمت عطا فرما کر نبی بنایا گیا ہے“

(حقیقۃ الوحی، مطبع میگزین قادیان ص ۴۰۶)

”جس طرح قرآن شریف یقینی طور پر خدا کا کلام ہے، اسی طرح مجھ پر نازل ہونے والا کلام بھی یقیناً خدا کا کلام ہے“

(حقیقۃ الوحی، مطبع میگزین قادیان ص ۲۲۰)

”سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا“

(دافع البلاء، مطبع ضیاء الاسلام قادیان ص ۲۳۱)

واضح رہے کہ تاج الشریعہ کی شاعری کا کمال یہ ہے کہ اس کی موضوعاتی پیشکش میں وسعت و تنوع کی ایک بار اتر آئی ہے۔ آپ نے اپنے آقا و مولیٰ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ خاتمیت کا حسین و دیدہ زیب مضمون باندھ کر ”قادیانیت“ کے منہ پر زور دار طمانچہ رسید کیا ہے اور اس تعلق سے قرآن و سنت اور اجماع امت کی روشنی میں حقیقت کی رونمائی کا شاندار کارنامہ انجام دیا ہے۔ سفینہ بخشش“ میں یوں گہرا فاشانی فرماتے ہیں:

کرنا ہتا خدا کو ہم پہ آشکارا

آخری نبی ہے اس کو سب سے پیارا

کوئی بھی نبی ہو کچھ سلی امتوں کا

تم کو سب پہ سبقت، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نعرۂ رسالت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(سفینہ بخشش ص ۱۰۲)

کیجئے یادِ ختامِ الانبیا
ختم یوں ہر رنج و کلفت کیجئے
طے ہونا مِ پاک پر میری کتاب
یہ کرم ختم رسالت کیجئے

(سفینہ بخشش ص ۱۲۸)

حسنِ اول کی نمودِ اولیں
بزمِ آخر کا احبِ لا آپ ہیں
آپ کو رب نے کیا اپنا حبیب
ساری خلقت کا خلاصہ آپ ہیں

(سفینہ بخشش ص ۱۳۲ تا ۱۳۳)

فاتح و خاتمِ پیامبری
گلشنِ دہر کی بہارِ سلام

(سفینہ بخشش ص ۱۹۱)

رافضیوں کی سرکوبی:

رافضی یا شیعہ ایک ایسا نام نہاد اسلامی فرقہ ہے جس کے عقائد و نظریات قرآن و سنت سے ذرا بھی مطابقت نہیں رکھتے۔ جس نے اصحابِ رسول پاک ﷺ خصوصاً خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین پر تبر ابازی ہی کو معاذ اللہ جزو اسلام سمجھ لیا ہے۔ لہذا ہر دور میں علمائے حق کی طرف سے ان کی تردید و مذمت ہوتی رہی ہے۔ بارہویں صدی ہجری میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”تحفۃ اثنا عشریہ“ لکھ کر رافضیت کے تابوت میں آخری کیل ٹھوک دی۔

عصر جدید میں خمینی رافضی نے ”شیعیت“ کی نشاۃ ثانیہ کا بیڑا اٹھایا اور انہوں نے ”بانی انقلاب اسلامی“ کا لقب اختیار کر کے اپنی تحریرات سے عجیب و غریب خیالات کو

جنم دیا، جن میں سے بعض یہ ہیں:

- ۱۔ کائنات کے ذرے ذرے پر ائمہ کی تکوینی حکومت ہے
(الحکومت الاسلامیہ ص ۷۸)
- ۲۔ ائمہ کا مقام ملائکہ مقربین اور انبیاء و مرسلین سے بالاتر ہے
(الحکومت الاسلامیہ ص ۷۸)
- ۳۔ ائمہ سہو اور غفلت سے محفوظ اور منزہ ہیں
(الحکومت الاسلامیہ ص ۹۱)
- ۴۔ ائمہ کی تعلیمات قرآنی احکام و تعلیمات ہی کی طرح دائمی اور واجب الاتباع ہیں
(الحکومت الاسلامیہ ص ۱۱۳)
- ۵۔ توحید و رسالت کی شہادت کے ساتھ بارہ اماموں کی امامت کی شہادت دینا بھی جزو ایمان ہے

(تحریر الوسیلہ ص ۱۵)

خمینی اپنے زورِ اقتدار کے نشے میں اپنے پڑوسی ملک ”عراق“ کو محض اس لئے تباہ کر دینا چاہتے تھے کہ وہاں کی غالب اکثریت خوش عقیدہ مسلمانوں پر مشتمل تھی۔ سفینہ بخشش میں ایک پوری نظم بزبان عربی، خمینی کی نذر ہے، جس میں حضرت تاج الشریعہ نے خمینی کے باطل افکار و نظریات کی کھلے عام تردید کی ہے۔ قارئین کی ضیافتِ طبع کے لئے اس نظم کے مکمل اشعار پیش خدمت ہیں:

الایا خمینی یا فاجر
افسق من ضلالک یا خاسر
افیضوا بہیجا و اقصروا
فجیش العراق ہو الظافر
أبی ان یہون العراق الأبی
فمجد العراق ہو الظاہر

وان العراق بعلياء
 لفي غاية مالها حازر
 ليهنا العراق الحبيب العلي
 ومجد مجيد له زاهر
 يظل العراق بحر زلاله
 منيعا فليس له كاسر
 ويردى الخميني واحزابه
 اذلاء ليس لهم ناصر
 ويكفي العراق قتال العدى
 مليك الوري القادر القاهر

(سفینہ بخشش ص ۵۷)

اس نظم کا ترجمہ حقیر کے قلم سے ملاحظہ ہو:

اے خمینی! اے بدی کا پتلا! ہو حب ہو شیار
 اپنی گمراہی سے باز آ اے ذلیل و بے وقار
 جنگ پر آمادہ ہو، یا چھوڑ دو اس کا فسراق
 غالب آنے والی ہے ہر حال میں فوج عراق
 رسوا کیوں کر ہو عراقِ پاک جو خود دار ہے
 غلبہ ہی اس کے گلوئے ناز میں کا ہا رہے
 اس علوئے شان کی منزل پہ فائز ہے عراق
 دم بخود ہے جس کے آگے دیدہ پُراشتیاق
 ہو مبارک پیارے اقلیم مبارک کو علو
 اور اسے اس کی بزرگی اور عظیم الشان خو

زیرِ حرزِ کبریا وہ اس قدر ہے پائے دار
 توڑ سکتی ہے نہ جس کو کوئی طاقت زینہار
 ہاں! خمینی اور اس کی فوج، سب مرحبائیں گے
 ہو کے خوار ایسے، کہیں یا ورنہ اپنا پائیں گے
 ہے عراق اپنے عدو سے معرکہ میں سرفراز
 اس کو بس ہے زور و غلبہ والا رب کار ساز
 ردِ نصاریٰ:

فحاشی و عریانیت کو فروغ دینے اور اخلاقی اقدار کو دقیا نو سیت سے تعبیر کرنے والی
 تہذیبِ فرنگی نے مسلمانوں کی عزت و شرافت کو داؤ پر لگا دیا ہے، اور اس کی ظاہری چمک
 دمک اور ترقی و آسائش کے بلند بانگ نمائشی دعوؤں سے انسانی آبادی بری طرح متاثر ہو
 رہی ہے۔ سفینہٴ بخشش میں اس زہر کا بھی تریاق موجود ہے:

طوقِ تہذیبِ فرنگی توڑ ڈالو مومنو!
 تیرگی انجام ہے، یہ روشنی اچھی نہیں

(سفینہٴ بخشش ص ۸۷)

فریبِ نفس میں ہمدن نہ آنا
 بچے رہنا یہ مارِ آستیں ہے

(سفینہٴ بخشش ص ۱۰۹)

ریتِ آفتا کی چھوڑ دی ہم نے
 اپنی مہمان اب تباہی ہے

(سفینہٴ بخشش ص ۱۵۰)

صلحِ کلیت کی سرکوبی:

آج کچھ ”اتحادیوں“ نے دین و مسلک کو ”بازیچہٴ اطفال“ بنا لیا ہے اور دن بدن فکر

و نظر کے زاویے تبدیل ہوتے جا رہے ہیں۔

حضرت تاج الشریعہ نے ان تماشہ گروں کے مزاج و رجحان کو بہت پہلے ہی پرکھ لیا تھا، یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعرانہ پیکر تراشی میں بھی حقیقت و بصیرت کی عکاسی و نقاشی کا ایک سبز و شاداب گلشن آباد نظر آتا ہے۔

ذرا آئیے ہم بھی اس کی تازہ بہاروں سے اپنے مشامِ جاں کو معطر کرتے چلیں۔ سر دست ایک مہکتا ہوا گلاب نذرِ خدمت ہے:

اس دو مصلحت میں وفا کوئی شے نہیں

گا ہے ہوئے ہمارے تو گا ہے بدل گئے

(سفینۂ بخشش ص ۱۰۸)

لیکن حجابِ مصلحت میں کچھ بھیا نک چہروں کو دیکھ کر وہ قطعاً نہیں گھبراتے بلکہ حالات کی موجوں کا کلیجہ چیر کر کامیاب و سرخرو گزر جانے کا ہنر جانتے ہیں:

اختر لگائیے لو نبی کریم سے

کیا فکرِ اہل دنیا جو سارے بدل گئے

(سفینۂ بخشش ص ۱۰۸)



بلکہ وہ جو ہنر جانتے ہیں، ان کی خواہش ہے تمنا ہے کہ اس سے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کی ملت کے ہر خرد و کلاں کو فیض پہنچے اور کوئی بھی وقت کی ستم ظریفی کا رونا رونے کی حماقت نہ کرے:

نہ گھبرا حادثاتِ دہر سے اتنا مرے ہمدم

یہ دنیا ہے کبھی یہ ایک حالت پر نہیں ڈھتی

(سفینۂ بخشش ص ۲۰۷)



جو دنیا پرست ہوتا ہے اس کی حالت دنیا سے کچھ مختلف نہیں ہوتی، اور جسے اپنا مسلک و مذہب عزیز ہوتا ہے وہ ہوا کے رخ پر نہیں چلتا بلکہ وہ اپنے مخلص رہنما کے نقش قدم کی برکتوں میں ڈوب کر یہ راگ الاپتا ہے:

جہاں میں عام پیغامِ شہِ احمد رضا کر دیں
پلٹ کر پیچھے دیکھیں پھر سے تجدید و وفا کر دیں

(سفینہ بخشش ص ۱۳۶)



انگریزی اقتدار کے زیر اثر پروان چڑھنے والی جماعتوں پر ”جبلوہ دانش فرنگ“ نے ایسا جادو کیا کہ ان کی آنکھیں ”خاکِ مدینہ و نجف“ کے سرے سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو گئیں۔ اور ان کی صحبت و تعلیمات نے کتنوں کو نبی سے بیگانہ کر دیا، لہذا ایمانی تقاضہ یہی ہے کہ ایسوں کے سائے سے بھی خود کو محفوظ رکھا جائے۔ اس تناظر میں سفینہ بخشش کا یہ شعر ہمارے حق میں ایسی لکار ہے جس پر لبیک کہنے ہی میں ہماری متاعِ ایمان کی حفاظت کا راز پنہاں ہے:

نبی سے ہو جو بیگانہ اسے دل سے جدا کر دیں
پدر، مادر، برادر، مال و جاں ان پر فدا کر دیں

(سفینہ بخشش ص ۱۳۶)



تاج الشریعہ کو اپنے اکابر و معاصر بزرگوں سے بھی والہانہ لگاؤ رہا ہے کہ انہوں نے فروغِ مسلک و مذہب و ترسیلِ پیغامِ رضا کی راہ میں بے لوث قربانیاں پیش کی ہیں اور دینی و شرعی معاملات میں ادنیٰ سے ادنیٰ ”مداہنت“ بھی ان کے لئے ناواقفِ برداشت رہی ہے لہذا آپ نے ان کی ان پاکیزہ اور لائقِ تقلید اداؤں کو دل کی ہزار گہرائی سے خراجِ تحسین پیش کیا ہے جس کا خوبصورت نمونہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے:

احسن العلماء کی شان میں

اے نقیبِ اعلیٰ حضرت مصطفیٰ حیدر حسن
اے بہارِ باغِ زہرا میرے برکاتی چمن
استقامت کا وہ کوہِ محکم و بالا، حسن
اشرف و افضل، نجیبِ عترتِ زہرا، حسن

(سفینہ بخشش ص ۱۷۳)

سینوں کی جان تھا وہ سیدوں کی شان بھتا
دشمنوں کے واسطے پیکِ رضا ملت نہیں
وہ امینِ اہلسنت رازدارِ سرِ ترضی
اشرف و افضل، نجیبِ با صفا ملت نہیں

(سفینہ بخشش ص ۱۷۲)

مجاہد ملت کی شان میں

میں رحلتِ مجاہد ملت کو کیا کہوں
یوں سمجھو گر گیا کوئی اسلام کا ستوں
وہ یادِ گارِ حجتِ الاسلام اب نہیں
اندوہ گیس ہے آج شبستانِ علم دیں
نرینِ گلستانِ صدُرُ الشریعہ بود
بوئے خودش گزاشته اندرِ چمنِ ربود

(سفینہ بخشش ص ۱۸۳)



بعض جدیدیئے ”مسلبِ اعلیٰ حضرت“ کے خوش نما نعرے سے جی چراتے ہیں، اور
اپنی مساعی نامحمود کے زور پر اس انتظار میں ہیں کہ لوگ اس امامِ اہلسنتِ محسنِ قوم و ملت

اعلیٰ حضرت کی روش کو بھول کر ”وقت“ کے دھارے میں گم ہو جائیں۔ لیکن یہ ایک ایسا خواب ہے جو کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا، تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

شاخِ گل پر ہی بنائیں گے عنادل آشیاں
برق سے کہہ دو کہ ہم سے ضد تری اچھی نہیں

(سفینہ بخشش ص ۸۷)



جن لوگوں کو تاج الشریعہ کا ”تصلب فی الدین“ پسند نہ آیا اور ”استقامتہ علی الشریعہ“ ایک آنکھ نہ بھائی انہوں نے آپ کی پگڑی اچھالنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ لیکن آپ کی حیثیت ایک مخلص قائد اور غمگار پیشوا کی تھی۔ اس لئے انتقام پر ہزار قدرت کے باوصف فہمائش و اصلاح کے مشن پر قائم رہے۔ جس کے سینے میں پتھر نہیں دل ہے، وہی ان اشعار میں چھپے درد کا احساس کر سکتا ہے:

ستم سے اپنے مٹ جاؤ گے تم خود اے ستم گارو!
سنو ہم کہہ رہے ہیں بے خطر دورِ ستم گر میں

(سفینہ بخشش ص ۸۱)

گردِشِ دور! ہمیں چھیڑ نہ اتنا، ورنہ
اپنے نالوں سے ابھی حشر اٹھایا ہوگا

(سفینہ بخشش ص ۱۹۷)

اس کے علاوہ آپ کی زبان پر کبھی حرفِ شکایت نہ آیا بلکہ اپنا استغاثہ اس خاکساری کے ساتھ اپنے آقا ﷺ کے دربارِ گہر بار میں پیش کر کے فخر محسوس کیا:

تیری خاطر ذلیل ہونا ہے
میری عزت مرے وقار! سلام

(سفینہ بخشش ص ۱۹۰)

دہر میں ہے کیا شے تم سے جو نہاں ہے
 تم پہ حالِ اختر بالیقین عیاں ہے
 بس مری خموشی ہی مری زباں ہے
 کیا کروں شکایت یا رسول اللہ ﷺ
 نعرہ رسالت یا رسول اللہ ﷺ

(سفینہ بخشش ص ۱۰۳/۱۰۴)

آپ پوری طرح اس بات میں یقین رکھتے تھے کہ نبی کو نین سلطان دارین صلی اللہ علیہ وسلم
 کے دین کی راہ میں گوارا کی جانے والی یہی ذلت، حقیقت میں اخروی عزت کا پیش خیمہ
 ہے۔ لہذا اپنے معبودِ حقیقی سے ہمیشہ اس امتحان میں کامیابی کی سند کے ملتی رہے:

پس ممت نہ بدنام ہو ترا اختر
 الہی! اس کو بچا لینا طعنِ اعدا سے

(سفینہ بخشش ص ۱۴۹)

اٹھے شورِ مبارکباد، ان سے جا ملا اختر
 غمِ جاناں میں کس درجہ حسیں انجامِ فرقت ہے

(سفینہ بخشش ص ۱۱۷)

اور شاید وہ سند پروردگار نے عطا کر دی۔ اور پیرِ فلک نے وہ منظر اپنی نگاہوں سے دیکھ
 لیا۔ مفتی اعظم کے اس ذرے نے اس شان سے رحلت فرمائی کہ ہجوم عاشقاں سے بریلی کی
 گلیاں تنگ پڑ گئیں۔ اپنے تو اپنے بیگانوں کے سر بھی مقبولیت کے اعتراف میں جھک گئے۔

مفتی اعظم کا ذرہ کیا بنا اختر رضا
 محفلِ انجم میں اخترِ دوسرا ملت نہیں

(سفینہ بخشش ص ۱۷۰)

مآخذ و مراجع

الانشریح:

البقرة:

النبي:

الحكومة الاسلامية

دارالولاء بيروت لبنان ۱۴۳۲ھ/۲۰۱۱ء

برائین قاطعہ

دارالاشاعت اردو بازار کراچی۔ ۱۹۸۷ء

تخذیر الناس

دارالاشاعت اردو بازار کراچی۔ ۱

تقویۃ الایمان

مکتبہ خلیل غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور ۱۹۹۹ء

حفظ الایمان

دارالکتب دیوبند

حقیقۃ الوحی

مطبع میگزین قادیان

دافع البلاء

مطبع ضیاء الاسلام قادیان

سفینۂ بخشش

جمعیت رضائے مصطفیٰ جمشید روڈ کراچی ۱۴۳۱ھ/۲۰۱۰ء

صراط مستقیم فارسی

المکتبۃ السلفیۃ شیش محل روڈ لاہور۔ ۲

فتاویٰ رشیدیہ

کنز الایمان

ایم عاشقین اینڈ کمپنی چٹلی قبرجی مسجد دہلی

مسند ابی یعلیٰ الموصلی ابو یعلیٰ الموصلی تحقیق: حسین سلیم اسد

مطبوعہ بیروت

مسند ابی یعلیٰ الموصلی جلد ثالث تحقیق: ارشاد الحق الاثری

موسسہ علوم القرآن، بیروت

”سفینہ بخشش“ میں فرق ہائے باطلہ کی تردید

عسلام مصطفیٰ رضوی (نوری مشن مالگائوں)

زہد و ورع، تقویٰ و طہارت، شرافت و نجابت، اخلاق و کردار کی چمک دمک، اخلاص کا جوہر اور افکار کی تابندگی نیز علم و عمل کی جولانی ان خوبیوں اور خصائل کا شخص واحد میں یکجا ہو جانا حیرت و تعجب کی بات ہے۔ عصر حاضر میں اس خصوص میں نابغہ عصر تاج الشریعہ جانشین مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں ازہری اختر بریلوی مدظلہ العالی کی شخصیت بڑی نمایاں و ممتاز ہے۔ اکناف عالم میں آپ کے پائے اور رتبے کا کوئی عالم نظر نہیں آتا۔ آپ کی دینی و علمی، دعوتی و تبلیغی، فکری و فتنی خدمات کا دائرہ بڑا وسیع، ہمہ پہلو اور ہمہ وصف ہے۔ ان تمام خوبیوں پر مستزاد یہ کہ آپ ایک باکمال اور محتاط نعت گو شاعر بھی ہیں۔

دین پر تصلب و استقامت کا جوہر ورثے میں ملا ہے بایں سبب احقاق حق و ابطال باطل میں اس دور میں امتیازی شان رکھتے ہیں جو مثالی بھی ہے اور ایمان افسر و زبھی۔ مصلحت اور مفاد کے اس ماحول میں جب کہ بہت سے صاحبان حبابہ و کلاہ بھی مداہنت سے کام لے لیتے ہیں، تاج الشریعہ کے یہاں عقیدہ و ایمان کے بارے میں کسی قسم کی مصلحت یا سمجھوتے کا گزرتک نہیں بلکہ شریعت کی بالادستی اور پاس داری کا ہر آن پاس و لحاظ رکھتے اور اسی کی تعلیم و تلقین کرتے ہیں۔

آپ عالم اسلام کے مرجع فتاویٰ ہیں، فن تفسیر اور حدیث و فقہ میں مہارت رکھتے

ہیں ساتھ ہی شعری ذوق بھی وراثت میں ملا ہے، جدید لب و لہجے میں دسترس رکھتے ہیں۔
تصلب فی الدین اور عقیدے کی پختگی آپ کی شخصیت کے اہم پہلو ہیں اور یہی اوصاف
آپ کے شعر شعر میں پیوست و نمایاں نظر آتے ہیں۔ اور یہ درس امام احمد رضا محدث
بریلوی کا بھی ہے کہ ۔

دشمن احمد پ شدت کیجیے

دین و ایمان کی سلامتی کو مقدم رکھنا ہی چاہیے، اگر یہ سلامت نہیں تو جینا کیا جینا ہے،
زندگی بے کیف ہو جاتی ہے، اگر ایمان کا جو ہر سلامت ہے تو زندگی کا سرور باقی ہے،
حیات کی تازگی و تمکنت اور رعنائی باقی ہے اور اس کے لیے ان فرقوں اور گروہوں سے بہر
صورت بچنا ہوگا جو عقیدے کو تباہ کر دینے پر آمادہ پیکار ہیں، جو متاع ایمانی کو لوٹنے کی
تاک میں ہر آن لگے ہوئے ہیں، ان کے دام فریب سے آگہی رکھنا، ان کے شر سے قوم
کو باخبر کرنا ضروری ہے، اس رخ سے تاج الشریعہ حضرت اختر بریلوی کے مجموعہ کلام
”سفینہ بخشش“ میں کافی مواد ملتا ہے۔ جس سے استفادہ عہد کی ضرورت بھی ہے اور دین
کے فکری اثاثے کے تحفظ کا ایک اہتمام بھی۔

شعرانے عہد کے تقاضوں کا التزام صنف نعت میں بھی ملحوظ رکھا، اور یہ روایت عہد
رسالت سے برابر چلی آ رہی ہے، جب کفار مکہ اور دشمنان رسول گستاخی و اہانت کے بول
بولتے تو ان کی ہجو میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اشعار کہتے، نعت میں
جہاں اوصاف مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیان کرتے وہیں دشمنوں کی مذمت بھی کرتے
اور ان پر تنقید بھی۔ اور یہ سلسلہ بعد کے عہد میں پورے اہتمام کے ساتھ قائم رہا۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں کو مسلمانوں کی ایمانی شوکت و حمیت کا
اندازہ و مشاہدہ ہو چلا تھا، انھوں نے مسلمانوں میں انتشار و افتراق کا ایک منظم اور عملی
منصوبہ بنایا اور عظمت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقوش دل آویز کو دلوں سے

جد کرنے کے لیے نام نہاد علما خریدے گئے، ان کے قلم سے بارگاہ رسالت میں گستاخی و اہانت کروائی گئی، بے ادبی اور توہین کے کلمات لکھوائے گئے، اور یوں مسلمانوں میں کئی بد عقیدہ فرقے وجود پا گئے۔ ان میں وہابی، دیوبندی، قادیانی، غیر مقلد وغیرہم زیادہ نمایاں ہیں جن کے لٹریچر میں توہین رسالت کا پہلو کثرت سے ملتا ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی نے ان کے مکرو فریب سے ملت کو خبردار کرنے کے لیے درجنوں کتابیں تصنیف کیں اور ملت کے اساسی سرمائے ”ناموس رسالت“ کی حفاظت کا فریضہ انجام دیا، اس سلسلے میں آپ کے دیوان ”حداق بخشش“ کا بھی اہم کردار رہا ہے۔ اور یہی وصف تاج الشریعہ حضرت اختر بریلوی کی شاعری میں بھی مستور ہے۔

شعر گوئی اور سخن آرائی میں تاج الشریعہ کو خاص ملکہ حاصل ہے۔ اس جہت میں کامیاب گزرنے کے لیے بڑی مہارت و ریاضت نیز مشق درکار ہوتی ہے، لیکن تاج الشریعہ شعر برائے شعر نہیں کہتے بلکہ اظہار عشق اور محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تسکین کے لیے اشعار نوک قلم سے صفحہ قرطاس پر جلوہ گر ہوتے ہیں، آپ کی شاعری محبت کی آئینہ دار ہے، جس میں عشق و عرفان کی جلوہ سامانی ہے، اور قلبی واردات موروثی امانت کی ترسیل کا نقش جمیل ہے، مولانا قاضی شہید عالم رضوی تحریر فرماتے ہیں:

”تاج الشریعہ کی شخصیت کا بہ غور مطالعہ کرنے سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ آپ کو دین و مذہب سے والہانہ وابستگی کے ساتھ ساتھ موزون طبع، خوش کلامی، شعر فہمی اور شاعرانہ ذوق بھی ورثے میں ملا ہے۔“

شعر و ادب میں نشتریت و تنقید کی فنی حیثیت مسلم رہی ہے، یہ جو ہر تاج الشریعہ کے اشعار میں پورے طور پر موجود ہے جیسا کہ اس مضمون میں اسی حوالے سے اجمالی جائزہ پیش کیا جائے گا۔ اس جائزہ کے لیے بہ طور مآخذ آپ کا نعتیہ دیوان ”سفینہ بخشش“ (مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی ۲۰۰۶ء) پیش نظر ہے۔

وہابی و دیوبندی علما نے اپنی کتابوں میں جو اہانتیں بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں کی ہیں وہ اس قدر شدید ہیں کہ ایک مومن کا کیجہ انھیں پڑھ کر کانپ کانپ اٹھتا ہے اور ان سے نفرت کے جذبات خود بہ خود ابھر آتے ہیں، جس کا اظہار کبھی الفاظ میں، کبھی حرکات و سکنات اور گفتگو میں اور کبھی اشعار میں ہوتا ہے۔ تاج الشریعہ کے اشعار میں نشریت کے اس رنگ کے ملاحظہ سے قلب عشق و وارفتگی کی تپش کا اندازہ لگائیں کہ محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا داغ سینے میں بس جائے تو وہ ظلمتوں کی تاریکی میں روشنی کا ہالہ بن جاتا ہے، اس رخ سے ہمارے مدوح کیا دل لگتی بات کہتے ہیں، جو دل میں بس کے رہ جاتی ہے اور فکر کی گہرائی میں اتر جاتی ہے۔

ظلمتوں میں روشنی کے واسطے

داغ سینہ کی حفاظت کیجئے

وارفتگی و جاں نثاری کا درس بھی خوب دیا ہے، جو دل میں نقش کر لینے سے تعلق رکھتا ہے، کیسا ایمان افروز مضمون باندھا ہے کہ ایمان کی کھیتی سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے، زبان عشق کراٹھتی ہے اور مضمون آفرینی کے جلوے شعری حسن کو دو چند کر دیتے ہیں۔

نبی سے جو ہو بیگانہ اسے دل سے جدا کر دیں

پدر، مادر، برادر، مال و جاں ان پر خدا کر دیں

جب تو بین رسالت معمول بن جائے اور گستاخی مشن تو ان کے لیے ذکر رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بڑا بھاری ہوتا ہے، اس ذکر سے ان کے تن بدن میں آگ لگ جاتی ہے، لیکن ایمان والے کی علامت ہے کہ ”وصف ماہ طیبہ“ اور ”ذکر سرکار“ سے اپنے قلب بے چین کو تسکین دیتے رہتا ہے، بھلے سے کسی کی حالت ”غیر“ ہو جائے، یا حد سے دل جل اٹھیں یا سینے پھکنے لگیں۔

میں وصف ماہ طیبہ کر رہا ہوں

بلا سے گر کوئی چپیں برجسبیں ہے

ذکر سرکار بھی کیا آگ ہے جس سے سنی
بیٹھے بیٹھے دل نجدی کو حبا حباتے ہیں
تیز کیجئے سینہ نجدی کی آگ
ذکر آیات ولادت کیجئے

دیوبندی پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی نے صحیح روایات کے ساتھ بھی میلاد پڑھنے کو ناجائز بتایا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۱۳۱، مطبوعہ فرید بک ڈپو دہلی) تو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ان کی کیفیت ضرور مضحک ہو جاتی ہوگی، اسی لیے یہ اس سے خار کھاتے ہیں۔ اور اس کے منانے والوں پر جلتے، برستے اور کڑھتے ہیں۔

وہابی پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی نے لکھا:

”جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں خواہ انبیاء ہوں یا اولیاء ہوں وہ سب کے سب اللہ کے بے بس بندے ہیں اور ہمارے بھائی ہیں مگر حق تعالیٰ نے انھیں بڑائی بخشی تو ہمارے بڑے بھائی کی طرح ہوئے۔“

(تقویۃ الایمان، مطبوعہ مکتبہ تھانوی دیوبند، ص ۱۷)

ان کے ایک دوسرے پیشوا مولوی قاسم نانوتوی لکھتے ہیں:

”انبیاء اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔“

(تخذیر الناس، مطبوعہ دارالکتب دیوبند، ص ۸)

ان دونوں عبارتوں میں کیسی جسارت اور بیباکی سے شان رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں توہین و بے ادبی کی گئی ہے۔ ان میں توہین کے کئی پہلو ہیں، پہلی عبارت میں انبیاء و اولیاء کو بے بس کہا گیا، بڑا بھائی کہا گیا ہے۔ دوسری عبارت میں بھی ہمسری بلکہ معاذ اللہ ”عمل میں سبقت لے جانے“ کا گھناؤنا عقیدہ رچا گیا ہے۔ حالاں

کہ رحمت عالم نبی کو نبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان و عظمت، شرف و فضیلت، اختیار و عطا، نوازش و سخاوت کا یہ حال کہ بہ قول تاج الشریعہ ے

جہاں بانی عطا کر دیں بھری جنت ہبہ کر دیں

نبی مختار کل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کر دیں

نبی کو نبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دعویٰ ہمسری کرنے والوں کو یہ آیت مبارکہ دعوت غور و فکر دیتی ہے:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ

دَرَجَاتٍ (البقرة: ۲۵۳)

”یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا ان میں کسی سے

اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا“ (کنز الایمان)

اس کے تحت مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی ”خزان العرفان“ میں تحریر فرماتے ہیں:

”آیت میں حضور کی اس رفعت مرتبت کا بیان فرمایا گیا اور نام مبارک کی

تصریح نہ کی گئی اس سے بھی حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوے شان

کا اظہار مقصود ہے کہ ذات والا کی یہ شان ہے کہ جب تمام انبیاء پر فضیلت کا

بیان کیا جائے تو سوائے ذات اقدس کے یہ وصف کسی پر صادق ہی نہ آئے

اور کوئی اشتباہ راہ نہ پاسکے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ فضائل و کمالات

جن میں آپ تمام انبیاء پر فائق و افضل ہیں اور آپ کا کوئی شریک نہیں بے

شمار ہیں کہ قرآن کریم میں یہ ارشاد ہوا ”درجوں بلند کیا“ ان درجوں کی کوئی شمار

قرآن کریم میں ذکر نہیں فرمائی تو اب کون حد لگا سکتا ہے۔“ (خزان العرفان)

اس صراحت کی روشنی میں ہمسری کا دعویٰ کرنے والے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کو بڑا بھائی کہنے والے بے نقاب ہو جاتے ہیں۔ ان کی چیرہ دستی کا عقدہ کھل جاتا

ہے۔ فریب آشکار ہو جاتا ہے، تاج الشریعہ نے ایسے بے ادب گروہ پر جو نشتر لگائے ہیں اس کی ایک جھلک دیکھیں ے

وہی جو رحمۃ للعالمیں ہیں حبان عالم ہیں
بڑا بھائی کہے ان کو کوئی اندھا بصیرت کا

وہ رگ جان دو عالم ہیں بڑے بھائی نہیں
ہیں یہ سب پھندے بُرے تیرے بڑے بھائی کے

بھلا دعوے ہیں ان سے ہمسری کے
سرعرش بریں جن کا قدم ہے

کر کے دعویٰ ہمسری کا کیسے منہ کے بل گرا
مٹ گیا وہ جس نے کی توہین سلطان جمال

رفعت و شان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیان میں خصائص
مبارکہ ”رحمۃ للعالمین“ اور ”جان عالم“ و ”رگ جان عالم“ کہہ کر منکرین کا رد کیا گیا ہے
اور یہ کہ جن کا قدم مبارک عرش بریں پر ہے ان کی عظمت کیسی ارفع و اعلیٰ ہے۔ ہمسری کا
دعویٰ کرنے والوں کے ہاتھ سے ایمان جاتا رہا اور وہ ذلت و نکبت سے دوچار ہو کر
بصیرت و بصارت سے بھی عاری ہو گئے۔ جنون خلد میں عقل برباد ہو گئی اس کا اندازہ اس
سے لگایا جاسکتا ہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی نے ”فتاویٰ رشیدیہ“ (ص ۵۹۷) میں کوا
کھانے کو ثواب لکھا ہے۔ ان کے اس پہلو پر نشتر زنی ملاحظہ ہو ے

جو جنون خلد میں کوؤں کو دے بیٹھے دھرم

ایسے اندھے شیخ جی کی پیروی اچھی نہیں

عقل چوپایوں کو دے بیٹھے حکیم ہتھانوی

میں نہ کہتا تھا کہ صحبت دیو کی اچھی نہیں

دوسرے شعر میں مولوی اشرف علی تھانوی کے اس عقیدے کا رد ہے جو اس نے علم

مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انکار میں لکھا:

”اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم

غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی

حاصل ہے۔“ (حفظ الایمان، مطبوعہ دارالکتب دیوبند، ص ۱۵)

تو اس نے علم غیب کو حیوانات کے علم سے تشبیہ دی (معاذ اللہ) اس نے تو گویا اپنی

عقل چوپایوں کو دے ڈالی اور حق کے راستے سے الگ ہو بیٹھے۔ علم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کے متعلق قرآن مقدس میں ارشاد ہوتا ہے: **الزَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝**

(الرحمن: ۱-۲) ”رحمن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا“ (کنز الایمان)

خود حق تعالیٰ جس ذات کا پڑھانے والا ہو اس کے علم کی بلندی کا کیا عالم ہو گا۔ انسانی

عقلیں اس کی بلندی کو نہیں ناپ سکتیں۔ حاسدین کا حال تاج الشریعہ کی زبانی سنئے۔

ان کا سایہ سروں پر سلامت رہے

منہ سڑاتے رہیں یوں ہی دشمن سدا

ان کے حاسد پہ وہ دیکھو بجلی گری

وہ جلا دیکھ کر وہ جلا وہ جلا

وہ جلیں گے ہمیشہ جو تجھ سے جلیں

مر کے بھی دل جلوں کو نہ چسین آئے گا

محبت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایمان کی جان ہے، اس محبت والفت کے ساتھ جو سجدہ بارگاہ الہی میں کیا جائے گا، مقبول ہوگا، بغیر اس محبت کے سجدہ قبول نہ ہوگا اور ماتھے سے دل کی سیاہی کا داغ ہویدا ہوگا۔

جبین وہابی پہ دل کی سیاہی
نمایاں ہوئی جیسے ہو مہر شاہی
کہ اس سجدہ ہائے بغیر محبت
نہ یابند ہرگز قبول از الہی

سجدہ بے الفت سرکار عبث اے نخبی
مہر لعنت ہیں یہ سب داغ جبیں سائی کے

وسیلے سے متعلق دلائل و براہین کے انبار موجود ہیں، اس کے باوجود وہابیہ وسیلے کے منکر ہیں۔ قرآن مقدس کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ (المائدہ: ۳۵)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو“ (کنز الایمان)
ابنیا و اولیا، بارگاہ الہی کے مقبولین و محبوبین ہیں اور وسیلہ۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک رسائی کے لیے بھی وسیلہ درکار ہے۔ آیت مذکورہ کے حوالے سے تاج الشریعہ کا یہ شعر دیکھیں۔

ابتغوا فرما کے گویا رب نے یہ منر مادی
بے وسیلہ نخب دیو! ہرگز خدا ملت نہیں

نخبی تحریک کو پروان چڑھانے میں انگریزوں کی معاونت و مشاورت رہی ہے جس کے شواہد بھی موجود ہیں۔ اس تحریک نے حجاز مقدس پر قبضہ جمایا، مسلمانوں سے قتال کیا، مال و اموال چھینے، مسلمانوں پر شرک و بدعت کے فتوے عائد کیے، مقامات

مقدسہ کی بے حرمتی کی۔ ان کے ہاتھوں جاری تباہی و بے حرمتی کے ضمن میں تاج الشریعہ نے دعائیہ انداز میں حجاز سے ان کے اخلا کا مضمون بڑی فنی مہارت سے باندھا ہے۔

نجدیوں کی چیرہ دستی یا الہی! تاکے
یہ بلائے نجد یہ طیبہ سے جائے خیر سے

دفع ہو طیبہ سے یہ نجدی بلا
یا رسول اللہ (ﷺ) عجلت کیجئے

دفع طیبہ سے ہو یہ نجدی بلا
یا رسول اللہ عجل بالجلاء

وہابیہ حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بھی منکر ہیں۔ اس تعلق سے ”تقویۃ الایمان“ میں مولوی اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے کہ ”رسول خدا مرکڑی میں مل گئے“ (ص ۱۹) معاذ اللہ۔ اس عبارت کو تقویۃ الایمان کے جدید ایڈیشن میں تحریف سے بدل دیا گیا ہے۔ صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی تحریر فرماتے ہیں: ”انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام و علمائے دین و شہدا و حافظان قرآن کہ قرآن مجید پر عمل کرتے ہوں اور وہ جو منصب محبت پر فائز ہیں اور وہ جسم جس نے کبھی اللہ عزوجل کی معصیت نہ کی اور وہ کہ اپنے اوقات درود شریف میں مستغرق رکھتے ہیں ان کے بدن کو مٹی نہیں کھاسکتی، جو شخص انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں یہ خبیث کلمہ کہے کہ ”مرکڑی میں مل گئے“ گمراہ بددین خبیث مرتکب تو ہیں ہے۔“ (بہار شریعت، حصہ اول، ج ۱، مطبوعہ فاروقیہ بک ڈپو دہلی، ص ۲۷-۲۸)

اس بابت تنقید کا رنگ ملاحظہ ہو اور حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق

عقیدے کی صراحت کا واضح پہلو بھی ہے۔

مر کے مٹی میں ملے وہ نخب یو! بالکل عنلط

حسب سابق اب بھی ہیں مرقد میں سلطان جمال

اشعار تاج الشریعہ سے، اس مضمون میں وہابیہ کے رد و ابطال میں نشریت کے صرف چند نمونے پیش کیے گئے۔ ان شاء اللہ پھر کبھی مزید اشعار کا جائزہ پیش کیا جائے گا اور باطل فرقوں کے سد باب کے دوسرے شعری محرکات پر بھی روشنی ڈالی جائے گی۔ ضرورت ہے کہ اعتقادی خدمات اور فروغ حق کے موضوع پر ”سفینہ بخشش“ کا علمی جائزہ لیا جائے یہ کام بزم ادب کا کوئی شناور ہی کر سکتا ہے ایسے محققین کو اس سمت توجہ کرنی چاہیے۔ اسی طرح ذکر کردہ موضوع پر تاج الشریعہ کا نثری اثاثہ جو تصانیف و تالیفات نیز فتاویٰ پر مبنی ہے وہ بھی خاصی اہمیت رکھتا ہے نیز ان سے اعتقادی پختگی اور ایمان کی مضبوطی کا درس ملتا ہے۔

نوٹ: یہ مضمون حضور تاج الشریعہ کی حیات ظاہری میں لکھا گیا تھا۔ علم و فضل کا یہ

آفتاب 7 ذی قعدہ 1439ھ / 20 جولائی 2018ء بروز جمعہ شہر بریلی میں اپنی تابانیاں بکھیر کر روپوش ہو گیا۔



ادبیات

حضور تاج الشریعہ کے اشعار میں فکر رضا کی جلوہ آرائیاں

خلیفہ تاج الشریعہ حضرت

مولانا محمد قمر الزماں مصباحی مظفر پوری (پٹنہ)

جانشین مفتی اعظم حضرت تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری علیہ الرحمہ کی نابغہ روزگار اور عبقری شخصیت ہرفن میں یکتائے زمانہ تھی۔ قرآن وحدیث، فقہ، تفسیر، علم منطق دکلام اور معانی و بلاغت کے ساتھ نعت نگاری میں بھی آپ کا مرتبہ بہت اونچا ہے۔ حمد، نعت، قصیدہ، منقبت اور غزل ہر صنف میں طبع آزمائی کی اور اپنے شعری سرمائے سے ہرفن کو مالا مال کیا۔ جس طرح اردو زبان میں ہر صنف سخن میں ادراک و مہارت تھی یوں ہی اردو زبان کے ساتھ عربی میں بھی حمد و نعت اور مناقب و قصائد کہے ہیں عربی زبان و ادب میں آپ کی نظم و نثر کو دیکھنے کے بعد کسی عربی نژاد شاعر و ادیب کا دھوکہ ہوتا ہے۔ سلاست، روانی، لطافت اور اسلوب بیان پر جو قدرت اردو میں ہے وہی دسترس آپ کو عربی زبان پر بھی ہے، وجہ یہ ہے کہ جس عنبر زمیں اور عبیر فضا میں آنکھیں کھولیں وہاں سارے داخلی اور خارجی اشیا فراہم تھیں جو کسی شخصیت کو نکھارنے، ابھارنے اور اس کی تعمیر و تشکیل میں نمایاں کردار ادا کرتی ہیں۔ پردادا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری و استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا حسن بریلوی علیہما الرحمہ جو نعت گوئی کے تحت سلیمان پر آج بھی اسی شان سے مسند نشین

نظر آتے ہیں جو سر سے پاؤں تک عشق مصطفیٰ ﷺ کی تصویر مجسم ہیں اور یہ اسی کا اعزاز ہے کہ ہر شعر در رسول سے شرف و قبولیت کی سند پا چکا ہے اور ایسا کیوں نہ ہو کہ جب ایک عاشق صادق کا قلم کوثر و تسنیم سے وضو کر کے اشعار کی شکل میں نور اگلتا ہے تو دل قرطاس پر محبتوں کے گلاب خود بخود کھل اٹھتے ہیں، لفظ لفظ خوشبودار بنے لگتا ہے اور عقیدت و محبت کے محراب و منبر روشن و منور ہونے لگتے ہیں۔ دادا حضور حجۃ الاسلام و تدس سرہ کہ غیر منقسم ہندوستان میں ان جیسا عربی زبان و ادب کا بحر عالم کوئی نہیں، نانا سرکار مفتی اعظم جن کے تفقہ، زہد و تقویٰ اور علم و فضل کا جملہ معاصرین نے کھلے دل سے اعتراف کیا، والد محترم حضور مفسر اعظم جو تفسیر و حدیث میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے گویا حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو فنی عظمتیں، قوت استدلال، استحضار ذہن، فقہ و تفسیر میں مہارت، تقویٰ و طہارت، شعری لطافت، احسان و سلوک کی لذتیں، کردار کی بلندیوں، زبان و بیان پر گرفت اور عشق مصطفیٰ کی حرارت و ورثہ میں ہاتھ آئی، مزید ان کی ریاضت و مشقت نے سونے پر سواہگہ کا کام کیا۔ اس وقت مجھے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی شعری بصیرتوں پر خامہ فرسائی کرنی ہے اور وہ بھی حضور تاج الشریعہ کی شاعری میں فکر رضا کی جلوہ آرائیاں دکھانا مقصود ہے۔

نعت نگاری کی تاریخ بڑی پرانی ہے اور یہ اپنی فنی بلندیوں کے ساتھ نہ صرف یہ کہ زندہ ہے بلکہ ہر روز، روز عید اور ہر شب، شب براءت کے مراحل سے گزر کر نئے آفاق پر کمندیں ڈال رہی ہے اور اس کے عروج کمال کا راز یہ ہے کہ اس نے یاد رخ جاناں کے سرور بخش چھاؤں میں سفر شروع کیا تو محبت جاناں کی حرارت و تپش اس کے لئے فن کا نیا آسمان، کیف کی نئی زمین اور عشق کی نئی فضا روز بروز ہموار کرتی نظر آ رہی ہے اور ظاہر ہے شنائے مصطفیٰ بارگاہ خداوندی سے عطا کردہ وہ سرمدی نغمہ ہے کہ جب ناعت اپنے خالق کی شیریں لذتوں میں ڈوب کر نعت کی راہ میں قدم بڑھاتا ہے تو برکتوں کے ساتھ فن کی عظمتیں آگے بڑھ کر پاؤں کا بوسہ لیتی ہیں۔

نعت نگاری بڑے مقدر کی بات ہے جسے یہ سعادت میسر ہے اس کا نصیب ستاروں سے بھی

بلند ہے۔ لیکن اس صداقت سے بھی انکار کی گنجائش نہیں کہ نعت گوئی بڑا نازک مرحلہ ہے۔ ”لے سانس بھی آہستہ کہ دربار نبی ہے“ کا احساس ہر شاعر کو اپنے حصار میں لئے ہوتا ہے، ظاہر ہے کہ ہم اس شہنشاہ کے دربار میں اپنے عشق کا خراج پیش کر رہے ہیں جو سلطنت الہیہ کا وزیر اعظم ہے تو پھر اس کی مدحت سرائی میں کس قدر احتیاط ضروری ہے یہ کسی اہل فن اور اہل نظر سے مخفی نہیں چونکہ آپ اس محبوب کے صحراء و گلزار اور کوچہ و بازار کو اپنا مرکز خیال بنانے جا رہے ہیں جہاں کے خار بھی جنت کی بہاروں پر فوقیت رکھتے ہیں اور جہاں کی دھول بھی شمس و قمر کے چہرے کا نور ہے اس لئے ضروری ہے کہ خیال بھی با وضو ہو، فکر بھی سراپا ادب بن جائے اور عقیدت بھی زمزم سے غسل کئے ہوا اگر شاعر کو ایمان و عقیدے کے تقدس کے ساتھ یہ ساری دولتیں نصیب ہیں تو اشعار سے درد و کیف، نشاط و انبساط، نور و سرور اور وجدان و عرفان کی نکلتیں ضرور پھوٹیں گی۔

شاعری کا اصل جوہر صداقت، اخلاص، وفور محبت اور عشق حقیقی ہے چونکہ سچا عشق ہی اشعار میں تازہ گلوں کا رنگ بھرتا ہے اور نئی صبح کی بہاریں پیش کرتا ہے اور یہی وہ اشعار ہیں جو کوچہ جانان میں پہنچ کر عبادت کا درجہ پالیتے ہیں شاعر جب عاشق صادق ہو اور اس کی فکر گنبد خضریٰ کے پر کیف سائے میں پڑاؤ ڈالتی ہے تو جلوۂ جانان کے اجالوں سے اس کے تخیل کا رنگ خود بخود ابھرنے لگتا ہے اور سچ پوچھئے تو فکر میں نکلت ہے تو اسی نام سے، خیال نور بکھیرتا ہے تو اسی کی یاد میں اور قلم کی سیاہی کی ہر بوند خوشبودی ہے تو اسی کے ذکر سے۔

حضور تاج الشریعہ قدس سرہ نے اپنے اجداد کرام کی مقدس روش پر چل کر جہاں دوسرے فن کی دنیا کو اپنے علمی اجالوں سے منور کیا وہیں نعت کی حویلی کو سجانے میں بھی ان کے عشق، ان کی محبت اور فکر و خیال کی بالیدگی بڑا کلیدی کردار نبھایا ہے اور ایک سچے فنکار کی علامت بھی یہی ہے کہ اپنے فن کی صداقتوں کو اپنی فنی بصیرتوں کا حصہ بنا دے۔ اب آئیے ذرا آپ کی شاعری میں حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی فکر و خیال کی جلوہ ریزی دیکھیں:

حضور اعلیٰ حضرت:

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

حضور تاج الشریعہ:

آپ کو رب نے کیا اپنا حبیب

ساری خلقت کا خلاصہ آپ ہیں

حضور اعلیٰ حضرت:

یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھا لے

سبھی میں نے چھان ڈالے ترے پائے کا نہ پایا

حضور تاج الشریعہ:

آپ جیسا کوئی ہو سکتا نہیں

اپنی ہر خوبی میں تنہا آپ ہیں

حضور اعلیٰ حضرت:

اشارے سے چاند چیر دیا ڈوبے ہوئے خور کو پھیر لیا

گئے ہوئے دن کو عصر کیا یہ تاب و توال تمہارے لئے

حضور تاج الشریعہ:

اک اشارے سے کیا شق ماہ تاباں آپ نے

مرحبا صدمہ حاصل علی شان جمال

حضور اعلیٰ حضرت:

ہے لب عیسیٰ سے جاں بخشی زالی ہاتھ میں

سنگریزے پاتے ہیں شیریں مقالی ہاتھ میں

حضور تاج الشریعہ:

تیری جاں بخشی کے صدقے اے مسجائے زمن
سنگریزوں نے پڑھا کلمہ تراحبان جمال

حضور اعلیٰ حضرت:

ذرے تری پسزاروں کے
تاج سر بنتے ہیں سیاروں کے

حضور تاج الشریعہ:

یہ خاک کوچہ جاناں ہے جس کے بو سے کو
نہ جانے کب سے ترستے ہیں دیدہ ہائے فلک

حضور اعلیٰ حضرت:

عارض شمس و قمر سے بھی ہیں انور ایڑیاں
عرش کی آنکھوں کے تارے ہیں وہ خوشتر ایڑیاں

حضور تاج الشریعہ:

نور کے ٹکڑوں پہ ان کے بدر و اختر بھی فدا
مرجا کتنی ہیں پیاری ان کی دلبر ایڑیاں

حضور تاج الشریعہ کے ان اشعار میں آپ پورے طور پر فکر رضا کی جلوہ پاشیاں
دیکھ سکتے ہیں وقت کی قلت دامن گیر ہے اس لئے انہیں چند اشعار پر ہم نے اکتفا کیا ورنہ
سینکڑوں اشعار اس طرح کے مل جائیں گے جن میں فکر رضا کی شعائیں پورے آب و
تاب کے ساتھ جگمگا رہی ہیں، وہیں بندش الفاظ، جملوں کی سحر کاری، لب لہجہ کی سادگی،
گرمی عشق، حرارت فکر اور تشبیہات و استعارات کی ایک پوری کائنات آباد ہے۔

حضور تاج الشریعہ کی نعت نگاری

مولانا محبوب گوہر اسلام پوری

ہندوستان کی مذہبی تاریخ میں ایسی بے شمار شخصیتیں ہیں جن کے کردار و عمل کے اجلے نقوش مینارہ نور کی حیثیت رکھتے ہیں۔ وہ جہاں جاتے ہیں ایمان و یقین کی تجلیوں سے تاریک رہگذر کو روشن و تابناک کر دیتے ہیں۔ ان کا شمار خاصانِ خدا میں ہوتا ہے۔ ان کا وجود فیوض و برکات کا خزانہ اور عشق و عرفان کا گنجینہ ہوا کرتا ہے۔ انہیں نادر الوجود اور عظیم المرتبت شخصیات میں چودھویں صدی کے مجدد، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کی ذات بابرکات بھی جگمگ تاروں کی مانند روشنی بکھیرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ کا پورا خاندان عشق و عقیدت، ادب و معرفت، حقانیت و استقامت اور جذبہ حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہے۔ استاد ازمن علامہ حسن رضا بریلوی، حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی، مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا بریلوی، سند الفقہاء علامہ حسنین رضا بریلوی، مفسر اعظم علامہ ابراہیم رضا خان، مفکر اعظم علامہ ریحان رضا خاں، صدر العلماء علامہ تحسین رضا خاں، امین شریعت علامہ سبطین رضا خاں، ان میں سے جنہیں دیکھئے علم و فضل، ادب و تفقہ اور اخلاق و کردار کے بلند درجے پہ فائز نظر آتے ہیں۔ اسی خانوادہ کے ایک سرسبز تاج الشریعہ جانشین مفتی اعظم حضرت العلام شاہ مفتی اختر رضا خاں ازہری رحمۃ اللہ علیہ ہیں (ولادت ۲۳ نومبر ۱۹۴۳ء)

(وصال ۲۰ جولائی ۲۰۱۸ء)

تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں ازہری کی ذات بابرکات دنیائے علم و ادب میں محتاج تعارف نہیں۔ آپ کا شمار دنیائے اسلام کی عبقری الشرح شخصیات میں ہوتا ہے۔ خدائے قادر و قیوم نے آپ کو بے شمار خوبیوں اور کمالات کا جامع بنایا ہے۔ دنیا کے بیشتر ممالک میں آپ کے عقیدت مندوں کی اچھی خاصی تعداد موجود ہے۔ خصوصاً برصغیر ہندو پاک، نیپال وغیرہ میں آپ کے مریدین معتقدین کثیر تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ فروغ سنیت، احیائے دین و شریعت اور اشاعت مسلک اعلیٰ حضرت کے حوالے سے آپ کی روشن خدمات کا احاطہ کرنا بہت ہی مشکل ہے۔ اسلام و سنیت کے عظیم داعی کی حیثیت سے آپ پوری دنیائے اسلام میں متعارف ہیں۔ آپ اپنے قائدانہ کردار، مفکرانہ طمطراق، تصلب فی الدین، زہد و تقویٰ، مدبرانہ ذہنیت اور مذہبی و مسلکی خدمات کی وجہ سے اہل سنت و جماعت کے قائد اعظم تصور کئے جاتے ہیں۔ علم و فضل، تقویٰ و طہارت، فقہ و افتاء، تفسیر و حدیث، تصنیف و تالیف، زبان و قلم اور دعوت و ارشاد کے میدان میں آپ کی علمی حیثیت آفتاب و مانتاب کی طرح روشن ہے۔ آپ بیک وقت عظیم فقیہ، لاجواب داعی و مصلح، بانیض شیخ طریقت اور نابغہ روزگار محرک و قائد ہونے کے ساتھ ساتھ صنف شاعری پر بھی ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ آپ کی شاعری میں زبان و بیان کا ارتقاء، فکر و خیال کی شائستگی، لفظیات کی دلکشی، تشبیہات کی فضا بندی، مضمون آفرینی، تمثیل نگاری، فنی پختگی اور خوبصورت قافیوں کے انتخاب کے ساتھ ساتھ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خوشنما جلوے آباد ہیں۔ ادبی و فنی نقطہ نظر سے آپ کی شعری نگارشات کے مطالعے کے بعد ہر منصف مزاج ناقد یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ بلاشبہ آپ اپنے عہد کے ایک عظیم نعت گو شاعر ہیں۔ شاعری میں نئی جہتیں پیدا کرنے کا ہنر اور اختراعی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتے ہوئے نئے تجربات کی وادی سے گذرنے کا عمل شاعرانہ

خصوصیات میں سے ہے۔ اس زاویہ نگاہ سے جب ہم تاج الشریعہ اختر رضا بریلوی کی نعتیہ شاعری پر غائرانہ نظر ڈالتے ہیں تو یہ دیکھ کر خوش گوار حیرت ہوتی ہے کہ ان کی شاعری کا بیشتر حصہ سیرت نبوی کی صوفشاں کرنوں سے نور کشید کر کے ایمان و عقیدت کے ایوان کو روشن کرتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ فروغ عشق رسالت کے لئے جہاں انہوں نے اخلاق و کردار، وعظ و خطابت، شعور و آگہی اور دینی بصیرت کا بھرپور استعمال کیا وہیں نعتیہ کلام کے ذریعے سے انسانی قلوب کو جلا بخشنے کے لئے تاحیات منہمک رہے۔ ان کی شعری خدمات کی کثیر جہتیں ہیں اور ہر جہت میں وسعت و گہرائی کا نیا باب درخشاں و تابندہ ہے۔ انہوں نے دنیائے شعر و ادب کو ”سفینہ بخشش“ کی شکل میں بیش قیمت تحفہ عطا کیا ہے۔ ان کی جبین عشق سے ہمہ وقت عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی چاندنی ٹپکتی تھی۔ وہ اپنی منکری تجلیوں سے حیات انسانی کے در و بام روشن کر دینے کا عزم رکھتے تھے۔ شعر و ادب کی خوش گوار وادیوں سے گذرتے ہوئے انہوں نے رنگ برنگ کے پھول اپنے دامن خیال میں اکٹھا کئے اور ان پھولوں کو محراب فکر پر اس طرح ٹانکا کہ دیکھنے والوں کی نگاہوں میں صبح حرم کا شبنمی منظر مسکرانے لگا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے نعتیہ کلام کے مطالعے کے دوران بار بار مدینہ منورہ کا تصور ابھرتا ہے۔ شہر رسول کے روشن و تابندہ ذرات، پاکیزہ و مقدس گلیاں، جنت البقیع کے دلکش و پر بہار مناظر، مسجد نبوی کی پاک دیواریں، روضہ رسول کے ارد گرد کے جنتی نظارے، محراب و ممبر کے دلکشا نقوش، گنبد و جالی کے آس پاس کی بہشتی فضائیں دل و نگاہ کو جلا بخشنے لگتی ہیں۔ ان کی یہ خصوصیت بھی انہیں معاصر شعرا میں ممتاز کرتی ہے کہ مشکل سے مشکل وادیوں سے گذرتے ہوئے بھی انہوں نے کہیں زبان و بیان اور فنی قدروں کو مجروح نہیں ہونے دیا۔ آداب بارگاہ رسالت کی بحب آوری میں نہایت بلند فکری اور وسعت نگاہی کا مظاہرہ کرتے ہوئے تقدس نعت کا بھرپور لحاظ کیا۔ وہ شعر و ادب میں بھی اپنے اجداد کرام کی روایتوں کے امین تھے۔ روایت سے ہٹ کر چلنے

کی روش انہیں قطعی پسند نہ تھی۔ ان کی شعری زبان نہایت شستہ اور سلیس ہے۔ ان کی شاعری میں جذبوں کی سچائی، خیالات کی پاکیزگی، شاعرانہ کمال، زبان و بیان کی وسعت، افکار کی گہرائی تو ہے ہی انہوں نے اکثر و بیشتر جگہوں پر اہل سنت و جماعت کے اعتقادات و معمولات، اور روشن افکار و نظریات کا کھل کر اظہار کیا ہے۔ ان کے ایک مشہور زمانہ کلام کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں اور دیکھیں کہ کتنی خوبصورتی کے ساتھ انہوں نے قلبی کیفیات کو شعری زبان دی ہے اور اپنے اعتقادی پہلوؤں کو نعت کے پیکر میں ڈھالنے کی سعی و کاوش کتنے خوبصورت انداز میں کی ہے۔

جہاں بانی عطا کر دیں بھری جنت ہبہ کر دیں
نبی مختار کل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کر دیں

نبی سے جو ہو بیگانہ اسے دل سے جدا کر دیں
پدر، مادر، برادر، مال و جاں ان پر فدا کر دیں

جہاں میں عام پیغام شہ احمد رضا کر دیں
پلٹ کر پیچھے دیکھیں پھر سے تجدید وفا کر دیں

منکرین عظمت رسالت کی ہرزہ سرائیوں اور شان رسالت میں ان کی طرف سے کی گئی جرات و جسارت کی تردید میں حضرت اختر رضا ازہری کا فکری زاویہ تقلید کے قابل ہے۔ کیونکہ یہ حسن فکر و ادب بھی انہیں اجداد کی طرف سے ورثہ میں ملا ہے۔ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی نے جس ہمت مردانہ اور جرات مومنانہ کے ساتھ دشمنان رسول کا تعاقب کیا اور ان کی گستاخانہ حرکتوں کے خلاف آوازیں بلند کیں وہ تاریخ کا ناقابل فراموش حصہ ہے۔ اس تناظر میں جب ہم حضرت اختر رضا خاں ازہری کی شعری

کاشات پہ نگاہ ڈالتے ہیں تو امام احمد رضا کی فکر کی نمائندگی کے جلوے قدم قدم پہ
 بکھرے نظر آتے ہیں۔ ان کا فکری وجود اس بات کا اعلامیہ ہے کہ توہین رسالت کے
 مجرمین کے لئے ان کے یہاں نرمی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ گستاخ رسول کا رد کرنا وہ فرض
 تصور کرتے تھے۔ انہوں نے میدان شعر و ادب میں بھی اپنے بیثبات فکری اعدائے
 رسول کے ناپاک وجود کو چھلنی چھلنی کر کے رکھ دیا ہے۔ اعدائے رسول کی جرات و بیباکی
 کے سامنے خاموش رہنا ان کی غیرت عشق کے خلاف تھا۔ انہوں نے احقاق حق اور ابطال
 باطل میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ ہر محاذ پر عظمت رسالت کے تحفظ کے لئے سرفروشانہ جذبے
 کے ساتھ سرگرم رہے۔ اس تناظر میں ذیل میں بطور مثال چند اشعار ہدیہ قارئین ہیں:

جس کو شیرینی میلاد سے گھن آتی ہے
 آنکھ کے اندھے انہیں کو اکھلا جاتے ہیں

عقل چوپایوں کو دے بیٹھے حکیم ہتھانوی
 میں نہ کہتا تھا کہ صحبت دیو کی اچھی نہیں

مر کے مٹی میں ملے وہ، نجدیوں بالکل غلط
 حسب سابق اب ہیں مرقد میں سلطان جمال

ابتغوا فرما کے گویا رب نے یہ منہ مادی
 بے وسیلہ نجدیوں ہر گز خدامت نہیں

سفینہ بخشش کا ہر کلام زبان و ادب اور وسعت و گہرائی کے اعتبار سے نایاب ہے۔
 ایک ایک شعر سے عشق رسالت کی ضیاء بارگاہیں نمودار ہو رہی ہیں۔ حرف حرف قلبی

کیفیات کا اظہار یہ بن کر ذوق مطالعہ کو سرور و کیف عطا کر رہا ہے۔ حضرت اختر رضا ازہری کی شاعری کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے نعتیہ اشعار کے بین السطور میں قوم مسلم کو یہ پیغام دینے کی کوشش کی ہے کہ ساری کامیابی کا راز رسول گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و پیروی میں ہے۔ آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کو انہوں نے شعری پیکر میں ڈھال کر اپنے تخیل میں سوز عشق پیدا کر کے جذبہ صادق کا اظہار کیا ہے۔ نعتیہ شاعری کے لئے الفاظ کا انتخاب کرتے وقت بھی انہوں نے بڑی وسعت فکری کا مظاہرہ فرمایا ہے۔ نعتیہ ادب میں ان کے وسیع مطالعہ اور فکری استعداد کا اس بات سے بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے جس مضمون کو شعری قالب میں ڈھالنے کی کوشش کی اس میں پیچیدگی کا دور دور تک کوئی نشان نہیں ملتا۔ سخت زمین پر بھی آسانی کے ساتھ شعر و ادب کے گل بوٹے سجائے اور کمال ہنرمندی کے ساتھ لفظوں کو حسن کا جامہ پہنا کر عقیدت کا رنگ بھر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے کلام کو سنتے ہی ستائشی صدائیں بلند ہونے لگتی ہیں۔ اس وقت اردو دنیا میں جہاں جہاں حمد و نعت کی محفلیں آراستہ ہوتی ہیں آپ کا کلام انتہائی ذوق و شوق کے ساتھ پڑھا اور سنا جاتا ہے۔ جس طرح آپ کی مقناطیسی شخصیت عوام و خواص کو اپنی طرف از خود متوجہ کرتی ہے اور آپ کے ارد گرد مشتاقان دید کا قافلہ امڈ کے آتا ہے بعینہ یہی بات آپ کے نعتیہ کلام میں بھی دیکھنے کو ملتی ہے۔ جب کوئی مداح رسول آپ کے لکھے ہوئے کلام کو محفل میں پڑھ دیتا ہے تو ساری توجہات کا مرکز وہی مداح رسول بن جاتا ہے اور پوری فضا صدائے نعت سے گونج گونج اٹھتی ہے۔ یہ خداوند کریم کا خاص فضل ہے کہ عشاق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفلوں میں آپ نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ خدائے پاک نے آپ کو بے پناہ مقبولیت بخشی ہے۔ آپ جدھر گئے مخلوق خدا کا ہجوم زیارت کے لئے بیتاب نظر آتا۔ جس محفل میں شریک ہوتے آپ کی حیثیت میر مجلس کی ہوتی۔ یہ حال آپ کی شخصی عظمت کا ہے۔ آپ شعر و سخن کے میدان میں بھی میر کارواں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ تعصب کی

عینک اتار کر نقد و نظر کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اگر آپ کی شاعری کا ناقدا سہ و منصفانہ جائزہ لیا جائے تو آپ کی شاعری کی کئی پر تیں کھل کر سامنے آئیں گی۔ اردو محاورات کے برجستہ استعمال نے آپ کی شاعری میں چار چاند لگا دیا ہے۔ تشبیہات و استعارات کی خوبصورت بندش نے ”سفینہ بخشش“ کو شہکار مجموعہ کلام کی صف میں شامل کر دیا ہے۔ آپ نے نئے اسلوب میں بھی نعتیں کہی ہیں اور خوب کہی ہیں۔ ان نعتوں کے مطالعے سے صاحبان علم و دانش و ماہرین زبان و ادب ایک الگ طرح کی حلاوت و شیرینی محسوس کرتے ہیں۔ چند اشعار اور ذیل میں بطور نمونہ پیش کئے جا رہے ہیں انہیں پڑھ کر آپ محسوس کریں گے کہ حضرت اختر بریلوی نے کتنی ہنرمندی کے ساتھ لفظوں کو ادب کا حسن بخشا اور شعر و سخن کے باب میں کتنا خوبصورت اضافہ کیا ہے:

تم چلو ہم چلیں سب مدینے چلیں
جانب طیبہ سب کے سفینے چلیں
بے تکلف شہ دو جہاں چل دئے
سادگی سے کہا جب کسی نے چلیں

مندرجہ بالا شعر میں لفظ ”نے“ کا قافیے میں کتنی خوبصورتی کے ساتھ استعمال ہوا ہے اگر باب شعر و سخن محسوس کریں۔ اس کلام کا قافیہ ہے، سفینے، قرینے، مدینے، نگینے، اب دیکھیں کہ لفظ ”نے“ یہاں کیسی فضا بندی کی ہے۔ اس خوبصورت انتخاب نے شعر کو بلند یوں کا آسمان عطا کر دیا ہے۔ بطور نمونہ چند اشعار اور پیش خدمت ہیں:

تلاطم ہے یہ کیسا آنسوؤں کا دیدہ تر میں
یہ کیسی موجیں آئی ہیں تمنا کے سمندر میں

تمہارے در پہ جو میں باریاب ہو حباؤں
قسم خدا کی شہا کامیاب ہو حباؤں

تپش مہر قیامت کو سہیں ہم کیسے
اپنے دامان کرم کا ہمیں سایہ دے دو

در جاناں پہ فدائی کو اجل آئی ہو
زندگی آ کے جنازے پہ تماشا آئی ہو

گل ہو جب اختر خستہ کا چہرا غ ہستی
اس کی آنکھوں میں ترا حبلوہ زیبائی ہو

یہ آخری والا شعر پڑھنے کے بعد حضرت تاج الشریعہ کی یادیں بار بار ذہن و فکر کے درپے پر دستک دیتی ہیں۔ اور ان کے جنازے کا رقت انگیز منظر دل کو اضمحلال کی کیفیت سے دوچار کرنے لگتا ہے۔ ان لمحات کو یاد کر کے آنکھیں بھیگ جاتی ہیں جب لاکھوں عقیدت مندوں کے جلو میں تاج الشریعہ اپنی آخری آرام گاہ کی طرف جا رہے تھے اور پوری فضا بستی بستی قریہ قریہ، تاج الشریعہ تاج الشریعہ کے نعروں سے گونج رہی تھی۔ جنازے کے ہجوم میں ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ گویا تاج الشریعہ یہ کہہ رہے ہوں:

میں چلا جاؤں گا دنیا سے کچھ ایسا کر کے
لوگ روئیں گے مرے نام کا چرچا کر کے

حضرت اختر رضا بریلوی کے کلاموں کو جہاں سے پڑھ جائیے عشق و عقیدت کی چاشنی، زبان و بیان کی حلاوت اور ان شاء اللہ قلب کو روحانی سرور حاصل ہوگا۔

سفینہ بخشش میں قرآنی تلمیحات

(مفتی) عبدالمالک مصباحی

چیف ایڈیٹر رضائے مدینہ، جمشید پور

واردات قلبی کو مخصوص انداز میں سلک تحریر میں پروانے کا نام شعر گوئی ہے۔ اور عنان شعر گوئی کی اوصاف رسول ﷺ کی مقدس دہلیز پر جہیں سائی کو ”نعت گوئی“ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ نعت گوئی میں اگر صداقت ہو تو یہ ایک ایسا مقدس وظیفہ ہے جو انسان کے ظاہر کے ساتھ باطن کو بھی منور و مجلیٰ اور معطر و معبر کر دیتا ہے۔

برصغیر ہند و پاک میں ناعت رسول ﷺ کے سلسلۃ الذہب کی ایک روشن و تابندہ کڑی کا نام ”خانوادہ رضا“ ہے۔ جو الحمد للہ! دارین کی سعادتوں سے مالا مال ہے۔ اس خاندان کے افراد دنیاوی مناصب عظمیٰ کو قدموں تلے روندتے ہوئے جب دینی میدان میں اپنی خدمات پیش کرنے کے لیے متوجہ ہوئے تو ایک محتاط اندازہ کے مطابق ادھر کم از کم دو سو سالوں سے علم و حکمت کی ہر شاہراہ پر اس خانوادہ کے باکمال حضرات نے عالی شان محل تعمیر کر کے ارباب فکر و دانش کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔

اسی خانوادے کے ایک نیر اعظم کا نام نامی اسم گرامی ”محمد اسماعیل رضا خاں“ ہے مگر اب پوری دنیا میں علامہ اختر رضا خاں ازہری میاں صاحب قبلہ کے نام اور حضور تاج الشریعہ کے لقب سے جانے جاتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ ’خانوادہ‘

رضاؑ کے وہ عطر مجموعہ ہیں جس میں مفتی رضا علی خاں (ولادت ۱۲۲۴ھ / ۱۸۰۹ء وصال ۲/ جمادی الاولیٰ ۱۲۸۲ھ) کا حسن تدبیر و انتظام، مفتی نقی علی خاں (ولادت ۱۲۴۶ھ / ۱۸۲۹ء وصال ۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۷ء) کا عزم و حوصلہ، جرأت و بے باکی اور شجاعت و بہادری، مجدد ملت امام احمد رضا خاں (ولادت ۱۲۷۲ھ / ۱۸۵۶ء وصال ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء) کی ذہانت و فطانت، علمی و فکری صداقت و مہارت، حجتہ الاسلام علامہ حامد رضا خاں (ولادت ۱۲۹۲ھ / ۱۸۹۲ء وصال ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء) کی فصاحت و بلاغت اور سیادت و قیادت اور حضور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خان (ولادت ۱۳۱۰ھ / ۱۸۹۳ء وصال ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۱ء) کی خشیت الہی، عشق رسول اور تقویٰ و طہارت بدرجہ اتم موجود ہے۔

عالم اسلام کے علاوہ یورپ و امریکہ اور افریقہ و آسٹریلیا کے مصروف ترین تبلیغی دوروں کے باوجود آپ کے سیال قلم سے ۲۵/ سے زیادہ مطبوعہ اور ۱۰/ سے زیادہ غیر مطبوعہ کتابوں کے قیمتی جواہر پارے میرے اس دعویٰ کی دلیل میں ارباب نظر کی نگاہوں کے سامنے ہیں۔ سردست میرا موضوع چوں کہ ”سفینہ بخشش میں قرآنی تلمیحات“ ہے اس لیے میں اپنی گفتگو کا رخ صرف اسی طرف موڑتے ہوئے بات آگے بڑھانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ سب سے پہلے ”تلمیح“ کی تعریف پیش نظر رکھی جائے تاکہ اصل مضمون سے خاطر خواہ لطف اندوز ہوا جاسکے۔

صاحب ”دروس البلاغہ“ تلمیح کی تعریف کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: التلمیح هو ان یشیر المتکلم فی کلامہ الی آیۃ او حدیث او شعر مشہور او مثل سائر او قصۃ۔ (دروس البلاغہ ص ۴۹ ناشر احمد پبلیکیشنز، دہلی)

ترجمہ: تلمیح یہ ہے کہ متکلم اپنے کلام میں کسی قرآنی آیت، حدیث رسول ﷺ، مشہور شعر، عام کہاوت یا پھر کسی قصہ کی طرف اشارہ کرے۔

اہل علم و قلم کلام کو زود اثر اور فصیح و بلیغ بنانے کے لیے علم صنائع و بدائع کے مختلف اقسام سے خوب خوب فائدہ اٹھاتے ہیں۔ تلمیح اسی علم بدیع کی ایک قسم ہے۔ سیدی و مرشدی حضور تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ چوں کہ وارث علوم رضا اور جانشین مفتی اعظم ہند تھے۔ آپ کا سینہ علم کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر اور ذہن علوم و فنون کا سرچشمہ تھا اس لیے علمی گہرائی و گیرائی میں اترنے کی بجائے مبلغ علم کے ابتدائی سرا صرف زبان دانی کے حوالے سے باثوق ذرائع سے معلوم ہوا کہ اردو اور فارسی تو خیر سے گھر کی کنیز و باندی ہے انگریزی زبان میں بھی حضرت فراٹے سے خطاب فرماتے تھے اور جب عربی زبان میں گفتگو فرماتے تو اہل عرب اور اہل زبان بھی حیرت و استعجاب کے بحر بیکراں میں غوطہ زن ہو کر سنتے اور محظوظ ہوتے تھے۔

آپ کے کلام کا مجموعہ جو ”سفینہ بخشش“ کے نام سے سرمہ نگاہ ہے اس کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کا کلام لفظی اور معنوی ہر دو اعتبار سے فصاحت و بلاغت کے بلند و بالا مینار پر اپنی عظمتوں کا پھریرا لہرا رہا ہے۔ پورے مجموعہ میں کہیں بھی تکلف یا آورد کا گمان نہیں ہوتا بلکہ ہر جگہ آمد ہی آمد کی قطاریں ہیں۔ بلا شک و شبہ پورا مجموعہ کلام سادگی میں پرکاری، دلکشی و رعنائی، جذب و وارفتگی، عشق و سرمستی، سلاست و روانی، سوز و گداز، نالہ نیم شبی اور دعائے سحر گاہی سے لبریز ہے۔ نیز اصناف سخن میں استعارہ و تشبیہ ہو یا حسن تعلیل، لف و نشر مرتب و غیر مرتب ہو یا تجنیس تام و غیر تام، اشتقاق ہو یا مقابلہ، مراعاة النظیر ہو یا طباق، ذوقائیتین ہو یا ترصیع، تصدیق ہو یا مسمط ہر ایک پوری طمطراق کے ساتھ صوفشاں ہے۔ ”سفینہ بخشش“ کا کوئی بھی صفحہ ایٹھے کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا ایں جا است والا منظر نگاہوں کو خیرہ کرنے لگتا ہے۔

حضور تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ نے ’نعت گوئی‘ تفریح طبع، شہرت و ناموری یا وقت

گزاری کے لئے نہیں اختیار کی ہے بلکہ اس مبارک عمل کو جہاں آپ نے درد دل کے اظہار اور عشق رسول ﷺ کی خیرات بانٹنے کے لیے اپنایا تھا وہیں اسے خدمت اسلام و سنیت اور ترویج مسلک اعلیٰ حضرت کے لئے بھی وسیلہ و ذریعہ بنایا تھا گویا منظوم الفاظ کی یہ مقدس لڑیاں ترسیل پیغام اور تبلیغ دین کے لیے پروئی گئی ہیں۔ مندرجہ ذیل اشعار میں قرآنی تمبیحات کی جلوہ ریزیاں ملاحظہ کیجیے۔

توسل کا مسئلہ اہل سنت و جماعت اور دیگر فرقوں میں ایک معرکتہ الآراء مسئلہ ہے۔ اہل سنت و جماعت قرآن مقدس کی آنے والی آیت کریمہ اور دیگر نصوص کی روشنی میں اللہ کے رسول ﷺ اور دیگر محبوبان خدا سے وسیلہ جائز اور درست مانتے ہیں مگر دیگر فرقوں کے زعماء اپنی انانیت اور کج فہمی کی بنیاد پر اسے حرام مقرر دیتے ہیں۔ حضور تاج الشریعہ اہل سنت و جماعت کے عقیدہ کی توثیق و ترویج کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ابتغوا فرما کے گویا رب نے یہ مضمادیا

بے وسیلہ نجد یو! ہرگز خدا ملت نہیں

اس شعر میں اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جس میں اللہ رب العزت نے فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ۔ (سورہ ۶ آیت ۳۵)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ (کنز الایمان)

نبی پاک ﷺ کے معجزات میں ’معراج شریف‘ ایک مہتمم بالشان محبہ ہے۔ قرآن پاک کے پندرہویں پارے کی ابتداء اسی واقعہ سے ہوئی ہے اس میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کی سیر کا ذکر جمیل ہے وہاں سے لامکاں کی رفعتوں تک پہنچنا اور پھر وہاں سر کی آنکھوں سے ”ذات باری“ کا ملاحظہ کرنا دوسری آیات مبارکہ اور احادیث مشہورہ سے ثابت ہے۔ قرآن مقدس میں فرمایا گیا۔

سُبْحَنَ الَّذِي اسْرٰى بَعْدَهُ لِيَلَامَنَ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِلَى الْمَسْجِدِ

الاقصىٰ)۔ (سورہ ۱۷ آیت ۱)

پاکی ہمارے جو راتوں رات اپنے بندے کو لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک (کنز الایمان)
ثم دنا فتدلى فكان قاب قوسين او ادنى فاعرجى الى عبدہ

ما اوحى)۔ (سورہ ۵۳ آیت ۱۰-۸)

پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا
فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔ اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔ (کنز الایمان)
حضور تاج الشریعہ مذکورہ آیات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

یہ ان کے جلوے کی تھیں گرمیاں شب اسریٰ
نہ لائے تاب نظر نہ بہکے دید ہائے فلک

لامکاں تک جس کی پھیلی روشنی
وہ چراغ عالم آرا آپ ہیں

نازش عرش و دستار عرشیاں
صاحب قوسین او ادنیٰ آپ ہیں

شب معراج وہ اوحیٰ کے اشارات کی رات
کون سمجھائے وہ کیسی تھی مناجات کی رات

حشر کے میدان کی ہولناکیوں میں سے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ لوگ نفسا نفسی کے

عالم میں رہیں گے، انبیاء کرام اذہبوا الی غیری فرمائیں گے مگر ان مایوس کن حالات اور روح فرسالمات میں ہمارے سرکار کی زبان فیض ترجمان پر انا لہا ہوگا۔ مخلوق، لواء الحمد تلے آپ کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان ہوگی اور شفاعت کبریٰ کا تاج زریں آپ کے سرانور پر جگمگا رہا ہوگا۔ پروردگار عالم نے اپنے کلام بلاغت نظام میں انہیں روح پرور مناظر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

عسیٰ ان یمشک ربک مقاما محمودا۔ (سورہ ۷۷ آیت ۷۹)

قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔ (کنز الایمان)
حضور تاج الشریعہ اپنے کلام میں اس طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اختر کی ہے مجال کیا محشر میں سب ہیں دم بخود

سب کی نظر تم ہی پہ ہے سب کی زباں تم ہی تو ہو

مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنے خبث باطن کی وجہ سے نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا بھائی لکھ دیا اور آپ کی تعظیم و توقیر کو بس بڑے بھائی کی سی قرار دیدیا۔ اندھی عقیدت کے شکار کچھ شکم پرور مولوی بھی اس کی ہمنوائی میں اتر آئے، حضور تاج الشریعہ دین سے ایسے کورے مولویوں کی خبر لیتے ہوئے قرآنی استشہاد کی روشنی میں فرماتے ہیں۔

وہ رگ جان دو عالم ہیں بڑے بھائی نہیں

ہیں یہ سب پھندے برے تیرے بڑے بھائی کے

وہی جو رحمۃ للعالمین ہیں جان عالم ہیں

بڑا بھائی کہے ان کو کوئی اندھا بصیرت کا

پہلے شعر میں خط کشیدہ الفاظ سے اشارہ ہے۔

النبی اولیٰ بالمومنین من انفسہم (سورہ ۲۳ آیت ۶)

یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔ (کنز الایمان)

اور دوسرے شعر میں:

وما ارسلناک الا رحمة للعالمین۔ (سورہ ۲۱ آیت ۱۰۷)

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔

(کنز الایمان) کی طرف اشارہ ہے

نبی پاک ﷺ کی محبت اصل ایمان، روح ایمان اور جان ایمان ہے مگر کچھ لوگ

اس حقیقت کو نظر انداز کرتے ہوئے سجدہ پہ سجدہ اور تسبیح پہ تسبیح ہلائے جاتے ہیں۔ ایسے

لوگوں کو خواب غفلت سے جھنجھوڑتے ہوئے حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں۔

سجدہ بے الفت سرکار عبث اے نجدی

مہر لعنت ہے سب داغ جسبیں سائی کے

آپ کا یہ شعر قرآن پاک کی اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ (سورہ ۳ آیت ۳۱)

اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرماں

بردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔ (کنز الایمان)

عشق رسول بندہ مومن کے لیے بہت قیمتی سرمایہ ہے بڑے خوش نصیب ہیں وہ

لوگ جو اپنے آپ کو عشق رسول کی بھٹی میں تپا کر مس خاک سے کندن بنالیا کرتے ہیں۔

امام اہل سنت اس عشق کی عظمت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے

جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

ایسے افراد کو مشردہ جانفزاسناتے ہوئے حضور تاج الشریعہ ارشاد فرماتے ہیں:

غم شاہِ دُنی میں مرنے والے تیرا کیا کہنا
تجھے لاتحزنوا کی تیرے مولیٰ سے بشارت ہے

مذکورہ شعر کے مصرعہ اولیٰ میں دُنی فتدلی کی طرف اشارہ ہے اور دوسرے مصرعہ

میں ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتہم الاعلون ان کنتم مئومنین (آل عمران، پ: ۳، آیت: ۱۳۹)

اور نہ سستی کرو اور نہ غم کھاؤ تمہیں غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو۔ (کنز الایمان)

کی طرف اشارہ ہے۔ رحمت عالم سرکارِ دو جہاں ﷺ کی ذاتِ بابرکاتِ حیات ظاہری میں بھی بے امانوں کے لیے جائے اماں، بے قراروں کے لیے وجہ سکون، یتیموں کے لیے ماویٰ اور غریبوں کے لیے بلج تھی اور آپ کے جو دوسخا اور رحمت و انوار کی یہ برسات بظاہر دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی اسی شان و شوکت سے جاری و ساری ہے۔ آپ کا در اقدس عصیاں شعاروں کے لیے اپنی سیاہ کاریوں سے پاک و صاف ہونے کا دریائے موجزن ہے۔ جیسا کہ فرمانِ الہی ہے۔ ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک

فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ تو ابارحیما۔ (سورہ ۵-آیت: ۶۳)

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ و قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (کنز الایمان)

حضور تاج الشریعہ اپنے عربی اشعار میں اس طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ومزارہ امان ومن عصی متاب

اختر الجانی اتاک فانف عنه ما یعاب

حضور تاج الشریعہ کا مجموعہ کلام ”سفینۂ بخشش“ اس طرح کی مثالوں سے لوبو و عمر جان کی طرح روشن و تابندہ ہے۔ بجلت تمام یہاں ”مشتے نمونہ از خروارے“ چند اشعار پیش کیے گئے ہیں اربابِ ذوق مجموعہ کلام کا مطالعہ کر کے ذہن و فکر اور قلب و جگر کو تسکین و آسودگی کے سامان فراہم کر سکتے ہیں۔

سفینہ بخشش: ایک بیش بہا ادبی و شعری مرقع

محمد طفیل احمد مصباحی

سب ایڈیٹر ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی

اکیسویں صدی کے ہندوستان نے جن نام ور ہستیوں کو وجود بخشا اور جن کی ہمہ جہت دینی، ملی، روحانی، علمی، ادبی اور تحریری خدمات نے پورے عہد کو متاثر کیا، ان میں تاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان سر فہرست ہیں۔ بلا مبالغہ آپ ایک ہمہ جہت اور انقلاب آفریں شخصیت تھے۔ قدرت کی فیاضیوں نے حضرت تاج الشریعہ کو بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ آپ جن اوصاف و کمالات کے حامل تھے، اگر ان میں سے کوئی ایک وصف بھی کسی انسان کے اندر موجود ہو تو وہ اپنے وقت کا ”عظیم انسان“ کہلانے کا مستحق قرار دیا جاسکتا ہے اور حضرت تاج الشریعہ کا حال یہ تھا کہ آپ کے اندر بیک وقت بہت سارے اوصاف و کمالات اور فضائل و خصوصیات موجود تھیں۔ آپ کے اندر اپنے پردادا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی کا علمی تجربہ، دادا حضرت حجۃ الاسلام کی ادبی و فنی مہارت، نانا حضور مفتی اعظم ہند کا تقویٰ و تفقہ اور والد گرامی حضرت مفسر اعظم ہند کا مفسرانہ جاہ و جمال آپ کی ذات میں بدرجہ اتم موجود تھے۔ گویا آپ اپنے نام ور علمی و روحانی خانوادے کے نام ور سپوت اور اپنے علمی قبیلے کے سچے وارث و امین تھے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیائے عرب و عجم کے عوام و خواص نے آپ کو ”تاج الشریعہ“، ”قاضی القضاہ فی الہند“، ”شیخ الاسلام و المسلمین“، ”اعلم العلماء“، ”زبدۃ الکملاء“،

اور ”سلطان الادباء“ جیسے معزز القاب و خطابات سے نواز کر آپ کی قرار واقعی حیثیت کا اظہار و اعتراف کیا ہے۔ حضرت تاج الشریعہ مندرجہ ذیل شعر کے صحیح مصداق تھے۔

علم و ادراک و سخن دانی و طرزِ تحریر

ایک مرکز پہ سمٹ آئے ہیں جو ہر سارے

عقیدت سے قطع نظر بلحاظ حقیقت حضرت تاج الشریعہ کو ”وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت“ بھی کہا جاتا ہے۔ جن علوم و فنون میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اپنی علمی فتوحات کے پرچم لہرائے ہیں، ان علوم و فنون میں حضرت تاج الشریعہ کو درک و کمال حاصل تھا۔ بالخصوص علمِ حدیث، علمِ فقہ، علمِ تفسیر، علمِ کلام، علمِ اسماء الرجال، فنِ جرح و تعدیل، علمِ توقیت اور علومِ ادبیہ میں آپ کو مہارتِ تملکہ حاصل تھی، جن کے بہت سارے شواہد موجود ہیں۔ اردو تو اپنی مادری زبان تھی، عربی، فارسی اور انگریزی زبان و ادب میں بھی آپ کو ملکہ حاصل تھا۔ عربی اور انگریزی زبان میں بلا تکلف اور بے مضطربان کے گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی تہہ دار شخصیت کا ایک روشن پہلو یہ بھی ہے کہ آپ عربی اور اردو زبان کے ایک با کمال ادیب اور قادر الکلام شاعر بھی تھے۔ آپ کے عربی مجموعہ کلام ”نغماتِ اختر“ اور اردو مجموعہ نعت و مناقب ”سفینہ بخشش“ کا مطالعہ کرنے والا کوئی بھی انصاف پسند قاری اس حقیقت کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ حضرت تاج الشریعہ جتنے بڑے عالم و فقیہ اور مفتی و محدث تھے، اتنے ہی بڑے ادیب و شاعر بھی تھے۔ آپ کی عربی و اردو شاعری، ایک مستقل عنوان ہے، جس پر بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے۔ محبِ گرامی حضرت علامہ محمد اشرف رضا سبطینی دام ظلہ العالی کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے راقم الحروف ”سفینہ بخشش“ کی ادبی و شعری حیثیت پر اپنے ناقص علم کے مطابق کچھ روشنی ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی شاعری اور ”سفینہ بخشش“ پر گفتگو کرنے سے قبل مندرجہ ذیل اقتباس ملاحظہ کریں، تاکہ قارئین کو اصل موضوع کے مالمہ و ماعلیہ سمجھنے میں آسانی ہو۔

”سوانح تاج الشریعہ“ کے مصنف مولانا یونس رضا مونس اولیٰ صاحب، رقم طراز

ہیں: حضرت تاج الشریعہ کو شعر و شاعری سے بھرپور مناسبت ہے، وہ ایک فطری شاعر ہیں۔ اردو، عربی اور فارسی میں یکساں مہارت کے ساتھ شاعری کرتے ہیں۔ آپ کا عربی کلام سن کر اہل عرب انگشت بدنداں رہتے ہیں۔ حضرت کی حیات کے مطالعے سے یہ حقیقت اجاگر ہوتی ہے کہ ان کی زندگی کے خزانے میں وہ تمام جواہر پائے جاتے ہیں، جو ایک کامیاب شاعر اور بالخصوص ”نعت گو شاعر“ کے لیے ضروری ہیں۔ ان کی نعتیہ شاعری، دلکشی و رعنائی سے لبریز اور دل و دماغ کو معطر کرنے والی شاعری ہے۔ آپ کے کلام میں عشق و وارفتگی کا ایک حسین گلدستہ ہے جس میں حلاوت کی خوشبو، عقیدت کی روشنی، ایمان کی لذت و حلاوت اور بیان کی نفاست و پاکیزگی بدرجہ اتم موجود ہیں۔

(سوانح تاج الشریعہ، ص: 91/92، مطبوعہ، بریلی شریف)

حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو شعر و سخن کی دولت وراثت میں ملی تھی۔ آپ شاعرانہ ذہن و دماغ لے کر دنیا میں آئے تھے۔ آپ کی شاعری، کبھی نہیں بلکہ وہی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس فن میں آپ نے کسی استاد شاعر سے باضابطہ اصلاح لیے بغیر بڑی کامیاب شاعری کی ہے۔ آپ کی شاعری کو دیکھ کر بڑے بڑے قادر الکلام شعراء بھی رشک کرتے نظر آتے ہیں اور اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ تاج الشریعہ واقعی ایک عظیم، پُرگو اور قادر الکلام شاعر تھے۔ آپ کی شاعرانہ عظمت کا اعتراف بہت سارے اہل علم و سخن نے کیا ہے اور آپ کی شعری مہارت کا لوہا مانا ہے۔ آپ کا نعتیہ مجموعہ ”سفنہ بخشش“ کے تاریخی نام سے موسوم ہے اور نعت و مناقب کے علاوہ سلام کا ایک گراں قدر مجموعہ ہے، اس میں شعر و سخن کی تمام تر رعنائیاں اور جلوہ سامانیاں موجود ہیں۔ آج سے پندرہ سال قبل ہی آپ کا یہ مجموعہ ”کلام“ (جو ایک سو چوالیس، 144، صفحات پر مشتمل ہے) منظر عام پہ آ کر اہل علم و ادب سے خراج تحسین وصول کر چکا ہے۔ ”سفنہ بخشش“ میں تقریباً چالیس نعتیں، پندرہ مناقب، پانچ سلام اور کچھ عربی کلام بھی موجود ہیں۔

سفینہ بخشش کیا ہے؟

حضرت تاج الشریعہ کے علمی کمال، ادبی جمال، فنی جاہ و جلال، شعری مہارت و اُبال اور ان کے نگار خانہ افکار کا ایک خوب صورت اور دل آویز مرقع ہے، جس میں ایمان و عقیدہ کی حرارت، عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حلاوت، سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کی ذاتِ بابرکات سے والہانہ عقیدت و شیفگی، محبتِ رسول کی فراوانی و سرمستی اور کامل ربودگی کے ساتھ ادب کی چاشنی و امسر مقدار میں پائی جاتی ہے۔ یہ مجموعہ کلام شعر و ادب کے ذخیرے میں ایک و قیع باب کا اضافہ ہونے کے ساتھ ایک بیش بہا شعری و ادبی مرقع بھی ہے۔ حضرت تاج الشریعہ کے شاعرانہ کمال، ان کی نعت گوئی اور ان کے مرقع فکر و خیال ”سفینہ بخشش“ پر روشنی ڈالتے ہوئے جناب مفتی عبد الرحیم نشتر فاروقی صاحب لکھتے ہیں: تاج الشریعہ کی شخصیت کا بغور مطالعہ کرنے سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ آپ کو دین و مذہب سے والہانہ وابستگی کے ساتھ ساتھ موزون طبع، خوش کلامی، شعر فہمی، اور شاعرانہ ذوق وراثت میں ملا ہے۔ آپ بیک وقت مفکر و مدبر اور مدرس و محدث ہونے کے ساتھ ایک عظیم عاشقِ رسول اور عمدہ نعت گو شاعر بھی ہیں۔ آپ کو نئے لب و لہجے میں نعتیہ اشعار کہنے میں زبردست ملکہ حاصل ہے۔ آپ کی شاعری، معنویت و غنائیت، سپیکر تراشی اور سرشاری و شیفگی کا نادر نمونہ ہے اور آپ کے قلم اعجازِ رقم سے نکلنے والے اشعار فصاحت و بلاغت، حلاوت و ملاحت، جذب و کیف اور سوز و گداز میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ کا نعتیہ دیوان ”سفینہ بخشش“، عشقِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں ڈوبی ہوئی نعتوں کا ایک روح پرور گلدستہ ہے۔

(ابتداءً سفینہ بخشش، ص: 9/10، ناشر: الرضوی، بریلی شریف)

ادب کو زندگی کی تصویر کہا گیا ہے اور ادب کی بنیاد حقیقت نگاری پر رکھی گئی ہے۔ شاعری، ادب کی نہایت مشہور و متداول اور ہر دل عزیز قسم ہے، جس میں قارئین کو زندگی کا آئینہ دکھانے کے ساتھ صداقت و واقعیت اور حقیقت نگاری پر کافی زور دیا

جاتا ہے اور وہی نظم و نثر ایک کامیاب ادب کہلانے کا مستحق ٹھہرتی ہے، جس میں سادگی و پرکاری کے ساتھ، حقیقت بیانی اور صداقت نگاری کا عنصر شامل ہو۔

ارباب تحقیق و تنقید نے اپنے ذوق و وجدان کے مطابق ادب کی دونوں قسم یعنی نظم و نثر سے متعلق مختلف انداز سے اپنے نظریات و خیالات کا اظہار کیا ہے۔ لیکن اس حقیقت پر سب کا اتفاق ہے کہ نظم و نثر کو زندگی کی تصویر، اور حقیقت و واقعیت کا آئینہ دار ہونا چاہیے۔ نقدی شاعری کرنے والے یعنی حمد و نعت اور منقبت نگار شعراء نے منظوم ادب میں زندگی کے ساتھ ہمدردی کی تصویر بھی پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس تناظر میں جب ہم ”سفینۂ بخشش“ کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ نعتیہ مجموعہ ایک گراں قدر ادبی مجموعہ نظر آتا ہے، جس میں زبان و بیان کی تمام تر خوبیاں پائے جانے کے ساتھ زندگی اور ہمدردی کی جھلکاتی تصویر واضح طور پر دکھائی دیتی ہے۔ توضیح و تشریح کے لیے ایک دفتر درکار ہے، اس لیے بلا تصرہ مندرجہ ذیل اشعار ملاحظہ کریں اور دیکھیں کہ ان اشعار میں صداقت نگاری اور زندگی و ہمدردی کی تصویر کشی کس قدر دلہانہ انداز میں کی گئی ہے۔

زندگی یہ نہیں ہے کسی کے لیے
زندگی ہے نبی کی، نبی کے لیے
ناسمجھ مرتے ہیں زندگی کے لیے
جینا، مرنا ہے سب کچھ نبی کے لیے

لب کوثر ہے میلہ تشنہ کا مانِ محبت کا
وہ اُبلادستِ ساقی سے وہ اُبلاد چشمہ شربت کا
مہ و خورشید و انجم میں چمک اپنی نہیں کچھ بھی
اُجالا ہے حقیقت میں انھیں کی پاک طلعت کا

تیری جاں بخشی کے صدقے اے مسیحائے جمال
 سنگریزوں نے پڑھا کلمہ تراحبانِ جمال
 گرمی محشر گنہگارو ہے بس کچھ دیر کی
 ابر بن کر چھائیں گے گیسوئے سلطانِ جمال
 موجودہ دور کی تصویر کشی کرتے ہوئے حقیقت پر مبنی یہ تین شعر دیکھیں:

غیر اپنے ہو گئے، جو ہمارے بدل گئے
 نظریں بدل گئیں تو نظر اے بدل گئے
 اس دورِ مصلحت میں وفا کوئی شے نہیں
 گاہے ہوئے ہمارے تو گاہے بدل گئے
 کس کو سنائیے گا یہاں غم کی داستان
 جو غم میں ساتھ دیتے، وہ سارے بدل گئے

کسی بھی فن پارے کی قدر و قیمت کا تعین، اس میں موجود ادبی اوصاف اور فنی خصوصیات سے کیا جاتا ہے۔ ”سفینۂ بخشش“ میں ادب کی چاشنی اور فکر و فن کی جمال آفرینی علی وجہ الکمال موجود ہے۔ ہر شعر اور کلام میں کوئی نہ کوئی ادبی خصوصیت اور فن کی لطافت ضرور پائی جاتی ہے۔ زبان و بیان کی چاشنی، اعلیٰ تخیل، بلند پروازی، رنگِ تغزل، معنی آفرینی، صنائع و بدائع کا استعمال، خوب صورت الفاظ کا انتخاب، دلکش تراکیب سلاست و روانی اور سادگی و صفائی، اس گراں قدر نعتیہ مجموعے کی نمایاں خصوصیات میں سے ہیں۔ چند مثالیں نذرِ قارئین ہیں:

بلندی خیال اور معنی آفرینی:

وہ ظلّ ذاتِ رحماں ہیں، نبوّت کے مہِ تاباں
 نہ ظل کا ظل کہیں دیکھا، نہ سایہ ماہِ واختر کا

تراذ رہ وہ ہے جس نے کھلائے ان گنت تارے
تراقطرہ وہ ہے جس سے ملادھارا سمندر کا

جھکے نہ بارِ صدا حساں سے کیوں بنائے فلک
تمہارے ذرّے کے پرتو ستارہائے فلک
یہ خاکِ کوچہ جاناں ہے جس کے کوچے سے
نہ جانے کب سے ترستے ہیں دیدہائے فلک
قدم سے ان کے سرِ عرش بجلیاں چمکیں
کبھی تھے بند، کبھی واتھے دیدہائے فلک

رنگِ تغزل:

گلوں کی خوشبو مہک رہی ہے، کلی دلوں کی چٹک رہی ہے
نگاہیں اٹھا اٹھ کے جھک رہی ہیں کہ ایک بجلی چمک رہی ہے
وہی تبسم، وہی ترنم، وہی نزاکت، وہی لطافت
وہی ہیں دزدیدہ سی نگائیں کہ جن سے شوخی ٹپک رہی ہے
یہ مجھ سے کہتی ہے دل کی دھڑکن کہ دست ساقی سے جام لے لے
وہ دور سا غر کا چل رہا ہے، شرابِ رنگیں چھلک رہی ہے

موسمِ مئے ہو، وہ گیسو کی گھٹا چھائی ہو
چشمِ میگوں سے پیئیں، جلسہ صہبائی ہو
چاندنی رات میں پھر مئے کا وہ اک دور چلے
بزمِ افلاک کو بھی حسرتِ مئے آئی ہو

سادگی و سلاست:

کلام تاج الشریعہ کی ایک اہم ادبی خصوصیت سادگی اور سلاست و روانی بھی ہے۔ مندرجہ بالا اشعار میں رفعت خیال، معنی آفرینی اور رنگِ تغزل کے ساتھ سادگی اور سلاست بھی پائی جاتی ہے۔ سادگی، سلاست اور صفائی زبان و بیان جیسی ادبی خوبیوں پر مشتمل ذیل کے یہ اشعار ملاحظہ فرمائیں:

دور اے دل رہیں مدینے سے
موت بہتر ہے ایسے جینے سے
ہر گل گلستاں معطر ہے
حبانِ گلزار کے پسینے سے

ہر گھڑی وجد میں رہے اختر
کیجیے اس دیار کی باتیں

تختِ زرّیں نہ تاجِ شاہی ہے
کیا فقیرانہ بادشاہی ہے
فقر پر شان یہ کہ زیرِ نگیں
ماہ سے لے کے تابشاہی ہے

اے صبا لے جا مدینے کو سلام
عرض کر دے ان سے با صد احترام

اسی طرح ”صنائع و بدائع“ کے علمی و ادبی جواہرات بھی اس مجموعے میں جابجا کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ دلیل کے طور پر ایک ایک دو مثال ملاحظہ کریں۔

صنعتِ تنسیق الصفات:

شجاعت ناز کرتی ہے، جلالت ناز کرتی ہے
وہ سلطانِ زماں ہیں ان پہ شوکت ناز کرتی ہے
صداقت ناز کرتی ہے، امانت ناز کرتی ہے
حمیت ناز کرتی ہے، مروّت ناز کرتی ہے

تم سے جہاں رنگ و بو، تم ہو چمن کی آبرو
جانِ بہارِ گلستاں، سرو چساں تم ہی تو ہو
تم ہو نمودِ اوّلیں، شمعِ ابد بھی ہو تمہیں
شاہِ زمن یہاں وہاں سکّہ نشاں تمہیں تو ہو

صنعتِ تلمیح:

نبی سے جو ہو بیگانہ، اسے دل سے جدا کر دیں
پدر، مادر، برادر، مال و جاں ان پر فدا کر دیں

اس شعر میں مشہور حدیث پاک: لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ
مِنَ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ کی طرف اشارہ ہے۔
جذبہٗ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم:

حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ جہاں اپنے وقت کے جلیل القدر عالم دین، فقید
المثال مفتی وقاضی، مایہ ناز محدث و مفسر، بافیض مرشد طریقت اور ایک باکمال ادیب و
شاعر تھے، وہیں وہ ایک سچے عاشقِ رسول بھی تھے۔ آپ کی زندگی مکمل طریقے سے محبت
شاہِ بطحا کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی، یہی وجہ ہے کہ آپ کے کلام میں عشقِ رسول صلی

اللہ علیہ وسلم کی چاندنی اور الفتِ نبی کی تجلّی صفحہ قرطاس کو بقعہ نور بناتی نظر آتی ہے۔ بالفرض اگر آپ کے کلام میں کوئی ظاہری اور معنوی خوبی نہ بھی ہوتی تو جذبات کی یہی شدّت اور عشق و عقیدت کی یہی حلاوت آپ کے کلامِ بلاغت نظام کو دنیاۓ عشق حقیقی میں ایک شہکار اور لافانی کلام کے طور پر متعارف کرانے کے لیے کافی ہوتی۔ ”مشتہ نمونہ از خردارے“ کے طور پر عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لبریز چند اشعار نذر قارئین کرتا ہوں۔ یہ اشعار دیکھیں اور سردھنتے جائیں۔

سویا نہیں ہوں رات بھر عشقِ حضور میں
کیسا یہ رت جگا رہا کیف و سرور میں

دور اے دل رہیں مدینے سے
موت بہتر ہے ایسے جینے سے

رواں ہو سلسبیلِ عشقِ سرور میرے سینے میں
نہ ہو پھر نار کا کچھ غم، نہ ڈر خورشیدِ محشر کا

نبی سے جو ہو بیگانہ، اسے دل سے جدا کر دیں
پدر، مادر، برادر، مال و جاں ان پر فدا کر دیں

داغِ فرقتِ طیبِ قلبِ مضحکِ حباتا
کاش گنبدِ خضریٰ دیکھنے کو مل حباتا
میرا دم نکل حباتا ان کے آستانے پر

ان کے آستانے کی خاک میں، میں مل جاتا

اس طرف بھی اک نظر مہر درخشانِ جمال
ہم بھی رکھتے ہیں بہت مدت سے ارمانِ جمال

تجسس کروٹیں کیوں لے رہا ہے قلبِ مضطرب میں
مدینہ سامنے ہے بس ابھی پہنچا میں دم بھر میں

دشتِ طیبہ میں نہیں کیل کا کھٹکا اختر
نازک اندام وہاں برہنہ پا جاتے ہیں

تمہارے در پہ جو میں بار یاب ہو جاؤں
قسم خدا کی شہا کامیاب ہو جاؤں
جو پاؤں بوسے پائے حضور کیا کہنا
میں ذرہ، شمس و قمر کا جواب ہو جاؤں

خلاصہ کلام یہ کہ ”سفینہ بخشش“ فنی اعتبار سے ایک بیش قیمت ادبی و شعری مرقع ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت تاج الشریعہ کے مرقد پر تاجِ قیامت اپنے انوار و تجلیات کی بارش نازل فرمائے اور ان کے علمی، روحانی اور ادبی فیوض و برکات سے ہم غلاموں کو مالا مال فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہم التحیۃ و التسلیم

سفینہ بخشش۔ فکری رضا کی روشنی میں

ڈاکٹر معین احمد خاں رضوی بریلوی

امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جلیل القدر دینی و علمی خدمات اپنے پورے عہد پر چھائی ہوئی ہیں۔ آپ نے دین حق کی حمایت و تائید اور باطل کی سرکوبی کے لئے جو کارہائے نمایاں انجام دیے، تاریخ کا دامن دن بدن ان کے انوار سے درخشاں و تابناک ہوتا جا رہا ہے۔ انہوں نے جو کچھ کیا، محض رضائے الہی کی خاطر کیا، نہ عزت و شہرت کی خواہش اور نہ صلہ و ستائش کی ہوس۔ نوک قلم سے علم و فضل اور عشق و عرفان کی ایسی موسلا دھار بارش برسائی کہ برصغیر ہندو پاک و بنگالہ دیش سے لے کر جزیرۃ العرب و براعظم افریقہ تک کی سرزمین جل تھل ہو گئی۔

عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مومنین کے قلوب میں جلوہ گر کرنے کی جو عظیم تحریک کہ جسے ہم ”تقدیس رسالت“ کہیں یا ”ناموس رسالت“ کی تحریک اور جسے آپ نے طوفانوں کے زد پر اٹھایا تھا، مخالفین کی پیہم یلغار میں بھی یہ تحریک بڑھتی اور پھلتی پھولتی رہی۔ دلوں کی دنیا فیضان عشق سے مالا مال ہوتی رہی اور تمام مسلم آبادیوں میں اس کی برکتیں پھیلتی گئیں، عشق کی سربلندی و سرفرازی کا یہ کتنا عظیم نمونہ ہے کہ ہندو پاک کے درودیوار اور گلی کوچے اگر اذان کے بعد کسی مانوس آواز سے گونج رہے ہیں تو وہ ہے صرف:

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

عظمت رسول علیہ الختہ والثناء کے خزانہ عامرہ کی حفاظت وصیانت کا فیض بے مثال اور جمالِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی جلوہ گری کے سوا اسے اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ تقریباً ایک پوری صدی گزر جانے کے بعد عاشقِ رسول فاضلِ بریلوی کا اسمِ گرامی اب اہل عشق کا سکونِ قلوب اور راحتِ جان بن چکا ہے۔

امام احمد رضا فاضلِ بریلوی یکتائے روزگار تھے، ایسی تابندہ و درخشندہ ہستیاں ملک و ملت کا قیمتی سرمایہ ہوتی ہیں۔ امام احمد رضا دورِ آخر کے ایک عظیم فقیہ تھے، ان کی فقہی تحقیقات کے سامنے ان کے معاصر مفتیان کرام کے فتاوے پھیکے نظر آتے ہیں، ان کی علمی تحقیقات حیران و ششدر کر دینے والی ہیں، ان کا مجموعہ فتاویٰ فقہی مسائل پر ایک عظیم انسائیکلو پیڈیا ہے۔ اس خصوصیت میں وہ تنہا اپنے معاصرین پر بھاری معلوم ہوتے ہیں۔ امام احمد رضا کی زندگی ایک عظیم تحریک تھی، ان کے ذریعہ چلائی ہوئی تحریکوں کو ہم افکارِ رضا سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ افکارِ رضا یا فکرِ رضا کو پوری طرح سے سمجھانے یا سمجھنے کے لئے کئی ضخیم کتب کی ضرورت ہے لیکن اختصار کے ساتھ اگر ہم اپنی بات کو سمجھائیں تو کہہ سکتے ہیں کہ:

(۱) امام احمد رضا نے مسلکِ اہل سنت والجماعت (سلف صالحین) کی پرزور حمایت کی اور مجاہدانہ و سرفروشانہ سرگرم عمل ہوئے۔

(۲) امام احمد رضا نے مسلکِ اہلسنت کے خلاف اٹھنے والی ہر باطل تحریک کے جس نے ایمان و عقیدے کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا تھا، اس کے خلاف نوکِ قلم کو شمشیر برہنہ کی طرح استعمال کیا۔

(۳) امام احمد رضا نے ابن عبد الوہاب نجدی کے زیر اثر چلنے والی ہر تحریک کی مخالفت کی۔

(۴) امام احمد رضا نے انگریزوں کے زیر اثر چلنے والی ہر اصلاحی (نام نہاد) تحریک کی مخالفت کی۔

(۵) امام احمد رضا نے ہنود کے زیر اثر چلنے والی ہر سیاسی تحریک کی مخالفت کی۔

(۶) امام احمد رضا نے قوم مسلم میں رائج تمام بدعات و منکرات کی شدید مخالفت کی اور بیشمار رسائل تحریر کیے۔

(۷) امام احمد رضا نے عالم اسلام کے لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کو ”چند نام نہاد علماء“ کے ہاتھوں کافر و مشرک ہونے سے بچا لیا۔

درج بالا چند سطور فکر رضا کی صرف ایک جھلک ہی ہیں لیکن ان سب سے الگ فکر رضا اگر عالم میں مشہور و معروف ہے تو وہ ہے عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ وہی فکر ہے جو دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اساس ہے، جس عشق کی بنیاد پر خلیفہ اول سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدق و صفا کی وہ دولت نایاب ہاتھ آئی کہ ”صدیق اکبر“ کا لقب پا کر دونوں عالم میں ممتاز ہوئے، خلیفہ دوم سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ”فاروق اعظم“ کے مبارک لقب سے یاد فرمائے جاتے ہیں، یہ وہی فکر ہے کہ جس کی بنا پر سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ”خیر التابعین“ کے لقب سے پورے عالم میں جانے اور مانے جاتے ہیں۔

امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے افکار و نظریات یعنی عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جھلکیاں ان کی ہر تحریر چاہے وہ ان کے فتاویٰ میں ہو یا کسی دیگر تحقیقی تحریر میں، ہر جگہ اس کی تابانیاں صاف نظر آتی ہیں لیکن اگر نعتیہ شاعری کی بات کریں تو اس کے جلوے ہی سب سے منفرد و درخشندہ نظر آتے ہیں۔

جیسا کہ سبھی اہل علم باخبر ہیں کہ انیسویں صدی، اردو شاعری کا ایک زریں دور تھا، اس دور میں اردو کے ایسے ایسے باکمال شعراء موجود تھے جو شاعری کی ہر صنف میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے، دیگر اصناف شعر و سخن کے ساتھ ساتھ فن نعت و قصیدہ بھی اپنے تمام جلوہ سامانیوں کے ساتھ موجود تھا، اس زمانے میں نعت گو شعراء واضح طور پر دو خیموں میں تقسیم تھے، نعت گو شعراء کا ایک طبقہ حالی، شبلی و محسن کے زیر اثر تھا تو دوسرا طبقہ امیر مینائی و داغ دہلوی کے زیر اثر طبع آزمائی کے جوہر دکھا رہا تھا۔

اس منظر نامے میں امام احمد رضا فاضل بریلوی کی آواز ایک تیسری منفرد آواز کے طور پر شامل ہوتی ہے، جس آواز نے شاعری کی حقیقی دنیا کو عشق رسول کی کچھ ایسی سمتیں دکھائیں جو اس سے پہلے اردو نعتیہ شاعری کا مقدر نہ بن سکی تھیں۔ ڈاکٹر الہی بخش اعوان، فاضل بریلوی کی شاعری کے تعلق سے لکھتے ہیں:

”ان کا خلوص، ان کا جذبہ صادق، ان کا والہانہ عشق، ان کی عقیدت، ان کا تجربہ علم، ان کی روحانی بلندی، ان کی زبان دانی، ان کی فصاحت و بلاغت، ان کا تخیل، ان کا تفکر اور سب سے بڑھ کر ان کی پرکشش اور ہمہ جہت شخصیت ان کے انداز بیان کی قوس و قزح کے حسین رنگ میں ان رنگوں کے حسین امتزاج کا دوسرا نام جناب رضا کا انداز بیاں ہے:

طوبیٰ میں جو سب سے اونچی نازک سیدھی نکلی شاخ

مانگوں نعت نبی لکھنے کو روح قدس سے ایسی شاخ

اس شعر میں نازک خیالی، تخیل کی بلند پردازی، نکتہ آفرینی، خیال کی ندرت، فکر کا اچھوتا انداز اور جذبے کا تقدس قابل ستائش ہے۔ شاعر کے خلوص نے انداز بیاں میں وہ مہک پیدا کر دی ہے جو انہی کا حصہ ہے۔“ [عرفان رضا، ڈاکٹر الہی بخش، اختر اعوان، ص ۶۳، ۶۲]

الغرض ہم کہہ سکتے ہیں کہ فاضل بریلوی کی شاعری میں کہیں تو ان کے مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان حجازی کے تعلق سے عربی شاعری کی فصیح اللسانی کی وہ جھلکیاں نظر آتی ہیں کہ عرب کے فصیح اللسان شاعر بھی عشق عشق کر اُٹھتے ہیں اور کہیں بڑے صغیر پر ایک زمانے تک ثقافتی زبان کے طور پر حکومت کرنے والی فارسی زبان کی ندرت، حلاوت و شیرینی ہے اور کہیں کہیں اردو زبان کا رو ہیکھنڈی لہجہ ہے۔

فکر رضا کے اسی منظر نامے میں اگر ہم وارث علوم رضا حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ”سفینہ بخشش“ کی بات کریں، وہاں بھی ہمیں کلام رضا کی جھلکیاں نظر آتی ہیں، سفینہ بخشش میں بھی تخیل کی بلندی، نازک خیالی، نکتہ آفرینی، فکر کا اچھوتا انداز اور جذبے کا

تقدس وہی کارفرما نظر آتا ہے جو کہ ہم حدائق بخشش میں دیکھتے ہیں۔ مثلاً یہ اشعار:

مری مشکل کو یوں آساں مرے مشکل کشا کر دیں
ہر اک موج بلا کو میرے مولیٰ ناخدا کر دیں
عطا ہو بخودی مجھ کو خودی میری ہوا کر دیں
مجھے یوں اپنی الفت میں مرے مولیٰ فنا کر دیں
منور میری آنکھوں کو مرے شمس الضحیٰ کر دیں
غموں کی دھوپ میں وہ سایہ زلفِ دو تا کر دیں
مجھے کیا فکر ہوا خیر مرے یاور ہیں وہ یاور
بلاؤں کو جو میری خود گرفتارِ بلا کر دیں

دیکھا آپ نے! موج بلا کو ہی ناخدا بن جانے کا انوکھا انداز اور مقطع کے شعر میں
بلاؤں کو گرفتارِ بلا ہو جانے کا تخیل، اسے کہتے ہیں شعر کی نازک خیالی، تخیل کی بلند پردازی،
نکتہ آفرینی، خیالات کی ندرت، فکر کا اچھوتا انداز اور سب سے بڑھ کر جذبے کا تقدس یعنی کہ
دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی آواز جس میں کسی بھی قسم کے تصنع یا بناوٹ کا نام و نشان نہیں۔

چھوٹی چھوٹی بحروں میں اشعار کہنا متوسطین اور متاخرین شعراء کا خاص وصف رہا ہے،
یعنی کہ چھوٹی چھوٹی بحروں میں بڑے بڑے مضامین پر دوینا بڑے بڑے شعراء کا کام ہے۔
مومن، غالب، داغ دہلوی اور امیر بینائی کے یہاں یہ خاص انداز خوب موجود ہے، چھوٹی چھوٹی
بحریں لطف زبان کے اظہار کے لئے اختیار کی جاتی تھیں۔ داغ دہلوی نے ان چھوٹی بحروں
میں زبان کی خوبی اور بالکلین کو خوب دکھایا ہے۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ غزل کے
لئے یہ میدان تو بڑا وسیع اور پُر کیف ہے لیکن نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ ایک سخت منزل
ہے کہ چھوٹی بحروں میں مضمون آفرینی کی گنجائش بہت کم ہوتی ہے، مترکبات کی بندش اس میں
سمونا ممکن نہیں ہوتا اور نعت میں جس قدر مضمون آفرینی ہوتی ہے، اتنی ہی وہ پُر کیف ہوتی ہے

لیکن فاضل بریلوی کے اس شہزادہ عظیم نے ”سفینہ بخشش“ میں ”حداائق بخشش“ ہی کی طرح چھوٹی چھوٹی بحروں میں عجیب عجیب گلکاریاں کی ہیں۔ ملاحظہ کریں:

کچھ کر کے اپنے یار کی باتیں	کچھ دل داغدار کی باتیں
ہم تو دل اپنا دے ہی بیٹھے ہیں	اب یہ کیا اختیار کی باتیں
میں بھی گزرا ہوں دورِ الفت سے	مت سنا مجھ کو پیار کی باتیں
اہل دل میں یہاں نہیں کوئی	کیا کریں حالِ زار کی باتیں
ہر گھڑی وجد میں رہے اختر	کیجئے اس دیار کی باتیں

وہ چمکا وہ چمکا منارِ مدینہ	قریب آ رہا ہے دیارِ مدینہ
مدینے کے کانٹے بھی صدرِ شک گل ہیں	عجب رنگ پر ہے بہارِ مدینہ
نہیں جیتی جنت بھی نظروں میں ان کی	جنہیں بھاگیا خازنِ مدینہ
سحر دن ہے اور شامِ طیبہ سحر ہے	انوکھے ہیں لیل و نہارِ مدینہ
بلا اختر خستہ جاں کو بھی در پر	میں صدقے ترے شہرِ یارِ مدینہ

اپنے رندوں کی ضیافت کیجئے	جامِ نظارہ عنایت کیجئے
ساقی کوثر دہائی آپ کی	سوختہ جانوں پہ رحمت کیجئے
خود کو بھولوں آپ کی الفت میں میں	مجھ کو یوں مدہوشِ الفت کیجئے
دفع ہو طیبہ سے یہ نجدی بلا	یا رسول اللہ! عجلت کیجئے
رحلت اختر کا ہنگام آ گیا	سایہ رحمت میں رخصت کیجئے

مفتی اعظم دینِ خیر الوری

جلوہ شانِ عرفان احمد رضا

دید احمد رضا ہے تمہیں دیکھنا ذات احمد رضا کا ہوا تم آئینہ

ان کی مدحت کو میں کس سے مانگوں زباں کیا مقام شریا بتائے ثرا

ہیں بہت علم والے بھی اور پیر بھی آنکھوں دیکھا نہ ان سادہ کانوں سنا

اور ہوں گے جنہیں تجھ سے لالچ ہو کچھ تیرے اختر کو کافی ہے تیری رضا

شاعری کی زبان جدلیاتی اور تخلیقی اظہار سے وجود میں آتی ہے۔ اختصاراً

اشارہ، نکتہ آفرینی اور پردہ داری اس کے اوصاف ہیں۔ اس کے برخلاف نثر وضاحت

اور صراحت سے پہچانی جاتی ہے۔ زبان کا جدلیاتی استعمال، استعارہ سازی و معنی آفرینی،

یہ وہ ہنر ہیں جو کسی کم اور عطائی زیادہ ہیں اور یہ چیز ”جذبہ“ کی مرہون منت ہوتی ہے۔

اسی لئے کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ ”وہ شاعر ہو ہی نہیں سکتا جس نے عشق نہ کیا ہو“۔

تاج الشریعہ جیسی بزرگ شخصیت کے حصے میں یہ عشق، عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی

شکل میں رونما ہوا اور اس کے اظہار کے لئے آپ نے نعت گوئی کا سہارا لیا۔ کسی شاعر کی

سب سے بڑی پہچان اس کی اپنی آواز ہوتی ہے، آپ کی آواز فاضل بریلوی، استاذ زمن،

سرکار مفتی اعظم و دیگر نعت گو شعراء سے مختلف ہے۔ جہاں تک نعتیہ مضامین کے مواد کا تعلق

ہے، حضور تاج الشریعہ کی ذات پورے برصغیر میں اپنے دور میں آفتاب علم و کمال کی حیثیت

رکھتی ہے، فقہ اسلامی کے باریک سے باریک نکات آپ پر واضح تھے۔ نتیجے کے طور پر عشق

کی دیوانگی نے جہاں جذبہ کو ہمیز کیا، وہیں علمی تحریر نے احتیاط کو راہ دکھائی اور پھر ان دونوں

کی آمیزش نے آپ کے کلام کو سادگی اور معنوی حسن عطا کیا۔ زبان کی سلاست و روانی نے

عشق مصطفیٰ سے سرشار دل کی گہرائیوں سے نکلے ہوئے جذبات و احساسات کو وہ پاکیزگی و

لطافت عطا کی جو ایک صاحب دل بزرگ کے دل گداز کا پتہ دیتی ہے۔

ترے دامن کرم میں جسے نیند آگئی ہے

جو فنا نہ ہوگی ایسی اسے زندگی ملی ہے

وہ جہان بھر کے داتا تھے پھیر دیں گے خالی
میری توبہ اے خدا یہ مرے نفس کی بدی ہے
اے نسیم کوئے جاناں ذرا سوئے بدنصیبیاں
چلی آکھلی ہے تجھ پہ جو ہماری بے بسی ہے

شام تنہائی بنے رشکِ ہزاروں انجمن
یاد جاناں دل میں یوں دھو میں مچائے خیر سے
زندہ باد اے آرزوئے باغِ طیب زندہ باد
تیرے دم سے ہیں زمانے کے ستائے خیر سے
ہو مجھے سیرِ گلستانِ مدینہ یوں نصیب
میں بہاروں میں چلوں خود کو گمائے خیر سے
سنگِ در سے آسکے طیبہ میں اب تو حبا ملے
آگئے در پہ ترے تیرے بلائے خیر سے
انتظار ان سے کہے ہے بربانِ چشمِ نم
کب مدینہ میں چلوں کب تو بلائے خیر سے
گوشِ بر آواز ہوں قدسی بھی ان کے گیت پر
باغِ طیبہ میں جب اختر گنگنائے خیر سے

ہمارے باغِ ارماں میں بہار بے خزاں آئے
کبھی جو اس طرف خنداں وہ جانِ گلستاں آئے
وہ جانِ یوسف آجائے اگر میرے تصور میں

خدا رکھے وہیں کھینچ کر بہار دو جہاں آئے
جمال روئے جانناں دیکھ لوں کچھ ایسا سماں ہو
کبھی تو بزم دل میں یا خدا آرام جاں آئے

مصطفائے ذاتِ یکتا آپ ہیں یک نے جس کو یک بنایا آپ ہیں
آپ جیسا کوئی ہو سکتا نہیں اپنی ہر خوبی میں تنہا آپ ہیں
لامکاں تک جس کی پھیلی روشنی وہ چراغ عالم آرا آپ ہیں
آپ کی طلعت خدا کا آئینہ جس میں چمکے حق کا جلوہ آپ ہیں
آپ کی خاطر بنائے دو جہاں اپنی خاطر جو بنایا آپ ہیں

تم جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، تم جو نہ ہو تو کچھ نہ ہو
جانِ جہاں تمہی تو ہو، جانِ جہاں تمہی تو ہو
روحِ روانِ زندگی، تاب و توانِ زندگی
امن و امانِ زندگی شاہِ شہاں تمہی تو ہو
تم ہو نمودِ اولیں شمعِ ابد بھی ہو تمہی
شاہِ زمنِ یہاں، وہاں سکے نشانِ تمہی تو ہو
دارِ غِ فرقتِ طیبہ قلبِ مضحکِ حباتا
کاش گنبدِ خضر اُدیکھنے کو مل حباتا
میرے دل سے دھل جاتا دارِ غِ فرقتِ طیبہ
طیبہ میں فنا ہو کر طیبہ میں ہی مل حباتا
چشمِ تر وہاں بہتی، دل کا مدعا کہتی

آہ با ادب رہتی مونہ میرا سل جاتا
وہ خرام فرماتے میرے دیدہ و دل پر
دیدہ میں فدا کرتا صدقے میرا دل جاتا

جو بے پردہ نظر آجائے جلوہ روئے انور کا
ذرا سا منہ نکل آئے ابھی خورشیدِ حنا ور کا
ادب گاہِ پست زیر آسماں از عرشِ نازک تر
یہاں آتے ہیں یوں عرشی کہ آواز نہہیں پر کا
بتانا تھا کہ پتھر ان کے زیر پا مسخر ہے
بنا پتھر میں یوں نقشِ کفِ پا میرے سرور کا

آنکھ اٹھا کر تو ذرا دیکھ مرے دل کی طرف
تیری یادوں کا چمن دل میں سجایا ہوگا
دامن دل جو سوئے یا رکھنچا جاتا ہے
ہو نہ ہو اس نے مجھے آج بلایا ہوگا

تلاطم ہے یہ کیسا آنسوؤں کا دیدہ تر میں
یہ کیسی موجیں آتی ہیں تمنا کے سمندر میں
تجسس کروٹیں کیوں لے رہا ہے قلب مضطرب میں
مدینہ سامنے ہے بس ابھی پہنچا میں دم بھر میں
مدینے سے رہیں خود دور اس کے روکنے والے
مدینے میں خود اختر ہے مدینہ چشمِ اختر میں

کسی بھی شاعر کی کامیابی کے لئے ”انداز بیان“ بہت اہمیت رکھتا ہے، کلام کے دو اہم جز ہوتے ہیں، ایک فکر اور دوسرا فن، فکر سے مراد ہے کہ شاعر نے کن کن موضوعات کو اپنی شاعری میں جگہ دی یا بالفاظ دیگر کیا کہا۔ دوسرا فن، اس سے مراد ہے کہ کیسے اور کس طرح کہا۔ فکر اور فن کے معاملات میں ماہرین ادبیات کے مختلف نظریات رہے ہیں۔ بعض باتوں کی معنوی خوبیوں اور فکری بلندیوں کے رسیا ہیں، ان کی نظر میں اندازِ بیاں جیسا بھی ہو، بات معقول اور تہدار ہو، خواہ بیان اکہرا ہی کیوں نہ ہو۔ دوسرا گروپ پُر شکوہ اندازِ بیان کا شیدائی ہے۔ شوکت الفاظ، خوبصورت ترکیبیں، نادر استعارات، انوکھی تشبیہیں اور الفاظ کی نشست و برخاست کو ہی بیان کی معراج سمجھتا رہا ہے، بات اہم ہو یا نہ ہو، اندازِ بیان ایسا ہو کہ سننے والے کی زبان سے بے ساختہ واہ نکل جائے۔ اس قبیل کے شعراء کے یہاں خارجیت کو راہ ملی اور ان کی شاعری ”فردوسِ دل و روح“ نہ بن کر محض ”فردوسِ گوش“ ہوئی۔

لیکن معتبر ناقدین ادب اچھی شاعری کے لئے ان دونوں پہلوؤں کو ناگزیر سمجھتے ہیں۔ بلند فکر کو اگر اچھا قالب شعری عطا نہ کیا جائے تو بات کی قدر و قیمت گھٹ جاتی ہے اور اسی طرح اندازِ بیاں خوبصورت ہو اور فکری بلندی غائب ہو تو بھی کلام بے تاثیر ہو جاتا ہے۔ یعنی کہ:

بات جب ہے کہ فاصلہ نہ رہے

فکر اور فن کے درمیاں لوگوں

فکر اور فن کے اعتبار سے اگر ہم ”سفینۂ بخشش“ پر نظر ڈالتے ہیں تو لفظوں کے انتخاب اور شوکت الفاظ کے ساتھ ساتھ تشبیہات، تمثیلات اور استعارہ و کنایہ کی جلوہ گری آپ کے نعتیہ کلام میں فکری بلندی، جدت طرازی و معنی آفرینی کے ساتھ موجود نظر آتی ہے۔

یہ خاکِ کوچہِ جاناں ہے جس کے بو سے کو

نہ جانے کب سے ترستے ہیں دیدہ ہائے فلک

عفوِ عظیمِ حناکِ مدینہ کیا کہئے
 اسی تراب کے صدقے ہیں اعتدائے فلک
 یہ ان کے جلوے کی تھیں گرمیاں شبِ اسریٰ
 نہ لائے تابِ نظر بہکے دیدہائے فلک

چھائی رہتی ہیں خیالوں میں تمہاری زلفیں
 کوئی موسم ہو یہاں رہتی ہے برسات کی رات
 دل کا ہر داغ چمکتا ہے قمر کی صورت
 کتنی روشن ہے رُخِ شہ کے خیالات کی رات
 جس کی تنہائی میں وہ شمعِ شبستانی ہو
 رشکِ صد بزم ہے اس روزِ خرامات کی رات
 بلبلِ باغِ مدینہ کو سنا دے اختر
 آج کی شب ہے فرشتوں سے مباحات کی رات

تیری چوکھٹ پہ جو سراپنا جھکا جاتے ہیں
 ہر بلندی کو وہی نیچا دکھا جاتے ہیں
 ڈوبے رہتے ہیں تری یاد میں جو شام و سحر
 ڈوبتوں کو وہی ساحل سے لگا جاتے ہیں
 آسماں تجھ سے اُٹھائے نہ اُٹھیں گے سن لے
 ہجر کے صدمے جو عشاق اُٹھا جاتے ہیں

دشتِ طیبہ میں نہیں کیل کا کھٹکا اختہ
نازک اندام وہاں برہنہ پا جاتے ہیں

ان کی چوکھٹ چوم کر خود کہہ رہی ہے سروری
ان کے در کی بھیک اچھی سروری اچھی نہیں
خاک طیبہ کی طلب میں خاک ہو یہ زندگی
خاک طیبہ اچھی اپنی زندگی اچھی نہیں
دشت طیبہ کے فدائی سے جہاں کا تذکرہ
جو رُلا دے خون ایسی دل لگی اچھی نہیں
شاخِ گل پر ہی بنائیں گے عنادل آشیاں
برق سے کہہ دو کہ ہم سے ضد تری اچھی نہیں

نہاں جس دل میں سرکارِ دو عالم کی محبت ہے
وہ خلوت خانہ مولیٰ ہے وہ دل رشکِ جنت ہے
خدا نے یا دفرمائی قسم خاک کف پا کی
ہوا معلوم طیبہ کی دو عالم پر فضیلت ہے
یہی کہتی ہے رندوں سے نگاہِ مست ساقی کی
درِ میخانہ وا ہے میکشوں کی عام دعوت ہے

سفینہ بخشش میں فکرِ رضا کی جلوہ باری دیکھنی ہو تو جگہ جگہ پر وہ اشعار بھی دیکھیں جو
حضور تاج الشریعہ نے بارگاہِ رسالت کے گستاخوں پر اپنی نوکِ قلم سے شدید ضرب کاری
کی ہے، خوبصورت پیرائے میں کاری ضرب:

ذکر سرکار بھی کیا آگ ہے جس سے سنی
 بیٹھے بیٹھے دل نجدی کو حلا حباتے ہیں
 جن کو شیرینی میلاد سے گھن آتی ہے
 آنکھ کے اندھے انہیں کو اکھلا حباتے ہیں
 جو جنون خلد میں کوٹوں کو دے بیٹھے دھرم
 ایسے اندھے شیخ جی کی پیروی اچھی نہیں
 عقل چوپایوں کو دے بیٹھے حکیم بھٹا نوی
 میں نہ کہتا تھا کہ صحبت دیو کی اچھی نہیں

دفع ہو طیبہ سے یہ نجدی بلا
 تیز کیجئے سینہ نجدی کی آگ
 یا رسول اللہ! عجلت کیجئے
 ذکر آیات ولادت کیجئے

جبین وہابی پہ دل کی سیاہی
 کہ ایں سجدہ ہائے بغیر محبت
 نمایاں ہوئی جیسے ہومہر شاہی
 نہ یا بند ہر گز قبول از الہی

بھلا دعوے ہیں ان سے ہم ساری کے
 سر عرش بریں جن کا قدم ہے

سفینہ بخشش میں حضور تاج الشریعہ نے نئے نئے خیالات لانے کی کامیاب
 کوشش کی ہے، اپنی اس کوشش میں خیالات کی جدت اور صیغہ آفرینی میں اپنا ثانی نہیں
 رکھتے، ملاحظہ کریں:

نت نئی ایک الجھن ہے اُف غم روزگار کا عالم

کیف و مستی میں غرق یہ دنیا جانے کیا دلفگار کا عالم

وائے حسرت دم آخر بھی نہ آ کر پوچھا
مدعا کچھ تو بتا دیدہ پُر غم کیا ہے
کون ہوتا ہے مصیبت میں شریک و ہم دم
ہوش میں آئیہ نشہ سا تجھے ہر دم کیا ہے
کیف و مستی میں یہ مدہوش زمانے والے
خاک جانیں غم و آلام کا عالم کیا ہے
وہ جو ہیں ہم سے گریزاں تو بلا سے اپنی
جب یہی طور جہاں ہے تو بھلا غم کیا ہے
میٹھی باتوں پہ نہ جا اہل جہاں کی اختر
عقل کو کام میں لا غفلت پیہم کیا ہے

سفینہ بخشش کا یہ ایک مختصر جائزہ اس بات کا ثبوت ہے کہ حضور تاج الشریعہ کا
کلام فکر رضا کی پوری پوری غمازی کرتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ آپ کی شاعری اگرچہ فاضل
بریلوی، حجت الاسلام، استاذ زمن، حضور مفتی اعظم ہند کی شاعرانہ فکر کا ہی دریچہ ہے مگر
آپ کا اپنا ایک منفرد لہجہ ہے جو آپ کو قادر الکلام شاعر کی حیثیت سے متعارف کراتا ہے۔
حالانکہ ابھی آپ کے کلام کا بہت بڑا حصہ زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوا، میرے سامنے بھی
جو نسخہ ہے وہ ۲۰۱۰ء کا ہے۔ ورنہ آپ کی قادر الکلامی کے کئی اور جوہر اس مضمون میں بھی
شامل ہوتے۔

تاج الشریعہ کے اردو کلام میں محاوروں کا استعمال

محمد کاشف رضا شاد مصباحی

ایم۔ اے، ایم فل

ریسرچ اسکالر: گل برگہ یونیورسٹی۔ گل برگہ

محاورہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی آتے ہیں۔ بول چال، بات چیت، باہم بات کرنا وغیرہ۔ اور اصطلاحاً ”وہ کلمہ یا کلام جسے معتبر لوگوں نے لغوی معانی کی مناسبت یا غیر مناسبت سے کسی خاص معنی کے لیے مخصوص کر لیا ہو۔“ [اردو ڈکشنری۔ آن لائن] یعنی وہ کلمہ یا کلام اپنے معنی حقیقی کے بجائے معنی مجازی میں استعمال کیا گیا ہو۔ حبیب محمد بن عبداللہ رفیع المرغنی اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں۔

”محاورے کا استعمال زبان میں استعاراتی انداز میں ہوتا ہے یعنی محاورے کے الفاظ اکثر مجازی معنوں میں استعمال ہوتے ہیں مثلاً پاؤں توڑ کے بیٹھ جانا۔ مایوس ہو جانا، ہمت ہار جانا، کوشش نہ کرنا کے معنی میں لکھا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہاں پاؤں توڑنا اپنے اصل معنی نہیں رکھتا ہے۔ اسی طرح عقل کے گھوڑے دوڑانا۔ فکر و تدبیر کرنا، سوچ بچار کرنا کو گھوڑے دوڑانے سے لغوی نسبت نہیں ہے۔ البتہ یہ بات قابل توجہ ہے کہ محاوروں کے الفاظ سے ان کے اصل معانی کا واضح اشارہ ملتا ہے جیسے پاؤں کا ٹوٹ جانا معذوری اور عقل کے گھوڑے دوڑانا سوچ کی تیز رفتاری پر دلالت کرتا ہے“

نظم ہو یا نثر محاورے کا استعمال اس کی اہمیت و معنویت بڑھادیتا ہے اور اسے فصاحت و بلاغت عطا کرتا ہے کیوں کہ جس بات کو کہنے کے لیے صفحات درکار تھے اسے ایک محاورے نے چند الفاظ کے کوزے میں بند کر لیا۔ دیگر زبان کی طرح اردو زبان و ادب بھی محاوروں کی دولت سے مالا مال ہے۔ اردو کے سبھی محاورے قواعد کے لحاظ علامت مصدری نا پر ہی ختم ہوتے ہیں نثر میں اس کا بعینہ استعمال تو ممکن ہے لیکن نظم میں قدرے دشوار ہے اس لیے نظم میں محاوروں کے الفاظ میں تقدیم و تاخیر ہو سکتی ہے لیکن اس میں تبدیلی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ بقول علامہ ادریس رضوی۔

”نثر میں یہ سب من و عن استعمال ہو جاتے ہیں لیکن نظم میں اس کے حصے بکھرے ہو جاتے ہیں مثال کے طور پر ”تھیلی پر جان لیے پھرنا“ محاورہ ہے مگر شعر میں اس کا سالم استعمال ہونا مشکل ہے تو اب اس کے الفاظ آگے پیچھے ہو سکتے ہیں اور یہ روایت زمانہ قدیم سے ادبا و شعرا کے یہاں قائم ہے۔

اہل زبان اور اہل علم نے اسے قبول کیا ہے“ [کلام راہی اور صنائع و بدائع۔ ص ۱۵۶]

محاورہ اپنے معنی کو بیان کرنے میں مکمل فقرہ نہیں ہوتا ہے اس لیے وہ الحاقی عبارت یا ضمائر وغیرہ کی طرف محتاج ہوتا ہے اسی لیے اشعار میں محاورے تقدیم و تاخیر اور الحاقی عبارت یا ضمائر میں، تو وغیرہ کے ساتھ ہی استعمال ہوتے ہیں۔ شاعر کا اپنے کلام میں محاوروں کا استعمال کرنا زبان و بیان پر اس کے مضبوط گرفت کی دلیل ہے۔ تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان ازہری علیہ الرحمہ [ولادت: ۱۹۴۲ء بریلی وفات ۲۰۱۸ء بریلی] کی شناخت خانوادہ رضویہ کے ایک بزرگ اور علمی فرد کی حیثیت سے ہے ان کی شاعری پر نظر ڈالی جائے تو جہاں ایک طرف ان کی علمی و فکری ندرت نکھر کر سامنے آتی ہے وہیں زبان و بیان اور محاوروں پر ان کی گرفت بھی آشکارا ہو جاتی ہے میں نے اس مضمون میں آپ کے کلام میں محاوروں کی تلاش کی ہے جس سے ان کی شاعری کی لسانی اہمیت و معنویت سامنے آتی ہے۔

الف محدودہ

(۱) آشیاں بنانا (یا باندھنا): گھونسلا بنانا

شاخ گل پر ہی بنائیں گے عنادل آشیاں

برق سے کہہ دو کہ ہم سے ضد تری اچھی نہیں

”آشیاں بنانا“ اور ”آشیاں باندھنا“ دونوں محاورہ کے طور پر مستعمل ہیں زیادہ لغات میں

”آشیاں باندھنا“ ہی لکھا گیا ہے لیکن بعض لغات میں ”آشیاں بنانا“ بھی درج ہے اور ”آشیاں

بنانا“ ہی زیادہ معروف ہے دونوں کے معانی یکساں ہیں۔ استاد شعر کے کلام میں دونوں مستعمل

بھی ہیں اور اکثر نے ”آشیاں بنانا“ ہی استعمال کیا ہے۔ بطور حوالہ ڈاکٹر اقبال کا یہ شعر

دیکھیں ڈاکٹر اقبال نے اپنے شعر میں ”آشیاں بنانا“ اور ”آشیاں باندھنا“ دونوں استعمال کیا ہے۔

بنائیں کیا سمجھ کر شاخ گل پر آشیاں اپنا

چمن میں آہ! کیار ہنا جو ہو بے آبرور ہنا

(بانگ درا)

ہاں، اسی شاخ کہن پر پھر بنا لے آشیاں

اہل گلشن کو شہیدِ نغمہ مستانہ کر

(بانگ درا)

کہاں اقبال تو نے آبنایا آشیاں اپنا

نوا اس باغ میں بلبل کو ہے ساماں رسوائی

(بانگ درا)

بلبل دلی نے باندھا اس چمن میں آشیاں

ہم نوا ہیں سب عنادل باغ ہستی کے جہاں

(بانگ درا)

لے رنگ بے شبانی یہ گلستاں بیانا
بلبل نے کیا سمجھ کریاں آشیاں بنایا

(کلیات میر، دیوان دوم)

(۲) آگے جانا: (۱) آگے بڑھنا (۲) رستہ بتانا۔ رہنمائی کرنا (۳) سبقت لے جانا

خلد زار طیبہ کا اس طرح سفر ہوتا

پیچھے پیچھے سر جاتا آگے آگے دل جاتا

(۳) آنکھ اٹھا کر دیکھنا (۱) نظر بھر کر دیکھنا۔ (۲) نظر ملا کر دیکھنا۔ (۳) التفات

کی نظر سے دیکھنا۔ توجہ کرنا

آنکھ اٹھا کر تو ذرا دیکھ مرے دل کی طرف

تیری یادوں کا چمن دل میں سبایا ہوگا

(۴) آنکھ لگ جانا / لگنا: نیند آنا (۲) عاشق ہو جانا۔ محبت ہو جانا

میں مروں تو میرے مولیٰ یہ ملائکہ سے کہہ دیں

کوئی اس کو مت جگانا ابھی آنکھ لگ گئی ہے

(۵) آنکھیں بچھانا: بڑی خاطر و مدارات کرنا۔ نہایت تعظیم و تکریم کرنا

اس طرف بھی دو قدم جلوے خرام ناز کے

رہ گزر میں ہم بھی ہیں آنکھیں بچھائے خیر سے

فرش آنکھوں کا بچھاؤ رہ گزر میں عاشقو!

ان کے نقش پا سے ہو گئے مظہر شان جمال

(۷) آنکھوں میں بسنا: آنکھ میں سمانا۔ بھانا۔ پسند آنا

ہند کا جنگل مجھے بھاتا نہیں
 بس گئی آنکھوں میں طیبہ کی زمیں
 (۸) آئینہ کر دینا: (۱) بالکل صاف کر دینا۔ چکا دینا (۲) ظاہر کر دینا
 تبسم سے گماں گزرے شب تاریک پردن کا
 ضیاء رخ سے دیواروں کو روشن آئینہ کر دیں
 الف مقصورہ

(۹) اپنا بنانا: طرف دار بنانا۔ دوست بنانا (۲) رشتہ جوڑنا۔ کسی چیز کو اپنی ملکیت
 قرار دینا (۳) فریفتہ بنانا۔ دلدادہ بنانا
 قید شیطاں سے چھڑاؤ تو بہت اچھا ہو
 مجھ کو اپنا جو بساؤ تو بہت اچھا ہو

ب

(۱۰) بدل جانا: اور کا اور ہو جانا۔ پھر جانا۔ تبدیل ہو جانا۔ وعدہ خلافی کرنا۔ مکرنا
 موج کترا کے ہم سے چلی جائے گی رخ مخالف ہوا کا بدل جائے گا
 جب اشارہ کریں گے میرے نا خدا اپنا بیڑا بھنور سے نکل جائے گا

یہ میری دوری بدل جائے قرب سے اخترا
 اگر وہ چاہیں تو میں باریاب ہو حباؤں
 (۱۱) بگڑی بنانا: خراب معاملہ سدھارنا

اپنے درپہ جو بلاؤ تو بہت اچھا ہو
 میری بگڑی جو بساؤ تو بہت اچھا ہو

(۱۲) بگڑی بن جانا: خراب حالت کا درست ہو جانا

جہاں کی بگڑی اسی آستان پہ بستی ہے

میں کیوں نہ وقف در آنجناب ہو حباؤں

(۱۳) بھول جانا: یاد سے اتر جانا۔ خیال نہ رہنا۔ فراموش ہو جانا

بھول جائے جسے پی کر غم دوراں اختر

ساتی کوثر و تسنیم وہ صہب دے دو

پ

(۱۴) پار ہو جانا: پار ہونا: عبور کرنا۔ (۲) دریا سے اتر جانا (۳) کسی چیز سے

گزرنا (۴) توڑ کر نکل جانا (۵) کام ہو جانا۔ مراد پا حبان (۶) ختم ہو جانا۔۔۔

(۸) چلا جانا۔ بھاگ جانا

تمہارا نام لیا ہے تلاطم غم میں

میں اب تو پار رسالت مآب ہو حباؤں

(۱۵) پاؤں پھسلنا: (۱) قدم ڈمگانا۔ لغزش ہونا۔ (۲) لالچ آنا۔ جی

چاہنا۔ خواہش کرنا

رب سلم وہ فرمانے والے ملے کیوں ستاتے ہیں اے دل تجھے وسوسے

پل سے گزریں گے وجد کرتے ہوئے کون کہتا ہے پاؤں پھسل جائے گا

(۱۶) پسینہ آنا: عرق آنا۔ نمی یا بخارات کا خارج ہونا۔ شرمندہ ہونا

اس تجلی کے سامنے اختر

گل کو آنے لگے پسینے سے

ت

(۱۷) تاب نہ لانا: برداشت نہ کر سکرنا۔ گھبرا جانا

یہ ان کے جلوے کی تھیں گرمیاں شب اسریٰ
نہ لائے تاب نظر بسکے دید ہائے فلک

(۱۸) ترس کھانا: رحم کرنا

ترس کھاؤ میری تشنہ لبی پر
مری پیاس اور اک حباں! کم ہے

(۱۹) تھپکی دینا: حریف کے ہتھیار پر اس طرح ہاتھ سے ضرب لگانا کہ ہتھیار پٹ

پڑے (۲) کسی کے ماتھے پر تھیلی سے ضرب لگانا۔ (۳) چکارنا
تری یاد تھپکی دے کر مجھے اب شہا سلا دے
مجھے جاگتے ہوئے یوں بڑی دیر ہو گئی ہے

ج

(۲۰) جگہ ہونا: گنجائش ہونا۔ موقع ہونا

خاک طیبہ میں اپنی جگہ ہو گئی
خوب مشردہ سنایا خوشی نے چلیں

(۲۱) جہاں سے اٹھ جانا: جہاں سے گزر جانا: مرجانا

اٹھا جو اختر خستہ جہاں سے کیا غم ہے
مجھے بتاؤ عزیزو! کسے ممات نہیں

(۲۲) جیتے جی مرجانا: تباہ ہو جانا۔ برباد ہو جانا (۲) سخت ترین صدمہ یا رنج

پہنچا (۳) بے فیض ہونا۔ فائدہ نہ پہنچنا (۴) زندگی ہی میں چھوٹ جانا (۵) کسی کام کا نہ
رہنا۔ قدرتی صلاحیتوں سے محرومی۔

فرقت طیبہ کے ہاتھوں جیتے جی مردہ ہوئے
موت یارب ہم کو طیبہ میں جلائے خیر سے

پج

(۳۲) چراغ گل ہونا: چراغ بجھنا۔ گھرتاہ ہونا

گل ہو جب اختر خستہ کا چہرا غ ہستی
اس کی آنکھوں میں تیرا جلوہ زیبائی ہو
(۲۴) چل دینا: رنچو چکر ہو جانا۔ بھاگ جانا (۲) فوت ہو جانا
بے تکلف شہ دو جہاں چل دیئے
سادگی سے کہا جب کسی نے چلیں

اگلے پچھلے بھی حنلہ میں چل دیئے
روز محشر کہا جب نبی نے چلیں

اختر خستہ بھی حنلہ میں چل دیئے
جب صدادی اسے مرشدی نے چلیں

چل دیئے تم آنکھ میں اشکوں کا دریا چھوڑ کر
رنج و فرقت کا ہر اک سینہ میں شعلہ چھوڑ کر

لذت مے لے گیا وہ حبا مومینا چھوڑ کر
میرا ساقی چل دیا خود مے کو تشنہ چھوڑ کر

(۲۵) چیں برجیں ہونا: تیوری پر بل ڈالنا۔ ماتھے پر شکن ڈالنا۔ ناراض ہونا

میں وصف ماہ طیبہ کر رہا ہوں
بلا سے گر کوئی چیں برجیں ہے

ح

(۲۵) حسرت آنا: آرزو ہونا۔ افسوس آنا

چاندنی رات میں پھر مے کا وہ اک دور چلے
بزم افلاک کو بھی حسرت مے آئی ہو

چلا دور ساعر مے ناب چھلکی
رہے تشنہ کیوں بادہ خوار مدینہ

یہ مجھ سے کہتی ہے دل کی دھڑکن کہ دست ساقی سے جام لے لے
وہ دور ساغر چل رہا ہے شراب رنگیں چھلک رہی ہے

خ

(۲۶) خاک میں ملنا: (۱) تلف ہونا۔ ضائع ہونا (۲) دفن ہونا (۳) پریشان ہونا۔ برباد ہونا

میرا دم نکل جاتا ان کے آستانے پر
ان کے آستانے کی خاک میں میں مل جاتا

(۲۷) خاک ہونا: خاک ہو جانا: بل کر مٹی ہو جانا۔ بوسیدہ ہو جانا۔ کچھ نہ ہونا۔ تباہ

ہونا۔ برباد ہونا

خاک طیبہ کی طلب میں خاک ہو یہ زندگی
خاک طیبہ اچھی اپنی زندگی اچھی نہیں

(۲۸) خالی پھر دینا: محروم واپس کر دینا۔ کچھ نہ دینا

وہ جہاں بھر کے داتا مجھے پھیر دیں گے خالی
مری تو بہ اے خدا! یہ مرے نفس کی بدی ہے

(۲۹) خواب ہو جانا: خیال سے جاتا رہنا۔ محض وہمی ہو جانا۔ گزرے دنوں کی یاد آنا

مری حقیقت و فانی بھی کچھ حقیقت ہے
مروں تو آج خیال اور خواب ہو جاؤں

(۳۰) خون رلانا: انتہا سے زیادہ رلانا۔ خون کے آنسو رلانا۔ بہت ستانا

جب بھی ہم نے غم جاناں کو بھلایا ہوگا
غم ہستی نے ہمیں خون رلایا ہوگا

د

(۳۱) درپے ہونا: پیچھا کرنا۔ گھات میں ہونا

درپے شرارت یا رسول اللہ
کفر کی جماعت یا رسول اللہ
نا تو اں ہے امت یا رسول اللہ
کیجیے حمایت یا رسول اللہ

(۳۲) در در پھرنا: دنیا بھر میں مارا مارا پھرنا

یوں نہ اختر کو پھر اوسرے مولیٰ در در
اپنی چو کھٹ پہ بٹھاؤ تو بہت اچھا ہو

اختر خستہ عبث در در پھرا کرتا ہے تو
جز در احمد کہیں سے مدعا ملت نہیں

(۳۳) دل پھر جانا (پھرنا) بیزار ہونا۔ کراہت ہونا

مرے دل پھر جائیں یارب! شب وہ آئے خیر سے
دل میں جب ماہ مدینہ گھر بنائے خیر سے

(۳۴) دل جانا: عاشق ہونا

وہ حرام فرماتے میرے دیدہ و دل پر
دیدہ میں فدا کرتا صدقے میرا دل حباتا
(۳۵) دل جلانا: سخت رنج دینا (۲) رشک دلانا۔ رنج اٹھانا
ذکر سرکار بھی کیا آگ ہے جس سے سنی
بیٹھے بیٹھے دل نجدی کو حبا حباتے ہیں
(۳۶) دل جھکنا: مائل ہونا

در پہ دل جھکا ہوتا اذن پا کے پھر بڑھا ہوتا
ہر گناہ یاد آتا دل خجل خجل حباتا
(۳۷) دل کی کہنا: صاف بات ظاہر کر دینا (۲) وہ بات جو دوسروں کے دل میں ہو بتا دینا۔

یہ بات مجھ مرے دل کی کہہ گیا زاہد
بہار حنلہ بریں ہے بہار طیبہ سے
(۳۸) دم نکل جانا: (۱) جان نکلتا (۲) نزاع میں ہونا (۳) ڈر جانا
میرا دم نکل جاتا ان کے آستانے پر
ان کے آستانے کی خاک میں میں مل جاتا

یوں تو جیتا ہوں حکم خدا سے مگر میرے دل کی ہے ان کو یقینا خبر
حاصل زندگی ہو گا وہ دن مرا ان کے قدموں پر جب دم نکل جائے گا

(۳۹) دور چلنا: شراب کا باری باری ہر ایک کے روبرو آنا
چاندنی رات میں پھر مے کا وہ اک دور چلے
بزم افلاک کو بھی حسرت مے آئی ہو

چلا دور ساعر مے ناب چھلکی
رہے تشنہ کیوں بادہ خوار مدینہ

یہ مجھ سے کہتی ہے دل کی دھڑکن کہ دست ساقی سے جام لے لے
وہ دور ساغر چل رہا ہے شراب رنگیں چھلک رہی ہے
(۴۰) دہل جانا: ڈر جانا۔ رعب کھا جانا
ہر نظر کانپ اٹھے گی محشر کے دن خوف سے ہر کلیجہ دہل جائے گا
پر یہ نازان کے بندے کا دیکھیں گے سب تھام کر ان کا دامن مچل جائے گا
(۴۱) دھوم مچانا: شور کرنا۔ غل کرنا (۲) فریاد کرنا

شام تنہائی بنے رشک ہزاراں انجمن
یاد جاناں دل میں یوں دھومیں مچائے خیر سے

ڈ

(۴۲) ڈوب جانا: غرق ہو جانا۔ دریا میں بہہ جانا (۲) غائب ہو جانا (۳) روپیہ
ضائع ہو جانا (۴) تباہ و برباد ہو جانا۔ (۵) رسوا ہونا۔ ناکام ہونا
ڈوب جائے نہ کہیں غم میں ہمارے عالم
ہم جو رو دیں گے تو بہتا ہوا دریا ہوگا

ر

(۴۳) راستہ دکھانا: راہ بتانا۔ راہنمائی کرنا (۲) انتظار کرنا
 بھٹکتا یوں پھرے کب تک تمہارا اختر خستہ
 دکھا دو راستہ اس کو خدا را شہر الفت کا
 (۴۴) روشن ہو جانا: ظاہر ہو جانا۔ نتیجہ نکل آنا
 خلاق پر ہوئی روشن ازل سے یہ حقیقت ہے
 دو عالم میں تمہاری سلطنت ہے بادشاہت ہے

ز

(۴۵) زمیں کو آسمان کر دینا
 جہاں میں ان کی چلتی ہے وہ دم میں کیا سے کیا کر دیں
 زمیں کو آسمان کر دیں ثریا کو ثرا کر دیں
 میرے خیال میں ”ثریا کو ثرا کر دینا“ کو بھی محاورہ تسلیم کر لینا چاہیے

س

(۴۶) سائے میں آنا: چھاؤں میں آنا (۲) پناہ یا سرپرستی حاصل کرنا
 کرم سے اس کمینے کی بھی ولی لاج رکھ لینا
 ترا اختر ترے سایہ میں شاہ دو جہاں آئے
 (۴۷) سر جھکانا: اطاعت یا فرماں برداری کرنا۔ (۲) شرمندہ ہونا۔ غیرت محسوس
 کرنا (۳) عاجزی ظاہر کرنا

تیری چوکھٹ پہ جو سراپنا جھکا جاتے ہیں
 ہر بلندی کو وہی نیچا دکھا جاتے ہیں

(۴۸) سہارا دینا: مدد کرنا۔ تھامنا (۲) ٹیک یا آڑا ڈالنا

شوق طیب نے جس دم سہارا دیا
چل دیئے ہم کہا بے کسی نے چلیں

عسرق ہوتی ہوئی ناؤ کو سہارا دے دو
موج تھم جائے خدا را یہ اشارہ دے دو
ش

(۴۹) شورا ٹھنا: غل ہونا۔ شور ہونا

اٹھے شور مبارکبادان سے حبا ملا اختر
غم جاناں میں کس درجہ حسین انجام فرقت ہے
ص

(۵۰) صدقہ اتارنا: صدقہ دینا: اتارنا دینا یا اتارنا۔ خیرات کرنا۔ قربان دینا

لب حباں بخش کا صدقہ دے دو
مژدہ عیش ابد حباں میجادے دو

(۵۱) صدقے جانا: قربان ہونا۔ واری جانا۔ تصدق ہونا

میری خلوت میں مزے انجمن آرائی کے
صدقے جاؤں میں انیس شب تنہائی کے

(۵۲) صدے اٹھانا: نقصان اٹھانا۔ (۲) رنج اٹھانا

آسمان تجھ سے اٹھائے نہ اٹھیں گے سن لے
ہجر کے صدے جو عشاق اٹھا جاتے ہیں

نہ جانے کس قدر صدمے اٹھائے راہ الفت میں
نہیں جاتی مگر دل کی وہ نادانی نہیں جاتی

ع

(۵۳) عام کر دینا: مشہور کر دینا۔ مشتہر کر دینا

جہاں میں عام پیغام شہ احمد رضا کر دیں
پلٹ کر پیچھے دیکھیں پھر سے تجدید وفا کر دیں

غ

(۵۴) غبار اٹھنا: زمین سے گرد کا بلند ہونا (۲) آندھی آنا۔ آندھی اٹھنا (۳) ملال

دور ہو جانا۔ تعلقات کا بحال ہو جانا

نہالیں گنہ گار ابر کرم میں
اٹھا دیکھے وہ غبار مدینہ

ف

(۵۵) فدا کرنا: قربان کرنا۔ تصدق کرنا۔ وارنا۔ نثار کرنا۔ چھڑ کرنا

نبی سے جو ہو بیگانہ اسے دل سے جدا کر دیں
پدر، مادر، برادر، مال و جاں ان پر فدا کر دیں
وہ خرام فرماتے میسرے دیدہ و دل پر
دیدہ میں فدا کرتا صدقے میرا دل جاتا

(۵۶) فریب کھانا: فریب میں آنا: دھوکہ کھانا۔ جال میں پھنسنا

جہاں کے قوس قزح سے فریب کھائے کیوں
میں اپنے قلب و نظر کا حجاب ہو جاؤں

نہ جانے کتنے فریب کھائے راہ الفت میں ہم نے اختر
 پر اپنی مت کو بھی کیا کریں ہم فریب کھا کر بہک رہی ہے
 (۵۷) فنا کرنا: کھونا۔ برباد کرنا۔ مٹانا۔ نیست و نابود کرنا

عطا ہو بیخودی مجھ کو خودی میری ہوا کر دیں
 مجھے یوں اپنی الفت میں مرے مولیٰ فنا کر دیں
 (۵۸) فنا ہو جانا: مٹ جانا۔ (۲) کنایۂ عاشق ہو جانا

میرے دل سے دھل جاتا داغِ فرقت طیبہ
 طیبہ میں فنا ہو کر طیبہ میں ہی مل جاتا
 ک

(۵۹) کاٹے نہ کٹنا: دو بھر ہونا۔ اجیرن ہونا۔ کٹھن اور سخت ہونا۔ کسی طرح تمام نہ ہونا
 کروں اختر شماری انتظار صبح میں کب تک
 الہی ہے یہ کیسی رات کہ کاٹے نہیں کسٹی

(۶۰) کانپ جانا: خوف سے تھرا جانا۔ (۲) جاڑے سے کپکپی چھوٹ جانا
 ہر نظر کانپ اٹھے گی محشر کے دن خوف سے ہر کلیجہ دہل جائے گا
 پر یہ نازان کے بندے کا دیکھیں گے سب تھام کر ان کا دامن چپل جائے گا
 (۶۱) کروٹ لینا: رخ بدلنا (۲) منہ پھیر لینا (۳) انقلاب اختیار کرنا

تجسس کروٹیں کیوں لے رہا ہے قلب مضطرب میں
 مدینہ سامنے ہے بس ابھی پہنچا میں دم بھر میں
 (۶۲) کھل جانا: شگفتہ ہو جانا۔ خوش ہو جانا

گل طیبہ میں مل جاؤں گلوں میں مل کے کھل جاؤں
حیات جاودانی سے مجھے یوں آشنا کر دیں
(۶۳) کھل جانا: شگفتہ ہو جانا۔ خوش ہو جانا

دل پہ جب کرن پڑتی ان کے سبز گنبد کی
اس کی سبز رنگت سے باغ بن کے کھل جاتا

میرے دل میں بس جاتا جلوہ زار طیب کا
داغ فرقت طیبہ پھول بن کے کھل جاتا
(۶۴) کنارہ کرنا: علیحدگی اختیار کرنا۔ الگ ہونا۔ چھوڑ دینا۔ باز آنا۔ گوشہ نشین

ہونا۔ دست بردار ہونا۔ بچنا

نہ فیض راہ محبت میں تو نے کچھ پایا
کنارا کیوں نہیں کرتا تو اہل دنیا سے

طلب گار مدینہ تک مدینہ خود ہی آجائے
تو دنیا سے کنارہ کر مدینہ آنے والا ہے

(۶۵) کلی چنگناں۔ (پھولنا۔ کھلنا): غنچہ کا شگفتہ ہونا۔ پھول کھلنا (۲) فرحت دل
اور انبساط خاطر۔ خوشی ہونا

گلوں کی خوشبو مہک رہی ہے دلوں کی کلیاں چٹک رہی ہیں
نگاہیں اٹھ اٹھ کے جھک رہی ہیں کہ ایک بجلی چمک رہی ہے

گ

(۶۶) گمان گزرنا: شک ہونا۔ شبہ ہونا۔ خیال میں آنا
 تبسم سے گماں گزرے شب تاریک پردن کا
 ضیاء رخ سے دیواروں کو روشن آئینہ کر دیں
 (۶۷) گلے ملنا: (۱) ہم آغوش ہونا۔ گلے لگنا (۲) صفائی کرنا۔ سلوک
 کرنا (۳) ملاقات کرنا

موت لے کے آجاتی زندگی مدینے میں
 موت سے گلے مل کر زندگی میں مل جاتا
 (۶۸) گھٹا جھومتی آنا: گھٹا کا چاروں طرف سے گھرنا
 اٹھاؤ بادہ کشو! ساعنر شراب کہن
 وہ دیکھو جھوم کے آئی گھٹا مدینے سے
 (۶۹) گھٹا چھانا: ابر گھرنا۔ بادل گھرنا۔ ابر کا آسمان پر محیط ہونا
 موسم مے ہو وہ گیسو کی گھٹا چھائی ہو
 چشم مے گوں سے پیئیں سے جلسہ صہبائی ہو

عرصہ حشر میں کھلی ان کی وہ زلف عنبریں
 مینہ وہ کر گرا چھائی وہ دیکھئے گھٹا

وہ چھائی گھٹا بادہ بار مدینہ
 پئے جھوم کر حباں نثار مدینہ

ل

(۷۰) لاج رکھنا: آبرو بہ بگڑنے دینا۔ عزت بچانا۔ شرم رکھنا

کرم سے اس کمینے کی بھی ولی لاج رکھ لینا

ترا اختر ترے سایہ میں شاہ دو جہاں آئے

(۷۱) لو لگانا: تصور باندھنا۔ خیال باندھنا۔ توجہ دینا۔ رجوع ہونا۔ ہر وقت دھیان

لگانا۔ (۲) عشق کرنا۔ دل لگانا۔ عاشق ہونا (۳) خواہش کرنا۔ آرزو مند ہونا

اختر خستہ کیوں اتنا بے چین ہے تیرا آفت شہنشاہ کو نین ہے

لو لگا تو سہی شاہ لولاک سے غم مسرت کے سانچے میں ڈھل جائے گا

مجھے کیا پڑی کسی سے کروں عرض مدعا میں

مری لو تو بس انہیں کے درجہ سے لگی ہے

کب سے بیٹھے ہیں لگائے لو در جاناں پہ ہم

ہائے کب تک دید کو ترسیں فدا یاں جمال

لو لگاتا کیوں نہیں باب شہ کو نین سے

ہاتھ اٹھا کر دیکھ تو پھر ان سے کیا ملت نہیں

اختر لگائیے لو نبی کریم سے

کیا فکر اہل دنیا جو ستارے بدل گئے

م

(۷۲) مچل جانا [پڑنا]: مچلنا۔ ضد پر آ جانا۔ اڑ جانا

ہر نظر کانپ اٹھے گی محشر کے دن خوف سے ہر کلیجہ دہل جائے گا
 پر یہ نازان کے بندے کا دیکھیں گے سب تھام کر ان کا دامن مچل جائے گا

(۷۳) مردے جلانا: مردے زندہ کرنا

تم تو مردوں کو جلا دیتے ہو میرے آفت

میرے دل کو بھی جلاؤ تو بہت اچھا ہو

(۷۴) مزے لینا: لطف حاصل کرنا۔ ذائقہ چکھنا

دشت طیبہ میں گمادے مجھے اے جوش جنوں

خوب لینے دے مزے بادیہ پیمائی کے

(۷۵) مژدہ سنانا: خوشخبری لا کر دینا

خاک طیبہ میں اپنی جگہ ہو گئی

خوب مژدہ سنایا خوشی نے چلیں

(۷۶) مل جانا: (۱) اجڑ جانا۔ پیوستہ ہو جانا۔ (۲) صلح و صفائی ہو جانا (۳) شامل

ہو جانا۔ شریک ہو جانا۔ (۴) دو چار ہونا۔ ملاقات ہونا۔ (۵) حاصل ہونا۔ وصول ہو جانا

گل طیبہ میں مل جاؤں گلوں میں مل کے کھل جاؤں

حیات جاودانی سے مجھے یوں آشنا کر دیں

میرے دل سے دھل جاتا داغ فرقت طیبہ

طیبہ میں فنا ہو کر طیبہ میں ہی مل جاتا

موت لے کے آجاتی زندگی مدینے میں

موت سے گلے مل کر زندگی میں مل جاتا

(۷۷) منہ کے بل گرنا: اس طرح گرنا کہ چہرہ زمین پر لگے۔ ذلت اٹھانا۔ ذلیل ہونا

کر کے دعویٰ ہمسری کا کیسے منہ کے بل گرا

مٹ گیا وہ جس نے کی تو بہن سلطان جمال

(۷۸) منہ موڑنا: منہ ہٹانا۔ روگرداں ہونا۔ کسی کے شریک حال نہ ہونا۔ پہلو تہی

کرنا (۲) رخ نہ دینا۔ توجہ نہ کرنا (۳) باغی ہونا (۴) پرہیز کرنا۔ باز رہنا (۵) انکار

کرنا۔ (۶) شکست کھانا۔ پسپا ہونا (۷) بے وفائی کرنا۔ ٹالنا۔ بے مروتی کرنا

حبان گلشن نے ہم سے منہ موڑا

اب کہاں وہ بہار کا عالم

(۷۹) منہ نکل آنا: لاغر ہو جانا۔ چہرہ کمزور ہو جانا

جو بے پردہ نظر آجائے جلوہ روئے انور

ذرا سامنے نکل آئے ابھی خورشیدِ حنا اور کا

(۸۰) موج آنا: لہر آنا۔ ترنگ اٹھنا (۲) شادابی اور سرسبزی ہونا (۳) خیال

آ جانا۔ دھن بندھنا

تلاطم ہے یہ کیسا آنسوؤں کا دیدہ تر میں

یہ کیسی موجیں آئی ہیں تمنا کے سمندر میں

ن

(۸۱) ناز کرنا: نخڑے کرنا۔ لاڈ کرنا۔ (۲) اترنا۔ غرور کرنا (۳) فخر کرنا

شجاعت ناز کرتی ہے جلالت ناز کرتی ہے

وہ سلطان زماں ہیں ان پہ شوکت ناز کرتی ہے

(۸۲) نام لینا: نام زبان پر لانا (۲) نام رٹنا۔ نام چپنا (۴) تعریف کرنا۔ گن

گانا (۵) کسی کا ذکر کرنا (۶) واسطہ دینا

تمہارا نام لیا ہے تلاطم غم میں

میں اب تو پار رسالت مآب ہو جاؤں

(۸۳) نکل جانا: چلا جانا۔ بھاگ جانا (۲) دور ہو جانا (۳) جاتا رہنا۔ زائل

ہو جانا (۴) سبقت لے جانا۔ آگے بڑھ جانا (۵) کپڑے کا پھٹ جانا۔ رفاقت ترک کر دینا

موج کترا کے ہم سے چلی جائے گی رخ مخالف ہوا کا بدل جائے گا

جب اشارہ کریں گے میرے نا خدا اپنا بیڑا بھبنور سے نکل جائے گا

(۸۵) نظر آنا: دکھائی دینا۔ سوچنا (۲) دھیان میں آنا

سایہ ذات کیوں نظر آئے

نور ہی نور ہے ضیا ہی ہے

(۸۶) نظر پھیر لینا: بے توجہی کرنا۔ بے مروتی کرنا (۲) ادھر ادھر نگاہ دوڑانا

ساقیا تیری نگاہ نازے کی حبان تھی

پھیر لی تو نے نظر تو وہ نشہ ملتا نہیں

(۸۷) نظر جمنّا: نگاہ ٹھہرنا۔ بغور دیکھ جانا

مہر خاور پہ جمائے نہیں جستی نظریں

وہ اگر جلوہ کریں کون تمنا شائی ہو

(۹۹) نظر ہونا: پہچان ہونا۔ تمیز ہونا۔ پرکھ ہونا۔ چانچ ہونا (۲) نظر لگنا (۳) توجہ

ہونا۔ خیال ہونا۔ دھیان ہونا (۴) علم نجوم میں ایک ستارے کا دوسرے ستارے پر اثر

انداز ہونا (۵) توقع ہونا

نظر پہ کسی کی نظر ہو رہی ہے
 مری چشم کان گوہر ہو رہی ہے
 (۱۰۰) نیچا دکھانا: مغلوب کرنا۔ ذلیل کرنا (۲) شرمندہ کرنا۔ غرور ڈھانا

تیری چوکھٹ پہ جو سراپنا جھکا جاتے ہیں
 ہر بلندی کو وہی نیچا دکھا جاتے ہیں
 (۱۰۱) نیند آ جانا، آنا: سو جانا۔ سونے کی خواہش ہونا

ترے دامن کرم میں جسے نیند آ گئی ہے
 جو فنا نہ ہوگی ایسی اسے زندگی ملی ہے

و

(۱۰۲) وجد کرنا: بیخود ہو کر جھومنا

رب سلم وہ فرمانے والے ملے کیوں ستاتے ہیں اے دل تجھے وسوسے
 پل سے گزریں گے وجد کرتے ہوئے کون کہتا ہے پاؤں پھسل جائے گا
 (۱۰۳) وقف ہونا: خدا کے نام پر چھوڑا جانا۔ کسی کی ملکیت نہ ہونا (۲) کسی کام
 میں اس قدر مصروف ہونا کہ کسی اور طرف متوجہ نہ ہو سکتا۔ جو کام کرنا اسی کا ہو جانا
 جہاں کی بگڑی اسی آستان پہ بستی ہے
 میں کیوں نہ وقف در آنجناب ہو حباؤں

ہ

(۱۰۴) ہوا دینا: پٹکھے یا دامن سے ہوا دینا (۲) ہوا میں رکھنا۔ کسی چیز کو
 ہوا کھلانا (۳) آگ کو ہوا سے سلگانا۔ آگ کو بھڑکانا۔ (۴) اشتعال دینا۔ اکسانا
 دیجئے میری محبت کو ہوا
 اس طرف چشم محبت کیجئے

(۱۰۵) ہل جانا: (۱) متحرک ہو جانا۔ لرز جانا۔ کانپ جانا۔ تھرا جانا (۲) مانوس

ہو جانا۔ خوگر ہو جانا

فرقت مدینہ نے وہ دیئے مجھے صدمے
کوہ پر اگر پڑتے کوہ بھی تو بل جاتا

ی

(۱۰۶) یاد آنا۔ یاد پڑنا۔ یاد ہونا: خیال میں آنا۔ ذہن میں آنا۔ ذہن نشیں

ہونا۔ معلوم ہونا۔ ازبر ہونا۔ حفظ ہونا

مر کے بھی دل سے نہ جائے الفت باغ نبی
خلد میں بھی باغ جاناں یاد آئے خیر سے

یاد آتا ہے وقت غم اختر
رخصت غم گار کا عالم

(۱۰۷) یاد میں ڈوبنا: کسی کے خیال میں رہنا

ڈوبے رہتے ہیں تیری یاد میں جو شام و سحر
ڈوبتوں کو وہی ساحل سے لگا جاتے ہیں

☆☆☆

تاج الشریعہ کی شاعری کا فنی جائزہ

منظر مینائی ٹیا برج، کولکا تا ۲۴

حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری رضوی ازہری علیہ الرحمہ اپنی ذات بابرکات میں خود ایک یونیورسٹی کی حیثیت رکھتے ہیں ان کا علمی سرمایہ اور فقہی ذخیرہ آج یکجا کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں تاکہ آنے والی نسل اس سے فیض اٹھا سکے۔ حضور تاج الشریعہ فی زمانہ قادری سلسلہ کے ایک نامور بزرگ ہی نہیں ہے بلکہ ایک جید عالم دین اور مرجع فقہ و فتاویٰ بھی ہیں۔ آپ کے مریدوں اور شاگردوں کا حلقہ برصغیر پاک و ہند کے ساتھ ساتھ یورپ و امریکہ اور افریقہ و عرب تک دراز ہے۔ ہمارے آقا و مولیٰ حضور تاج الشریعہ نے جہاں علم دین کے چراغ کو اپنے خون و جگر دے کر روشن کرنے کی کوشش کی ہے وہیں عشق رسول، محبت پیغمبر پاک اور حب اولیائے کرام کو عام کرتے پوری زندگی وقف کر دی ہے۔

آپ کے پسند و ناصح، تصانیف و فتاویٰ میں یہ عناصر تفصیل سے پائے جاتے ہیں وہیں شاعری میں بھی ان جذبات کا اظہار ملتا ہے۔ یہاں موضوع سخن حضرت تاج الشریعہ کی شاعری کا فنی جائزہ کہ آپ کے شاعرانہ مزاج نے کتنی صنعتوں پر طبع آزمائی کی ہے۔ سفینہ بخشش میں ذکر کردہ اشعار میں سے بعض کو صنعتی کسوٹی پر پرکھ کر دنیائے اردو ادب میں تاج الشریعہ کا کیا مقام ہے؟ بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اس سلسلے میں علامہ عبدالستار

ہمدانی مصروف برکاتی نوری صاحب قبلہ کی کتاب ”فن شاعری اور حسان الہند“ سے بھرپور مدد لی گئی ہے اور دوسرے شعرا کے اشعار بطور استدلال اسی کتاب سے اخذ کئے گئے ہیں۔

صنعت استعارہ

اس صنعت کو کہتے ہیں کہ شاعر اپنے کلام میں کسی لفظ کے حقیقی معنی ترک کر کے اس کو مجازی معنی میں استعمال کرتا ہے اور ان حقیقی اور مجازی معنی کے درمیان تشبیہ کا علاقہ ہوتا ہے۔ (فیروز اللغات ص ۴۱)

اے میرے ماہ کامل پھر آشکارا ہو جا
اکتا گئی طبیعت تاروں کی روشنی میں (شکیل بدایونی)
نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذی شان گیا
ساتھ ہی منشی رحمت کا قلم دان گیا (رضا)
واللہ جو مل جائے میرے گل کا پسینہ
مانگے نہ کبھی عطر، نہ پھر چاہے دلہن پھول (رضا)
علامہ ازہری فرماتے ہیں:

اختر خستہ کیوں اتنا بے چین ہے تیرا آقا شہنشاہ کونین ہے
لو لگا تو سہی شاہ لولاک سے غم مسرت کے سانچے میں ڈھل جائے گا
شہنشاہ کونین / شاہ لولاک سے مراد رسول پاک ﷺ
وجہ نشاط زندگی راحت حباں تم ہی تو ہو
روح روان زندگی جان جہاں تم ہی تو ہو
جان جاں / جان جہاں مراد رسول پاک ﷺ
جاں تو کوئی حباں مقرر حباں توئی
جان حباں حباں مہیا آپ ہیں

جان جاں / جان مسیحا سے مراد رسول پاک ﷺ
 منور میری آنکھوں کو مرے شمس الضحیٰ کر دیں
 غموں کی دھوپ میں وہ سایہ زلف دو تا کر دیں
 شمس الضحیٰ سے مراد رسول پاک ﷺ

تیری جان بخشی کے صدقے اے مسیحا زماں
 سنگریزوں نے پڑھا کلمہ ترا حبان جمال
 مسیحا زماں سے مراد رسول پاک ﷺ

صنعت تشبیہ:

ایک چیز کو دوسری چیز کی مانند ٹھہرانا یا اس کی صنعت میں شریک قرار دینا (فیروز اللغات ص ۳۶۱)
 ناز کی ان کے لب کی کیا کہئے

پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے (میر تقی میر)
 چاند سے چہرے پہ بکھری ہے وہ زلف عنبریں

رات کیوں ہے آج اتنی دل ربا معلوم ہے (ماہر چاند پوری)
 دل کرو ٹھنڈا مرا، وہ کف پا چاند سا

سینہ پہ رکھ دو ذرا، تم پہ کروڑوں درود (رضا)
 پتلی پتلی گل قدس کی پتیاں

ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام (رضا)
 علامہ ازہری فرماتے ہیں:

روئے انور کے سامنے سورج جیسے اک شمع صبح گاہی ہے
 اس شعر میں شاعر نے سورج کی تابش کو چہرہ انور کے سامنے ”شمع صبح گاہی“ سے
 تشبیہ دی ہے۔

صنعت مبالغہ:

کسی بات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنا، حد سے زیادہ تعریف و بڑائی کرنا۔ (فیروز اللغات ص ۱۱۹۳)
ہنس پڑے آپ تو بجلی چمکی

بال کھولے تو گھٹا لوٹ آئی (امیر مینائی)

اے رضا خود صاحب قرآن ہے مداح حضور

تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی (رضا)

علامہ ازہری فرماتے ہیں:

مہ و خورشید و انجم میں چمک اپنی نہیں کچھ بھی
اجالا ہے حقیقت میں انہیں کی پاک طلعت کی

قمر آیا ہے شاید ان کے تلوؤں کی ضیا لینے
بچھا ہے چاند کا بستر مدینہ آنے والا ہے

قدم سے ان کے سر عرش بجلیاں چسکیں
کبھی تھے بند کبھی وا تھے دید ہائے فلک

نور کے ٹکڑوں پر ان کے بدر و اختر بھی فدا
مرحبا کتنی ہیں پیاری ان کی دلبر ایڑیاں

مہر خاور پہ جمائے نہیں جمستی نظریں
وہ اگر جلوہ کریں کون تماشا ثانی ہو

صنعت اقتباس:

چنا ہوا کلام (فیروز اللغات ص ۱۰۵) یعنی شاعر اپنے شعر میں قرآن مجید کی آیت یا حدیث کی عبارت کا ٹکڑا لے اور اس عبارت کو عربی زبان میں ہی شعر میں نقل کرے۔
دھوپ کی تابش آگ کی گرمی

(غالب) وقنا ربنا عذاب النار
رنگ او ادنیٰ میں رنگین ہو کے اے ذوق طلب
کوئی کہتا تھا کہ لطف ما خلقنا اور ہے (اقبال)
ورفعنا لك ذكرك کا ہے سایہ تجھ پر
(رضا) بول بالا ہے ترا، ذکر ہے اونچا تیرا
پائے کو باں پہ سے گزریں گے تیری آواز پر
(رضا) رب سلم کی صدا پر وجد لاتے جائیں گے
علامہ ازہری صاحب فرماتے ہیں:

رب سلم وہ فرمانے والے ملے کیوں ستاتے ہیں اے دل تجھے وسوسے
پل سے گزریں گے ہم وجد کرتے ہوئے کون کہتا ہے پاؤں پھسل جائے گا

شب معراج وہ اوحیٰ کے اشارات کی رات
کون سمجھائے وہ کیسی تھی مناجات کی رات

دید کے ہوں طالب جب خدا سے موسیٰ
ان سے لے لے ترانی کہہ دے رب تمہارا

ہے پیام وصلت یا رسول اللہ
نعرہ رسالت یا رسول اللہ
ابتغوا فرما کے گویا رب نے یہ فرما دیا
بے وسیلہ نجدیوں ہر گز خدامت نہیں

صنعت تضاد:

شعر میں ایسے دو الفاظ جمع کرنا جو معنی اور وصف میں ایک دوسرے کے خلاف ہوں
یعنی ضد ہوں۔ پھر خواہ وہ دونوں اسم ہوں یا فعل ہوں، اس صنعت کو صنعت طباق و تضاد
بھی کہا جاتا ہے (فن شاعری اور حسان الہند ص ۱۲۳)

فرش سے تاعرش واں طوفان تھا موج رنگ کا

یاں زمیں سے آسماں تک سوختن کا باب تھا (غالب)

اس عالم ہستی میں مرنا ہے نہ جینا ہے

تو نے کبھی دیکھا نہیں، مستوں کی نظر سے (اصغر گونڈوی)

وصل کی شب تھی تو کس درجہ سبک گزری تھی

ہجر کی شب ہے تو کیا سخت گراں ٹھہری ہے (فیض احمد فیض)

نہ آسماں کو یوں سرکشیدہ ہونا تھا

حضور خاک مدینہ خمیدہ ہونا تھا (رضا)

نار دوزخ کو چمن کر دے بہار عارض

ظلمت حشر کو دن کر دے نہار عارض (رضا)

علامہ ازہری فرماتے ہیں:

جہاں میں ان کی چلتی ہے وہ دم میں کیا سے کیا کر دیں
 زمیں کو آسماں کر دیں ثریا کو ثرا کر دیں
 زمین v/s آسمان ثریا v/s ثرا (متضاد الفاظ)

مری مشکل کو یوں آسماں مرے مشکل کشا کر دیں
 ہر ایک موج بلا کو میرے مولیٰ ناخدا کر دیں
 مشکل v/s آسماں

تبسم سے گماں گزرے شب تاریک پردن کا
 ضیاء رخ سے دیواروں کو روشن آئینہ کر دیں
 شب v/s دن تاریک v/s روشن
 کسی کو وہ ہنساتے ہیں کسی کو وہ رلاتے ہیں
 وہ یونہی آزماتے ہیں وہ اب تو فیصلہ کر دیں
 ہنساتے ہیں v/s رلاتے ہیں

خلد زار طیبہ کا اس طرح سفر ہوتا
 پیچھے پیچھے سر جاتا آگے آگے دل جاتا
 پیچھے پیچھے v/s آگے آگے

یہ خاک کو چہ جاناں ہے جس کے بوسہ کو
 نہ جانے کب سے ترستے ہیں دیدہ ہائے فلک

فلک v/s خاک

صنعت حسن تعلیل:

شاعر اپنے تخیل سے کسی چیز یا امر کی کوئی ایسی وجہ (علت) بیان کرے، جو دراصل
 اس کی علت نہیں ہوتی (فیروز اللغات ص ۵۶۹) یعنی کسی وصف کے لئے ایسی علت کا

دعویٰ کرنا جو حقیقی نہ ہو۔

شب غم کی تیرگی میں مری آہ کے شرارے
 کبھی بن گئے ہیں آنسو کبھی بن گئے ہیں تارے (شکیل بدایونی)
 میں چمن میں کیا گیا، گویا دبستاں کھل گیا
 بلبلیں سن کر مرے نالے غزل خواں ہو گئیں (غالب)
 خم ہو گئی پشت فلک اس طعن زمیں سے
 سن ہم پہ مدینہ ہے وہ رتبہ ہے ہمارا (رضا)
 غفلت شیخ و شباب پر ہنستے ہیں طفل شیر خوار
 کرنے کو گدگدی عبث آنے لگی بہائی کیوں (رضا)
 علامہ ازہری فرماتے ہیں:

ہر شب ہجر لگی رہتی ہے اشکوں کی جھڑی
 کوئی موسم ہو یہاں رہتی ہے برسات کی رات

تلاطم ہے یہ کیسا آنسوؤں کا دیدہ تر میں
 یہ کیسی موجیں آئی ہیں تمنا کے سمندر میں

عرصہ حشر میں کھلی ان کی وہ زلف عنبریں
 مینہ وہ جھوم کر گرا چھائی وہ دیکھئے گھٹا

رخ تاباں نبی زلفِ معنبر پہ فدا
 روز تابندہ پہ مستی بھری برسات کی رات

چھائی رہتی ہیں خیالوں میں تمہاری زلفیں
کوئی موسم ہو یہاں رہتی ہے برسات کی رات

صنعت تجنیس کامل:

شعر میں دو ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جو حروف اور اعراب میں مساوی ہوں لیکن
دونوں لفظوں کے معنی الگ الگ ہوں۔ یعنی وہ دونوں الفاظ تلفظ میں یکساں ہوں لیکن
دونوں کا استعمال مختلف معنوں میں کیا گیا ہو۔ (فیروز اللغات ص ۳۶۶)

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا (غالب)

تو نے سب اپنے کام بگڑ کر بنائے

میری وفا، وہ کام جو بن کر بگڑ گیا (فانی بدایونی)

نور و بنت نور روز و ج نور و ام نور و نور

نور مطلق کی کنیز، اللہ دے لینا نور کا (رضا)

جنت ہے ان کے جلوہ سے جو پائے رنگ و بو

اے گل، ہمارے گل سے ہے گل کو، سوال گل (رضا)

علامہ ازہری فرماتے ہیں:

مفتی اعظم کا ذرہ کیا بنا اختر رضا

محفل انجم میں اختر دوسرا ملت نہیں

حاجتیں کس کو پکاریں کس کی جانب رخ کریں

حاجتیں مشکل میں ہیں مشکل کشا ملتا نہیں

صنعت تجنیس ناقص:

شعر میں ایسے دو الفاظ کا استعمال کرنا جو حروف میں یکساں ہوں لیکن اعراب میں مختلف ہوں اور دونوں لفظ مختلف معنی میں استعمال ہوئے ہوں (فن شاعری اور حسان الہند ص ۱۵۳)

ادھر دامن کسی کا جھاڑ کر محفل سے اٹھ جانا

ادھر نظروں میں ہر ہر چیز کا بے کار ہو جانا (جگر مراد آبادی)

ادھر وفا کو گلہ ہے کہ دل لہو نہ ہوا

ادھر ستم کو شکایت کہ قدر داں نہ ملا (غلام ربانی تاباں)

جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی

ان کا ان کا تمہارا ہمارا نبی (رضا)

عالم علم دو عالم ہیں حضور

آپ سے کیا عرض حاجت کیجئے (رضا)

علامہ ازہری فرماتے ہیں:

موت عالم سے بندھی ہے موت عالم بے گماں

روح عالم چل دیا عالم کو مسردہ چھوڑ کر

تم کیا گئے محبہ ملت جہاں گیا

عالم کی موت کیا ہے عالم کی ہے فنا

صنعت مراعات النظیر:

شعر میں ایسی کئی چیزوں کا ذکر کرنا جن میں باہم مناسبت ہو (فیروز اللغات ص ۱۲۲۴)

قاصد کے آتے آتے خط اک اور لکھ رکھوں

میں جانتا ہوں جو وہ لکھیں گے جواب میں (غالب)

نہ بادہ ہے، نہ صراحی، نہ دور پیمانہ

(اقبال) فقط نگاہ سے رنگیں ہے بزم میخانہ

شاخ قامت شہ میں زلف و چشم و رخسار و لب ہیں

(رضا) سنبل زگس گل پنکھڑیاں قدرت کی کیا پھولی شاخ

نبوی مینہ، علوی فصل، بتولی گلشن

(رضا) حسنی پھول، حسینی ہے مہکنا تیرا

علامہ ازہری فرماتے ہیں:

سر ہے سجدے میں خیال رخ جاناں دل میں

ہم کو آتے ہیں مزے ناصیہ فرسائی کے

سر+سجدہ+ ناصیہ فرسائی (سب کا آپس میں مناسبت ہے)

یہی کہتی ہے رندوں سے نگاہ مست ساقی کی

در میخانہ وا ہے میکشوں کی عام دعوت ہے

رند+ساقی+ میخانہ+ میکشوں (آپس میں مناسبت ہے)

یہ مجھ سے کہتی ہے دل کی دھڑکن کہ دست ساقی سے جام لے لے

وہ دور ساغر کا چل رہا ہے شراب رنگیں چھلک رہی ہے

ساقی+ جام+ دور+ ساغر+ شراب+ چھلکنا (آپس میں مناسبت ہے)

اٹھاؤ بادہ کشو! ساعر شراب کہن

وہ دیکھو جھوم کے آئی گھٹا مدینے میں

بادہ کشو+ ساغر+ شراب+ جھومنا (آپس میں مناسبت ہے)

اصل شجر میں ہو تم ہی نخل و ثمر میں ہو تم ہی

ان میں عیاں تم ہی تو ہوان میں نمایاں تم ہی تو ہو

شجر + نخل + ثمر (آپس میں مناسبت ہے)

صنعت ترصیع:

شاعری کی اس صنعت کو کہتے ہیں جس میں دونوں مصرعوں کے الفاظ ہم وزن

ہوں۔ (فیروز اللغات ص ۳۵۵)

نام تیرا ہے زندگی میری

کام میرا ہے بندگی تیری (رضا)

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی

سب سے بالا و والا ہمارا نبی (رضا)

علامہ ازہری فرماتے ہیں:

صداقت ناز کرتی ہے امانت ناز کرتی ہے

حمیت ناز کرتی ہے مروّت ناز کرتی ہے

یا رسول اللہ مدینہ کی فضاؤں کو سلام

یا رسول اللہ طیبہ کی ہواؤں کو سلام

صنعت مقابلہ:

شعر میں پہلے چند ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جو ایک دوسرے کے ساتھ موافقت

رکھتے ہوں ان کا ذکر کرنے کے بعد پھر ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جو اول الذکر کے

اضداد ہوں۔ (فن شاعری اور حسان الہند ص ۱۶۵)

ظلمت کدے میں میرے شبِ غم کا جوش ہے

اک شمع ہے دلیلِ سحر سو خموش ہے (غالب)

ہو کر جمودِ گلشنِ جنت سے بے نیاز

دوزخ کے بے پناہ شراروں پہ رقص کر (شکیل بدایونی)

حسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگوشتِ زناں

سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردانِ عرب (رضا)

دندانِ ولب و زلف و رخِ شہ کے فدائی

ہیں درِ عدن، لعلِ یمن مشکِ ختن پھول (رضا)

علامہ ازہری فرماتے ہیں:

ڈوبے رہتے ہیں تری یاد میں جو شام و سحر

ڈوبتوں کو وہی ساحل سے لگا جاتے ہیں

شام کے مقابلے میں سحر اور ڈوبے رہتے ہیں کے مقابلے لگائے جاتے ہیں۔

سحر دن ہے اور شام طیب سحر ہے

انوکھے ہیں لیل و نہارِ مدینہ

سحر اور نہار میں موافقت اور لیل و شام میں موافقت سحر کے مقابلے میں شام اور

لیل کے مقابلے میں نہار۔

صنعتِ تنسیقِ الصفات:

کسی کا تذکرہ بہت صفات کے ساتھ کرنا، پھر چاہے وہ تعریف میں ہو یا مذمت

میں ہو۔ (فنِ شاعری اور حسان الہند ص ۱۹۳)

حسن بے پروا خریدارِ متاعِ جلوہ ہے

آئینہ زانوئے فکرِ اختراعِ جلوہ ہے (غالب)

تجاہل، تغافل، تبسم، تکلم

یہاں تک تو پہنچے وہ مجبور ہو کر (جگر)
تو ہے خورشید رسالت پیارے، چھپ گئے تیری ضیا میں تارے
انبیاء اور ہیں سب مہ پارے، تجھ سے ہی نور لیا کرتے ہیں (رضا)
شانی و نانی ہو تم، کافی و وانی ہو تم
درد کو کر دو دوا، تم پہ کروڑوں درود (رضا)
علامہ ازہری فرماتے ہیں:

وہی تبسم، وہی ترنم، وہی نزاکت، وہی لطافت
وہیں ہیں دزدیدہ سی نگاہیں کہ جس سے شوخی ٹپک رہی ہے

گدا گر ہے جو اس گھر کا وہی سلطان قسمت ہے
گدائی اس در والا کی ریشک بادشاہت ہے

تاج وقار خیاکیاں، نازش عرش و عریشیاں
فخر زمین و آسمان فخر زماں تم ہی تو ہو
تم جو نہ تھے تو کچھ نہ تھاتم جو نہ ہو تو کچھ نہ ہو
جان جہاں تم ہی تو ہو جان جہاں تم ہی تو ہو

صنعت منقولہ مستوی:

شعر میں ایسے الفاظ کا استعمال کرنا کہ اس لفظ کو الٹا کر کے پڑھا جائے تو بھی وہ

سیدھی طرح رہتا ہے یعنی سیدھا اور الٹا یکساں پڑھا جائے مثلاً دید (فیروز اللغات ص ۱۷۷)

پیدا ہوئی ہے کہتے ہیں ہر در کی دوا

- (غالب) یوں ہوں چارہ غم الفت ہی کیوں نہ ہو
عشق نے دل میں جگہ کی تو قضا بھی آئی
- (فانی) درد دنیا میں جب آیا تو دوا بھی آئی
دل عبث خوف سے پتا ساڑا جاتا ہے
- (رضا) پلہ ہلکا ہی سہی بھاری ہے بھر و سا تیرا
دید گل اور بھی کرتی ہے قیامت دل پر
- (رضا) ہم صغیر و ہمیں پھر سوئے قفس جادو
علامہ ازہری فرماتے ہیں:

اے سچا ترے بیمار ہیں ایسے بیمار
جہاں بھر کا دکھ درد مٹا جاتے ہیں

ہزاروں درد سہتا ہوں اسی امید میں اختر
کہ ہر گز رائیگاں فریاد روحانی نہیں جاتی

درد الفت میں دے مزہ ایسا
دل نہ پائے کبھی فتور سلام

کس دل سے ہو بیاں بے داد ظالماں
ظالم بڑے شریر ہیں یا غوث المدد

صنعت حس طلب:

لطیف اشارہ کر کے کوئی چیز مانگنا، مانگنے کا اچھا طریقہ (فیروز اللغات ص ۵۶۹)

آتا ہے داغ حسرت دل کا شمار یاد

مجھ سے مرے گنہ کا حساب اے خدا نہ مانگ (غالب)

تجھ کو اپنے لب گلرنگ کی خوشبو کی قسم

شام ہجراں کی ہواؤں کو معطر کر دے

کریم اپنے کرم کا صدقہ لئیم بے قدر کو نہ شرما

تو اور رضا سے حساب لینا رضا بھی کوئی حساب میں ہے (رضا)

ہم سیہ کاروں پہ یارب تپش محشر میں

سایہ افکن ہوں تیرے پیارے کے پیارے گیسو (رضا)

علامہ ازہری فرماتے ہیں:

داغ فرقت طیبہ، قلب مضحک حباتا

کاش گنبد خضریٰ دیکھنے کو مل حباتا

دل پہ وہ قدم رکھتے نقش پایہ دل بنتا

یا تو خاک پا بن کر پاسے متصل حباتا

گردش دور نے پامال کیا مجھ کو حضور

اپنے قدموں میں سلاؤ تو بہت اچھا ہو

غم پیہم سے یہ بستی میری ویران ہوئی

دل میں اب خود کو بساؤ تو بہت اچھا ہو

یوں نہ اختر کو پھر او میرے مولیٰ در در

اپنی چوکھٹ پہ بٹھاؤ تو بہت اچھا ہو

صنعت مسمط:

وہ نظم جس کے ہر شعر میں تین تین ٹکڑے ہم قافیہ ہوں، اس نظم میں تین سے لے کر دس اشعار ہوں اور ان تمام اشعار میں کئی جگہ ایک قسم کا قافیہ ہو۔ (فیروز اللغات ص ۱۲۴)

وہ کب کے آئے بھی اور گئے بھی نظر میں اب تک سمار ہے ہیں

یہ چل رہے ہیں، وہ پھر رہے ہیں، وہ آرہے ہیں، وہ جارہے ہیں

(جگر مراد آبادی)

اپنے مولیٰ کی ہے بس شان عظیم، جانور بھی کریں جن کی تعظیم
سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم، پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں

(رضا)

اپنے دل کا ہے انہیں سے آرام، سوئے ہیں جس نے اپنے انہیں کو سب کام
لو لگی ہے کہ اب اس در کے غلام، چارہ درد رضا کرتے ہیں

(رضا)

علامہ ازہری فرماتے ہیں:

کسی کو وہ ہنساتے ہیں، کسی کو وہ رلاتے ہیں
وہ یونہی آزماتے ہیں، وہ اب تو فیصلہ کر دیں
صداقت ناز کرتی ہے، امانت ناز کرتی ہے
حمیت ناز کرتی ہے، مروت ناز کرتی ہے

روح روان زندگی، تاب و توان زندگی
امن و امان زندگی، شاہ شہساز تم ہی تو ہو

صنعت اشتقاق:

اشتقاق: ایک کلمہ سے دوسرے کلمہ بنانا (فیروز اللغات) یعنی شاعر کا اپنے شعر میں

ایسے چند الفاظ کا استعمال کرنا جو ایک ہی ماخذ اور ایک ہی اصل سے ہوں۔ نیز وہ الفاظ معنی کے اعتبار سے بھی موافقت رکھتے ہوں۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے

نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا (رضا)
سارے اچھوں سے اچھا سمجھئے جسے

ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی (رضا)
علامہ ازہری فرماتے ہیں:

ہو طالب طیب مطلوب طیب

طلب تیری اے منتظر ہو رہی ہے

طالب مطلوب اور طلب کا ماخذ ایک ہی ہے

گنہگار! نہ گھبراؤ کہ اپنی

شفاعت کو شفع المذنبین ہے

شفاعت اور شفع کا ماخذ ایک ہی ہے

کیجئے یاد ختام الانبیاء

ختم یوں ہر رنج و کلفت کیجئے

ختم اور ختم کا ماخذ ایک ہی ہے

صنعت سیاق الاعداد:

شاعر اپنے شعر میں مختلف اعداد کا استعمال کرے پھر وہ اعداد چاہے ترتیب وار ہوں

خواہ بے ترتیب ہوں لفظ ”سیاق“ کے لغوی معنی ربط مضمون، حساب، گنتی، دستری

اصطلاح، حساب کے قاعدے وغیرہ ہیں (فیروز اللغات ص ۸۲۵) نوٹ: شعر میں ایک

سے زائد اعداد کا ذکر کرنا لازمی ہے۔

عمر دراز مانگ کے لائے تھے چار دن

(ظفر) دو آرزو میں کٹ گئے دوا انتظار میں
 ایک میں کیا مرے عصیاں کی حقیقت کتنی
 (رضا) مجھ سے سولا کھ کو کافی ہے اشارہ تیرا
 ہائے غافل وہ کیا جگہ ہے جہاں
 (رضا) پانچ جاتے ہیں چار پھرتے ہیں
 علامہ ازہری فرماتے ہیں:

مصطفائے ذات یکتا آپ ہیں
 یک نے یک جس کو بنا یا آپ ہیں
 (اس میں دو مرتبہ یک (ایک) کا استعمال کیا گیا ہے)
 جھک کے مہر و ماہ گویا دے رہے ہیں یہ صدا
 دوسرا میں کوئی تم سا دوسرا ملت نہیں
 (دوسرا دو مرتبہ شعر میں استعمال کیا گیا ہے)
 یکتا ہیں جس طرح وہ ہے ان کا غم بھی یکتا
 خوش ہوں کہ مجھ کو دولت آنسو مل گئی
 (یکتا کا دو مرتبہ استعمال کیا گیا ہے)
 چار یاروں کی ادائیں جس میں تھیں جلوہ نما
 چار یاروں کا وہ روشن آئینہ ملت نہیں
 (چار شعر میں دو مرتبہ استعمال کیا گیا ہے۔)

صنعت مقلوب کل:

شعر میں ایسے الفاظ کا استعمال کرنا کہ اس کو بالترتیب الٹا دیں تو بامعنی لفظ بن جائے، مثلاً ”مان“ کو الٹا دیا تو ”نام“ بنا۔ اناج کو الٹا دیا تو ”جانا“ بنا۔ (فیروز اللغات ص ۱۲۷۵)
 کھلونا تو نہایت شوخ و رنگین ہے تمدن کا

معروف میں بھی ہوں لیکن کھلونا پھر کھلونا ہے (جوش)

سب قتل ہو کے تیرے مقابل سے آئے ہیں
ہم لوگ سرخ رو ہیں کہ منزل سے آئے ہیں
فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں

(رضا) خسرو عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا
نہ روح امیں نہ عرش بریں، نہ لوح مبیں، کوئی بھی کہیں
(رضا) خبر ہی نہیں، جو رمزیں کھلیں، ازل کی نہاں تمہارے لئے
علامہ ازہری فرماتے ہیں:

تمہارے در پہ جو میں باریاب ہو حباؤں
قسم خدا کی شہا کامیاب ہو حباؤں
اس شعر میں لفظ ”در“ کو الٹا دینے سے رد (انکار) بنتا ہے۔

مر نہ حبا نامتاع دنیا پر
سن کے تو مالدار کی باتیں
اس شعر میں لفظ ”جانا“ کو الٹا دینے سے اناج (غلہ) بنتا ہے۔
تاج وقار خاکیاں نازش عرش و عرشیاں
فخر زمین و آسماں فخر زماں تم ہی تو ہو
اس شعر میں لفظ ”عرش کو الٹا دینے سے ”شرع“ بنتا ہے۔

جہاں میں ان کی چلتی ہے وہ دم میں کیا سے کیا کر دیں
زمیں کو آسماں کر دیں ثریا کو ثرا کر دیں

اس شعر میں لفظ ”دم“ کو الٹا دینے سے ”مد“ بنتا ہے اور کیا کو الٹا دینے سے ”ایک“ بنتا ہے۔

تاج الشریعہ اور عشق رسول: نعتوں کے حوالے سے

حضرت مولانا قاسم عمر صاحب
لیچول سا تھ افریقہ

ڈوبے رہتے ہیں تیری یاد میں جو شام و سحر
ڈوبتوں کو وہی ساحل سے لگا جاتے ہیں

عشق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کامل طور سے دل میں پایا جانا یہ مومن کامل ہونے پر دال ہے، ایک آدمی اس وقت تک مومن کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کے دل میں محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دنیا و مافیہا سے کہیں زیادہ نہ ہو، اسی حقیقت کی طرف قرآن مجید کی سورہ توبہ کی آیت نمبر ۲۴ اشارہ کر رہی ہے جس میں خالق ارض و سما ارشاد فرماتا ہے، ترجمہ: تم فرماؤ (اے محبوب) اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہارے کمائی کے مال اور وہ سودہ جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کا مکان، یہ چیزیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہیں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

علامہ قرطبی اس آیت کریمہ کے تحت ارشاد فرماتے ہیں ”وفی الایۃ دلیل علی وجوب حب اللہ و حب رسولہ ولا خلاف فی ذالک بین الائمہ وان ذالک

مقدمہ علی کل محبوب، الجامع للقرطبی، آیت کریمہ اللہ عز وجل اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کی فرضیت پر دلالت کرتی ہے اس میں ائمہ کرام کے مابین کوئی اختلاف نہیں اور آپ اخیر میں بہت ہی پیارا جملہ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ محبت ہر محبوب چیز سے مقدم ہے اور یقیناً وہ بندہ جو اللہ کے محبوب سے سچی محبت کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ بن جاتا ہے۔

ہم صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی حیات طیبہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس میں بھی ہمیں یہی سبق ملتا ہے کہ انھوں نے اپنے تن، من، دھن، آل و اولاد، ماں، باپ، بھائی، بہن سب سے زیادہ اللہ اور اس کے پیارے محبوب ﷺ سے محبت کی ہے۔ رسول گرامی و قاری صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث مبارکہ سے بھی ہمیں اس بات کا درس ملتا ہے کہ جب تک ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت اپنی آل، اولاد، ماں، باپ اور تمام لوگوں سے زیادہ نہ کریں مومن کامل نہیں ہو سکتے، ارشاد مصطفیٰ ہے لا یومن

احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ و الناس اجمعین اور ایک مومن کو ایمان کی مٹھاس ہی اس وقت محسوس ہوگی جب وہ اللہ اور اس کے نبی سے زیادہ محبت رکھتا ہو جیسا کہ ارشاد مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء ہے، تین چیزیں ایسی ہیں کہ جس کی وجہ کرحلاوت ایمان نصیب ہوتی ہے اس میں سے پہلی چیز یہ ہے کہ اللہ عز وجل اور اس کے محبوب رسول ﷺ سب سے زیادہ محبوب ہوں، مفہوم، بخاری۔ ایک روایت میں اس طرح آتا ہے کہ، تم اللہ سے محبت کرو کیونکہ وہ تم کو اپنی نعمتیں کھلاتا ہے اور مجھ سے محبت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرتا ہے، ترمذی۔

مذکورہ چند احادیث اور آیت کریمہ کی روشنی میں یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ایماندار اور مومن کامل ہونے کے لئے محبت خدا اور عشق رسول کا کامل طور سے دل

میں پایا جانا شرط ہے اس تعلق سے ڈاکٹر اقبال نے بھی ایک بہت پیارا شعر کہا ہے کہ:

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے

اسی میں ہوا اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

اپنے فارسی کے ایک شعر میں کچھ اس طرح عرض گزار ہوئے کہ:

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست

اگر بہ او نہ رسیدی تمام بلوہی است

مومن کامل ہونے کے لئے محبوب رب العالمین ﷺ کی محبت شرط اول ہے یہی وجہ ہے کہ بغیر محبت خدا و عشق رسول کے آدمی کامل الایمان نہیں ہو سکتا اور محبت رسول ہی وہ زینہ ہے جس کے وسیلے سے ایک انسان کے اندر اتباع سنت رسول و اطاعت فرمان خدا و رسول کا جذبہ صادقہ پیدا ہوتا ہے اور جو بندہ اتباع رسول کرتا ہے رب تعالیٰ اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہے جس کی جانب قرآن مجید کی آیت کریمہ قل ان کنتمہ تحبون اللہ فاتبعونی یحبکم اللہ رہنمائی کرتی ہے۔

الحمد للہ عز وجل اس دور پر فتن میں ایک فقید المثل ذات جسے آج تقریباً پورا عالم اسلام شیخ الاسلام والمسلمین، تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خان رضوی برکاتی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے جانتا اور پہچانتا ہے آپ اپنے دور میں اطاعت فرامین خدا و اتباع سنت رسول کے جس درجہ عظیم پر فائز تھے اس کی مثال اس دور پر آشوب میں ناممکن نہیں تو مشکل ترین ضرور ہے، شریعت مطہرہ کے احکامات خواہ اصولی ہوں یا فروعی جب بھی کسی نے اس پر شب خون مارنے کی کوشش کی اس مرد قلندر نے کسی لومۃ و لائم کی پرواہ کیے بغیر امام عشق و محبت کے فیضان علم سے لبریز قلم کو حرکت میں لا کر مسلسل قلمی جہاد کرتے ہوئے باطل و لالیعی نظریات کو اس کے مدفن تک پہنچا دیا اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ اپنی پوری ظاہری حیات میں اس عشق رسول کے متوالے کا اوڑھنا بچھونا ہی احقاق حق

وابطال باطل رہا آپ محبت رسول کے کس درجہ عظیم پر بفضل رب قدیر فائز تھے اس کا اندازہ آپ کے نعتیہ کلام سے بھی بخوبی لگایا جاسکتا ہے آپ فرماتے ہیں۔

نبی سے جو ہو بیگانہ اسے دل سے جدا کر دے

پدر، مادر، برادر، مال و جاں ان پر فدا کر دے

اس شعر کو بغور پڑھیں تو اس میں آپ کو فرمان رسول لایو من احد کم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ کی مکمل عکاسی نظر آئے گی۔ یقیناً آپ رشد و ہدایت کے گل خوش رنگ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک کہنہ مشق اور فی البدیہہ شاعر بھی تھے آپ کی نعتیہ شاعری میں عشق رسول کی جو تابانیاں نظر آتی ہے اس کو مجھ جیسا کمزور قلم کار کا محققہ بیان کرنے سے قاصر و عاجز ہے۔ آپ کے دل میں عشق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس قدر موجزن تھا اس کا کچھ اندازہ آپ کے ان اشعار سے لگایا جاسکتا ہے، فرماتے ہیں:

وجہ نشاط زندگی راحت حباں تمہیں تو ہو

روح روان زندگی جان جہاں تمہیں تو ہو

کس سے کروں بیان غم کون سنے فغان غم

پاؤں کہاں امان غم امن و اماں تمہیں تو ہو

اور

اختر کی ہے مجال کیا محشر میں سب ہیں دم بخود

سب کی نظر تم ہی پہ ہے سب کی زباں تمہیں تو ہو

بلاشبہ آپ کی ہر ہر ادا سے محبت خدا و عشق رسول کی جھلک نمایاں ہے اور یہ آپ پر

اللہ تعالیٰ کا فضل خاص ہے۔ واللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

عوام و خواص کا آپ سے والہانہ ہی نہیں بلکہ دیوانگی کی حد تک محبت کرنا بھی آپ

کے محبوب، محبوب رب العالمین کی بین لیل ہے، آپ کی محبوبیت عامہ کے تعلق سے وقت

کے جید عالم شارح بخاری حضرت مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: ”حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی زندگی کے آخری پچیس سالوں میں جو مقبولیت و ہر دل عزیز حاصل ہوئی وہ آپ کے وصال کے بعد از ہری میاں کو بڑی تیزی کے ساتھ ابتدائی سالوں میں ہی حاصل ہو گئی اور بہت جلد لوگوں کے دلوں میں از ہری میاں نے جگہ بنالی، تجلیات تاج الشریعہ ص 68، مطبوعہ رضا کیڈمی ممبئی

اہل علم و دانش یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ مقبول خاص و عام ہونا یہ محبوب رب العالمین ہونے کی دلیل ہے اور اس عہدہ عظیم پر فائز ہونے کی وجہ آپ کے دل میں عشق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کامل طور پر پایا جانا ہے جس کی ایک واضح مثال آپ کا نعتیہ مجموعہ سفینہ بخشش ہے جس کے چند اشعار بطور تمثیل پیش خدمت ہیں جو آپ کے سچے عاشق رسول ہونے کی غمازی کرتے ہیں فرماتے ہیں:

داغِ فرقت طیبہ قلبِ مضحکِ حباتا

کاش گنبدِ خضریٰ دیکھنے کو مل حباتا

دم میرا نکل حباتا ان کے آستانے پر

ان کے آستانے کی خاک میں میں مل حباتا

دل پہ وہ قدم رکھتے نقشِ پا وہ دل بنتا

یا تو خاکِ پا بن کر پاسے متصل حباتا

ایک مقام پر یوں لب کشا ہوئے:

سر ہے سجدے میں خیالِ رخِ جاناں دل میں

ہم کو آتے ہیں مزے ناصیہ فرسائی کے

اور جب دیا رحیب رب اعلیٰ کو جاتے ہیں تو یوں عرض گزار ہوتے ہیں،

ذرا اے مرکب عمر رواں چل برق کی صورت

دکھا پرواز کے جوہر مدینہ آنے والا ہے

غبار راہ انور کس قدر پر نور ہے اختر

تنی ہے نور کی چادر مدینہ آنے والا ہے

یقیناً جو محبت رسول کا جام پی لیتا ہے ساری خدائی اس کی ہو جاتی ہے، آپ فرماتے ہیں:

پی کے جو مست ہو گیا بادۂ عشق مصطفیٰ

اس کی خدائی ہو گئی اور وہ خدا کا ہو گیا

الحمد للہ جو کچھ آپ کی زبان فیض ترجمان سے نکلا آپ اس کی عملی تفسیر نظر آتے

ہیں بلکہ جو کچھ آپ نے عرض کیا رب العلی نے آپ کو اس کا پیکر مجسم بنادیا، آپ عربی

قصیدہ، قصیدہ فی الحمد و مدح النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فرماتے ہیں:

اللہ اللہ اللہ

مالی رب الاھو

من مات يقول الله

ذاک الخالد محیاہ

سبحان اللہ جو کچھ آپ کی مقدس زبان سے نکلا اللہ رب العزت نے آپ کو اس

مرتبہ عظمیٰ اور نعمت عظیمہ سے مشرف فرما دیا جب آپ اس دار فانی سے عالم جاودانی کو

رخصت ہوئے تو آپ کی مبارک زبان پر ”اللہ اکبر“ کی صدائیں جاری تھیں اور یہی

مبارک کلمہ کا ورد کرتے ہوئے اور بزبان دیگر ذاک الخالد محیاہ کے درجہ عظیم پر فائز

ہو کر داعی اجل کو لبیک کہا۔

مشہور و معروف مصری عالم دین اپنی کتاب، انصاف الامام میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی

کچھ اس طرح مدح سرائی کرتے ہیں، ترجمہ: میں نے شیخ کبیر اختر رضا ازہری، رحمۃ اللہ

علیہ کے چہرے کی طرف دیکھا اس حال میں کہ حسن و جمال ان کو گھیرے ہوئے ہے اور

سکینہ و وقار ان پر غالب ہے، اور میں نے صحیح عربی زبان میں ان کے کلمات سنے جو حق مبین

کو بلند کرتے ہوئے ان کے منہ سے قوت و ثقاہت کے ساتھ نکل رہے ہیں میں نے خود کو پایا کہ میں کہہ رہا ہوں، سبحان اللہ ذریعہ بعضہا من بعض، ایسی ذریت جس کا بعض سے ہے، اہل علم جانتے ہیں کہ یہ ایک عربی محاورہ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے اجداد کے فضل و کمال کے وارث اور مظہر اتم ہیں (الانصاف الامام)

آپ اپنے اجداد کرام کے اوصاف حمیدہ کے جامع تھے جس کی جانب اشارہ کرتے ہوئے حضرت عبدالنعم عزیزی صاحب کچھ اس طرح رقم طراز ہیں: ”علامہ موصوف (حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ) کے کلام میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی کے فکر و خیال اور تبحر علمی کی جھلک کے ساتھ ساتھ استاذ زمن علامہ حسن رضا خان حسن کی رنگینی اور سحر کاری اور مفتی اعظم علامہ مصطفیٰ رضا خان نورانی کے کلام کی سادگی اور جذبہ و خلوص کی سچائی مکمل طور سے جھلکتی نظر آتی ہے، نعمات اختر المعروف سفینہ بخشش ص ۱۶ علامہ بدر الدین احمد قادری امام عشق و محبت اعلیٰ حضرت کی شاعری سے متعلق تحریر فرماتے ہیں: ”آپ عام ارباب سخن کی طرح صبح سے شام تک اشعار کی تیاری میں مصروف نہیں رہتے تھے بلکہ جب پیارے مصطفیٰ کی یاد دہانی اور درد عشق آپ کو بے تاب کرتا تو از خود زبان پر نعتیہ اشعار جاری ہو جاتے اور یہی اشعار آپ کے سوزش عشق کی تسکین کا سامان بن جاتے، سوانح اعلیٰ حضرت ص ۸۵“

بعینہ یہی حال وارث علوم اعلیٰ حضرت جانشین مفتی اعظم ہند یادگار مفسر اعظم ہند حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کا تھا آپ کے نعتیہ اشعار پڑھنے اور سننے والوں کے قلب و نظر میں محبت رسول کا چراغ روشن کرنے میں معاون و مددگار ہوتے ہیں۔ انتہائی سستہ اور سلیس پیرائے میں اپنے دل کی کیفیت کو الفاظ و اشعار کا جامہ پہنانا یہ آپ کے کہنہ مشق شاعر اور عاشق صادق ہونے کی غمازی کرتا ہے، فرماتے ہیں:

دل کا ہر داغ چمکتا ہے قمر کی صورت
 کتنی روشن ہے رخ شہ کے خیالات کی رات
 ہر شب ہجر لگی رہتی ہے اشکوں کی جھڑی
 کوئی موسم ہو یہاں رہتی ہے برسات کی رات
 بلبل باغ مدینہ کو سنا دے اختر
 آج کی شب ہے فرشتوں سے مباحث کی رات

سبحان اللہ، کتنے حسین و دلکش انداز میں اس عاشق صادق کے دل کی کیفیت اشعار
 کی شکل میں صفحہ قرطاس کو مزین اور پڑھنے والوں کے قلوب کو معطر و مسحور کرتی ہے۔ یقیناً
 ”دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے“

آپ کے نعتیہ اشعار وہ روشن ستارے ہیں جو عاشقانِ مصطفیٰ کے لئے رہبر و رہنما
 اور سنگِ میل کی حیثیت رکھتے ہیں جس سے عقیدت و محبت کا گلستاں سرسبز و شاداب رہتا
 ہے اور جو آپ کے عاشق صادق اور فنا فی الرسول ہونے کی شہادت دیتے ہیں:

بناتے جلوہ گاہِ ناز میرے دیدہ و دل کو
 کبھی رہتے وہ اس گھر میں کبھی رہتے وہ اس گھر میں
 مدینے سے رہے خود دور اس کو روکنے والے
 مدینے میں خود اختر ہے مدینہ چشمِ اختر میں

حضور تاج الشریعہ کی منقبت نگاری

مولانا محمد شہادت حسین مصباحی

استاذ دارالعلوم مجاہد ملت، دھام نگر شریف، بھدرک، اڑیسہ

حضور تاج الشریعہ بلا ریب کثیر الجہات اور گونا گوں صفات حمیدہ کے حامل اور مختلف علوم و فنون کے ماہر تھے۔ یقیناً آپ امام احمد رضا اور حضور مفتی اعظم ہند کے علوم کثیرہ کے امین نظر آتے ہیں، خود بطور تحدیث نعمت فرماتے ہیں:۔۔۔

مفتی اعظم کا ذرہ کیا بن اختر رضا
محفل انجم میں اختر دوسرا ملت نہیں

حضور تاج الشریعہ نے حمد، نعت و منقبت کے میدان میں اپنے مرکب قلم کو دوڑایا اور ہر ایک میں اس کا حق ادا کیا۔ اہل نظر اور ارباب عشق و محبت پر مخفی نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد اطہر جس خاک پاک سے متصل ہے یقیناً اس کا رتبہ عرش اعظم کی بلندی سے بڑھ کر ہے۔ ستر ہزار فرشتے صبح اور ستر ہزار فرشتے شام کو مزار پر انوار کی زیارت کو آتے ہیں جنہیں قیامت تک دوبارہ زیارت نصیب نہیں ہوتی۔

میرا موضوع ہے ”حضور تاج الشریعہ کی منقبت نگاری“۔۔۔ آپ نے امام عالی مقام سیدنا امام حسین اور دیگر اولیائے کرام رضی اللہ عنہم کی شانِ اقدس میں مدحت سرائی فرمائی ہے۔ جسے پڑھ کر قاری کا ایمان تازہ اور عشق و محبت میں بالیدگی پیدا ہوتی

ہے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کی منقبت میں یوں رقم طراز ہیں :-

شجاعت ناز کرتی ہے، جلالت ناز کرتی ہے
وہ سلطانِ زماں ہیں ان پہ شوکت ناز کرتی ہے
شہنشاہِ شہیداں ہو، انوکھی شان والے ہو
حسین ابن علی تم پر شہادت ناز کرتی ہے
بٹھا کر شانہ افتدس پہ کر دیں شان دوبالا
نبی کے لاڈلوں پر ہر فضیلت ناز کرتی ہے
خدا کے فضل سے اختر میں ان کا نام لیوا ہوں
میں قسمت پہ ہوں نازاں، مجھ پہ قسمت ناز کرتی ہے

بالیقین امام حسین رضی اللہ عنہ کا مرتبہ اتنا بلند و بالا ہے، جس پر شجاعت و جلالت کو ناز ہے اور وہ ایسے شہنشاہِ زمانہ ہیں جن پر شوکت و سلطنت فخر کرتی ہے۔ اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے ہزاروں لوگوں نے اپنی جانیں، جان آفریں کے سپرد کیں۔ لیکن واہ رے شہید کر بلا! لاریب شہنشاہِ شہیداں ہونے کا شرف فقط تجھی کو حاصل ہے کہ پورا ماہِ محرم الحرام ذکر شہادتِ حسین پاک سے معمور نظر آتا ہے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کو بے پناہ فضیلت، شرافت، کرامت، عظمت و رفعت حاصل ہے آپ کی شوکتوں کا پرچم جو عرش و فرش پر لہرا رہا ہے اس کا ایک اہم سبب نبی دو جہاں، شہنشاہِ انس و جاں ﷺ کے دوشِ اطہر کی سواری ہے۔ حضور تاج الشریعہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی مدحت سرائی کر کے اپنی قسمت پر نازاں ہیں پھر یہی نہیں کہ قسمت پر نازاں ہیں بلکہ قسمت بھی ناز کر رہی ہے کہ میں ایسے کی قسمت بنی جو حسین پاک کا نام لیوا اور مداح ہے۔

حضور تاج الشریعہ سیدنا غوثِ اعظم کی بارگاہِ عظمت میں استغاثہ کرتے ہیں اور اہل سنت و جماعت کے عقیدے اور عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور اپنے سارے آلام سے

رستگاری کی درخواست کرتے ہیں۔ بطور نمونہ چند اشعار نذر قارئین ہیں:۔۔

پیروں کے آپ پیر ہیں یا غوث المدد
اہل صفا کے میر ہیں یا غوث المدد
رنج و الم کشیر ہیں یا غوث المدد
ہم عاجز و اسیر ہیں یا غوث المدد
ہم کیسے جی رہے ہیں یہ تم سے کیا کہیں
ہم ہیں الم کے تیر ہیں یا غوث المدد
تیر نظر سے پھیر دوسارے الم کے تیر
کیا یہ الم کے تیر ہیں یا غوث المدد
صدقہ رسول پاک کا جھولی میں ڈال دو
ہم قادری فقیر ہیں یا غوث المدد

حضور تاج الشریعہ نے ”یا غوث المدد“ کی ردیف لاکر ثابت کر دیا کہ ندائے یا غوث، یا رسول اللہ حرام نہیں بلکہ جائز و درست اور طریقہ اہل سنن ہے۔ شہنشاہ بغداد، غوث الثقلین، سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ شیخ المشائخ پیر پیراں، میر میراں اور سلطان ولایت ہیں۔ اسے تاج الشریعہ نے اپنی منقبت کے مطلع میں بیان فرمایا۔ حضور تاج الشریعہ نے رنج و الم کی کثرت اور اپنی عاجزی و اسیری کی زندگی کو بیان کرنا گوارا بھی نہ کیا کہ یا غوث آپ پر آپ کے غلاموں کے سارے احوال عیاں ہیں، جن کے بیان و ذکر کی ضرورت بھی نہیں۔ لہذا اپنے تیر نظر سے سارے رنج و الم کے تیر کو پھیر دیجیے اور فرماتے ہیں کہ آپ کے تیر نگاہ کے سامنے الم کے تیر کی حیثیت ہی کیا ہے۔ بس یک نگاہ کافی ست اور آخری شعر میں عرض کرتے ہیں کہ ”ہم قادری فقیر ہیں ہمیں اور کچھ نہیں چاہیے، دنیا کی حرص و آرزو سے ہمارے دل کو پاک کر کے بصدقہ رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم

ہمارے کشکول کو پر کر دیجیے۔

حضور تاج الشریعہ سیدی مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ کے وصال پر ملال سے متاثر ہو کر آپ کی منقبت میں اشکوں کا نذرانہ یوں پیش فرماتے ہیں:۔۔

چل دیے تم آنکھ میں اشکوں کا دریا چھوڑ کر
رنجِ فرقت کا ہر اک سینہ میں شعلہ چھوڑ کر
جامہٴ مشکیں لیے عرشِ معلیٰ چھوڑ کر
فرش پر آئے مندرشتہ بزمِ بالا چھوڑ کر
عالمِ بالا میں ہر سو مہرِ حساب کی گونج تھی
چل دیے جب تم زمانے بھر کو سونا چھوڑ کر
موتِ عالم سے بندھی ہے موتِ عالم بے گماں
روحِ عالم چل دیا عالم کو مسردہ چھوڑ کر
ایک تم دنیا میں رہ کر تارکِ دنیا رہے
رہ کے دنیا میں دکھائے کوئی دنیا چھوڑ کر
ہو سکے تو دیکھ اخترِ باغِ جنت میں اسے
وہ گیا تاروں سے آگے آشیانہ چھوڑ کر

مذکورہ بالا اشعار کے مطالعہ کرنے سے روشن ہو جاتا ہے کہ تاج الشریعہ نے جو بھی اشعار کہے ہیں ان کا وارداتِ قلب سے تعلق ہے۔ نعت کا کوئی شعر ہو یا حمد و منقبت کا، کہیں بھی تصنع اور آ و رد کا کوئی دخل نہیں۔ حضور مفتی اعظم ہند کے وصال پر ملال سے ہر نگاہ اشک بار تھی، ہر سینہ رنجِ فرقت سے شعلہٴ جوالہ بنا ہوا تھا، جس کو تاج الشریعہ نے منقبت کے سانچے میں ڈھال کر پیش فرمایا۔ پھر حسنِ مطلع میں اس حدیثِ پاک کی طرف اشارہ ہے، جس میں ذکر ہے کہ بندہٴ مومن کی موت کے وقت عالمِ بالا کے ملائکہ جامہٴ مشکیں

لے کر حاضر ہوتے ہیں۔ اسی طرح اے مفتی اعظم ہند! آپ کے وصال کے وقت بھی یہی پر کیف سماں تھا۔ مشہور ہے ”موت العالم موت العالم“ لہذا ہمارا مدوح بھی کیا گیا کہ عالم کو مردہ چھوڑ گیا۔ پھر فرماتے ہیں دنیا میں رہ کر دنیا سے عادتاً بے تعلق رہنا بہت دشوار بات ہے۔ لیکن واہ رے مفتی اعظم دنیا میں ایسے رہے کہ انہیں دنیا کی دلفریبیاں اپنے دامن فریب میں نہ لے سکیں۔ خود مفتی اعظم فرماتے ہیں:۔۔

اے گہلے ہیں مشائخ آج کل ہر ہر گلی
بے ہمہ و باہمہ سرحد املتا نہیں

حضور تاج الشریعہ اپنے دل کو تسلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں: اختر تجھے اگر اپنے
مدوح کو دیکھنا ہے تو انہیں اب اس جہان فانی میں مت دیکھ، وہ تو ستاروں سے بھی آگے
باغ جنت میں اصل ہو گیا۔

بطور نمونہ منقبت کے چند اشعار مختصر وضاحت کے ساتھ پیش کیے گئے ورنہ آپ
کے دیوان ”سفینہ بخشش“ میں دیگر بزرگان دین کی تعریف و توصیف میں بھی اشعار موجود
ہیں مگر قلت وقت کے پیش نظر اسی قدر پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔



تاج الشریعہ: اشعار اور کردار کی روشنی میں

سید حامد رسول عینی

چیف مینیجر، یونین بینک آف انڈیا

ہم علامہ اشرف رضا صاحب کے شکر گزار ہیں کہ آپ نے ہمیں تاج الشریعہ کی شان میں لکھنے کا موقع عنایت فرمایا۔ مجاہد ملت علامہ حبیب الرحمن علیہ الرحمہ کے عرس چہلم کے موقع پر ۱۹۷۹ء میں خانقاہ حبیبیہ کی جانب سے ایک کتاب بنام ”مناقب مجاہد ملت“ شائع ہوئی تھی۔ اس کتاب میں تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان ازہری میاں علیہ الرحمہ کی کہی ہوئی دو منقبتیں شامل تھیں۔ ایک اردو میں اور ایک عربی میں۔ اردو منقبت کے چند اشعار مجھے آج بھی یاد ہیں۔ مثلاً:

دل نے کہا مجاہد ملت کو ڈھونڈئے
لیکر چراغ شاہ ولایت کو ڈھونڈئے

میں رحلت مجاہد ملت کو کیا کہوں
یوں سمجھو گر گیا کوئی اسلام کا ستون

وہ یادگار حجت اسلام اب نہیں
اندوہ گیں ہے آج شبستان علم دیں

ان مقتبوں سے یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ تاج الشریعہ صرف جید عالم دیں اور مفتی شرع میں نہیں ہیں بلکہ آپ ایک قادر الکلام شاعر بھی ہیں۔ اور انکی مجاہد ملت سے قربت کے بموجب ہمارے دل میں آپ سے عقیدت اور بڑھ گئی۔ ہم تاج الشریعہ کو فتاویٰ القضاۃ کی حیثیت سے مانتے ہیں اور ان کا احترام کرتے ہیں۔ ان سے ہماری محبت اور عقیدت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آپ ہمارے پیر حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ کے مرشد خلافت حضرت حجت الاسلام علامہ حامد رضا خان علیہ الرحمہ کے نبیرۂ ذیشان ہیں اور آپ ہمارے پیر کے مداح بھی ہیں۔ اس لئے ہم نے کہا ہے:

حجت الاسلام کے عینی وہ ہیں عکس جمیل

اہل ایمان کیوں نہ ہونگے مدح خوان از ہری

تاج الشریعہ حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ کے عرس چہلم کے موقع پر دھام نگر شریف اڑیسہ ۱۹۷۹ میں تشریف لائے تھے۔ ۱۹۹۵ میں والد گرامی مفتی اعظم اڑیسہ علامہ سید عبدالقدوس علیہ الرحمہ کے عرس چہلم کے موقع پر آپ بھدرک تشریف لائے تھے اور ایک شاندار اور جاندار خطابت بھی فرمائی تھی۔ دوران تقریر آپ کا ایک جملہ مجھے آج بھی یاد ہے۔ علم اور علما کی فضیلت کو بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا تھا: ”حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا وارث

اپنی آل کو نہیں بنایا بلکہ علما کو بنایا۔ آپ کی مشہور حدیث ہے: العلما ورثۃ الانبیا مفتی اعظم اڑیسہ کی حیات ظاہری کے موقع پر بھی آپ بھدرک تشریف لائے تھے اور مفتی اعظم اڑیسہ کی صدارت میں منعقد ایک عظیم الشان کانفرنس میں ایک کثیر مجمع کو خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا تھا: ”حضرت ابن منصور علیہ الرحمہ نے بے ہوشی کی حالت میں ان الحقی کہا تو بھی علمائے شریعت نے انہیں دارورسن میں چڑھا نے کا حکم دیا۔ اگر کوئی ہوش میں رہ کر بھی یہ کہے کہ ہم طریقت والے ہیں، شریعت کو نہیں مانتے تو ایسے شخص کو کیسے بخشا جائیگا؟ شریعت اصل ایمان ہے۔ شریعت جڑ ہے اور طریقت اس کی

شاخ۔“ حضرت کی اس تقریر سے متاثر ہو کر میں نے ایک نعتیہ کلام میں یہ شعر کہا تھا:

اصل اصول شرع، طریقت ہے اس کی شاخ

پہلے بسا و دل میں شریعت کی روشنی

عموماً ”لوگوں کے ذہن میں شعرا کے مقبول ترین اشعار پیوست ہو جاتے ہیں اور ہمیشہ کے لئے یاد رہ جاتے ہیں اور زبان زد ہو جاتے ہیں۔ یہ کیفیت نثر میں نہیں رہتی۔ لیکن تاج الشریعہ کی تقریر اس قدر موثر ہوتی تھی کہ آپ کے نثری جملے ذہن نشین ہو جاتے تھے۔ اس لئے ہم نے کہا ہے:

فتاویٰ میں بہت اعلیٰ ہے فتویٰ فخر از ہر کا

اثر انگیز ہے بے مثل خطبہ فخر از ہر کا

ہم نے اس شعر کے اولیٰ میں تاج الشریعہ کے فتاویٰ کا ذکر کیا ہے۔ تاج الشریعہ ایک مفتی کی حیثیت سے زیادہ جانے اور پہچانے جاتے ہیں۔ آپ کے چند مشہور فتاوے جو ہمارے ذہن میں ہیں وہ یہ ہیں:

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کالی کملی کی جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نوری چادر کہا

جائے کیونکہ کملی تصغیر کا صیغہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ جائز نہیں ہے۔

تاج الشریعہ کے اس فتویٰ کا ذکر ہم نے اشعار کے ذریعہ یوں کیا ہے:

کالی کملی جیسے ففتروں سے ہمیں

کر گئے ہیں باخبر اختر رضا

نوری چادر کہنے آفت کے لئے

کہہ گئے یہ معتبر اختر رضا

۲۔ تصویر کشی، ٹی وی، ویڈیو ناجائز ہے۔ آپ نے صرف فتویٰ نہیں دیا بلکہ تاحیات

آپ اس پر عمل پیرا بھی رہے۔ اس لئے ہم نے ایک منقبت میں کہا ہے:

قائم رہے وہ دیں کے اصولوں پہ تاحیات

ہیں پاسبان دین ہدی از ہری میاں

نام و نمود سے رہے وہ دور تاحیات

ہیں اہل حق کے راہ نما از ہری میاں

۳۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد تاریخ تھے اور وہ موحد تھے۔ آزر جیسے بت پرست کو ان کا باپ کہنا حقیقت کی پردہ پوشی کرنے کے مترادف ہے۔ آزر دراصل ان کا چچا تھا۔ اس سلسلے میں آپ نے ایک کتاب بھی شائع کی۔ ہم نے ایک منقبت میں اس کا ذکر یوں کیا ہے:

کیا ثابت خلیل اللہ کے والد موحد تھے

مدلل تجزیہ ہتا کتنا پختہ فخر از ہر کا

ان فتاویٰ سے جہاں آپ کے عشق رسول ﷺ کا مظاہرہ ہوتا ہے وہیں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ دین کے معاملے میں بے حد متصلب تھے۔ آپ کی استقامت فی الدین مسلم ہے۔ آپ اپنے مصاحبوں کو شریعت پر قائم رہنے کی ترغیب دیتے تھے۔ مفتی اعظم اڑیسہ علیہ الرحمہ کے عرس چہلم کے موقع پر جب آپ بھر رک تشریف لائے تو آپ کو پہلی مرتبہ قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ ہم نے یہ مشاہدہ کیا کہ اگر کوئی آپ کی قدم بوسی کرنے کی کوشش کرتا تو آپ دل برداشتہ ہوتے اور ان چیزوں سے اجتناب کرنے کی ترغیب بھی دیتے۔ یہ آپ کی خاکساری اور انکساری تھی۔ اس لئے یہ کہنا مبنی بر حقیقت ہے کہ آپ کردار کی روشنی میں فقید المثال تھے۔ یہ خاکساری اور انکساری کا طریقہ حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ کا بھی رہا ہے کہ آپ کی قدم بوسی کوئی کرتا تو آپ استغفر اللہ پڑھتے اور ان چیزوں کی حوصلہ افزائی نہیں فرماتے۔ تاج الشریعہ جب عرس مفتی اعظم کے سٹیج میں حبلوہ افروز تھے تو آپ کی شان میں

منقبتیں پڑھی گئیں اور مفتی اعظم عالم زندہ باد کا نعرہ بھی لگایا جاتا رہا۔ لیکن ان چیزوں کے آپ متمنی نہیں تھے۔ اسی سٹیج میں جب آپ قوم سے خطاب فرمانے لگے تو آپ نے فرمایا: ”مفتی اعظم ہند یا مفتی اعظم عالم تو حضرت مصطفیٰ رضا علیہ الرحمہ تھے۔ ناظم جلسہ مجھے مفتی اعظم کہہ کے چڑا رہے ہیں۔ میں اس لقب کا اہل نہیں ہوں“۔ تاج الشریعہ کے یہ جملے آپ کی خاکساری اور انکساری کی بین دلیل ہیں۔ جو شجر پھل دار ہوتا ہے وہ جھکا ہوا رہتا ہے۔ خود ستاشی حضرت کا شیوہ نہیں تھا۔ بلکہ وقت کے عظیم علما و مشائخ نے تاج الشریعہ کو مفتی اعظم عالم، تاج الشریعہ جیسے خطابات سے نوازا تھا۔ اس لئے ہم نے آپ کی منقبت میں یہ شعر کہا تھا:

تھی تواضع بھی ان کی فقیہ المشال

گویا تھے اک شہنشاہ اختر رضا

ہم نے یہ بھی مشاہدہ کیا جو بھی ان سے ملنے آتا آپ اسے حلال و حرام کی تعلیم بھی شریعت کی روشنی میں دیتے۔ اور یہ کام اس قدر خوش اخلاقی سے انجام دیتے کہ مخاطب کو برا بھی نہ لگتا اور شریعت مطہرہ کا پیغام بھی اس تک پہنچ جاتا۔

عرس مفتی اعظم اڑیسہ کے موقع پر جب ہماری آپ سے براہ راست ملاقات ہوئی تو آپ نے بہت شفقت و محبت سے نوازا اور یہ فرمایا کہ ”آپ ممبئی میں قیام کرتے ہیں۔ ہم ممبئی اکثر آتے ہیں۔ آپ ہم سے ملتے رہئے۔“ صرف ممبئی نہیں بلکہ میرے دیں میں قیام کے دوران بھی حضور تاج الشریعہ جب جب دیں تشریف لاتے آپ میرے پاس پیغام بھیجتے کہ حضرت نے ہمیں یاد فرمایا ہے۔ تاج الشریعہ کی یہ خرد نوازی ہے کہ چھوٹوں کو بھی آپ نے خوب محبت اور شفقت سے نوازا۔ اخلاق اور کردار کی روشنی میں آپ یقیناً طرہ امتیاز تھے۔ اسی لئے ہم نے منقبت تاج الشریعہ میں شعر کہا ہے:

ہیں نازاں بہت ان پہ احلاص والفت

محبت کے پسکر ہیں تاج الشریعہ

ایک شاعر کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ خوش اخلاق بھی ہو۔ کیونکہ وہ اپنے اشعار کے ذریعہ اخلاقیات کی تعلیم بھی دیتا ہے۔ یہ ایک شاعر کو زیب نہیں دیتا کہ اس کے قول و فعل میں تضاد رہے۔ تاج الشریعہ جو بولتے تھے وہ کرتے بھی تھے۔ آپ کے قول و فعل میں تضاد نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی ذات اقدس میں حسن احساق اور بلند کردار کی خوبیاں بدرجہ اتم موجود تھیں۔

کہا جاتا ہے کہ چہرہ مزاج کا آئینہ دار ہوا کرتا ہے۔ اسی طرح اشعار ایک شاعر کے کردار اور اس کی شخصیت کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ تاج الشریعہ کے کلام میں پاکیزگی بھی ہے اور ندرت خیال بھی۔ اصلاح قوم کا جذبہ ہے اور رد عقائد باطلہ بھی۔ صرف یہی نہیں بلکہ آپ کی صبح و شام، خلوت و جلوت پاکیزہ کردار سے مزین ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے جنازے کی نماز میں کروڑوں مومنین بسمیت علما، مشائخ، صوفیاء نے شرکت کی۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے کسی سے فرمایا تھا کہ ہمارے جنازے کی نماز طے کرے گی کہ کون حق پر ہے۔ تاج الشریعہ کے جنازے کی نماز میں جم غفیر کو دیکھ کر امان احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا قول مبارک یاد آیا اور عینی نے اپنے اشعار کے ذریعہ تاج الشریعہ کی نماز جنازہ کی منظر کشی یوں کی:

جم غفیر ان کے جنازے میں دیکھئے

ثابت ہوا، ہیں حق کی صدا از ہری میاں

امام احمد کے قول حق کی یاد آتی گی ہم کو

دلیل حق بنا ایسا جنازہ فخر از ہر کا

منظومات

مہرِ خلوص صاحبِ عظمت چلے گئے

حضرت علامہ سید اولادِ رسول قدسی مصباحی

نیویارک امریکہ

دنیا سے آہ تاجِ شریعت چلے گئے
 کہتی ہے سوگوارِ بریلی کی سرِ زمیں
 چشم و چراغِ مفتیِ اعظم کہاں ہیں اب
 روشن تھا ان سے حجتِ اسلام کا مشن
 دشمن بھی تھا نثارِ رخِ جلوہ بار پر
 ہے اشکِ بارِ ہند میں یہ منصبِ قضا
 تم کو نہ مل سکے گا اب ان کا بدل کہیں
 کہتی ہیں آپ کی یہ تصانیفِ معتبر
 خدمات ان کی کیسے بھلا پائے گا کوئی
 الفردہ پڑھ کے مان گئے اہل علم و فن
 جس جا بھی جاتے خلق کا آجاتا اک ہجوم
 ہم سنیوں کے قلب کی راحت چلے گئے
 علمِ رضا کے نورِ وراشت چلے گئے
 مسلک کی شان و عزت و کرامت چلے گئے
 ڈھونڈیں کہاں بہارِ ہدایت چلے گئے
 رب کی عطائے خاص و جاہت چلے گئے
 افسوس آج نازِ فقاہت چلے گئے
 دنیائے سنیت کی امانت چلے گئے
 باریک ہیں کمالِ صراحت چلے گئے
 مہرِ خلوص صاحبِ عظمت چلے گئے
 عربی زباں کے چرخ کی طلعت چلے گئے
 مقبولِ عام رہبرِ ملت چلے گئے

رنگِ سخن میں فکرِ رضا کی تھیں تابشیں

قدسی عروجِ فن کی سعادت چلے گئے



رہیگا مر کے بھی اب انتظار آنکھوں میں

حضرت مولانا محمد سلمان رضا فریدی صدیقی مصباحی

بارہ بنکوی، مسقط عمان

9963390800968

اداسی چھائی ہے اب، سو گوار آنکھوں میں
رہیگا مر کے بھی اب انتظار آنکھوں میں
کہ غم بھی غم سے ہوا اشکبار، آنکھوں میں
اُتر گیا ہے دل بیقرار، آنکھوں میں
بشکلِ نیرِ نصف النہار، آنکھوں میں
یہ جراتیں کہاں ان خاکسار آنکھوں میں
عجب تجلی تھی اُن غمگسار آنکھوں میں
نصابِ عشق ہے اُن شاہکار آنکھوں میں
جو نرم کر لیں تو آئے مزار آنکھوں میں
بھرا ہے بغض و حسد کا غبار آنکھوں میں
وہی نگاہ ہے بہتر، ہزار آنکھوں میں
لگا کے رکھا ہے یہ اشتہار آنکھوں میں
ہے پختگی، مری ایمان دار آنکھوں میں
بسی ہے رحمت پروردگار آنکھوں میں
وجود روتا ہے زار و قطار آنکھوں میں
سوال ہے یہ، مری قرضدار آنکھوں میں
کہ جوش پر ہے عقیدت کی دھار آنکھوں میں

اُنہی کے دم سے تھی ساری بہار آنکھوں میں
طلب رہیگی قیامت میں ان سے ملنے کی
نکل رہے ہیں دل و جاں، بصورتِ آنسو
سبب یہ ہے کہ بآسانی خونِ دل نکلے
سما یا تاجِ شریعت کا خوشنما چہرہ
ادب سے اُن پہ مکمل نظر نہیں ڈالی
وہ اک نظر سے مقدر سنوار دیتے تھے
سبق ہے انکی نگاہوں کا ہر اتار چڑھاؤ
نظر کو تیز کریں تو جہاں سہمِ حباے
عدو کو عظمتِ اختر دکھائی دے کیسے
وہ جسکے پاس امانت ہے دیدِ مرشد کی
رضا کے باغی سے میرا نہیں کوئی رشتہ
جہاں کوشیشہٴ فکرِ رضا سے دیکھتا ہوں
نظر میں نقش ہے تاجِ الشریعہ کا پیکر
پہنچ نہ پایا تو رہ کے جاں سسکتی ہے
نہ دیکھ پانے کا کفارہ کب ادا ہوگا؟
بہیں گے اب غمِ مرشد میں عمر بھر آنسو

فریدی! چشمِ وطن کو وہ درد کی معلوم

جو غم بھرا ہے، غریب الدیار آنکھوں میں

علم و فن کی سلطنت کے تاجدار اختر رضا

از قلم: محبوب گوہر اسلامپوری

+91 88253-39146

مفتی دیں، عالم تقویٰ شعار اختر رضا
اور تصوف کے انوکھے شہسوار اختر رضا
آپ کا ان ہستیوں میں ہے شمار اختر رضا
علم و فن کی سلطنت کے تاجدار اختر رضا
اعلیٰ درجہ کے ہیں اک مدحت نگار اختر رضا
کس طرح تھے اپنے آقا پر شمار اختر رضا
سمجھو نثر و نظم کے ہیں آبشار اختر رضا
آپ کی وہ بھی ہے علمی یادگار اختر رضا
سوچئے کتنے بڑے ہیں خاکسار اختر رضا
یہ بھی تصنیفات سے ہے آشکار اختر رضا
یاد آئے لمحہ لمحہ بار بار اختر رضا
ہوئی پوری جماعت سوگوار اختر رضا

ذی حشم، ذی مرتبت، عالی وقار اختر رضا
عبقری قائد، بلند اقبال مصلح، دیدہ ور
جن کے کردار و عمل سے ہو تعارف قوم کا
آسمان معرفت کے اک درخشنده قمر
نعتیہ دیوان سے یہ بات ثابت ہوگئی
کر گیا یہ فیصلہ خود ہی جنازے کا ہجوم
چشمہ سیال کی مانند ہے ان کا قلم
ہے بریلی کے جو متھرا پور میں اک جامعہ
دستخط میں بھی فقیر اختر رضا لکھتے رہے
وارث علم رضا کیوں آپ نے پایا لقب
بستی بستی قریہ قریہ کی جہاں گونجی صدا
آپ کی رحلت کی جیسے ہی خبر شائع ہوئی

مشتہر ہونے کی ان میں کیا رہے آخر للک

جب کہ گوہر ہیں سراپا اشتہار اختر رضا

☆☆☆

باغ رضا کی نکہت اختر رضا ہمارے

حضرت مولانا مفتی عیسیٰ رضوی صاحب (قنوج)

+91 79853-39124

کانکیر شریف چھتیس گڑھ

اسلاف کی امانت اختر رضا ہمارے
 علم رضا کے وارث مسلک کے ہیں محافظ
 عقبی کی ہیں ضمانت اختر رضا ہمارے
 اہل سنن کی عزت اختر رضا ہمارے
 حسنین کی کرامت اختر رضا ہمارے
 نام رضا کی برکت اختر رضا ہمارے
 ان کے لئے قیامت اختر رضا ہمارے
 باغ رضا کی نکہت اختر رضا ہمارے
 بزم سخن کی زینت اختر رضا ہمارے
 نوری ضیاء کی رنگت اختر رضا ہمارے
 روح روان ملت اختر رضا ہمارے
 ہیں اک نشان عظمت اختر رضا ہمارے
 غوث الوریٰ کے صدقے دنیا میں چھا گئے ہیں
 نام رضا سے نجدی تھرا کے بھاگتے ہیں
 اہل سنن کا گلشن ان سے مہک رہا ہے
 علم و ادب کی محفل پر کیف آپ سے ہے
 خورشید علم ان کا ہر سو چمک رہا ہے
 باقی ہے سنیت کی رونق انہیں کے دم سے
 زیبا ہے ان کے سر پر ازہر کا تاج یارو

شہرت ہے ان کی سارے اہل سنن میں نیر

نامی گرامی حضرت اختر رضا ہمارے

☆☆☆

وہ رضوی غضنفر ہیں تاج الشریعہ

حضرت مولانا مفتی شاکر علی مصباحی رضوی

91 98268-82882 + کا نکیر (چھٹیس گڑھ)

عطا ئیں یہ تجھ پر ہیں تاج الشریعہ ترے چپے گھر گھر ہیں تاج الشریعہ
ترا مرتبہ دیکھ کر تیرے اعدا سبھی آج ششدر ہیں تاج الشریعہ
ہوئیں سازشیں زیر کرنے کی لاکھوں مگر پھر بھی اوپر ہیں تاج الشریعہ
تمہارے کمالات کس سے بیاں ہوں بیاں سے وہ باہر ہیں تاج الشریعہ
فقط نام پر ان کے مرتی ہے دنیا نہ جادو نہ منتر ہیں تاج الشریعہ
پتہ جن سے منزل کا لاکھوں نے پایا وہ مرشد وہ رہبر ہیں تاج الشریعہ
سرا ہیں جنہیں مفتی اعظم ہند وہی پیارے اختر ہیں تاج الشریعہ
در خیر نخب جس نے اکھاڑا وہی عکس حیدر ہیں تاج الشریعہ
فقط نام سے جن کے لرزاں ہے باطل وہ رضوی غضنفر ہیں تاج الشریعہ
جو لے آئیں بحر فضائل سے موتی وہ ماہر شاد و ہیں تاج الشریعہ
بریلی نہیں صرف؛ سارا زمانہ ہے جن سے معطر ہیں تاج الشریعہ
فصاحت میں یکتا بلاغت میں تنہا اک ایسے سخنور ہیں تاج الشریعہ
فقاہت میں ثانی نہیں کوئی ان کا جی بھی فخر ازہر ہیں تاج الشریعہ
محدث مفسر مفسر مدبر سبھی تیرے در پر ہیں تاج الشریعہ
ہے نام ان کا اختر مگر اس زمیں کے درخندہ نیر ہیں تاج الشریعہ

صدف کو جو ملتا ہے قسمت سے شاکر

وہ نایاب گوہر ہیں تاج الشریعہ

فراقِ یار میں پھیکا ہے اب حیات کا رنگ

حضرت مولانا ڈاکٹر منصور فریدی صاحب

+91 82713-78779

چھپا ہوا ہے اسی میں مری نجات کا رنگ
 اے کاش! مجھ پہ بھی چڑھ جائے اُن کی ذات کا رنگ
 بسے ہوں اُن کے ہی جلوے مرے خیالوں میں
 ہو میرے نطق و بیاں میں اُنہی کی بات کا رنگ
 ادا نیں اِس لیے اُن کی مسینِ نقتل کرتا ہوں
 نگاہِ یار کو بھا جائے کچھ حیات کا رنگ
 تری حیات ہدایت کا ضوفاں مینار
 سببِ نجات کا ٹھہرا تری ممات کا رنگ
 سمجھ میں آ گیا میری فنا بقا کیا ہے
 کہ میں نے دیکھا ہے دنیائے بے ثبات کا رنگ
 نظر کے سامنے جو کچھ بھی ہے رہے باقی
 فنا کبھی نہ ہو اب یہ تصورات کا رنگ
 بتا رہا ہے ترا حبا گنا وہ راتوں کا
 کہ مات دے گیادن کو وہ ایک رات کا رنگ

تڑپ تڑپ کے فریدی کٹے گی عمر تمام
 فراقِ یار میں پھیکا ہے اب حیات کا رنگ

رواں عالم میں ہے سکھ مرے تاج الشریعہ کا

حضرت مولانا قمر الزماں مصباحی مظفرپوری

+91 94308-60560

زبان خلق پر نغمہ مرے تاج الشریعہ کا
 ہے رتبہ فکر سے بالا مرے تاج الشریعہ کا
 حدیث و فقہ ہو فتویٰ نویسی ہو تصوف ہو
 ہر اک محفل میں ہے چرچا مرے تاج الشریعہ کا
 لب و رخسار سے شان خداوندی ٹپکتی ہے
 مثالی ہے رخ زیبا مرے تاج الشریعہ کا
 قلم اٹھ جائے تو کوئی زباں کھلتے نہیں کھلتی
 رواں عالم میں ہے سکھ مرے تاج الشریعہ کا
 جسے دیکھو بھرے جاتے ہیں در پر دامن ہستی
 عجب ہے جوش پر باڑہ مرے تاج الشریعہ کا
 یہ طلعت حجتہ الاسلام کی پائی ہے اختر نے
 کہ خیرہ کن ہے آئینہ ہے مرے تاج الشریعہ کا
 ہوا کے دوش پر روشن دیا ہے استقامت کا
 کرامت خیز ہے جلوہ مرے تاج الشریعہ کا
 یہ کہہ دو حاسدوں سے دست قدرت خود محافظ ہے
 نہ خم ہوگا کبھی جھنڈا مرے تاج الشریعہ کا
 خدار کھے قمر، عسجد رضا کو یہ دعائیں کر
 یوں ہی مہکے گل تازہ مرے تاج الشریعہ کا

حق بیانی پر جو گھلتی ہے زبانِ ازہری

(مُبارک اُڑیسوی)

+91 93383-49429

رَشکِ صد افلاک ہے تنہا جہانِ ازہری
اپنے کردار و عمل کو رضویت کا رنگ دے
حق کہو حقانیت کا ساتھ دو نیکی کرو
دین کے کھلیان میں حُسنِ زراعت کیوں نہ ہو
واعظِ دین حَسَن کر آبِ پاشی از سُنْخَن
وار میں جسکے علی عباس کا ہو دَبَدَبہ
اُنکے مُنہ کا جملہ کیا ہے! ایک پتھر کی لکیر
حیف، ہائے استقامت سے جو کوسوں دور ہے
کیا تَصَوُّف اُنہیں تھا کیا تھے ولی وہ با کمال
غیرتِ شہیر کر بل یاد آتی ہے ہمیں
اُن سے بہتر کون بتلائے گا حق کیا چیز ہے
اب کہاں سے لائینگے ہم دوسرا اختر رضا
ہر بلندی سے ہے اُونچا آسمانِ ازہری
شہد بن کر تُو گھلے گا بر دہانِ ازہری
ہے یہی سب پڑھ کے دیکھو داستانِ ازہری
جبکہ مالی خود ہیں اس کے خواجگانِ ازہری
آ تَکَلُّم سے سجادے ارمغانِ ازہری
تیر وہ ڈھونڈا کرے ہر دم کمانِ ازہری
باغیوں سے گہدیں جا کر! حامیانِ ازہری
کیسے نام اُس کا لکھوں دَر دستانِ ازہری
یہ تو رب جانے وہی ہے رازدانِ ازہری
حق بیانی پر جو گھلتی ہے زبانِ ازہری
جن کے کانوں نے سنا ہوگا! بیانِ ازہری
کہتے کہتے رو پڑے پسماندہ گانِ ازہری

اُنکی میت پر مُبارک تھا وہ لوگوں کا جُوم

لگ رہا تھا ہے یہ گلِ ہندوستانِ ازہری



مرحبا وہ فخر ازہر ہے مرے اختر رضا

حضرت مولانا پھول محمد نعمت رضوی مظفر پور بہار

9470457536

وارثِ علم پیبر ہیں مرے اختر رضا

غوثِ صدائی کے مظہر ہیں مرے اختر رضا

جانشینِ مفتیِ اعظم ولی ابنِ ولی

اعلیٰ حضرت کے گل تر ہیں مرے اختر رضا

قاضی القضاۃ کے منصب پہ ہیں وہ ہند کے

علم و حکمت کے سمندر ہیں مرے اختر رضا

عالمِ اسلام میں شہرت ہے جن کے علم کی

مرحبا وہ فخر ازہر ہے مرے اختر رضا

شاعری بھی ان کے گھر کی ریت ہے سب نے کہا

واصفِ محبوبِ داور ہیں مرے اختر رضا

چند ساعت میں وہ حل کرتے ہیں دینی الجھنیں

فضلِ مولیٰ سے منور ہیں مرے اختر رضا

حضرت تاج الشریعہ ان کو کہتے ہیں سبھی

نعمتِ رضوی کے یاور ہیں مرے اختر رضا

زینت دارالقضاختر رضا خاں ازہری

مولانا اشرف رضا قادری

مدیر اعلیٰ سہ ماہی امین شریعت بریلی شریف

+91 98378-17726

اہل حق کے رہنما اختر رضا خاں ازہری
 بزم افتا کی ضیا اختر رضا خاں ازہری
 اعلیٰ حضرت کی دعا اختر رضا خاں ازہری
 آپ کا دنیا سے جانا، اس صدی کا بالیقین
 وقت آخر لب پہ تھی اللہ اکبر کی صدا
 آپ کی رحلت ہے ملت کے خسارے کا سبب
 یہ جنازہ دیکھنے کے بعد ثابت ہو گیا
 دور حاضر میں کہیں بھی دور تک ملتا نہیں
 غسل کعبہ کے حوالے سے ہوئی جب گفتگو
 خاندان رضویت کی آبرو بھی آپ ہیں
 سنیت کے مقتدا اختر رضا خاں ازہری
 زینت دارالقضاختر رضا خاں ازہری
 مظہر حامد رضا اختر رضا خاں ازہری
 ہے بڑا اک سانحہ اختر رضا خاں ازہری
 یہ بھی ہے فضل خدا اختر رضا خاں ازہری
 شک نہیں اس میں ذرا اختر رضا خاں ازہری
 آپ کی ہستی ہے کیا اختر رضا خاں ازہری
 آپ جیسا پیشوا اختر رضا خاں ازہری
 نام آیا آپ کا اختر رضا خاں ازہری
 مرحبا صد مرحبا اختر رضا خاں ازہری

ہے دعا گو اشرف خستہ لحد پر آپ کی

بر سے رحمت کی گھٹا اختر رضا خاں ازہری



باندھے عظمت کا سہرا کہاں چل دے

مولانا اشرف رضا قادری

مدیر اعلیٰ سہ ماہی امین شریعت بریلی شریف

+91 98378-17726

چھوڑ کر سب کو روتا کہاں چل دے
میرے تاج الشریعہ کہاں چل دے
عاشقوں کی ہے بارات اتری ہوئی
اہل سنت کے دولہا کہاں چل دے
درد کی ٹیس حد سے سوا بڑھ گئی
درد دل کے مسیحا کہاں چل دے
اے مرے فخر ازہر، شہنشاہ فن
باندھے عظمت کا سہرا کہاں چل دے
بستی بستی میں ہے تیری رحلت کا غم
شور ہے قریہ قریہ کہاں چل دے
میرے اختر رضا قادری ازہری
دے کے فرقت کا صدمہ کہاں چل دے
بعد سبطین میرا بھروسہ تھے تم
غم مجھے دے کے گہرا کہاں چل دے
چھپ گیا ہے کہاں پہ بریلی کا چاند
اختر برج تقویٰ کہاں چل دے
مسلک اعلیٰ حضرت کے جو میر تھے
وہ رضا کے نبیرہ کہاں چل دے

ڈھونڈتا پھر رہا ہے یہ اشرف رضا
چھوڑ کر اس کو آقا کہاں چل دے